نحو کی معروف درسی کتاب کی آسان اور عام فہم تشریح

تیسیر

شرح ابن عقیل

مولانا مختار احمد سلفی

مکتبہ اسلامیہ

نحو کی معروف درسی کتاب کی آسان اور عام فہم تشریح

تبصیر شرح ابن عقیل

مولانا مختار احمد سلفی

مکتبہ اسلامیہ

سیف الرحمٰن

ناشر .... محمد سرور عاصم

اشاعت 2014ء

مطبع

مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
0300-8661763

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

فہرست
(حصہ اوّل)

فہرست
(حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مصنف

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ!

شرح ابن عقیل نحو کی نصابی کتابوں میں ام الکتاب کی حیثیت رکھتی ہے، اور یہ تقریباً تمام مکتبہ فکر کے مدارس میں نحو کی آخری کتاب کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے، اور واقع ہی یہ اس لائق ہے کہ اسے منتہی طلبہ کو پڑھایا جائے، یہ ایک انتہائی شاندار کتاب ہے، اس کا انداز انتہائی سہل اور آسان ہے، اس میں نحو کے اصول وضوابط کو بڑی خاص ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں نحویوں کے مختلف مذاہب بیان کیے گئے ہیں، جن کو پڑھنے سے انسان کا ذہن وسیع اور جمود ختم ہو جاتا ہے، چونکہ یہ بڑی کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہے اس لیے وہاں پہنچ کر انسان کافی حد تک عبارت کو حل کرنے اور ترجمہ کرنے کے قابل تو ہو جاتا ہے، لیکن اس میں بیان کیے گئے اصول وضوابط اوران کے بارے مختلف مذاہب کو ذہن نشین کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے۔

مجھے مسلسل کئی سال اسے پڑھانے کا موقع ملا اس میں میرے سامنے جو چیز آئی وہ یہ تھی کہ اکثر طلبہ تقریبا صحیح عبارت بھی پڑھ لیتے ہیں اوراس کا ترجمہ بھی کر لیتے ہیں لیکن اس میں بیان کیے گئے اصول وضوابط اور مختلف مذاہب کو زبانی سناتے ہوئے انہیں مشکل پیش آتی ہے، اگر بالفرض سبق پڑھنے کے دوران سنا بھی لیں تو بعد میں بالخصوص امتحان کے موقع پر کتاب کی طوالت اور پھر اس میں بیان کیے گئے وسیع ذخیرہ علم کی وجہ سے اس کو دہرانے میں انہیں کافی مشکل پیش آتی ہے۔

اسی طرح وہ طلبہ جو کچھ وقفے کے بعد وفاق المدارس کا امتحان دینا چاہتے ہیں تو وہ بھی مکمل شرح ابن عقیل تو یاد نہیں کر سکتے، ان کے لیے یہ بہترین معاون ہے۔

تبصیر میں شرح ابن عقیل کے اندر بیان کیے گئے تمام اصول وضوابط ذکر کیے گئے

ہیں۔سب سے پہلے شعر کا ترجمہ کیا گیا ہے کیونکہ صحیح ترجمہ کرنے سے آدھا مطلب حل ہو جاتا ہے، پھر حل عبارت کی صورت میں اس شعر میں آنے والے مشکل الفاظ کو حل کیا گیا ہے، اس لفظ کا معنی، صرفی تحلیل یعنی صیغہ کا حل اور اگر کوئی نحوی اشکال ہے تو اس کا حل، پھر رموز شعر کی صورت میں اختصار سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس شعر میں صاحب کتاب کیا بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جب آدمی کو یہ پتا چل جاتا ہے کہ اس میں کیا بیان ہو رہا ہے تو پھر اس کی تفصیل میں جانا آسان ہو جاتا ہے، اس کے بعد خلاصہ کی صورت میں بالترتیب اس شعر میں بیان کیے گئے اصولوں کو ذکر کیا گیا ہے، تفصیل کو ذکر کرنے میں جہاں خاص ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہاں اس کو بیان کرتے ہوئے ضروری چیزوں کو سرخیوں سے بھی نمایاں کیا گیا ہے تاکہ سرخیوں کو ذہن میں رکھ کر پوری بات کو یاد رکھنے میں آسانی رہے، شرح میں آنے والے اشعار کا مکمل ترجمہ، حل عبارت کی صورت میں اس کے مشکل الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحلیل، محل استشہاد کی وضاحت، شرح میں آنے والے مشکل الفاظ کی توضیح، اسی طرح جہاں کسی چیز کی مختلف قسمیں بیان کی گئی ہیں، وہاں خلاصہ کلام کے طور پر اس کا ٹیبل بنا دیا گیا ہے تاکہ وہ ساری چیزیں سامنے آجائیں جو مختلف جگہوں میں بکھری پڑی ہیں اور وہ ذہن میں نقش ہو جائیں، بعض مقامات پر ابہام کی وضاحت فائدہ اور نوٹ کی صورت میں کی گئی ہے، یوں اس میں مکمل شرح ابن عقیل کا احاطہ کیا گیا ہے، کوئی بھی قابل ذکر بات نہیں چھوڑی گئی۔

اس لیے یہ اصل مقصود کو سمجھنے اور اسے یاد رکھنے کے لیے بہترین اور گراں قدر تحفہ ہے۔

جہاں یہ طلبہ کے لیے مفید ہے تو وہاں یہ ابتدائی اساتذہ کرام کے لیے بھی بہترین تحفہ ہے، مکمل عبارت کا ترجمہ کرنے سے پہلے طلبہ کے سامنے سبق کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے بہترین معاون ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات زندگی صاحب الفیہ

نام ونسب:

نام: جمال الدین، کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام عبداللہ۔

مکمل نسب نامہ یوں ہے ابوعبداللہ محمد جمال الدین بن عبداللہ بن مالک الطائی الاندلسی النحوی المالکی المعروف ابن مالک۔

ولادت باسعادت:

آپ 600ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، اس کے بعد قرب وجوار کے کئی علاقوں کا سفر کیا اور مشاہیر علماء سے مختلف علوم وفنون سیکھے، جس طرح امام المقری فرماتے ہیں۔ جب وہ بلاد مغرب میں تھے تو مالکی تھی، جب بلاد مشرق کی طرف گئے تو شافعی تھے اور جب دمشق پہنچے تو نحوی تھے۔

آپ نے دمشق میں حسن بن صباح اور ابوالحسن سخاوی سے علم حاصل کیا اور قراءت کا علم ابوالعباس احمد بن نوار سے حاصل کیا۔

امام موصوف جس طرح نحو کے امام تھے اسی طرح قراءت، لغت عرب، عربی ادب، نظم ونثر اور حدیث میں بھی ماہر تھے، نیز زہد وتقویٰ میں بھی منفرد تھے۔

وفات:

آپ 672ھ کو دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

تالیفات:

امام موصوف نے باقیات صالحات میں بہت سا اثاثہ چھوڑا جن میں مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں:

1 الفیه (ابن مالك) فی النحو 2۔ الاعتضاد فی الفرق بین الظاء والضاد

3 الافعال وتصریفها 4۔ الاکمال الاعلام بمثلة الکلام

5 تحفة المودود فی المقصودِ والممدود وغیره

حالاتِ زندگی صاحبِ شرح ابن عقیل

نام ونسب:

بہاء الدین، عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن عقیل، القرشی، الھاشمی، العقیلی آپ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے اس لیے ان کی طرف نسبت کی وجہ سے ابن عقیل کی کنیت سے معروف ہوئے۔

ولادت باسعادت اور تعلیم

آپ 9 محرم 698ھ کو جمعۃ المبارک کے دن مصر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے مختلف علما سے حاصل کی، پھر اس کے بعد قرب وجوار کے کئی علاقوں کا سفر کیا اور مشاہیر علما سے مختلف علوم وفنون سیکھے۔

علمی مقام ومرتبہ:

آپ کا شمار ائمہ نحو میں ہوتا ہے، دیگر علوم کے ساتھ ساتھ آپ نحو میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ابوحیان کے اس قول سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے:

((مَا تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ أَنحىٰ مِنِ ابْنِ عَقِيْلٍ))

"آسمان کی چھت کے نیچے ابن عقیل سے بڑا کوئی نحوی نہیں ہے۔"

• وفات:

آپ 23 ربیع الاول 769ھ بدھ کی شام قاہرہ میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

تالیفات:

ان کی بے شمار تالیفات ہیں جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

① شرح ابن عقیل، یہ الفیہ ابن مالک کی ایک بہترین شرح ہے، جو نہ اتنی مختصر ہے کہ بات پوری طرح سمجھ ہی نہ آئے اور نہ ہی اتنی لمبی ہے کہ پڑھنے والا ویسے ہی اکتا جائے، عبارت کے لحاظ سے انتہائی آسان ہے، اور بات کو سمجھانے کے لیے ترتیب بھی قابل تعریف ہے۔

② المساعد فی شرح التسهيل ③ التعليق الوجيز

الجزء الاوّل

خطبہ محمد بن مالک

١۔ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مَالِكِ   أَحْمَدُ رَبِّي اللّٰهَ خَيْرَ مَالِكِ

کہا محمد نے وہ ابن مالک ہے، میں تعریف کرتا ہوں اپنے رب اللہ کی (اس حال میں کہ) وہ اچھا مالک ہے۔

٢۔ مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى   وَآلِهِ الْمُسْتَكْمِلِينَ الشَّرَفَا

(اس حال میں کہ) میں درود بھیجتا ہوں نبی مصطفیٰ پر، اور آپ کی آل پر جو مکمل کرنے والے ہیں شرف (بزرگی) کو۔

٣۔ وَأَسْتَعِينُ اللّٰهَ فِي أَلْفِيَّهْ   مَقَاصِدُ النَّحْوِ بِهَا مَحْوِيَّهْ

اور میں مدد مانگتا ہوں اللہ سے الفیہ (کتاب کے بارے) میں، نحو کے مقاصد اس میں جمع کیے گئے ہیں۔

٤۔ تُقَرِّبُ الْأَقْصٰى بِلَفْظٍ مُوْجَزِ   وَتَبْسُطُ الْبَذْلَ بِوَعْدٍ مُنْجَزِ

قریب کرتا ہے الفیہ دور والے (معنی) کو مختصر لفظ کے ساتھ، اور وہ پھیلاتا ہے سخاوت کو پورا کیے ہوئے وعدہ کے ساتھ۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ الفیہ مشکل چیز کو مختصر الفاظ کے ساتھ آسان کر دیتا ہے۔

٥۔ وَتَقْتَضِي رِضًا بِغَيْرِ سُخْطِ   فَائِقَةً أَلْفِيَّةَ ابْنِ مُعْطِ

اور وہ تقاضا کرتا ہے رضا مندی کا بغیر ناراضگی کے، (اس حال میں کہ) وہ فائق ہے ابن معطی کے الفیہ سے۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آسان ہے اپنے پڑھنے والے کو خوش کرتا ہے نہ کہ ناراض۔

٦۔ وَهُوَ بِسَبْقٍ حَائِزٌ تَفْضِيلَا   مُسْتَوْجِبٌ ثَنَائِيَ الْجَمِيلَا

اور وہ ابن معطی سبقت کی بناء پر حاصل کرنے والا ہے فضیلت کو، اور (وہ) حق دار ہے میری اچھی تعریف کا۔

٧۔ وَاللّٰهُ يَقْضِي بِهِبَاتٍ وَافِرَهْ   لِي وَلَهُ فِي دَرَجَاتِ الْآخِرَهْ

اوراللہ تعالیٰ فیصلہ کرے وافر عطیّات کا، میرے لیے اور اس کے لیے آخرت کے درجات میں۔

حل عبارت: اَلشَّرَفَا: عزت۔ جب شین پر فتحہ پڑھیں تو یہ اَلْمُسْتَكْمِلِيْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس پر فتحہ ظاہری اور الف اطلاق کے لیے ہے، ج: اَشْرَافٌ جب شین پر ضمہ پڑھیں تو یہ آل کی دوسری صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اس پر کسرہ تقدیری ہے اس لیے کہ یہ اب اسم مقصور ہے جو کہ اصل میں شَرِيْفٌ (معزز آدمی) کی جمع شُرَفَاءُ اسم ممدود تھا۔ مَحْوِيَّةٌ: جمع کیے گئے۔ صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول باب ضرب، یہ اصل میں مَحْوُوْيَةٌ تھا، واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔

ابن معطی: سے مراد شیخ زین الدین، ابوالحسن، یحییٰ بن عبدالمعطی ہیں جو شمالی افریقہ میں 564ھ کو پیدا ہوئے، انہوں نے ایک عرصہ مصر اور دمشق میں عربی زبان پڑھی، عربی زبان کو جاننے میں، ان کا ایک منفرد مقام تھا، انہوں نے الفیہ کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں لکھیں، ان کا الفیہ یورپ میں چھپا اور علماء نے اس پر بہت سی شروحات لکھیں، یہ 628ھ کو مصر میں اللہ کو پیارے ہو گئے، ان کو امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر کے قریب دفن کر دیا گیا۔

کلام اور وہ چیز جس سے کلام بنتا ہے

۸۔ كَلَامُنَا لَفْظٌ مُفِيْدٌ كَاسْتَقِمْ وَاسْمٌ وَفِعْلٌ ثُمَّ حَرْفٌ الْكَلِمْ

ہمارا کلام مفید لفظ ہے، جیسے: اِسْتَقِمْ ، اور اسم فعل اور حرف کلمے ہیں۔

حل عبارت: كَلَامُنَا : سے مراد نحویوں کی کلام ہے۔ اسْمٌ وَفِعْلٌ ثُمَّ حَرْفٌ: فعل کا عطف اسم پر واؤ کے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ یہ اپنے معنی پر خود دلالت کرنے کی وجہ سے اسم کے قریب ہے اور حرف کا عطف ثُمَّ کے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ یہ اپنے معنی پر خود دلالت نہ کرنے کی وجہ سے رتبۃً اس سے بعید ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں کلام کی تعریف اور کلمہ کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

کلام کی تعریف: هُوَ اللَّفْظُ الْمُفِيْدُ فَائِدَةً يَحْسُنُ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا۔ کلام وہ مفید لفظ ہے جو ایسا فائدہ دے جس پر سکوت کرنا صحیح ہو۔

کلام کی یہ تعریف جامع مانع ہے جب اَللَّفْظُ کہا تو یہ اسم جنس ہونے کی وجہ سے کلام، کلمہ، کلم، مہمل جیسے: دَیْزٌ اور مستعمل جیسے: عَمْرٌو سب کو شامل ہے، الْمُفِيْدُ کہنے سے مہمل نکل گیا کیونکہ وہ مفید نہیں ہوتا، فَائِدَةً يَحْسُنُ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا کہنے سے کلمہ اور بعض کلم جو فائدہ مند نہ ہوں، جیسے: اِنْ قَامَ زَيْدٌ نکل گئے۔

کلام کی مثال: جیسے: اِسْتَقِمْ

مصنف نے فَائِدَةً يَحْسُنُ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا کہنے کی بجائے صرف اِسْتَقِمْ مثال پر اکتفا کر لیا ہے کیونکہ اس سے ایسا فائدہ حاصل ہو رہا ہے جس پر سکوت کرنا صحیح ہے۔

مصنف نے کلام کی تعریف کرتے ہوئے کَلَامُنَا کہا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کلام کی یہ تعریف نحویوں کی اصطلاح کے مطابق ہے نہ کہ لغویوں کی اصطلاح کے مطابق۔

لغویوں کے نزدیک کلام کی تعریف: کلام اس چیز کا نام ہے جس کے ساتھ بولا جائے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔

کلام کی اقسام: کلام صرف دو اسموں یا ایک اسم اور فعل سے مل کر بنتا ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَيْدٌ۔

مصنف رحمہ اللہ نے کلام کی مثال اِسْتَقِمْ کے ساتھ دی ہے یہ فعل اور فاعل ضمیر مستتر کے ساتھ مل کر کلام بنا ہے اصل میں اِسْتَقِمْ اَنْتَ تھا۔

کلم کی تعریف: کلم اسم جنس ہے اس کا واحد کلمہ ہے۔

کلم وہ ہے جو تین یا تین سے زیادہ کلموں سے مل کر بنے، جیسے: اِنْ قَامَ زَيْدٌ۔

کلام اور کلم کبھی حقیقتاً جمع ہو جاتے ہیں، جیسے: قَدْ قَامَ زَيْدٌ یہ کلام بھی ہے کیونکہ اس سے ایسا فائدہ حاصل ہو رہا ہے جس پر سکوت کرنا صحیح ہے۔ اور کلم بھی ہے کیونکہ یہ تین کلموں سے مرکب ہے، اور کبھی دونوں جمع نہیں ہوتے ان میں سے ایک ہوتا ہے دوسرا نہیں ہوتا، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ صرف کلام ہے اور اِنْ قَامَ زَيْدٌ صرف کلم ہے کلام نہیں ہے، کیونکہ اس میں تین کلمے ہیں اور پورا فائدہ حاصل نہیں ہو رہا۔

☆......☆......☆

۹۔ وَاحِدُهُ كَلِمَةٌ وَالْقَوْلُ عَمّْ ۔۔۔ وَكِلْمَةٌ بِهَا كَلَامٌ قَدْ يُؤَمّْ

اس (کلم) کا واحد کلمہ ہے اور قول عام ہے، اور کبھی کلمہ سے کلام مراد لیا جاتا ہے۔

حل عبارت: عَمَّ بمعنی عام ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ یہ صیغہ واحد مذکر فعل ماضی معلوم (باب نصر) ہے۔ ۲۔ یہ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل ہے، یہ اصل میں اَعَمُّ تھا، کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً اس کا ہمزہ حذف کر دیا۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ کلم اسم جنس ہے، اس کا واحد کلمہ ہے، کبھی کلمہ بول کر کلام مراد لیا جاتا ہے، اور قول کا اطلاق سب پر ہوتا ہے۔

خلاصہ:

کلمہ کی تعریف: هِيَ اللَّفْظُ الْمَوْضُوعُ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ کلمہ وہ لفظ ہے جو ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

یہ کلمہ کی جامع مانع تعریف ہے، الْمَوْضُوعُ لِمَعْنًى کہہ کر مہمل کو نکال دیا ہے، جیسے: دَیْزٌ اور مُفْرَد کہہ کر کلام کو نکال دیا ہے، کیونکہ وہ مفرد کے علاوہ معنی کے لیے وضع کیا جاتا ہے۔

کلمہ کی اقسام: کلمہ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔اسم ۲۔فعل ۳۔حرف

وجہ حصر: کلمہ کی تین ہی قسمیں اس لیے ہیں کہ اگر وہ اپنے معنی پر خود دلالت کرے اور اس میں زمانہ نہ ہو تو وہ اسم ہوگا اور اگر زمانہ ہو تو وہ فعل ہوگا اور اگر وہ اپنے معنی پر خود دلالت نہ کرے بلکہ اپنے غیر کے ساتھ مل کر دلالت کرے تو حرف ہوگا۔

قول: لفظِ قول سب کو شامل ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کلام، کلم اور کلمہ میں سے ہر ایک کو قول کہا جا سکتا ہے، اگر چہ بعض کے نزدیک اس کا اصل استعمال مفرد ہی کے لیے ہوتا ہے۔

کلمہ سے مراد کلام: کبھی کلمہ سے مراد کلام لیا جاتا ہے، جیسے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو کلمہ اخلاص کہتے ہیں، یعنی کلمہ اخلاص بول کر مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لیا جاتا ہے جو کہ کلام ہے۔

☆......☆......☆

۱۰۔ بِالْجَرِّ وَالتَّنْوِينِ وَالنِّدَا وَأَلْ   وَمُسْنَدٍ لِلِاسْمِ تَمْيِيزٌ حَصَلْ

جر، تنوین، نداء، الف لام اور اسناد الیہ کے ساتھ اسم (فعل اور حرف) سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسم کی علامات بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اسم کی علامتیں: اسم کی یہ پانچ علامتیں ہیں، جو اسم کو فعل اور حرف سے الگ کر دیتی ہیں:

۱۔ جر ۲۔ تنوین ۳۔ نداء ۴۔ الف لام ۵۔ اسنادالیہ۔

① جر: خواہ حرف جر کی وجہ سے آئے، اضافت کی وجہ سے آئے یا تابع ہونے کی وجہ سے آئے، جیسے: مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَيْدٍ الْفَاضِلِ۔ اس میں غلام مجرور بحرف جر، زید مجرور باضافت اور الفاضل تابع ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ اسم کی علامت ''جر'' کہنا بنسبت ''حرف جر'' کہنے سے زیادہ بہتر ہے، کیونکہ یہ مجرور کی تینوں صورتوں پر مشتمل ہے، جبکہ ''حرف جر'' جر بالاضافت اور جر بالتبعیہ کو شامل نہیں۔

② تنوین کی اقسام: اس کی چار قسمیں ہیں، جو اسم کے ساتھ خاص ہیں:

۱۔ تمکین ۲۔ تنکیر ۳۔ مقابلہ ۴۔ عوض

① تنوین تمکین: وہ تنوین جو اسم معرب کے آخر میں آئے، جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ۔ سوائے جمع مؤنث سالم اور جَوَارٍ و غَوَاشٍ جیسے اسماء کے (ان کا حکم عنقریب آگے آئے گا)۔

② تنوین تنکیر: وہ تنوین جو اسم مبنی کے آخر میں معرفہ اور نکرہ میں فرق کرنے کے لیے آئے، جیسے: مَرَرْتُ بِسِيْبَوَيْهِ وَبِسِيْبَوَيْهٍ آخَرَ۔ اس میں پہلا سیبویہ مبنی اور معرفہ ہے جبکہ دوسرا نکرہ ہے۔

③ تنوین مقابلہ: وہ تنوین جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں آئے، جیسے: مُسْلِمَاتٌ، یہ جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں آتی ہے۔

④ تنوین عوض: وہ تنوین جو مضاف الیہ کے عوض میں آئے، اس کی تین قسمیں ہیں:

❶ جملہ کے عوض: یہ إِذْ کے ساتھ آتی ہے، جیسے: وَأَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ یہ اصل میں حِيْنَ إِذْ بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ تھا پھر بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ جملہ کو حذف کر کے اس کے عوض إِذْ کے آخر میں تنوین لگا دی۔

❷ اسم کے عوض: یہ كُلٌّ کے ساتھ آتی ہے، جیسے: كُلٌّ قَائِمٌ یہ اصل میں كُلُّ إِنْسَانٍ قَائِمٌ تھا، پھر انسان کو حذف کر کے اس کے عوض كُل کے آخر میں تنوین لگا دی۔

❸ حرف کے عوض: یہ جَوَارٍ اور غَوَاشٍ جیسے اسماء کے آخر میں رفعی اور جری حالت میں یاء کے عوض میں آتی ہے، جیسے: هٰؤُلَاءِ جَوَارٍ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ یہ اصل میں جَوَارِيُ اور

جوَادِیِ تھا، یاء کو حذف کر کے اس کے عوض میں تنوین لگا دی۔

نوٹ: تنوین کی مزید دو قسمیں ہیں: ا۔ ترنم ۲ غالی یہ دونوں قسمیں اسم، فعل اور حرف تینوں پر آ جاتی ہیں۔

ا۔ تنوین ترنم: وہ تنوین جو قوافی مطلقہ کے آخر میں حرف علت کے عوض میں آئے، جیسے یہ شعر ہے: أَقِلّي اللَّوْمَ۔ عَاذِلَ۔ الْعِتَابَنْ وَقُوْلِي۔ اِنْ أَصَبْتُ۔ لَقَدْ أَصَابَنْ

''تو کم کر (چھوڑ دے) ملامت اور عتاب کو اے ملامت کرنے والی ☆ اور تو کہہ اگر میں درستگی کو پہنچوں تحقیق وہ درستگی کو پہنچ گیا۔''

فائدہ: قوافی مطلقہ سے مراد وہ قافیہ ہے جس کے آخر میں حرف علت ہو۔

حل عبارت: أَقِلّي: تو کم کر، یہاں اس سے مراد ہے کہ تو چھوڑ دے۔ صیغہ واحد مؤنث امر حاضر معلوم باب افعال۔ عَاذِلَ: ملامت کرنے والی، صیغہ واحد مؤنث اسم فاعل باب نصر، یہ اصل میں یَا عَاذِلَةُ تھا، ترخیم کی وجہ سے آخر سے تاء حذف کر دی، یہ منادیٰ مرخم ہے۔

محل استشہاد: الْعِتَابَنْ، اور اَصَابَنْ ہیں، یہاں الْعِتَابَنْ اسم اور اَصَابَنْ فعل اصل میں اَلْعِتَابَا اور اَصَابَا الف اطلاق کے ساتھ تھے، الف کو حذف کر کے اس کے بدلے میں ترنم کے لیے تنوین لے آئے۔

اسی طرح ایک اور شعر ہے: أَزِفَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا ○ لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ قریب ہے کوچ کرنا مگر یہ کہ ہماری سواریاں ہمیشہ رہیں ہمارے سامان کے ساتھ اور گویا کہ وہ جا چکی ہیں۔

حل عبارت: أَزِفَ: قریب ہوا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع۔ كَأَنْ: یہ مخففة من الثقيلة ہے، اصل میں كَأَنَّهَا تھا۔ قَدِنْ: اصل میں قَدْ زَالَتْ تھا، فعل کو حذف کر دیا اور قَدْ حرف کو باقی رکھا۔

محل استشہاد: قَدِنْ ہے۔ یہاں قَدِنْ اصل میں قَدْ حرف تھا اس کے آخر میں تنوین ترنم لائی گئی ہے۔

۲۔ تنوین غالی: وہ تنوین جو قوافی مقیدہ کے آخر میں حرف صحیح ساکن کے ساتھ آئے۔ اسے

امام اخفش نے بیان کیا ہے۔
جیسے: یہ شعر ہے: وَقَاتِمِ الْأَعْمَاقِ خَاوِی الْمُخْتَرَقْنْ
اور کتنی ہی ایسی تاریک وادیاں ہیں کہ خالی ہیں ان کی گزر گاہیں۔
حل عبارت: قَاتِمِ: سیاہی مائل، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب سمع۔ الْأَعْمَاقِ: وادیاں، جنگلات کے اطراف واکناف، م: عُمْقٌ۔ خَاوِی: خالی، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضرب۔ الْمُخْتَرَقِ: گزرنے کی جگہ، راستہ، صیغہ واحد، اسم ظرف، باب افتعال، یہ اصل میں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور تھا، پھر وقف کی وجہ سے ساکن ہو گیا۔
محل استشہاد: الْمُخْتَرَقْنْ ہے۔ یہ اصل میں الْمُخْتَرَقْ تھا، پھر ترنم کے لیے اس کے آخر میں تنوین کو لایا گیا۔
فائدہ: قوافی مقیدہ سے مراد وہ قافیہ ہے جس کے آخر میں حرف صحیح ساکن ہو۔
مصنف رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مکمل تنوین اسم کا خاصہ ہے حالانکہ بات ایسے نہیں بلکہ صرف تنوین تمکین، تنکیر، مقابلہ اور عوض اسم کا خاصہ ہیں باقی تنوین ترنم اور غالی اسم، فعل اور حرف سب کے ساتھ آجاتی ہیں۔
③ نداء: یہ حرف نداء کا اثر ہے اور حرف نداء صرف اسم پر آتا ہے لہٰذا یہ بھی اسم کے ساتھ خاص ہو گئی، جیسے: یَا زَیْدُ
④ الف لام: یہ تعریف کا فائدہ دیتا ہے اور تعریف اسم کے ساتھ خاص ہے لہٰذا یہ بھی اسم کے ساتھ خاص ہو گیا، جیسے: اَلرَّجُلُ۔
مصنف رحمہ اللہ نے ''الف لام'' کی جگہ ''ال'' استعمال کیا ہے، یہ بعض متقدمین مثلاً خلیل وغیرہ کی عبارت میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے۔
⑤ اسناد الیہ: اس کی طرف نسبت کرنا صحیح ہو، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ مسند الیہ ہے۔
مصنف رحمہ اللہ نے ''الاسناد له'' کی جگہ ''مسند'' استعمال کیا ہے۔
حل عبارت: أَشْمَلُ: زیادہ مشتمل، صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل باب سمع۔

خلاصہ کلام:

اسم کی علامتیں

اسناد الیہ	الف لام	نداء	تنوین	جر
زَیْدٌ قَائِمٌ	اَلرَّجُلُ	یَا زَیْدُ		مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَیْدِ الْفَاضِلِ

تنوین:

غالی	ترنم	عوض	مقابلہ	تنکیر	تمکین
الْمُخْتَرَقِنْ	الْعِتَابَنْ	حِیْنَئِذٍ، کُلٌّ قَائِمٌ، هٰؤُلَاءِ جَوَارٍ	مُسْلِمَاتٌ	مَرَرْتُ بِسِیْبَوَیْهِ وبِسِیْبَوَیْهٍ آخَرَ	زَیْدٌ

☆......☆......☆

١١۔ بِتَا فَعَلْتَ وَأَتَتْ وَيَا افْعَلِي   وَنُوْنِ أَقْبِلَنَّ فِعْلٌ يَنْجَلِي

فَعَلْتَ اور اَتَتْ کی تاء، اِفْعَلِيْ کی یاء اور أَقْبِلَنَّ کے نون کے ساتھ فعل واضح ہو جاتا ہے۔

حل عبارت: یہاں یَنْجَلِي فعل خبر ہے، جس کا معمول بِتَا فَعَلْتَ، فِعْلٌ مبتدا سے پہلے آیا ہے جو کہ ناجائز ہے، یہاں اس کے جائز ہونے کی دو صورتیں ہیں: ا۔ یہ ضرورت شعری کی بناء پر صحیح ہے، ۲۔ جب معمول جار مجرور ہو تو وسعت کی بناء پر مقدم آنا جائز ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں فعل کی علامات بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

فعل کی علامتیں: فعل کی درج ذیل چار علامتیں ہیں جن کے ساتھ وہ اسم اور حرف سے ممتاز ہو جاتا ہے: ا۔ تائے فاعلہ ۲۔ تائے تانیث ساکنہ ۳۔ یائے فاعلہ ۴۔ نون تاکید

① تائے فاعلہ: یہ متکلم کے لیے مضموم، جیسے: فَعَلْتُ، مخاطب مذکر کے لیے مفتوح، جیسے: فَعَلْتَ اور مخاطب مؤنث کے لیے مکسور ہوتی ہے، جیسے: فَعَلْتِ

② تائے تانیث ساکنہ: جیسے: نِعْمَتْ، بِئْسَتْ، تا ساکنہ کہہ کر اس تاء متحرکہ کو خارج کیا ہے جو اسماء اور حروف کے آخر میں آتی ہے، جیسے: مُسْلِمَةٌ، لَاتَ، رُبَّتَ، ثُمَّتَ و غیرہ البتہ رُبَّ اور ثُمَّ کے ساتھ تاء ساکنہ کا آنا قلیل ہے، جیسے: رُبَّتْ، ثُمَّتْ۔

③ یائے فاعلہ: یہ فعل امر اور فعل مضارع کے آخر میں آتی ہے، جیسے: اِضْرِبِيْ، تَضْرِبِيْنَ یہ فعل ماضی کے ساتھ نہیں آتی۔

فائدہ: مصنف نے اِفْعَلِيْ کی یاء کہا ہے یاء ضمیر نہیں کہا کیونکہ اس میں یاء متکلم بھی داخل ہوتی ہے اور یہ فعل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اسم اور حرف کے ساتھ بھی آ جاتی ہے، جیسے: اَكْرَمَنِيْ، غُلَامِيْ، اِنِّيْ جب کہ یاء فاعلہ صرف فعل کے ساتھ آتی ہے

④ نون تو کید: خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنُخْرِجَنَّكَ﴾ اور ﴿لَنَسْفَعًا﴾

فائدہ: لَنَسْفَعًا کے آخر میں نون تاکید خفیفہ ہے، جو تنوین کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

خلاصہ کلام:

فعل کی علامتیں

نون تاکید	یائے فاعلہ	تائے تانیث ساکنہ	تائے فاعلہ
لَنُخْرِجَنَّكَ، لَنَسْفَعًا	اِضْرِبِيْ، تَضْرِبِيْنَ	نِعْمَتْ، بِئْسَتْ	فَعَلْتُ، فَعَلْتَ، فَعَلْتِ

☆......☆......☆

۱۲۔ سِوَاهُمَا الْحَرْفُ كَهَلْ وَفِيْ وَلَمْ   فِعْلٌ مُضَارِعٌ يَلِيْ لَمْ كَيَشَمْ

اسم اور فعل کے علاوہ حرف ہے، جیسے: هَلْ، فِيْ اور لَمْ، فعل مضارع ملتا ہے لَمْ سے، جیسے: يَشَمُّ

حل عبارت: يَشَمُّ: وہ سونگھتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب سمع، یہ وقف کی وجہ سے ساکن ہے، اصل میں يَشَمُّ تھا۔

فائدہ: یشم، باب نصر سے بھی آتا ہے۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں حرف کی علامت، اس کی قسمیں اور فعل مضارع کی علامت بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

حرف کی علامت: یہ ہے کہ وہ اسم اور فعل کی علامتوں سے خالی ہوتا ہے، جس کے ساتھ وہ اسم اور فعل سے ممتاز ہو جاتا ہے، جیسے: هَلْ، فِيْ، لَمْ۔

حرف کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مختص ۲۔ غیر مختص

① مختص: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اسم کے ساتھ خاص، مثلاً فِيْ جیسے: زَيْدٌ فِي الدَّارِ
۲۔ فعل کے ساتھ خاص مثلاً لَمْ جیسے: لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ

② غیر مختص: اس سے مراد وہ حرف ہے جو اسم اور فعل دونوں پر داخل ہو سکتا ہے، مثلاً هَلْ، جیسے: هَلْ زَيْدٌ قَائِمٌ، هَلْ قَامَ زَيْدٌ

فعل کی اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ ماضی ۲۔ مضارع ۳۔ امر

فعل مضارع کی علامت: یہ ہے کہ اس پر لَمْ کا داخل ہونا صحیح ہو، جیسے: يَشَمُّ سے لَمْ يَشَمَّ، يَضْرِبُ سے لَمْ يَضْرِبْ۔

☆......☆......☆

۱۳۔ وَمَاضِيَ الْأَفْعَالِ بِالتَّا مِزْ وَسِمْ بِالنُّوْنِ فِعْلَ الْأَمْرِ إِنْ أَمْرٌ فُهِمْ

اور فعل ماضی کو تاء کے ساتھ ممتاز کر اور علامت مقرر کر نون کے ساتھ فعل امر کی اگر امر کا معنی سمجھا جائے۔

حل عبارت: مِزْ: تو ممتاز کر، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں اِمْيِزْ تھا، یاء متحرک ماقبل ساکن یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی، دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے یاء کو گرا دیا، فاء کلمہ متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اسے بھی گرا دیا۔ سِمْ: تو علامت لگا، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے مثال واوی، یہ تَسِمُ سے بنا ہے، امر بناتے وقت علامت مضارع تاء کو گرا دیا، اس کا مابعد متحرک ہے آخر سے ساکن کر دیا۔

رموزِشعر:

اس شعر میں فعل ماضی اور فعل امر کی علامت بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

فعل ماضی کی علامت: یہ ہے کہ اس کے ساتھ تاء آتی ہے، تاء سے مراد تائے فاعلہ اور تائے تانیث ساکنہ ہے، یہ صرف فعل ماضی لفظاً ❶ کے ساتھ آتی ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿تبارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾، ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ﴾

فعل امر کی علامت: یہ ہے کہ وہ نون تاکید کو قبول کرے اور اس میں بِصِيغَتِهٖ ❷ امر کا معنی ہو، جیسے: اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ۔

☆......☆......☆

١٤۔ وَالْأَمْرُ اِنْ لَمْ يَكُ لِلنُّوْنِ مَحَلْ فِيْهِ هُوَ اسْمٌ نَحْوُ صَهْ وَحَيَّهَلْ

اور امر اگر نہ ہو نون کے لیے جگہ۔ اس میں تو وہ اسم (فعل) ہوگا، جیسے: صَهْ اور حَيَّهَلْ

رموزِشعر:

اس شعر میں فعل امر اور اسم فعل بمعنی امر کا فرق بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

فعل امر اور اسم فعل بمعنی امر کا فرق:

اگر کوئی کلمہ امر (حکم) پر دلالت کرے اور نون تاکید کو قبول نہ کرے تو وہ اسم فعل ہوگا، جیسے: صَهْ بمعنی اُسْكُتْ، حَيَّهَلْ بمعنی أَقْبِلْ۔ یہ اگرچہ امر پر دلالت کرتے ہیں لیکن نون تاکید کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے اسم فعل ہیں۔

پس فعل امر اور اسم فعل بمعنی امر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نون تاکید کو قبول کرنا اور قبول نہ کرنا ہے، اگر وہ نون تاکید کو قبول کرلے تو فعل امر جیسے: اُسْكُتَنَّ، اَقْبِلَنَّ جائز اور اگر وہ نون

---

❶ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے لفظ ماضی والے ہوں کبھی صرف معنی ماضی والا ہوتا ہے، جیسے: فعل نفی جحد بلم معلوم لَمْ يَعْلَمْ۔

❷ اس سے مراد صرف امر حاضر معلوم ہے، جس کا مستقل وزن ہوتا ہے۔

تاکید کو قبول نہ کرے تو اسم فعل ہوگا، جیسے: صَهْ اور حَیَّهَلْ میں نون تاکید کو لانا جائز نہیں ہے۔

فائدہ: اسی طرح وہ کلمہ جو فعل ماضی یا فعل مضارع کے معنی پر دلالت کرے مگر وہ فعل ماضی یا فعل مضارع کی علامت کو قبول نہ کرے تو وہ اسم فعل ہوگا۔

☆......☆......☆

معرب اور مبنی کا بیان

۱۵۔ وَالْاِسْمُ مِنْهُ مُعْرَبٌ و مَبْنِي   لِشَبَهٍ مِنَ الْحُرُوْفِ مُدْنِي

اور بعض اسم معرب ہیں اور بعض مبنی ہیں، ایسی مشابہت کی وجہ سے جو حرف کے قریب کرنے والی ہو۔

حل عبارت: مُدْنِي: قریب کرنے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب افعال، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہاں اس کے آخر میں یاء زائدہ اشباع کے لیے ہے لام کلمہ نہیں ہے، اس لیے کہ اسم منقوص نکرہ کی یاء جری حالت میں وجوبی طور پر حذف ہو جاتی ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسم کی دو قسموں؛ معرب اور مبنی کا بیان اور مبنی کی تعریف کی گئی ہے۔

خلاصہ:

① معرب: وہ اسم ہے جو حروف کے مشابہ نہ ہو۔

② مبنی: وہ اسم ہے جو حروف کے مشابہ ہو۔

مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک مبنی ہونے کی علت صرف حرف کے ساتھ مشابہت ہے، ابو علی فارسی کے نزدیک مبنی ہونے کی علت صرف حرف یا جو اس کے معنی کو متضمن ہو، کے ساتھ مشابہت ہے۔

سیبویہ نے وضاحت کی ہے کہ مبنی ہونے کی تمام علتیں حرف کے ساتھ مشابہت کی طرف لوٹتی ہیں، ابن ابی الربیع نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

☆......☆......☆

١٦ـ كَالشَّبَهِ الْوَضْعِيِّ فِي اسْمَيْ جِئْتَنَا   وَالْمَعْنَوِيِّ فِي مَتٰى وَفِي هُنَا

جیسے وضعی مشابہت جِئْتَنَا کے دو اسموں میں اور معنوی مشابہت مَتٰی اور هُنَا میں

١٧ـ وَكَنِيَابَةٍ عَنِ الْفِعْلِ بِلَا   تَأَثُّرٍ وَكَافْتِقَارٍ أُصِّلَا

اور جیسے نائب ہونا فعل کا بغیر اثر قبول کیے اور جیسے محتاج ہونا اصل کے اعتبار سے (لازمی طور پر)

حل عبارت: الْمَعْنِيُّ: مفہوم، یہاں اس کا معنی ہے ''مراد''، صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، یہ اصل میں مَعْنُوْيٌ تھا، واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوئیں ان میں سے پہلی ساکن ہے، واؤ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیا۔

أُصِّلَا: اصل بنایا گیا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں اسم مبنی کی حرف کے ساتھ مشابہت کی صورتیں بیان کی گئی ہیں جو کہ درج ذیل چار ہیں:

خلاصہ:

١ـ مشابہت وضعی ٢ـ مشابہت معنوی ٣ـ مشابہت نیابتی ٤ـ مشابہت افتقاری

① مشابہت وضعی: یہ ہے کہ کسی اسم میں اصل وضع کے اعتبار سے صرف ایک یا دو حرف ہوں، جیسے: جِئْتَنَا میں تاء اسم مبنی ہے، اس لیے کہ وہ ایک حرف ہونے کی وجہ سے وضع میں حرف جر (باء) کے مشابہ ہے، یہ اسم اس لیے ہے کہ یہ فاعل ہے، اور نَا بھی اسم مبنی ہے اس لیے کہ اس میں دو حرف ہونے کی وجہ سے یہ وضع میں حرف جر (مِنْ) کے مشابہ ہے، یہ اسم اس لیے ہے کہ یہ مفعول ہے۔

② مشابہت معنوی: یہ ہے کہ کسی اسم میں وہی معنی پائے جائیں جو حرف میں ہوں، اس کی دو قسمیں ہیں:

① اسم معنی میں جس حرف کے مشابہ ہو وہ لفظوں میں موجود ہوگا، جیسے: مَتٰی یہ اسم مبنی ہے اس

لیے کہ یہ معنی میں حرف استفہام ہمزہ اور حرف شرط اِنْ کے مشابہ ہے، ہمزہ اور اِنْ لفظوں میں موجود ہیں، جیسے: مَتٰی تَقُوْمُ، مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ

② وہ حرف موجود نہیں ہوگا، جیسے: هُنَا یہ اسم مبنی ہے اس لیے کہ یہ معنی میں حرف (اشارہ) کے مشابہ ہے لیکن وہ حرف لفظوں میں موجود نہیں ہے، اس لیے کہ اشارہ ایک معنوی چیز ہے حق تو یہ تھا کہ اس کے لیے کوئی حرف وضع کیا جاتا جیسے باقی معنوی چیزوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلاً نفی کے لیے ما، نہی کے لیے لا، تمنی کے لیے لَيْتَ اور ترجی کے لیے لَعَلَّ۔ لہٰذا اسم اشارہ معنی میں مقدر حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

③ مشابہت نیابتی: یہ ہے کہ کوئی اسم فعل کا نائب ہونے اور عامل کا اثر قبول نہ کرنے میں حرف کے مشابہ ہو، جیسے: اسماء افعال مثلاً دَرَاكِ زَيْدًا اس میں دَرَاكِ مبنی ہے اس لیے کہ وہ عامل بننے اور معمول نہ بننے میں حرف کے مشابہ ہے، حرف بھی عامل بنتا ہے معمول نہیں بنتا۔

بِلَا تَأَثُّرٍ کی قید لگا کر ان اسماء کو خارج کیا ہے جو فعل کا نائب ہونے کے ساتھ ساتھ معمول بھی بن جاتے ہیں، جیسے: ضَرْبًا زَيْدًا اس میں ضَرْبًا، اِضْرِبْ فعل کا نائب ہے لیکن عامل کے اثر کو قبول کرنے کی وجہ سے مبنی نہیں ہے، اس لیے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے، جب کہ دَرَاكِ، اَدْرِكْ فعل کا نائب ہے اور کسی کا معمول نہیں بنتا۔ مصدر جو فعل کی جگہ پر آئے اور اسماء افعال، فعل کا نائب ہونے میں برابر ہیں لیکن مصدر معمول بن جاتا ہے اس لیے وہ حرف کے مشابہ نہ ہونے کی وجہ سے معرب ہے جب کہ اسماء افعال معمول نہیں بنتے اس لیے وہ حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسماء افعال کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا لیکن یہ مسئلہ اختلافی ہے اس کا ذکر اسماء افعال کی بحث میں ہوگا۔

④ مشابہت افتقاری: یہ ہے کہ کوئی اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے کے لیے حرف کی طرح لازمی طور پر دوسرے کا محتاج ہو، جیسے: اسمائے موصولہ اَلَّذِيْ یہ اپنے تمام حالات میں صلہ کا محتاج ہوتا ہے تو یہ لازمی طور پر محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔

اسم مبنی کی اقسام: اس کی درج ذیل چھ قسمیں ہیں:

۱۔مضمرات ۲۔اسمائے شرط ۳۔اسمائے استفہام ۴۔اسمائے اشارہ
۵۔اسمائے افعال ۶۔اسمائے موصولہ۔

خلاصہ کلام:

اسم کی حرف کے ساتھ مشابہت کی صورتیں

وضعی	~~نیابتی~~ معنوی افتقاری
جِئْتَنَا میں تا وضع میں حرف جر با کے مشابہ ہے	اَلَّذِیْ یہ صلہ کا محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہے
معنوی نیابتی	نیابتی افتقاری
مَتٰی یہ معنی میں حرف استفہام کے مشابہ ہے	ذَرَاكِ یہ عامل بننے اور معمول نہ بننے میں حرف کے مشابہ ہے

☆......☆......☆

۱۸۔ وَمُعْرَبُ الْاَسْمَاءِ مَا قَدْ سَلِمَا مِنْ شَبَهِ الْحَرْفِ كَأَرْضٍ وَسُمَا

اور معرب اسماء وہ ہیں جو سالم ہوں حرف کی مشابہت سے جیسے: اَرْضٌ اور سُمًا

حل عبارت: سَلِمَا: محفوظ، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ سُمًا: اسم مقصور، یہ اِسْمٌ کی ایک لغت ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسم معرب کی تعریف اور اس کی مثال ذکر کی گئی ہے۔

خلاصہ:

اسم معرب: وہ اسم ہے جو حرف کے مشابہ نہ ہو، جیسے: اَرْضٌ اور سُمًا

اسم معرب کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔صحیح ۲۔معتل

۱۔صحیح: وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو، جیسے: اَرْضٌ

۲۔معتل: وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت ہو، جیسے سُمًا

فائدہ: سُمًا یہ اسم کی ایک لغت ہے، اسم میں کل چھ لغتیں ہیں: ۱۔اِسْمٌ ۲۔اُسْمٌ ۳۔سِمٌ ۴۔سُمٌ ۵۔سِمًا ۶۔سُمًا۔

اسی طرح معرب کی دو اور قسمیں ہیں: ۱۔ متمکن امکن ۲۔ متمکن غیر امکن

۱۔ متمکن امکن: اس سے مراد منصرف ہے، جیسے: زَیْدٌ، عَمْرٌو

۲۔ متمکن غیر امکن: اس سے مراد غیر منصرف ہے، جیسے: اَحْمَدُ، مَسَاجِدُ، مَصَابِیْحُ

فائدہ: غیر متمکن سے مراد مبنی اور متمکن سے مراد معرب ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

۱۹۔ وَفِعْلُ اَمْرٍ وَمُضِیٍّ بُنِیَا　　وَاَعْرَبُوْا مُضَارِعًا اِنْ عَرِیَا

اور فعل امر اور فعل ماضی مبنی بنائے گئے ہیں، اور انہوں (نحویوں) نے معرب قرار دیا ہے مضارع کو اگر وہ خالی ہو۔

۲۰۔ مِنْ نُوْنِ تَوْکِیْدٍ مُبَاشِرٍ وَمِنْ　　نُوْنِ اِنَاثٍ کَیَرُعْنَ مَنْ فُتِنَ

متصل نون تاکید سے اور نون جمع مؤنث سے جیسے: یَرُعْنَ مَنْ فُتِنَ [1]

حل عبارت: عَرِیَا: وہ خالی ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ یَرُعْنَ: وہ ڈراتی ہیں، صیغہ جمع مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں یَرْوُعْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، دو ساکن جمع ہونے سے واؤ کو گرا دیا۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں فعل مبنی اور معرب کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

اسماء اور افعال اصل میں معرب ہیں یا مبنی؟

اسماء اور افعال میں معرب ہونا اصل ہے یا فرع، اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔

بصریوں کے نزدیک اسماء میں معرب ہونا اصل اور فعلوں میں فرع ہے، فعلوں میں مبنی ہونا اصل ہے۔

---

[1] وہ ڈراتی ہیں اس شخص کو جو فتنہ میں مبتلا کیا گیا۔

کوفیوں کے نزدیک اسماء اور افعال دونوں میں معرب ہونا اصل ہے۔ بصریوں کا مذہب صحیح ہے۔

البسیط میں ضیاء الدین بن علج نے لکھا ہے کہ بعض نحویوں کے نزدیک افعال میں معرب ہونا اصل اور اسماء میں فرع ہے۔

فعل مبنی: اس کی دو قسمیں ہیں:

① فعل ماضی: یہ بالاتفاق مبنی ہے، اس کے مبنی ہونے کی تین صورتیں ہیں:

① مبنی برفتحہ: جب یہ واؤ جمع اور ضمیر مرفوع متحرک سے خالی ہو، جیسے: ضَرَبَ۔

② مبنی برضمہ: جب اس کے ساتھ واؤ جمع ہو، جیسے: ضَرَبُوْا

③ مبنی برسکون: جب اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک ہو، جیسے: ضَرَبْتَ۔

② فعل امر: یہ بصریوں کے نزدیک مبنی اور کوفیوں کے نزدیک معرب ہے، بصریوں کا مذہب راجح ہے، جیسے: اِضْرِبْ۔

فعل معرب: فعل مضارع معرب ہے، جب اس کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع مؤنث نہ ہو، جیسے: یَضْرِبُ۔

جب اس کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ متصل ہو تو یہ مبنی برفتحہ ہوتا ہے، جیسے: هَلْ تَضْرِبَنَّ۔ اگر یہ نون متصل نہ ہو تو یہ معرب ہوگا، یعنی جب فعل اور نون کے درمیان الف تثنیہ، واؤ جمع یا یاء مخاطبہ ہو تو یہ معرب ہوگا، جیسے: هَلْ تَضْرِبَانِّ، هَلْ تَضْرِبُنَّ، هَلْ تَضْرِبِنَّ یہ اصل میں تَضْرِبَانِنَّ، تَضْرِبُوْنَنَّ، تَضْرِبِیْنَنَّ تھے، تین نون جمع ہونے کے ناپسند ہونے کی وجہ سے پہلے نون کو حذف کر دیا، پھر جمع اور واحد مؤنث مخاطب کے صیغہ سے واؤ اور یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔

جمہور کے نزدیک فعل مضارع کے مبنی ہونے کے لیے نون تاکید کا متصل ہونا ضروری ہے، جیسے: هَلْ تَضْرِبَنَّ یَازَیْدُ اگر وہ (نون تاکید) متصل نہ ہو تو یہ (مضارع) معرب ہوگا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ خالی نہ ہو تو یہ مبنی ہوگا۔

اخفش کے نزدیک فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید آنے سے وہ مبنی بن جاتا ہے نون

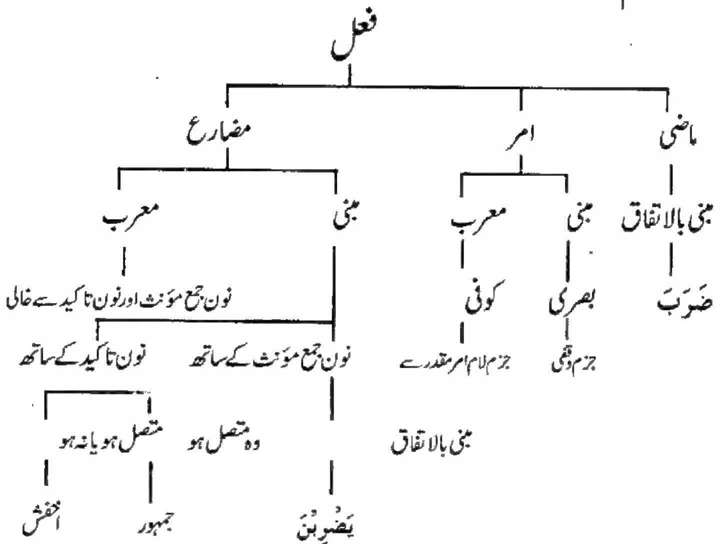
تاکید خواہ متصل ہو یا نہ ہو۔

بعض کے نزدیک فعل مضارع نون تاکید متصل ہونے کے باوجود معرب ہی رہتا ہے۔

جب اس کے ساتھ نون جمع مؤنث آئے تو یہ مبنی بر سکون ہوتا ہے، جیسے: الْهِنْدَاتُ يَضْرِبْنَ۔

مصنف کے نزدیک اس صورت میں فعل مضارع کے مبنی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، جب کہ شارح فرماتے ہیں کہ اس میں بھی اختلاف ہے، استاد ابوالحسن بن عصفور نے شرح الایضاح میں اسے نقل کیا ہے۔

خلاصہ کلام:



نوٹ: بعض کے نزدیک فعل مضارع نون تاکید متصل ہونے کے باوجود بھی معرب ہی رہتا ہے۔

حل عبارت: كَرَاهَةَ تَوَالِي الْأَمْثَالِ: ایک جیسے حروف کے پے در پے آنے کے ناپسند ہونے کی بنا پر۔

☆ ... ☆ ...... ☆

۲۱۔ وَكُلُّ حَرْفٍ مُسْتَحِقٌّ لِلْبِنَاءِ　　وَالْأَصْلُ فِي الْمَبْنِيِّ أَنْ يُسَكَّنَا

اور ہر حرف بناء کا مستحق ہے، اور مبنی میں اصل یہ ہے کہ وہ ساکن ہو۔

۲۲۔ وَمِنْهُ ذُو فَتْحٍ وَذُو كَسْرٍ وَضَمّْ　　كَأَيْنَ، أَمْسِ، حَيْثُ وَالسَّاكِنُ كَمْ

— مبنی میں سے بعض فتحہ والے، بعض کسرہ والے اور بعض ضمہ والے ہوتے ہیں، جیسے: أَيْنَ، أَمْسِ، حَيْثُ اور ساکن كَمْ ہے۔

حل عبارت: اَنْ يُسَكَّنَا: وہ سکون دیا جائے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مجہول، باب تفعیل، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام حروف مبنی ہیں۔

خلاصہ:

اور مبنی ہونے میں اصل یہ ہے کہ وہ مبنی بر سکون ہو مگر وہ کبھی اس کے علاوہ مبنی بر فتحہ، کسرہ اور ضمہ بھی ہوتا ہے۔

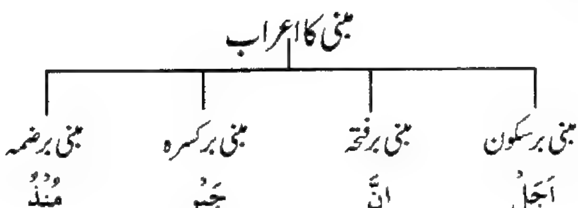
تمام حروف مبنی ہیں: اس لیے کہ یہ اپنے معنی پر دلالت کرنے کے لیے اعراب کے محتاج نہیں ہوتے، جیسے: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ (میں نے بعض درہم لیے) یہاں مِنْ کا معنی بعض ہے جو بغیر اعراب کے حاصل ہو رہا ہے۔

مبنی میں اصل سکون ہے: اس لیے کہ سکون حرکت سے زیادہ خفیف ہے۔

مبنی کو کسی سبب کی وجہ سے حرکت دی جاتی ہے، مثلاً دو ساکن جمع ہوں تو اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے حرکت دی جاتی ہے، یہ حرکت کبھی فتحہ، جیسے: أَيْنَ، قَامَ، إِنَّ کبھی کسرہ، جیسے: أَمْسِ، جَيْرِ کبھی ضمہ، جیسے: حَيْثُ، مُنْذُ اور کبھی سکون ہوتی ہے، جیسے: كَمْ، اضْرِبْ، اَجَلْ۔

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ فعل مبنی بر کسرہ یا ضمہ نہیں ہوتا بلکہ اسم یا حرف مبنی بر کسرہ اور ضمہ ہوتے ہیں اور مبنی بر فتحہ اور مبنی بر سکون اسم، فعل اور حرف تینوں ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام:



٢٣۔ وَالرَّفْعَ وَالنَّصْبَ اجْعَلَنْ إِعْرَابَا لِاسْمٍ وَفِعْلٍ نَحْوُ لَنْ أَهَابَا

رفع اور نصب کو آپ بنائیں اعراب۔ اسم اور فعل کے لیے، جیسے: لَنْ اَهَابَ ❶

٢٤۔ وَالِاسْمُ قَدْ خُصِّصَ بِالْجَرِّ كَمَا قَدْ خُصِّصَ الفِعْلُ بِأَنْ يَنْجَزِمَا

اور جر اسم کے ساتھ خاص ہے، جیسے فعل جزم کے ساتھ خاص ہے

٢٥۔ فَارْفَعْ بِضَمٍّ وَانْصِبَنْ فَتْحًا وَجُرّْ كَسْرًا كَذِكْرُ اللّٰهِ عَبْدَهُ يَسُرّْ

پس آپ رفع دیں ضمہ کے ساتھ، نصب دیں فتحہ کے ساتھ اور جر دیں کسرہ کے ساتھ، جیسے: ذِكْرُ اللّٰهِ عَبْدَهُ يَسُرُّ ❷

٢٦۔ وَاجْزِمْ بِتَسْكِيْنٍ وَغَيْرُ مَا ذُكِرْ يَنُوْبُ نَحْوُ جَا أَخُوْ بَنِيْ نَمِرْ

اور جزم دیں سکون کے ساتھ اور علاوہ اس کے، جو ذکر کیا گیا ہے نائب بنتا ہے (اس کا) جیسے: جَاءَ أَخُوْ بَنِيْ نَمِرٍ ❸

حل عبارت: لَنْ اَهَابَا: میں ہرگز نہیں ڈروں گا، صیغہ واحد متکلم، فعل نفی مؤکد بلن معلوم، باب سمع ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں اَهْوَبَ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، واؤ کو الف سے بدل دیا، آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ اَنْ يَنْجَزِمَا: یہ کہ وہ مجزوم ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب انفعال، آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ فَتْحًا: یہ منصوب علی نزع الخافض ہے، اصل میں بِفَتْحٍ تھا۔ كَسْرًا: منصوب علی نزع الخافض ہے، اصل میں بِكَسْرٍ تھا۔ جَا: آیا: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، مہموز اللام، یہ اصل میں جَيَءَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، تو یہ جاء ہو گیا۔ یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے ہمزہ حذف کر کے اسے اسم مقصور بنا دیا۔

رموز شعر:

ان شعروں میں اعراب کی انواع بیان کی گئی ہیں۔

---

❶ میں ہرگز نہیں ڈروں گا۔ ❷ اللہ اپنے بندے کو یاد کر کے خوش ہوتا ہے۔ ❸ بنو نمر (قبیلہ) والے آئے۔

خلاصہ:

اعراب کی اقسام

اعراب کی چار قسمیں ہیں: ۱۔رفع ۲۔نصب ۳۔جر ۴۔جزم

رفع اور نصب میں اسماء اور افعال مشترک ہیں، جیسے: زَيْدٌ يَقُوْمُ، إِنَّ زَيْدًا لَنْ يَقُوْمَ۔
جب کہ جر اسماء کے ساتھ خاص ہے، جیسے: بِــزَيْــدٍ اور جزم افعال کے ساتھ خاص ہے، جیسے: لَمْ يَضْرِبْ۔

رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ، جر کسرہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ آتی ہے۔
یہ اصل اعراب ہے جو اس کے علاوہ (حرف کے ساتھ) ہوگا وہ اس کا نائب ہوگا، جیسے: جَاءَ أَخُوْ بَنِيْ نَمِرٍ، أَخُو میں واؤ ضمہ کا اور بَنِيْ میں یاء کسرہ کا نائب ہے۔

☆......☆......☆

۲۷۔ وَارْفَعْ بِوَاوٍ وَانْصِبَنَّ بِالْأَلِفِ   وَاجْرُرْ بِيَاءٍ مَا مِنَ الْأَسْمَا أَصِفْ

آپ رفع دیں واؤ کے ساتھ، نصب دیں الف کے ساتھ، اور جر دیں یاء کے ساتھ ان اسماء کو جن کو میں بیان کروں گا۔

حل عبارت: مَا اسم موصول ہے، مذکورہ تینوں فعلوں نے اس میں عمل کرنے میں تنازع کیا ہے۔
أَصِفُ: میں بیان کروں گا، صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے مثال واوی، یہ اصل میں أَوْصِفُ تھا۔ واؤ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ عین کے درمیان واقع ہو کر گر گئی۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔
جو کہ مشہور مذہب کے مطابق اعراب بالحرف (نیابتی) ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اسماء ستہ مکبرہ: مَا مِنَ الْأَسْمَاءِ أَصِفُ سے مراد اسماء ستہ مکبرہ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:
أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فُوْهُ اور ذُوْمَالٍ۔

اسمائے ستہ مکبّرہ کا اعراب: رفع واؤ کے ساتھ، جیسے: جَاءَ أَبُوْزَيْدٍ، نصب الف کے ساتھ، جیسے: رَأَيْتُ أَبَاهُ اور جریاء کے ساتھ، جیسے: مَرَرْتُ بِأَبِيْهِ۔ ان مثالوں میں واؤ ضمہ کی، یاء کسرہ کی اور الف فتحہ کا نائب ہے۔

نوٹ: بعض کے نزدیک ان پر اعراب بالحرکت تقدیری آتا ہے، رفع واؤ پر ضمہ تقدیری ہے، نصب الف پر فتحہ تقدیری ہے، جر یاء پر کسرہ تقدیری ہے۔ اس مذہب کے مطابق ان پر اعراب بالحرکت اصلی ہے، شارح کے نزدیک یہ مذہب صحیح ہے۔ اس مذہب کے مطابق ایک چیز دوسری چیز کا نائب نہیں بنتی۔

حل عبارت: لَمْ يَنُبْ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا سَبَقَ ذِكْرُهُ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ کہا جائے کہ ان اسماء پر اعراب بالحرکت ہے تو پھر اعراب بالحرف کو اعراب بالحرکت کا نائب ماننے کی ضرورت نہیں رہتی۔

☆......☆......☆

۲۸۔ مِنْ ذَاكَ ذُوْ إِنْ صُحْبَةً أَبَانَا وَالْفَمُ حَيْثُ الْمِيْمُ مِنْهُ بَانَا

ان (اسمائے ستہ مکبّرہ) میں سے ذُوْ ہے اگر صحبت کے معنیٰ وہ ظاہر کرے۔ اور فَمٌ ہے، جب میم اس سے جدا ہو (فُوہ)۔

حل عبارت: أَبَانَا بواضح کرے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، اصل میں اَبْيَنَ تھا، یاء متحرک ماقبل ساکن یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو الف سے بدل دیا، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ بَانَا الگ ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، اصل میں بَيَنَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔ اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسمائے ستہ مکبّرہ میں سے ذُو اور فَمٌ پر اعراب بالحرف آنے کی شرط بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

ذُوْ پر اعراب بالحرف آنے کی شرط: یہ ہے کہ وہ بمعنی صاحب ہو، جیسے: جَاءَنِیْ ذُوْمَالٍ أَیْ صَاحِبُ مَالٍ (مال والا)۔

یہ شرط لگا کر ذُوْ طائیہ (بنو طے) سے احتراز کیا ہے اس لیے کہ وہ بمعنی صاحب نہیں ہے بلکہ وہ بمعنی اَلَّذِیْ ہوتا ہے، اور وہ مبنی ہوتا ہے، اس کی رفعی، نصبی اور جری تینوں حالتوں میں اس کے ساتھ واؤ آتی ہے، جیسے: جَاءَنِیْ ذُوْ قَامَ، رَأَیْتُ ذُوْ قَامَ، مَرَرْتُ بِذُوْ قَامَ۔

اسی طرح یہ شعر ہے: فَإِمَّا كِرَامٌ مُوسِرُونَ لَقِيتُهُمْ ○ فَحَسْبِيَ مِنْ ذُو عِنْدَهُمْ مَا كَفَانِيَا پس اگر معزز مالدار لوگ، میں ان سے ملاقات کرتا ہوں تو کافی ہے مجھے اس سے جو ان کے پاس ہے جو کفائیت کرے مجھے۔

حل عبارت: كِرَامٌ: معزز، م: كَرِيْمٌ۔ مُوسِرُونَ: مالدار، م: مُوْسِرٌ۔ حَسْبِيَ: حَسْبٌ اسم بمعنی كَافٍ اور یاءِ متکلم مضاف الیہ ہے۔ كَفَانِيَا: مجھےکفایت کی، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام سے ناقص یائی، یہ اصل میں كَفَيَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، نون وقایہ اور یاء متکلم مفعول بہ ہے، آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: مِنْ ذُوْ عِنْدَهُمْ ہے، یہاں ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ مبنی ہے اسی لیے یہ مِنْ جارہ کے بعد بھی واؤ کے ساتھ آیا ہے۔ اگر یہ بمعنی صاحب اسمائے مکبرہ میں سے ہوتا تو اس کی جری حالت یاء کے ساتھ آتی یعنی مِنْ ذِیْ پڑھا جاتا۔

فَمٌ پر اعراب بالحرف آنے کی شرط: یہ ہے کہ اس کے ساتھ میم نہ ہو، جیسے: هٰذَا فُوْهُ، رَأَیْتُ فَاهُ، نَظَرْتُ اِلٰی فِیْهِ اگر میم اس کے ساتھ ہو تو اسے اعراب بالحرکت دیا جائے گا، جیسے: هٰذَا فَمٌ، رَأَیْتُ فَمًا، نَظَرْتُ اِلٰی فَمٍ۔

☆......☆......☆

۲۹۔ أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ كَذَاكَ وَهَنُ ○ وَالنَّقْصُ فِيْ هٰذَا الْأَخِيْرِ أَحْسَنُ

أَبٌ، أَخٌ اور حَمٌ اسی (ذُوْ کی) طرح ہیں اور هَنٌ بھی اسی طرح ہے، اور نقص

(اعراب بالحرکت) اس آخری میں زیادہ اچھا ہے۔

۳۰۔ وَفِي أَبٍ وَتَالِيَيْهِ يَنْدُرُ وَقَصْرُهَا مِنْ نَقْصِهِنَّ أَشْهَرُ

أَبٌ اور اس کے ساتھ ملے ہوئے دو (اسموں) میں نقص نادر ہے، اور ان کا قصر (اعراب بالحرف) ان کے نقص سے زیادہ مشہور ہے۔

حل عبارت: النَّقْصُ: کا معنی ہے کمی، یہاں اس سے مراد ہے کہ ان اسماء کے آخر سے حرف علت واؤ، الف اور یاء کو حذف کر کے ان کو اعراب بالحرکت لفظی دینا۔ يَنْدُرُ: وہ (اعراب بالحرکت) بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ قَصْرٌ: کا معنی ہے آخری درجہ، یہاں اس سے مراد ہے کہ ان اسماء کے آخر میں حرف علت کے ساتھ اعراب بالحرف دینا۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں اسمائے ستہ مکبرہ میں سے أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ اور هَنٌ کے اعراب کی مختلف لغتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

أَبٌ، أَخٌ اور حَمٌ کا اعراب: ان کے اعراب کی تین لغتیں ہیں:

① اعراب بالحرف: یعنی رفع واؤ سے، نصب الف سے، جر یاء سے، جیسے: هٰذَا أَبُوْهُ، رَأَيْتُ أَبَاهُ، مَرَرْتُ بِأَبِيْهِ۔ هٰذَا أَخُوْهُ، رَأَيْتُ أَخَاهُ، مَرَرْتُ بِأَخِيْهِ۔ هٰذَا حَمُوْهَا، رَأَيْتُ حَمَاهَا، مَرَرْتُ بِحَمِيْهَا۔ ان کے بارے یہ مشہور لغت ہے۔

② اعراب بالحرکت لفظی: یعنی رفع ضمہ سے، نصب فتحہ سے اور جر کسرہ سے، جیسے: هٰذَا أَبُهُ، رَأَيْتُ أَبَهُ، مَرَرْتُ بِأَبِهِ۔ هٰذَا أَخُهُ، رَأَيْتُ أَخَهُ، مَرَرْتُ بِأَخِهِ۔ هٰذَا حَمُهَا، رَأَيْتُ حَمَهَا، مَرَرْتُ بِحَمِهَا۔ یہ لغت (یعنی اعراب بالحرکت) بہت کم استعمال ہوتی ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

بِأَبِهِ اقْتَدَى عَدِيٌّ فِي الْكَرَمْ وَمَنْ يُشَابِهْ أَبَهُ فَمَا ظَلَمْ

عدی نے سخاوت میں اپنے باپ کی اقتدا کی ہے، اور اپنے باپ کی مشابہت ظلم نہیں۔

حل عبارت: عَدِيٌّ: سے مراد عدی بن حاتم الطائی مشہور سخی ہے۔

محل استشہاد: بِـأَبِـهِ، یُشَـابِـهُ اَبَـهُ ہے۔اس میں پہلے اَبٌ کی جری حالت بغیر یاء کے کسرہ سے اور دوسرے اَبٌ کی نصبی حالت بغیر الف کے فتحہ کے ساتھ آئی ہے۔

③ الف کے ساتھ اعراب بالحرکت تقدیری: یعنی اسم مقصور کی طرح رفع ضمہ تقدیری سے،نصب فتحہ تقدیری سے،جر کسرہ تقدیری سے،جیسے: هٰـذَا أَبَـاهُ، رَأَیْـتُ أَبَـاهُ، مَـرَرْتُ بِأَبَاهُ۔هٰذَا أَخَاهُ،رَأَیْتُ أَخَاهُ، مَرَرْتُ بِأَخَاهُ،هٰذَا حَمَاهَا، رَأَیْتُ حَمَاهَا، مَرَرْتُ بِحَمَاهَا۔ یہ لغت اعراب بالحرکت لفظی سے زیادہ مشہور ہے۔

اس کے بارے میں شاعر کا یہ شعر ہے:

اِنَّ اَبَاهَا وَاَبَا اَبَاهَا قَدْ بَلَغَا فِي الْمَجْدِ غَايَتَاهَا

بے شک اس کا باپ اور دادا۔دونوں رتبے کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

حل عبارت: غَایَتَاهَا: یہ بَلَغَا فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے،اس پر نصب الف پر فتحہ تقدیری کے ساتھ آئی ہے، کیونکہ بعض کے نزدیک تثنیہ کو الف تینوں حالتوں میں لازم ہوتا ہے۔اس کے ساتھ آنے والی ھا ضمیر کا مرجع المجد ہے،اس لیے اسے مذکر ہونا چاہیے تھا،مؤنث اس لیے ہے کہ یہاں مجد سے مراد صفت یا رتبہ مراد ہے۔

محل استشہاد: یہاں پہلے اور دوسرے اَبٌ کی نصبی حالت الف کے ساتھ فتحہ تقدیری سے اور آخری اَبٌ کی جری حالت الف کے ساتھ کسرہ تقدیری سے آئی ہے۔

خلاصہ کلام:

اَبٌ، أَخٌ اور حَمٌ کا اعراب

اعراب بالحرف: رفع واؤ سے،نصب الف سے،جر یاء سے،جیسے: هٰـذَا اَبُـوْهُ، رَأَیْـتُ اَبَاهُ، مَرَرْتُ بِأَبِیْهِ۔

اعراب بالحرکت لفظی: رفع ضمہ سے،نصب فتحہ سے اور جر کسرہ،جیسے: هٰذَا أَبُهُ، رَأَیْتُ أَبَهُ، مَرَرْتُ بِأَبِهِ۔

الف کے ساتھ اعراب بالحرکت تقدیری: رفع ضمہ تقدیری سے،نصب فتحہ تقدیری سے، جر کسرہ تقدیری سے جیسے: هٰذَا أَبَاهُ، رَأَیْتُ أَبَاهُ، مَرَرْتُ بِأَبَاهُ۔

هَنٌ کا اعراب: اس کے اعراب کی دو لغتیں ہیں:

① **اعراب بالحرکت لفظی:** یعنی آخر میں بغیر حرف علت کے رفع ضمہ سے، نصب فتحہ سے، جر کسرہ سے، جیسے: هٰذَا هَنُ زَيْدٍ، رَأَيْتُ هَنَ زَيْدٍ، مَرَرْتُ بِهَنِ زَيْدٍ۔ اس میں یہ لغت مشہور ہے۔

② **اعراب بالحرف:** یعنی رفع واؤ سے، نصب الف سے، جر یاء سے، جیسے: هٰذَا هَنُوْهُ، رَأَيْتُ هَنَاهُ، نَظَرْتُ اِلٰى هَنِيْهِ۔ یہ لغت قلیل ہے، امام فرّاء رحمہ اللہ نے اس پر اعراب بالحرف آنے کا انکار کیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیوں کہ امام سیبویہ رحمہ اللہ نے عربوں سے اس کا اعراب بالحرف نقل کیا ہے اس لیے بات اس کی مانی جائے گی جس کے پاس دلیل ہو۔

هَنٌ کا اعراب

اعراب بالحرکت لفظی: رفع ضمہ سے، نصب فتحہ سے، جر کسرہ سے، هٰذَا هَنُ زَيْدٍ، رَأَيْتُ هَنَ زَيْدٍ، مَرَرْتُ بِهَنِ زَيْدٍ۔

اعراب بالحرف: رفع واؤ سے نصب الف سے، جر یاء سے، هٰذَا هَنُوْهُ، رَأَيْتُ هَنَاهُ، نَظَرْتُ اِلٰى هَنِيْهِ۔

حل عبارت: هُوَ مَحْجُوْجٌ: وہ (فراء) مغلوب ہے۔ بِحِكَايَةِ: بیان کرنے کے ساتھ۔ اَلْاِتْمَامَ: سے مراد اعراب بالحرف ہے۔ مَنْ حَفِظَ حُجَّةٌ عَلٰى مَنْ لَمْ يَحْفَظْ: یہ ایک عربی مقولہ ہے اس کا مطلب ہے: حافظ بمقابلہ غیر حافظ قابل تسلیم واعتماد ہے۔ اس سے مراد ہے کہ امام سیبویہ رحمہ اللہ کا مذہب راجح ہے کیونکہ اس کی عربوں سے ملاقات ثابت ہے۔

☆......☆......☆

۳۱۔ وَشَرْطُ ذَا الْاِعْرَابِ اَنْ يُّضَفْنَ لَا لِلْيَا كَجَا اَخُوْ اَبِيْكَ ذَا اعْتِلَا

اس اعراب کی شرط ہے کہ وہ (اسماء ستہ مکبّرہ) مضاف کیے جائیں (ہر اسم کی طرف) نہ کہ یاء کی طرف جیسے: جَاءَ اَخُوْ اَبِيْكَ ذَا عُتِلَا (آیا آپ کا چچا غلبہ کی حالت میں)

حل عبارت: جَـــا: آیا، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی ومہموز اللام، یہ اصل میں جَيَءَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے

بدل دیا تو جَاءَ ہو گیا، پھر ضرورت شعری کی وجہ سے ہمزہ کو گرادیا۔ اعْتِلَا بلند ہونا، غالب آنا، یہ باب افتعال کا مصدر ہے ہفت اقسام میں سے ناقص واوی ہے، یہ اصل میں اِعْتِلَاءٌ تھا، ضرورت شعری کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کر کے اسم مقصور بنا دیا، یہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اب اس پر علامت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ آئی ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسمائے ستہ مکبّرہ کے اعراب کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اسمائے ستہ مکبّرہ کے اعراب کی شرائط:

اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب بالحرف کی چار شرطیں ہیں:

① وہ مضاف ہوں اگر وہ مضاف نہیں ہوں گے تو ان کا اعراب بالحرکت لفظی ہوگا، جیسے: هٰذَا أَبٌ، رَأَيْتُ أَبًا، مَرَرْتُ بِأَبٍ

② وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں، جیسے: هٰذَا أَبُوْزَيْدٍ، اگر وہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں گے تو ان کا اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا، جیسے: هٰذَا أَبِيْ، رَأَيْتُ أَبِيْ، مَرَرْتُ بِأَبِيْ۔

③ وہ مکبّرہ ہوں اگر وہ مصغرہ ہوں گے تو ان کا اعراب بالحرکت لفظی ہوگا، جیسے: هٰذَا أُبَيُّ زَيْدٍ، رَأَيْتُ أُبَيَّ زَيْدٍ، مَرَرْتُ بِأُبَيِّ زَيْدٍ۔

④ وہ مفردہ ہوں اگر وہ تثنیہ یا جمع ہوں گے تو ان کا اعراب تثنیہ، جمع والا ہوگا، جیسے: هٰذَانِ أَبَوَازَيْدٍ، رَأَيْتُ أَبَوَيْهِ، مَرَرْتُ بِأَبَوَيْهِ۔ هٰؤُلَاءِ آبَاءُ الزَّيْدِيْنَ، رَأَيْتُ آبَاءَ هُمْ، مَرَرْتُ بِآبَاءِ هِمْ۔

مصنف رحمہ اللہ نے ان چار شرطوں میں سے صرف پہلی دو شرطیں بیان کی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان اسماء کا یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہونا ضروری ہے۔

باقی دو شرطیں ان کی کلام سے سمجھ آرہی ہیں وہ اس طرح کہ يُصْفَنَ کی ضمیر ان اسماء کی طرف لوٹ رہی ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، وہ سارے مفردہ اور مکبّرہ ہیں۔

نوٹ: ذُوْ ہمیشہ اسم جنس، جامد یا مصدر کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِیْ ذُوْمَالٍ۔ یہ علم، ضمیر، مشتق اور جملہ کی طرف مضاف نہیں ہوتا، جیسے: جَاءَنِیْ ذُوْقَائِمٍ کہنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

اسمائے ستّہ مکبّرہ کے اعراب کی شرائط

۱۔ وہ مضاف ہوں ۲۔ وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں

۳۔ وہ مکبّرہ ہوں ۴۔ وہ مفردہ ہوں

☆......☆......☆

۳۲۔ بِالْأَلِفِ ارْفَعِ الْمُثَنَّی وَکِلَا اِذَا بِمُضْمَرٍ مُضَافًا وُصِلَا

الف کے ساتھ آپ رفع دیں تثنیہ کو اور کِلَا کو جب ضمیر کے ساتھ وہ ملایا جائے اس حال میں کہ وہ مضاف ہو۔

۳۳۔ کِلْتَا کَذَاكَ، اثْنَانِ وَاثْنَتَانِ کَابْنَیْنِ وَابْنَتَیْنِ یَجْرِیَانِ

کِلْتَا اسی طرح ہے، اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ، اِبْنَانِ اور اِبْنَتَانِ کی طرح جاری ہوتے ہیں۔

۳۴۔ وَتَخْلُفُ الْیَا فِیْ جَمِیْعِهَا الْأَلِفْ جَرًّا وَنَصْبًا بَعْدَ فَتْحٍ قَدْ أُلِفْ

اور نائب بنتی ہے یاء ان سب میں الف کا جر اور نصب دینے کے لیے ایسے فتحہ کے بعد جو پسند کیا گیا ہے۔

رموزِ شعر:

ان شعروں میں تثنیہ حقیقی اور ملحق بالتثنیہ کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

تثنیہ حقیقی کی تعریف: لَفْظٌ دَالٌّ عَلَی اثْنَیْنِ بِزِیَادَةٍ فِیْ آخِرِهٖ صَالِحٌ لِلتَّجْرِیْدِ وَعَطْفِ مِثْلِهٖ عَلَیْهِ تثنیہ وہ لفظ ہے جو مفرد کے آخر میں زیادتی کرنے سے بنتا ہے اور دو پر دلالت کرتا ہے، اس کا زیادتی سے خالی ہونا اور اس جیسے کا اس پر عطف کرنا صحیح ہو۔

"لَفْظٌ دَالٌّ عَلَى اثْنَيْنِ" کہنے سے تثنیہ جیسے اَلزَّيْدَانِ اور وہ لفظ جو دو کا معنی لینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جیسے شَفْعٌ شامل ہو گئے۔ "بِزِيَادَةٍ" کہنے سے شَفْعٌ جیسے الفاظ نکل گئے، "صَالِحٌ لِلتَّجْرِيْدِ" کہنے سے اِثْنَانِ جیسے الفاظ نکل گئے کیونکہ اس سے زیادتی کو ختم کر کے اِثْنٌ کہنا صحیح نہیں، "عَطْفِ مِثْلِهِ عَلَيْهِ" کہنے سے اَلْقَمَرَيْنِ جیسے اسماء نکل گئے کیونکہ اس سے زیادتی کو ختم کرنا تو صحیح ہے مگر اس پر عطف اس کے غیر کا ہوگا نہ کہ اس جیسے اسم کا، جیسے: قَمَرٌ وَشَمْسٌ۔

مُلْحَقٌ بِالْمُثَنّٰى: سے مراد وہ اسماء ہیں جو دو پر دلالت کریں مگر ان پر تثنیہ حقیقی کی تعریف صادق نہ آئے، جیسے: کِلَا، کِلْتَا، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ۔

تثنیہ حقیقی اور ملحق بالمثنیٰ کا اعراب: اس کے بارے تین لغتیں ہیں:

① **اعراب بالحرف:** رفع الف سے، نصب و جر یاء ماقبل مفتوح سے، جیسے: جَاءَنِيْ الزَّيْدَانِ، رَأَيْتُ الزَّيْدَيْنِ، مَرَرْتُ بِالزَّيْدَيْنِ۔ جَاءَ كِلَاهُمَا، رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا، مَرَرْتُ بِكِلَيْهِمَا۔ جَاءَنِي اثْنَانِ، رَأَيْتُ اثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِاثْنَيْنِ۔ یہ لغت مشہور ہے۔

فائدہ: یاء ماقبل مفتوح کی قید لگا کر یاء جمع کو خارج کیا ہے کیونکہ جمع میں یاء کا ماقبل ہمیشہ مکسور ہوتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِالزَّيْدِيْنَ۔

نوٹ: کِلَا کا یہ اعراب اس وقت آتا ہے جب وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو، جب وہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو تو الف پر اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا، جیسے: جَاءَنِيْ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، رَأَيْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، مَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ۔

② **اعراب بالحرکت تقدیری:** رفعی حالت الف پر ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصبی حالت یاء پر فتحہ تقدیری کے ساتھ، اور جری حالت یاء پر کسرہ تقدیری کے ساتھ، جیسے: جَاءَ الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا، رَأَيْتُ الزَّيْدَيْنِ كِلَيْهِمَا، مَرَرْتُ بِالزَّيْدَيْنِ كِلَيْهِمَا۔

③ **اعراب بالحرکت تقدیری:** تینوں حالتوں میں الف کے ساتھ آتا ہے، جیسے: جَاءَ الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا، رَأَيْتُ الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا، مَرَرْتُ بِالزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا۔

خلاصہ کلام:

تثنیہ کا اعراب

اعراب بالحرف: رفع الف سے، نصب وجر یاء ماقبل مفتوح سے، جَاءَ نِیْ الزَّیْدَانِ، رَأَیْتُ الزَّیْدَیْنِ، مَرَرْتُ بِالزَّیْدَیْنِ۔

اعراب بالحرکت تقدیری: رفع الف پر ضمہ تقدیری سے، نصب وجر یاء پر فتحہ اور کسرہ تقدیری سے، جَاءَ الزَّیْدَان، رَأَیْتُ الزَّیْدَیِن، مَرَرْتُ بِا لزَّیْدَیِن۔

اعراب بالحرکت تقدیری: تینوں حالتوں میں الف کے ساتھ، جَاءَ الزَّیْدَان، رَأَیْتُ الزَّیْدَانِ، مَرَرْتُ بِالزَّیْدَان۔

☆......☆......☆

۳۵۔ وَارْفَعْ بِوَاوٍ وَ بِيَا اجْرُرْ وَانْصِبِ   سَالِمَ جَمْعِ عَامِرٍ وَمُذْنِبِ

آپ رفع دیں واؤ کے ساتھ اور یاء کے ساتھ جر اور نصب دیں عامر اور مذنب کی جمع سالم کو۔

رموز شعر:

اس شعر میں جمع مذکر سالم کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

جمع مذکر سالم کا اعراب: رفع واؤ ماقبل مضموم سے، نصب اور جر یاء ماقبل مکسور سے، جیسے: جَاءَ الزَّیْدُوْنَ، رَأَیْتُ الزَّیْدِیْنَ، مَرَرْتُ بِالزَّیْدِیْنَ، جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ، رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ ، مَرَرْتُ بِالْمُسْلِمِیْنَ۔

جمع مذکر سالم کی تعریف: جمع مذکر سالم وہ جمع ہے جس میں واحد کا صیغہ سلامت رہے، اور اس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں۔

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: جمع مذکر سالم دو طرح کے اسموں سے بنتی ہے:

۱۔جامد   ۲۔صفت

① جامد سے جمع مذکر سالم بنانے کی شرائط: درج ذیل پانچ ہیں:

۱۔ مذکر ہو ۲۔ عاقل ہو ۳۔ علم ہو

۴۔ تائے تانیث سے خالی ہو ۵۔ ترکیب سے خالی ہو۔

یعنی وہ مذکر عاقل کا علم ہو جو تائے تانیث اور ترکیب سے خالی ہو، جیسے: عَامِرٌ سے عَامِرُوْنَ جب اسم میں یہ شرطیں پائی جائیں تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے۔

جب اسم میں مذکورہ بالا شرطیں نہ پائی جائیں تو اس کی واؤ نون کے ساتھ جمع (مذکر سالم) نہیں آسکتی، مثلاً اگر وہ مذکر نہ ہو تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: زَيْنَبُ سے زَيْنَبُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر وہ عاقل نہ ہو تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: لَاحِقٌ سے لَاحِقُوْنَ نہیں کہہ سکتے (گھوڑے کا نام ہے)

اگر وہ علم نہ ہو تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے رَجُلٌ سے رَجُلُوْنَ نہیں کہہ سکتے ہاں اگر وہ مصغر ہو تو صفت کی بناء پر اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ آسکتی ہے، جیسے: رُجَيْلٌ سے رُجَيْلُوْنَ۔

اگر اس میں تائے تانیث ہو تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: طَلْحَةُ سے طَلْحُوْنَ نہیں کہہ سکتے البتہ بعض کوفیوں کے نزدیک یہ جائز ہے کیونکہ وہ اس میں معنیٰ کا اعتبار کرتے ہیں اور معنوی اعتبار سے یہ مذکر کا علم ہے۔

اگر وہ مرکب ہو تو اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: سِيْبَوَيْهِ سے سِيْبَوَيْهُوْنَ نہیں کہہ سکتے، البتہ بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

② صفت سے جمع مذکر سالم بنانے کی شرائط: درج ذیل چھ ہیں:

۱۔ مذکر ہو ۲۔ عاقل ہو ۳۔ صفت ہو ۴۔ تاءِ تانیث سے خالی ہو ۵۔ اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو اور نہ فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰى آتی ہو ۶۔ مذکر و مؤنث میں برابر نہ ہو۔ یعنی وہ مذکر عاقل کی صفت ہو جو تاءِ تانیث سے خالی ہو، وہ اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو اور نہ فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰى آتی ہو اور نہ ہی وہ مذکر و مؤنث میں برابر ہو، جس اسم میں یہ شرطیں پائی جائیں اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے، جیسے: مُذْنِبٌ سے مُذْنِبُوْنَ۔

جس صفت میں مذکورہ بالا شرطیں نہ پائی جائیں اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آتی، مثلاً:

اگر وہ مؤنث کی صفت ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: حَائِضٌ سے حَائِضُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر وہ مذکر غیر عاقل کی صفت ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: سَابِقٌ سے سَابِقُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر اس میں تائے تانیث ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: عَلَّامَةٌ سے عَلَّامُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر وہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: اَحْمَرُ سے اَحْمَرُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر وہ فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: سَكْرَانُ سے سَكْرَانُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔

اگر وہ مذکر و مؤنث میں برابر ہو تو اس کی جمع واؤنون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: صَبُوْرٌ سے صَبُوْرُوْنَ، جَرِیْحٌ سے جَرِیْحُوْنَ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ مذکر و مؤنث میں برابر ہیں، جیسے: رَجُلٌ صَبُوْرٌ، اِمْرَأَةٌ صَبُوْرٌ، رَجُلٌ جَرِیْحٌ، اِمْرَأَةٌ جَرِیْحٌ۔

خلاصہ کلام:

جمع مذکر سالم بنانے کی شرائط

اسم جامد سے	صفت سے
مذکر ہو، عاقل ہو، علم ہو، تائے تانیث سے خالی ہو، ترکیب سے خالی ہو، جیسے: عَامِرٌ سے عَامِرُوْنَ۔	مذکر ہو، عاقل ہو، صفت ہو، تاء تانیث سے خالی ہو، اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہو اور نہ فَعْلَانُ کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہو، مذکر و مؤنث میں برابر نہ ہو، جیسے: مُذْنِبٌ سے مُذْنِبُوْنَ۔

۳۶۔ وَشِبْهِ ذَيْنِ وَبِهِ عِشْرُوْنَا ۔۔۔ وَبَابُهُ أُلْحِقَ وَالْأَهْلُوْنَا

اور ان دونوں (عامر اور مذنب) کے مشابہ اسم کو، اور اس (جمع مذکر سالم) کے ساتھ (اعراب میں) عِشْرُوْنَ اور اس کے باب کولاحق کیا گیا ہے، اور اَهْلُوْنَ۔

۳۷۔ أُوْلُوْ وَعَالَمُوْنَ عِلِّيُّوْنَا ۔۔۔ وَأَرْضُوْنَ شَذَّ وَالسِّنُوْنَا

أُوْلُوْ، عَالَمُوْنَ، عِلِّيُّوْنَ، أَرْضُوْنَ، (شاذ طور پر) سِنُوْنَ

۳۸۔ وَبَابُهُ وَمِثْلَ حِيْنٍ قَدْ يَرِدْ ۔۔۔ ذَاالْبَابُ وَهْوَ عِنْدَ قَوْمٍ يَطَّرِدْ

اور اس کا باب، اور حِیْن کی طرح کبھی کبھی آتا ہے یہ باب، اور یہ ایک قوم کے نزدیک قیاسی ہے۔

حل عبارت: عِشْرُوْنَا، الْأَهْلُوْنَا، عِلِّيُّوْنَا، السِّنُوْنَا: ان سب کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے، یہ اصل میں عِشْرُوْنَ، الْأَهْلُوْنَ، عِلِّيُّوْنَ، السِّنُوْنَ تھے۔ يَرِدُ: آتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے مثال واوی، یہ اصل میں يَوْرِدُ تھا، واو علامت مضارع مفتوح اور کسرہ عین کے درمیان واقع ہو کر گر گئی۔ وَهْوَ ضمیر مرفوع منفصل، یہ اصل میں هُوَ تھا، ضرورت شعری کی وجہ سے ھاء کو ساکن کر دیا گیا۔ يَطَّرِدُ: بکثرت ہوتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال، باب افتعال کے فاء کلمہ میں طاء واقع ہوئی تو تائے افتعال کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا۔

رموز شعر:

ان شعروں میں ملحق بجمع مذکر سالم کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

ملحق بجمع مذکر سالم: اس سے مراد وہ اسماء ہیں جن کا واحد نہ ہو یا واحد ہو مگر ان میں مذکورہ شرائط نہ ہوں، جیسے: عِشْرُوْنَ۔ یہاں عِشْرُوْنَ سے لے کر سِنُوْنَ تک تمام اسماء ملحق بجمع مذکر سالم ہیں۔

ملحق بجمع مذکر سالم کا اعراب: رفع واؤ سے، نصب و جر یاء ماقبل مکسور سے آتا ہے۔

شِبْہِ ذَیْنِ: سے مراد وہ اسماء ہیں جو عَامِرٌ اور مُذْنِبٌ کے مشابہ ہوں، عَامِرٌ کے مشابہ سے مراد ہر وہ علم ہے، جس میں جامد کی مذکورہ تمام شرطیں پائی جائیں، جیسے: مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدُوْنَ، اِبْرَاهِيْمُ سے اِبْرَاهِيْمُوْنَ

اور مُذْنِبٌ کے مشابہ سے مراد ہر وہ صفت ہے جس میں صفت کی مذکورہ تمام شرطیں پائی جائیں، جیسے: اَلْاَفْضَلُ سے اَلْاَفْضَلُوْنَ، اَلضَّرَّابُ سے اَلضَّرَّابُوْنَ

عِشْرُوْنَ وَبَابُهٗ: بَابُهٗ سے مراد ثَلَاثُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک کے اسماء ہیں، یہ ملحق بجمع مذکر سالم ہیں اس لیے کہ ان کا واحد لفظوں میں نہیں ہے۔ عِشْرُوْنَ کا واحد عِشْرٌ نہیں ہے۔

أَهْلُوْنَ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ اس کا واحد أَهْلٌ ہے جس میں مذکورہ شرائط نہیں پائی جاتیں، یہ رَجُلٌ کی طرح اسم جنس جامد ہے، علم اور صفت نہیں ہے۔

أُولُوْ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ اس کا واحد اس کے لفظ سے نہیں ہے۔

عَالَمُوْنَ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ اس کا واحد عَالَمٌ، رَجُلٌ کی طرح اسم جنس جامد ہے۔

عِلِّيُّوْنَ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ یہ غیر عاقل (اعلیٰ جنت) کا علم ہے۔

أَرْضُوْنَ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ اس کا واحد أَرْضٌ ہے جو اسم جنس جامد مؤنث ہے۔

سِنُوْنَ: یہ ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہے کہ اس کا واحد سَنَةٌ اسم جنس مؤنث ہے۔

یہ تمام اسماء ملحق بجمع مذکر سالم اس لیے ہیں کہ ان میں مذکورہ تمام شرطیں نہیں پائی جاتیں۔

سَنَةٌ کا باب: اس سے مراد ہر وہ ثلاثی اسم ہے جس کا لام کلمہ حذف کر کے اس کے عوض تائے تانیث کو لایا گیا ہو اور اس کی جمع مکسر مستعمل نہ ہو، جیسے: مِائَةٌ سے مِئُوْنَ، ثُبَةٌ (جماعت) سے ثُبُوْنَ۔

اگر اس سے جمع مکسر آتی ہو تو جمع سالم واؤ نون کے ساتھ نہیں آئے گی، جیسے: شَفَةٌ (آدمی کا ہونٹ) سے شِفَاهٌ، البتہ شاذ طور پر آسکتی ہے، جیسے: ظُبَةٌ (تلوار کا کنارہ) سے ظُبَاةٌ۔ اور شاذ طور پر جمع سالم بھی آتی ہے، جیسے: ظُبُوْنَ۔

مِثْلَ حِیْنٍ: سے مراد یہ ہے کہ کبھی سِنِیْنَ اور اس جیسے اسماء کو (حِیْنَ کی طرح) یاء لازم ہو جاتی ہے اور اعراب بالحرکت نون پر آتا ہے، جیسے: هٰذِهٖ سِنِیْنٌ، رَأَیْتُ سِنِیْنًا، مَرَرْتُ بِسِنِیْنٍ، اس میں قلیل طور پر تنوین کو حذف کرنا بھی جائز ہے، اس کے قیاسی ہونے میں اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہ قیاسی نہیں بلکہ اس کا انحصار سماع پر موقوف ہے، جیسے: نبی ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَیْهِمْ سِنِیْنًا كَسِنِیْنِ یُوْسُفَ)) اس میں سِنِیْنَ پر اعراب بالحرکت آیا ہے، یہی وجہ ہے کہ سِنِیْنِ یُوْسُفَ میں اضافت کے باوجود نون حذف نہیں ہوا۔

اور اس کی مثل یہ شعر ہے:

دَعَانِیَ مِنْ نَجْدٍ، فَإِنَّ سِنِیْنَهٗ ○ لَعِبْنَ بِنَا شِیْبًا وَشَیَّبْنَنَا مُرْدًا۔

تم دونوں چھوڑ دو مجھے نجد (کے تذکرہ) سے اس لیے کہ اس کے سال کھیلے ہیں ہمارے ساتھ بڑھاپے کی حالت میں اور انہوں نے ہمیں بوڑھا کر دیا جوانی کی حالت میں۔

حل عبارت: دَعَانِیْ: تم دونوں چھوڑ دو مجھے، صیغہ تثنیہ مذکر امر حاضر معلوم، باب فتح، ہفت اقسام میں سے مثال واوی، یہ تَدَعَانِ سے بنا ہے، امر بناتے ہوئے علامت مضارع کو گرا دیا، اس کا مابعد متحرک ہے آخر سے نون اعرابی گرا دیا۔ نَجْدٍ عراق اور حجاز کے درمیان جزیرۂ عرب کا علاقہ ہے۔ شِیْبًا سفید بالوں والا مرد، م: أَشْیَبُ۔ مُرْدًا: بے ریش، م: أَمْرَدُ۔

محل استشهاد: فَإِنَّ سِنِیْنَهٗ ہے، یہاں سِنِیْنَ پر حِیْن کی طرح اعراب بالحرکت آیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں اضافت کے باوجود نون جمع حذف نہیں ہوا۔

☆......☆......☆

۳۹۔ وَنُوْنَ مَجْمُوْعٍ وَمَا بِهِ الْتَحَقْ ‏ فَافْتَحْ وَقَلَّ مَنْ بِكَسْرِهٖ نَطَقْ

جمع اور اس کے ساتھ ملحق کے نون کو آپ فتحہ دیں اور کم ہیں وہ لوگ جو اس کے کسرہ کے قائل ہیں۔

۴۰۔ وَنُوْنَ مَا ثُنِّیَ وَالْمُلْحَقِ بِهٖ ‏ بِعَكْسِ ذَاكَ اسْتَعْمَلُوْهُ فَانْتَبِهْ

تثنیہ اور ملحق بہ تثنیہ کا نون، انہوں نے اس (جمع) کے برعکس استعمال کیا ہے پس آپ متنبہ ہو جائیں۔

رموز شعر:

ان شعروں میں جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے نون کے مفتوح اور مکسور ہونے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

خلاصہ:

جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے نون کے بارے عرب کی مختلف لغات:

جمع کا نون مفتوح ہوتا ہے: جمع مذکر سالم اور ملحق بجمع مذکر سالم کا نون اصل میں مفتوح ہوتا ہے اور کبھی شاذ طور پر مکسور بھی ہوتا ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

عَرَفْنَا جَعْفَرًا وَبَنِي أَبِيْهِ ○ وَأَنْكَرْنَا زَعَانِفَ آخَرِيْنِ

ہم نے پہچان لیا جعفر اور اس کے بھائیوں کو، اور ہم نے نہ پہچانا دوسرے ذلیل لوگوں کو۔

حل عبارت: زَعَانِفَ: کمینے اور ذلیل لوگ، م: زِعْنِفَةٌ یا زَعْنَفَةٌ۔ آخَرِيْنِ: دوسرے، م: آخَرٌ۔

محل استشہاد: آخَرِيْنِ ہے، یہاں آخَرِيْنِ جمع مذکر سالم ہے جس کا نون شاذ طور پر مکسور ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر ہے:

أَكُلُّ الدَّهْرِ حِلٌّ وَارْتِحَالٌ ○ أَمَا يُبْقِي عَلَيَّ وَلَا يَقِيْنِي؟

وَمَاذَا تَبْتَغِي الشُّعَرَاءُ مِنِّي ○ وَقَدْ جَاوَزْتُ حَدَّ الْأَرْبَعِيْنِ؟

کیا سارا زمانہ مقیم اور کوچ کرنے والا ہے، کیا نہیں وہ رحم کرے گا مجھ پر اور نہ وہ میری حفاظت کرے گا؟

اور کیا چاہتے ہیں شعراء مجھ سے، حالانکہ میں تجاوز کر چکا ہوں چالیس سال کی عمر سے۔

حل عبارت: يُبْقِي: وہ رحم کرے گا۔ يَقِيْنِي: وہ میری حفاظت کرے گا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے لفیف مقرون، یہ اصل میں۔

یَسْوْقِیُ تھا، واوُ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ عین کے درمیان واقع ہو کر گر گئی، یاء پر ضمہ دشوار تھا اسے گرا دیا۔

محلِ استشہاد: الْاَرْبَعِیْنِ ہے، یہاں اَرْبَعِیْنِ ملحق بجمع مذکر سالم ہے جس کا نون شاذ طور پر مکسور ہے، یہ اس کی لغت نہیں ہے۔

تثنیہ کا نون مکسور ہوتا ہے: تثنیہ اور ملحق بالتثنیہ کا نون اصل میں مکسور اور ایک لغت میں مفتوح ہوتا ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

عَلٰی أَحْوَذِیَّیْنَ اسْتَقَلَّتْ عَشِیَّةً ○ فَمَا هِیَ اِلَّا لَمْحَةٌ وَتَغِیْبُ

تیتر شام کے وقت (اپنے) دو پروں پر اڑا تو وہ ایک لمحے کے لیے غائب ہو گیا۔

حلِ عبارت: أَحْوَذِیَّیْنَ: ہر کام میں چست و پھرتیلا، یہاں اس سے مراد تیتر کے دونوں پر ہیں، م: أَحْوَذِیٌّ۔ اسْتَقَلَّتْ: وہ بلند ہوئی اور ہوا میں اڑی۔ عَشِیَّةً: زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کا وقت۔

محلِ استشہاد: أَحْوَذِیَّیْنَ ہے، یہاں أَحْوَذِیَّیْنَ تثنیہ ہے، جس کا نون ایک لغت کے مطابق مفتوح ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح جمع مذکر سالم کے نون کا مکسور ہونا قلیل ہے اسی طرح تثنیہ کے نون کا مفتوح ہونا قلیل ہے حالانکہ بات ایسے نہیں ہے بلکہ جمع میں نون کا مکسور ہونا قلیل اور تثنیہ میں نون کا مفتوح ہونا ایک لغت ہے۔

نوٹ: کیا تثنیہ کا نون صرف یاء کے ساتھ مفتوح ہوتا ہے یا یاء اور الف دونوں کے ساتھ مفتوح ہوتا ہے، اس کے بارے دو قول ہیں، مصنف کے کلام سے دوسرا قول ظاہر ہوتا ہے۔

الف کے ساتھ نون کے مفتوح ہونے کی مثال یہ شعر ہے:

أَعْرِفُ مِنْهَا الْجِیْدَ وَالْعَیْنَانَا ○ وَمَنْخِرَیْنِ أَشْبَهَا ظَبْیَانَا

میں جانتا ہوں اس (سلمیٰ) کی گردن، دونوں آنکھوں اور دونوں نتھنوں کو جو مشابہ ہیں ظبیان (ہرن) کے۔

حل عبارت: الْجِیْدُ: گردن۔ الْعَیْنَانَا: تثنیہ، اس کی نصبی حالت الف پر فتحہ تقدیری کے ساتھ آئی ہے، م: عَیْنٌ۔ مَنْخِرَیْنِ: تثنیہ: دونوں نتھنے، م: مَنْخِرٌ، ج: مَنَاخِرُ۔ ظَبْیَانًا: (ہرن)۔

محل استشہاد: الْعَیْنَانَا ہے، یہاں عَیْنَانَ تثنیہ ہے، جس کا نون الف کے ساتھ مفتوح ہے۔

بعض نے کہا ہے یہ شعر بناوٹی ہے لہٰذا اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہے۔

حل عبارت: مَصْنُوْعٌ: مصنوعی، جعلی۔ لَا یُحْتَجُّ بِهٖ: اس کے ساتھ استدلال نہیں کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

٤١۔ وَمَا بِتَا وَأَلِفٍ قَدْ جُمِعَا يُكْسَرُ فِي الْجَرِّ وَفِي النَّصْبِ مَعَا

اور وہ (اسم) جو تاء اور الف کے ساتھ جمع بنایا جائے وہ کسرہ دیا جائے گا جر اور نصب دونوں (حالتوں) میں۔

حل عبارت: جُمِعَا: جمع بنایا جائے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب فتح۔ اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ مَعًا: اسم ظرف۔

رموز شعر:

اس شعر میں جمع مؤنث سالم کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

جمع مؤنث سالم: وہ جمع ہے جو مفرد کے آخر میں الف اور تاء لگانے سے بنے، جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

سالم کی قید لگا کر جمع مکسر کو نکال دیا ہے۔

جمع مکسر: وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء سلامت نہ ہو، جیسے: هُنُوْدٌ۔

جمع مؤنث سالم کی اس تعریف سے قُضَاةٌ اور أَبْیَاتٌ جیسے اسماء نکل گئے، کیونکہ ان میں الف یا تاء اصلی ہیں زائد نہیں ہیں۔

قُضَاةٌ میں الف اصلی ہے یہ یاء سے بدلا ہوا ہے، اصل میں قُضَیَةٌ تھا، اور أَبْیَاتٌ میں تاء اصلی ہے اس کا واحد بَیْتٌ ہے۔

اشکال: یہ ہے کہ تعریف سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ جمع جس میں الف اور تاء ہو وہ جمع مؤنث سالم ہے، جب کہ حقیقت ایسے نہیں ہے۔

جواب: اس سے مراد وہ جمع ہے جس میں جمع پر دلالت کرنے کا سبب الف اور تاء ہوں، جیسے: هِنْدَاتٌ۔

اس تعریف سے قُضَاةٌ اور اَبْيَاتٌ جیسے الفاظ نکل گئے، ان میں سے ہر ایک میں اگر چہ الف اور تاء ہے اس کے باوجود وہ جمع مؤنث سالم نہیں ہیں، اس لیے کہ ان میں جمع پر دلالت کرنے کا سبب الف اور تاء نہیں بلکہ ان کا یہ وزن جمع پر دلالت کرتا ہے۔

اشکال: مصنف کی تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قُضَاةٌ اور اَبْيَاتٌ جیسے الفاظ بھی جمع مؤنث سالم ہیں کیونکہ ان میں بھی الف اور تاء ہے، حالانکہ یہ جمع مؤنث سالم نہیں۔

جواب: اس سے مراد وہ جمع ہے جس میں جمع پر دلالت کرنے کا سبب الف اور تاء ہوں، جیسے: هِنْدَاتٌ۔ قُضَاةٌ اور اَبْيَاتٌ کا وزن جمع پر دلالت کر رہا ہے نہ کہ الف اور تاء، اس سے معلوم ہوا کہ الف اور تاء زائد تان کہنا ضروری نہیں ہے۔

جمع مؤنث سالم کا اعراب: رفع ضمہ سے، جیسے: جَاءَ نِیْ هِنْدَاتٌ، نصب و جر کسرہ سے، جیسے: رَأَیْتُ هِنْدَاتٍ، مَرَرْتُ بِهِنْدَاتٍ۔ اس میں کسرہ فتحہ کا نائب ہے۔

بعض کے نزدیک یہ نصبی حالت میں مبنی ہوتی ہے، یہ بات غلط ہے کیونکہ اس کے مبنی ہونے کا کوئی سبب نہیں ہے۔

حل عبارت: مُلْتَبِسٌ: ملی ہوئی۔ لَيْسَ مِمَّا نَحْنُ فِيْهِ: اس کا تعلق اس بات کے ساتھ نہیں جس کے بارے میں ہم بحث کر رہے ہیں۔ بِالصِّيْغَةِ: لفظ کی وہ شکل جو مخصوص معنی پر دلالت کرے۔ فَانْدَفَعَ بِهٰذَا التَّقْرِيْرِ: اس بیان سے ختم ہو گیا۔ فَاسِدٌ: باطل، غیر صحیح۔ لَامُوْجِبَ: کوئی سبب نہیں۔

فائدہ: جمع مؤنث سالم کی نصبی حالت میں کسرہ اس لیے آتا ہے کہ اس کی نصبی حالت کو جری کے تابع کیا گیا ہے، وہ اس لیے کہ یہ جمع مذکر سالم کی فرع ہے اس میں نصبی حالت جری کے تابع ہے، اس لیے یہاں بھی نصبی حالت کو جری کے تابع کر دیا ہے تو نصبی حالت میں بھی کسرہ دے دیا۔

☆......☆......☆

٤٢۔ كَذَا أُولَاتُ وَالَّذِي اسْمًا قَدْ جُعِلْ ... كَـأَذْرِعَاتٍ فِيْهِ ذَا أَيْضًا قُبِلْ

اس (جمع مؤنث سالم کی) طرح أُولَاتُ ہے اور وہ جمع جو علم استعمال ہو، جیسے: أَذْرِعَاتٍ اس میں یہ اعراب اسی طرح قبول کیا جائے گا۔

حل عبارت: أَذْرِعَـاتٍ: یہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے، یہ اصل میں أَذْرِعَةٌ کی جمع ہے، جو ذِرَاعٌ (بالشت) کی جمع ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں ملحق بجمع مؤنث سالم اور وہ جمع جس کو علم بنا دیا گیا ہو دونوں کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

ملحق بجمع مؤنث سالم: سے مراد وہ جمع ہے جس کا واحد اس کے لفظوں سے نہ ہو، جیسے: أُولَاتُ۔

ملحق بجمع مؤنث سالم کا اعراب: رفع ضمہ سے، جیسے: هٰـذِهِ أُولَاتُ، نصب و جر کسرہ سے، جیسے رَأَيْتُ أُولَاتِ، مَرَرْتُ بِأُولَاتِ۔

وہ جمع مؤنث سالم جو علم استعمال ہو۔ اس کے اعراب کے بارے میں نحویوں کے تین مختلف مذہب ہیں:

① رفع ضمہ سے، نصب و جر کسرہ بالتنوین سے، جیسے: هٰذِهِ أَذْرِعَـاتٌ، رَأَيْتُ أَذْرِعَاتٍ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتٍ۔ یہی مذہب صحیح ہے۔

② رفع ضمہ سے، نصب و جر کسرہ بلا تنوین سے، جیسے: هٰذِهِ أَذْرِعَـاتُ، رَأَيْتُ أَذْرِعَاتِ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتِ۔

③ رفع ضمہ سے، نصب و جر فتحہ بلا تنوین سے، جیسے: هٰـذِهِ أَذْرِعَـاتُ، رَأَيْتُ أَذْرِعَـاتَ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتَ۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

تَـنَوَّرْتُهَا مِنْ أَذْرِعَاتٍ وَأَهْلُهَا ○ بِيَثْرِبَ، أَدْنَى دَارِهَا نَظَرٌ عَالِي

میں نے اس (محبوبہ) کو دیکھا أذرعات شہر سے حالانکہ اس کے گھر والے یثرب میں تھے۔اس کے گھر کے بہت نزدیک بلند نظر ہے۔

حل عبارت: تَنَوَّرْتُهَا: میں نے اس کی طرف دور سے دیکھا، التَّنَوُّرُ: کے اصل معنی دور سے آگ کی طرف دیکھنے کے ہیں۔یَثْرِبَ: یہ مدینۃ الرسول ﷺ کا پرانا نام ہے۔أَدْنیٰ: قریب تر۔عَالٍ: بہت بلند اور وسیع۔

محل استشہاد: یہاں أَذْرِعَاتٍ ہے، یہ اصل میں جمع ہے، پھر یہ ایک شہر کا نام بن گیا، پس یہ لفظ کے اعتبار سے جمع اور معنی کے اعتبار سے مفرد ہے، یہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے، اس پر تینوں طرح اعراب پڑھا جا سکتا ہے، پہلے مذہب کے مطابق کسرہ تنوین کے ساتھ، دوسرے مذہب کے مطابق کسرہ بلا تنوین اور تیسرے مذہب کے مطابق فتحہ بلا تنوین۔

خلاصہ کلام:

وہ جمع مؤنث سالم جس کے ساتھ کسی کا نام رکھ دیا گیا ہو کا اعراب

رفع ضمہ سے، نصب و جر کسرہ بالتنوین سے: هٰذِهِ أَذْرِعَاتٌ، رَأَيْتُ أَذْرِعَاتٍ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتٍ۔

رفع ضمہ سے، نصب و جر کسرہ بلا تنوین سے: هٰذِهِ أَذْرِعَاتُ، رَأَيْتُ أَذْرِعَاتِ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتِ۔

رفع ضمہ سے، نصب و جر فتحہ بلا تنوین سے: هٰذِهِ أَذْرِعَاتُ، رَأَيْتُ أَذْرِعَاتَ، مَرَرْتُ بِأَذْرِعَاتَ۔

☆......☆......☆

٤٣۔ وَجُرَّ بِالْفَتْحَةِ مَا لَا يَنْصَرِفْ مَا لَمْ يُضَفْ أَوْ يَكُ بَعْدَ أَلْ رَدِفْ

آپ جر دیں فتحہ کے ساتھ اس اسم کو جو غیر منصرف ہے۔جب تک وہ مضاف نہ ہو یا الف لام کے بعد واقع نہ ہو۔

رموز شعر:

اس شعر میں غیر منصرف کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

غیر منصرف کا اعراب:

رفع ضمہ سے، نصب وجر فتحہ سے، جیسے: جَاءَ اَحْمَدُ، رَأَيْتُ اَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔ اس میں فتحہ کسرہ کا نائب ہے۔

غیر منصرف پر یہ اعراب اس وقت آتا ہے جب وہ مضاف نہ ہو یا اس پر الف لام داخل نہ ہو۔

جب وہ مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو تو جری حالت میں اس پر کسرہ آجاتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِأَحْمَدِكُمْ، مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ۔

☆......☆......☆

٤٤۔ وَاجْعَلْ لِنَحْوِ يَفْعَلَانِ النُّوْنَا رَفْعًا وَتَدْعِيْنَ وَتَسْأَلُوْنَا

يَفْعَلَانِ ،تَدْعِيْنَ اور تَسْأَلُوْنَ جیسے افعال کی رفعی حالت نون کے ساتھ بنائیں۔

٤٥۔ وَحَذْفُهَا لِلْجَزْمِ وَالنَّصْبِ سِمَهْ كَلَمْ تَكُوْنِيْ لِتَرُوْمِي مَظْلَمَهْ

اس نون کا حذف کرنا جزم اور نصب کے لیے علامت ہے، جیسے: لَمْ تَكُوْنِيْ لِتَرُوْمِي مَظْلَمَةً

حل عبارت: النُّوْنَا اور تَسْأَلُوْنَا کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ سِمَةٌ: علامت، مصدر، باب ضرب، یہ اصل میں وِسْمٌ تھا، واؤ مصدر مثال واوی سے فِعْلٌ میں واقع ہوئی اسے حذف کر دیا اور اس کے عوض آخر میں ''ۃ'' بڑھا دی، اب وقف کی وجہ سے یہ ھاء بن گئی۔ لَمْ تَكُوْنِيْ لِتَرُوْمِي مَظْلَمَةً: نہیں ہے تو کہ قصد کرتی ظلم کا۔ تَكُوْنِي میں لَمْ اور تَرُوْمِي میں لام جحد کے بعد اَنْ مقدرہ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ مَظْلَمَةٌ: ظلم، میں تاء وقف کی وجہ سے ھاء بن گئی۔

رموز شعر:

ان شعروں میں افعال خمسہ کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

- یَفْعَلَانِ: اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے ساتھ الف تثنیہ ہو، خواہ اس (فعل) کے شروع میں یاء ہو یا تاء ہو، جیسے: یَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ۔

تَدْعِیْنَ: اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے ساتھ یاء مخاطبہ متصل ہو، جیسے: أَنْتِ تَضْرِبِیْنَ

تَسْأَلُوْنَ: اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے ساتھ واؤ جمع متصل ہو، خواہ اس کے شروع میں یاء ہو یا تاء، جیسے اَلزَّیْدُوْنَ یَضْرِبُوْنَ، أَنْتُمْ تَضْرِبُوْنَ۔

افعال خمسہ: اس سے مراد یہ پانچ فعل ہیں: یَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، یَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلِیْنَ۔

افعال خمسہ کا اعراب: رفع ثبوت نون سے، نصب و جزم حذف نون سے۔

اس میں نون اعرابی حرکت ضمہ کا نائب ہے، جیسے: اَلزَّیْدَانِ یَفْعَلَانِ اس میں یَفْعَلَانِ فعل مضارع مرفوع ہے۔ اور علامت رفع نون کے ثبوت کے ساتھ ہے، نصب اور جزم حذف نون سے آتا ہے، جیسے: اَلزَّیْدَانِ لَنْ یَقُوْمَا، وَلَمْ یَخْرُجَا۔ اس میں یَقُوْمَا منصوب اور یَخْرُجَا مجزوم ہے، علامت نصب اور جزم حذف نون سے ہے۔

اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ﴾

☆......☆......☆

٤٦۔ وَسَمِّ مُعْتَلًّا مِنَ الْاَسْمَاءِ مَا كَالْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَقِی مَكَارِمَا

آپ ان اسماء کا نام معتل رکھیں جو مُصْطَفٰی اور مُرْتَقِی کی طرح ہوں

٤٧۔ فَالْأَوَّلُ الْإِعْرَابُ فِيْهِ قُدِّرَا جَمِيْعُهُ وَهُوَ الَّذِيْ قَدْ قُصِرَا

پس پہلا اسم، اعراب اس میں تقدیری مانا جاتا ہے اس کی تمام حالتوں میں، اور یہ وہی ہے جس کو مقصور کہا گیا ہے۔

٤٨۔ وَالثَّانِ مَنْقُوْصٌ وَنَصْبُهُ ظَهَرْ وَرَفْعُهُ، يُنْوٰی كَذَا أَيْضًا يُجَرّْ

دوسرا (اسم) منقوص ہے اور اس کا نصب ظاہر ہے اس کا رفع نیت میں (مقدر) مانا جاتا ہے، اسی طرح وہ جر دیا جاتا ہے۔

حلِ عبارت: سَمِّ: آپ نام رکھیں، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب تفعیل، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، امر بناتے وقت آخر سے حرف علت گر گیا۔ مَکَارِمًا: قابل قدر کام، کارنامے، م: مَکْرُمَۃٌ۔ اَلْمُرْتَقِی مَکَارِمًا: انجام دینے والا اچھے کارنامے۔

رموزِ شعر:

ان شعروں میں اسم معتل کی تعریف اور اس کی دو قسموں یعنی اسم مقصور اور اسم منقوص کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

اسم معتل: وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت ہو، جیسے: مُصْطَفیٰ، مُرْتَقِیْ۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اسم مقصور ۲۔ اسم منقوص

① اسم مقصور: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف لازمہ ہو، جیسے: مُصْطَفیٰ، عَصًا، رَحًی یہ تعریف جامع مانع ہے اسم کہہ کر فعل کو نکال دیا ہے، جیسے: یَرْضٰی۔

معرب کہہ کر مبنی کو نکال دیا ہے، جیسے: اِذَا۔

آخر میں الفکی قید سے منقوص کو نکال دیا ہے، جیسے: اَلْقَاضِیْ

اور لازمہ کہہ کر رفعی حالت میں تثنیہ کو نکال دیا ہے، جیسے: اَلزَّیْدَانِ اس کا الف لازمہ نہیں ہے کیونکہ وہ نصبی و جری حالت میں یاء سے بدل جاتا ہے، جیسے: رَأَیْتُ الزَّیْدَیْنِ۔

اسم مقصور کا اعراب: رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ تقدیری سے اور جر کسرہ تقدیری سے، جیسے: هٰذَا مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

تقدیری اعراب کی وجہ: یہ ہے کہ اسم مقصور پر لفظی اعراب متعذر ہے کیوں کہ اس کے آخر میں الف ہے جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، حرکت دینے سے وہ ہمزہ بن جائے گا، اور اسم مقصور نہیں رہے گا۔

② اسم منقوص: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یاء لازمہ ماقبل مکسور ہو، جیسے: اَلْمُرْتَقِیْ، اَلْقَاضِیْ، اَلدَّاعِیْ۔

یہ تعریف جامع مانع ہے اسم کہہ کر فعل کو نکال دیا، جیسے: یَرْمِیْ۔

معرب کہہ کر مبنی کو نکال دیا، جیسے: اَلَّذِیْ۔

ماقبل مکسور کہہ کر ان اسماء کو نکال دیا جن کے آخر کا ماقبل ساکن ہو، جیسے: ظَبْیٌ، رَمْیٌ یہ معتل جاری مجریٰ صحیح ہیں ان کا رفع ضمہ سے، نصب فتحہ سے اور جر کسرہ سے آتی ہے۔

اسم منقوص کا اعراب: رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ لفظی سے، جر کسرہ تقدیری سے، جیسے: جَاءَ الْقَاضِیْ، رَأَیْتُ الْقَاضِیَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ﴾

تقدیری اعراب کی وجہ: یہ ہے کہ یاء پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہیں البتہ فتحہ اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے لفظی آجاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسا اسم معرب نہیں ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو، سوائے اسماء ستہ مکبّرہ کی رفعی حالت کے، جیسے: جَاءَ اَبُوْهُ۔

کوفیوں نے دو اور جگہوں میں بھی جائز قرار دیا ہے:

① جب فعل کے ساتھ کسی کا نام رکھ دیا جائے، جیسے: يَدْعُوْ، يَغْزُوْ۔

② جب اسم عجمی ہو، جیسے: سَمَنْدُوْ، قَمَنْدُوْ۔

نوٹ: اسم مبنی میں واؤ ماقبل مضموم ہوسکتا ہے، جیسے: هُوَ۔

☆......☆......☆

۴۹۔ وَأَيُّ فِعْلٍ آخِرٌ مِنْهُ أَلِفْ أَوْ وَاوٌ أَوْ يَاءٌ فَمُعْتَلًّا عُرِفْ

جس فعل کے آخر میں الف، واؤ یا یاء ہو تو وہ معتل کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل معتل کی تعریف کی گئی ہے۔

فعل معتل: وہ فعل ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل ضمہ، یاء ماقبل کسرہ یا الف ماقبل فتحہ ہو، جیسے: يَغْزُوْ، يَرْمِيْ، يَخْشٰی۔

فائدہ: جس کے آخر میں واؤ ہو اسے ناقص واوی، یاء ہو تو ناقص یائی اور الف ہو تو ناقص الفی کہتے ہیں۔

نوٹ: فعل معتل اصل میں صرف ناقص واوی یا یائی ہوتا ہے، ناقص الفی نہیں ہوتا یہ صرف شکل کے اعتبار سے ہوتا ہے، حقیقت میں وہ الف واؤ یا یاء سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

۵۰۔ فَالْأَلِفَ انْوِفِيْهِ غَيْرَ الْجَزْمِ وَأَبْدِ نَصْبَ مَا كَيَدْعُوْ يَرْمِي

پس الف میں آپ مقدر مانیں (اعراب) جزم کے علاوہ (رفع، نصب) اور آپ ظاہر کریں نصب جو یَدْعُوْ اور یَرْمِي جیسے ہوں۔

۵۱۔ وَالرَّفْعَ فِيْهِمَا انْوِ وَاحْذِفْ جَازِمًا ثَلَاثَهُنَّ تَقْضِ حُكْمًا لَازِمًا

اور رفع کو ان دونوں (ناقص واوی اور یائی) میں آپ مقدر مانیں اور آپ حذف کر دیں اس حال میں کہ آپ جزم دینے والے ہوں ان تینوں کے آخر کو آپ فیصلہ کریں گے لازمی حکم کا۔

حل عبارت: ثَلَاثَهُنَّ: اس سے پہلے مضاف محذوف ہے، أَيْ أَوَاخِرَ ثَلَاثِهِنَّ۔ تَقْضِ: آپ فیصلہ کریں گے، یہ اصل میں تَقْضِي تھا، امر کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کے آخر سے یاء گر گئی۔

رموز شعر:

ان شعروں میں فعل معتل کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

فعل معتل (ناقص واوی، یائی اور الفی) کا اعراب:

جب فعل مضارع کے آخر میں واؤ یا یاء (ناقص واوی یا یائی) ہو تو رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ لفظی سے اور جزم واؤ یا یاء کے حذف سے آتی ہے، جیسے: يَدْعُوْ، لَنْ يَدْعُوَ، لَمْ يَدْعُ، يَرْمِيْ، لَنْ يَرْمِيَ، لَمْ يَرْمِ۔

جب فعل مضارع کے آخر میں الف (ناقص الفی) ہو تو رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ تقدیری سے اور جزم الف کے حذف سے آتی ہے، جیسے: يَخْشٰى، لَنْ يَخْشٰى، لَمْ يَخْشَ۔

نکرہ اور معرفہ

۵۲۔ نَـكِـرَـةٌ قَـابِـلُ أَلْ مُـؤَثِّـرَا أَوْ وَاقِـعٌ مَـوْقِـعَ مَـا قَدْ ذُكِرَا

نکرہ وہ اسم ہے جو قبول کرے الف لام کو اس حال میں کہ الف لام اس میں اثر کرے یا وہ ہے جو واقع ہو مذکورہ (الف لام کو قبول کرنے والے) اسم کی جگہ۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسم نکرہ کی تعریف کی گئی ہے۔

خلاصہ:

نکرہ وہ اسم ہے جو الف لام کو قبول کرے اور وہ الف لام اس میں تعریف کا اثر بھی کرے (اس پر الف لام کو لانا صحیح ہو اور وہ الف لام کے بعد معرفہ بن جائے)، جیسے: رَجُلٌ اس کو آپ اَلرَّجُلُ کہہ سکتے ہیں۔

یا وہ اسم جو الف لام کو قبول کرنے والے اسم کی جگہ پر واقع ہو، مثلاً: ذُوْ بمعنی صاحب، جیسے: جَاءَنِیْ ذُوْمَالٍ أَیْ صَاحِبُ مَالٍ پس ذُوْ نکرہ ہے حالانکہ وہ الف لام کو قبول نہیں کرتا اس لیے کہ وہ صَاحِبٌ کی جگہ پر واقع ہوتا ہے، اور صَاحِبٌ الف لام کو قبول کرتا ہے۔

فائدہ: وہ اسم جو الف لام کو قبول کرے مگر وہ (الف لام) اس میں تعریف کا اثر نہ کرے (معرفہ نہ بنائے) تو وہ نکرہ نہیں ہوگا، جیسے: عَبَّاسٌ اس کو آپ اَلْعَبَّاسُ کہہ سکتے ہیں لیکن یہ اس میں تعریف کا اثر نہیں کرتا اس لیے کہ یہ الف لام سے پہلے ہی معرفہ ہے۔

حل عبارت: تُؤَثِّرُ فِيْهِ التَّعْرِيْفَ: اس کا مطلب یہ ہے کہ الف لام داخل ہونے کے بعد اس اسم کو معرفہ بنا دے۔

۵۳۔ وَغَيْـرُهُ مَـعْـرِفَـةٌ كَـهُـمْ وَذِيْ وَهِـنْـدَ وَابْنِيْ وَالْغُلَامِ وَالَّذِيْ

اور نکرہ کے علاوہ معرفہ ہے، جیسے: هُمْ، ذِیْ، هِنْدٌ، اِبْنِیْ، اَلْغُلَامُ اور اَلَّذِیْ

رموز شعر:

اس شعر میں معرفہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

معرفہ: وہ اسم ہے جو نکرہ کے علاوہ ہو، جیسے: هُمْ۔

معرفہ کی اقسام: اس کی درج ذیل چھ قسمیں ہیں:

۱۔ضمیر، جیسے: هُمْ ۲۔اسم اشارہ، جیسے: ذِیْ ۳۔علم، جیسے: هِنْدٌ ۴۔معرف باللام، جیسے: اَلْغُلَامُ ۵۔موصول، جیسے: اَلَّذِیْ ۶۔جو ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو، جیسے: اِبْنِیْ۔

حل عبارت: اَلْمُحَلّٰی بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ: سے مراد وہ اسم ہے جس پر الف لام داخل کیا گیا ہو۔

☆☆☆

ضمیر

٥٤۔ فَمَا لِذِیْ غَیْبَةٍ أَوْحُضُوْرِ　　كَأَنْتَ وَهُوَ سَمِّ بِالضَّمِیْرِ

جو غائب یا حاضر کے لیے ہو، جیسے: أَنْتَ اور هُوَ آپ اس کا نام ضمیر رکھیں۔

رموز شعر:

اس شعر میں ضمیر کی تعریف کی گئی ہے۔

خلاصہ:

ضمیر کی تعریف: ضمیر وہ اسم ہے جو غائب یا حاضر پر دلالت کرے، جیسے: هُوَ، أَنْتَ

حاضر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مخاطب کی ضمیر، جیسے: أَنْتَ ۲۔ متکلم کی ضمیر، جیسے: أَنَا۔

☆......☆......☆

٥٥۔ وَذُوْاتِّصَالٍ مِنْهُ مَالَا یُبْتَدَا　　وَلَا یَلِیْ إِلَّا اخْتِیَارًا أَبَدَا

اور متصل ضمیر وہ ہے جس سے ابتدا نہ کی جائے اور وہ ہمیشہ إِلَّا کے ساتھ نہ آئے، راجح مذہب کے مطابق۔

٥٦۔ كَالْیَاءِ وَالْكَافِ مِنَ ابْنِیْ أَكْرَمَكْ　　وَالْیَاءِ وَالْهَا مِنْ سَلِیْنِیْهِ مَا مَلَكْ

جیسے: یاء اور کاف ابْنِیْ أَكْرَمَكَ (کی مثال) میں، یاء اور هاء سَلِیْنِیْهِ مَا مَلَكَ (کی مثال) میں

حل عبارت: اِخْتِیَارًا: اختیاری حالت میں، پسند کی حالت میں، یہ منصوب علی نزع الخافض ہے، أَیْ فِی الْإِخْتِیَارِ۔

رموز شعر:

ان شعروں میں ضمیر متصل کی تعریف اور اس کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

ضمیر بارز (جو لفظوں میں موجود ہو) کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

ضمیر متصل: وہ ضمیر ہے جس سے نہ ابتدا کی جا سکے اور نہ ہی وہ اختیاری صورت میں إِلَّا کے

بعد واقع ہو، جیسے: أَكْرَمَكَ میں مَا أَكْرَمْتُ إِلَّا كَ کہنا صحیح نہیں۔

البتہ شعر میں شاذ طور پر یہ آجاتا ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

أَعُوذُ بِرَبِّ الْعَرْشِ مِنْ فِئَةٍ بَغَتْ ○ عَلَيَّ، فَمَا لِي عَوْضُ إِلَّاهُ نَاصِرُ

میں پناہ مانگتا ہوں عرش کے رب کی اس جماعت سے جس نے ظلم کیا مجھ پر، پس میرے لیے اس کے علاوہ کوئی مددگار نہیں۔

حل عبارت: فِئَةٍ: جماعت۔ بَغَتْ: ظلم کیا، بغاوت کی، صیغہ واحد مونث غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے ناقص یائی۔ یہ اصل میں بَغَيَتْ تھا۔ تا متحرک ماقبل مفتوح، یا کو الف سے بدل دیا، پھر دو ساکن الف اور تا جمع ہونے سے الف گر گیا۔

عَوْضُ: کبھی بھی، ظرف زمان مبنی برضمہ، مستقبل منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

محل استشہاد: إِلَّاهُ ہے، یہاں إِلَّاهُ میں هُ ضمیر متصل إِلَّا کے بعد واقع ہوئی ہے، یہ صورت شاذ ہے اور صرف ضرورت شعری میں جائز ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر ہے:

وَمَا عَلَيْنَا إِذَا مَا كُنْتِ جَارَتَنَا ○ أَنْ لَا يُجَاوِرَنَا إِلَّاكِ دَيَّارُ

اور ہمیں کوئی پروا نہیں، جب تو ہماری ہمسائی ہو کہ تیرے سوا ہمارا کوئی پڑوسی نہ ہو۔

حل عبارت: مَا عَلَيْنَا: یہ مَا نُبَالِي کی جگہ پر آیا ہے، اس کا معنی ہے ہم توجہ نہیں دیتے۔

دَيَّارٌ: کوئی ایک۔

محل استشہاد: إِلَّاكِ ہے۔ یہاں إِلَّاكِ میں كِ ضمیر متصل إِلَّا کے بعد واقع ہوئی ہے، یہ صورت شاذ ہے۔

☆......☆......☆

۵۷۔ وَكُلُّ مُضْمَرٍ لَهُ الْبِنَا يَجِبْ ○ وَلَفْظُ مَا جُرَّ كَلَفْظِ مَا نُصِبْ

اور ہر ضمیر کے لیے مبنی ہونا واجب ہے اور ضمیر مجرور کے لفظ ضمیر منصوب کے لفظوں کی طرح ہوتے ہیں۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام ضمیریں مبنی ہیں۔

اور دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ ضمیر منصوب اور ضمیر مجرور کے لفظ ایک جیسے ہوتے ہیں۔

خلاصہ:

تمام ضمیریں مبنی ہیں:

ضمیروں کے مبنی ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ جمود میں حرف کے مشابہ ہیں، اسی لیے ان کی تصغیر، تثنیہ اور جمع نہیں آتی۔

بعض ضمیریں لفظوں کے اعتبار سے ایک جیسی ہوتی ہیں: جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمام ضمیریں مبنی ہیں تو ان میں سے بعض حالت جری اور نصبی میں ایک جیسی ہوتی ہیں، اس سے مراد ہر ضمیر منصوب اور ضمیر مجرور متصل ہے، جیسے: أَكْرَمْتُكَ اور مَرَرْتُ بِكَ، إِنَّهُ اور لَهُ۔

یہاں أَكْرَمْتُكَ میں كَ ضمیر منصوب متصل اور بِكَ میں كَ ضمیر مجرور متصل ہے۔

اسی طرح إِنَّهُ میں ھاء ضمیر منصوب متصل اور لَهُ میں ھاء ضمیر مجرور متصل ہے۔

بعض ضمیریں رفعی، نصبی اور جری تینوں حالتوں میں ایک ہی طرح استعمال ہوتی ہیں، جیسے: نَا ضمیر جیسا کہ مصنفؒ نے اپنے اس قول میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

☆......☆......☆

۵۸۔ لِلرَّفْعِ وَالنَّصْبِ وَجَرٍّ نَا صَلَحْ كَاعْرِفْ بِنَا فَإِنَّنَا نِلْنَا الْمِنَحْ

رفع، نصب اور جر کے لیے نَا صلاحیت رکھتا ہے، جیسے: اِعْرِفْ بِنَا فَإِنَّنَا نِلْنَا الْمِنَحْ (1)

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ لفظ نَا رفع، نصب اور جر تینوں کے لیے صلاحیت رکھتا

فائدہ: باقی رہی یہ بات کہ ضمیریں تثنیہ اور جمع بھی تو ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اصل وضع کے اعتبار سے ہوتی ہیں، مفرد کے آخر میں تبدیلی کرنے سے نہیں بنتیں۔

(1) آپ ہمیں پہچان لیں اس لیے کہ ہم نے وظائف حاصل کیے ہیں۔

جیسے: نِلْنَا میں نَا ضمیر مرفوع متصل ہے، فَاِنَّنَا میں نَا ضمیر منصوب متصل ہے اور بِنَا میں نَا ضمیر مجرور متصل ہے۔

اسی طرح یاء اور ھُمْ ضمیر بھی رفع، نصب اور جر تینوں کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

رفعی حالت، جیسے: اِضْرِبِیْ۔ نصبی حالت، جیسے: أَكْرَمَنِيْ۔ جری حالت، جیسے: مَرَّبِیْ

اسی طرح رفع کے لیے ھُمْ قَائِمُوْنَ۔ نصب کے لیے أَكْرَمْتُهُمْ اور جر کے لیے لَهُمْ۔

اشکال: یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے صرف نَا ضمیر ذکر کیوں کی ہے؟، اس کے ساتھ یاء اور ھُمْ کو ذکر کیوں نہیں کیا حالانکہ وہ بھی رفع، نصب اور جر تینوں میں مشترک ہیں؟

جواب: اس لیے کہ یہ دونوں ہر اعتبار سے نَا کے مشابہ نہیں ہیں۔

وہ اس طرح کہ نَا تینوں حالتوں میں ضمیر متصل ہوتی ہے اور اس کا معنی ایک ہی رہتا ہے۔ جب کہ یاء تینوں حالتوں میں متصل تو ہوتی ہے لیکن اس کا معنی ایک نہیں ہوتا، اس لیے کہ رفعی حالت میں وہ مخاطب کی ضمیر اور نصبی وجری حالت میں متکلم کی ضمیر ہوتی ہے۔

اسی طرح ھُمْ ضمیر کا معنی تینوں حالتوں میں ایک ہی رہتا ہے مگر رفعی حالت میں ضمیر منفصل اور نصبی وجری حالت میں ضمیر متصل ہوتی ہے۔

حل عبارت: نِلْنَا: ہم نے حاصل کیے، صیغہ جمع متکلم، فعل ماضی معلوم، باب سمع ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں نَيِلْنَا تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح، یا کو الف سے بدل دیا (قاعدہ قال) پھر دو ساکن الف اور لام جمع ہونے سے الف گر گیا۔ یہ کلمہ یائی مکسور العین ہے تو فا کلمہ کو کسرہ دے دیا (قاعدہ بِعْنَ) اَلْمِنَحُ: عطیات، وظائف، م: مِنْحَةٌ۔

☆......☆......☆

٥٩۔ وَأَلِفٌ وَالْوَاوُ وَالنُّوْنُ لِمَا غَابَ وَغَيْرِهِ كَقَامَا وَاعْلَمَا

الف، واؤ اور نون غائب، اور اس کے غیر (مخاطب) کے لیے ہیں، جیسے: قَامَا اور اِعْلَمَا۔

رموز شعر: اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ الف، واؤ اور نون ضمیریں غائب اور مخاطب دونوں کے لیے آتی ہیں۔

خلاصہ:

الف، واؤ اور نون ضمائر مرفوع متصلہ میں سے ہیں، یہ غائب اور مخاطب کیلئے آتی ہیں۔
غائب کی مثال: جیسے: اَلزَّيْدَانِ قَامَا، اَلزَّيْدُوْنَ قَامُوْا، اَلْهِنْدَاتُ قُمْنَ۔
مخاطب کی مثال، جیسے: اِعْلَمَا، اِعْلَمُوْا، اِعْلَمْنَ۔

اشکال: یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ الف، واؤ اور نون غائب اور اس کے غیر کے لیے آتے ہیں تو غیر سے مراد مخاطب اور متکلم دونوں ہوتے ہیں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الف، واؤ اور نون متکلم کے لیے بھی آتے ہیں، حالانکہ یہ متکلم کے لیے بالکل نہیں آتے، یہ تو صرف غائب اور حاضر کے لیے آتے ہیں۔

جواب: غیرہ سے مراد صرف مخاطب ہے متکلم نہیں ہے جیسا کہ مصنف نے مثال دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ تینوں صرف غائب اور حاضر کے لیے آتی ہیں۔

☆......☆......☆

۶۰۔ وَمِنْ ضَمِيْرِ الرَّفْعِ مَا يَسْتَتِرُ كَافْعَلْ أُوَافِقْ نَغْتَبِطْ إِذْ تَشْكُرُ

ضمیر مرفوع میں سے جو مستتر (وجوبی) ہوتی ہیں، جیسے: اِفْعَلْ، أُوَافِقُ، نَغْتَبِطُ، تَشْكُرُ (آپ کریں، میں موافقت کروں گا، ہم رشک کریں گے، جب تو شکریہ ادا کرے گا)

خلاصہ:

اس شعر میں ضمیر مستتر وجوبی کی چار جگہیں بیان کی گئی ہیں۔
ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مستتر ۲۔ بارز

① ضمیر مستتر: وہ ضمیر ہے جو پوشیدہ ہو، اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ وجوبی ۲۔ جوازی

② مستتر وجوبی: وہ ہے جس کی جگہ اسم ظاہر نہ آ سکے، یہ درج ذیل چار جگہ پر آتی ہے:

۱۔ صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم ۲۔ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع
۳۔ صیغہ جمع متکلم فعل مضارع ۴۔ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع

① صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم: جیسے: اِفْعَلْ اس میں أَنْتَ ضمیر مستتر ہے، اس ضمیر کو بارز لانا صحیح نہیں اس لیے کہ اس کی جگہ اسم ظاہر نہیں آ سکتا، آپ اِفْعَلْ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے، اگر

اِفْعَلْ أَنْتَ ہیں تو أَنْتَ، اِفْعَلْ میں مستتر ضمیر کی تاکید ہوگا، اِفْعَلْ کا فاعل نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس سے بے نیاز ہونا (یعنی اس کو نہ لانا بھی) صحیح ہے آپ صرف اِفْعَلْ کہہ سکتے ہیں۔ اگر أَنْتَ اس کا فاعل ہوتا تو پھر اس کو لانا ضروری تھا۔

فعل امر کے باقی پانچ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے:

۱۔صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، جیسے: اِضْرِبَا ۲۔جمع مذکر حاضر، جیسے اِضْرِبُوْا ۳۔صیغہ واحد مؤنث حاضر، جیسے: اِضْرِبِیْ ۴۔صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر، جیسے: اِضْرِبَا ۵۔صیغہ جمع مؤنث حاضر، جیسے: اِضْرِبْنَ

② صیغہ واحد متکلم فعل مضارع: جیسے: أُوَافِقُ اس میں أَنَا ضمیر مستتر ہے اگر آپ أُوَافِقُ أَنَا کہیں گے تو أَنَا، أُوَافِقُ کی ضمیر مستتر کی تاکید ہوگا۔

③ صیغہ جمع متکلم فعل مضارع: جیسے: نَغْتَبِطُ اس میں نَحْنُ ضمیر مستتر ہے۔

④ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع: جیسے: تَشْكُرُ اس میں أَنْتَ ضمیر مستتر ہے۔

مخاطب کے باقی پانچ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے:

۱۔صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، جیسے: أَنْتُمَا تَفْعَلَانِ ۲۔جمع مذکر حاضر، جیسے: أَنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ ۳۔صیغہ واحد مؤنث حاضر، جیسے: أَنْتِ تَفْعَلِيْنَ ۴۔صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر، جیسے: أَنْتُمَا تَفْعَلَانِ ۵۔صیغہ جمع مؤنث حاضر، جیسے: أَنْتُنَّ تَفْعَلْنَ۔

② مستتر جوازی: وہ ضمیر ہے جس کی جگہ اسم ظاہر آ سکے۔

یہ فعل کے درج ذیل چار صیغوں میں آتی ہے:

① صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی، جیسے: زَيْدٌ قَامَ اس میں هُوَ ضمیر مستتر ہے۔

② صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی، جیسے: هِنْدٌ قَامَتْ اس میں هِيَ ضمیر مستتر ہے۔

③ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع، جیسے: زَيْدٌ يَقُوْمُ اس میں هُوَ ضمیر مستتر ہے۔

④ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع، جیسے: هِنْدٌ تَقُوْمُ اس میں هِيَ ضمیر مستتر ہے۔

اسی طرح اسمائے مشتقات جب وہ غائب کے لیے ہوں تو ان کے تمام صیغوں میں بھی ضمیر مستتر جوازی ہوتی ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَيْ هُوَ۔

٦١ - وَذُو ارْتِفَاعٍ وَانْفِصَالٍ أَنَا، هُوْ　وَأَنْتَ وَالْفُرُوْعُ لا تَشْتَبِهُ

ضمیر مرفوع منفصل أَنَا، هُوَ اور أَنْتَ ہیں اور (ان کی) فروع مشتبہ نہیں ہیں۔

رموز شعر:

اس شعر میں ضمیر مرفوع منفصل ذکر کی گئی ہے۔

خلاصہ:

ضمیر بارز: وہ ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

فائدہ: ضمیر متصل مرفوع، منصوب اور مجرور تینوں ہوتی ہیں، اور منفصل صرف مرفوع اور منصوب ہوتی ہے، مجرور نہیں ہوتی۔

ضمیر مرفوع منفصل: یہ بارہ ضمیریں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ أَنَا واحد متکلم کے لیے

۲۔ نَحْنُ تثنیہ وجمع متکلم اور اس کے لیے جو اپنی عظمت بیان کرنا چاہے۔

۳۔ أَنْتَ واحد مذکر مخاطب کے لیے　۴۔ أَنْتِ واحد مؤنث مخاطب کے لیے

۵۔ أَنْتُمَا تثنیہ مذکر و مؤنث مخاطب کے لیے　۶۔ أَنْتُمْ جمع مذکر مخاطب کے لیے

۷۔ أَنْتُنَّ جمع مؤنث مخاطب کے لیے　۸۔ هُوَ واحد مذکر غائب کے لیے

۹۔ هِيَ واحد مؤنث کے لیے　۱۰۔ هُمَا تثنیہ مذکر و مؤنث غائب کے لیے

۱۱۔ هُمْ جمع مذکر غائب کے لیے　۱۲۔ هُنَّ جمع مؤنث غائب کے لیے

☆......☆......☆

٦٢ - وَذُو انْتِصَابٍ فِي انْفِصَالٍ جُعِلَا　إِيَّايَ وَالتَّفْرِيْعُ لَيْسَ مُشْكِلَا

إِيَّايَ کو ضمیر منصوب منفصل قرار دیا ہے اور (اس کے) فروع مشکل نہیں ہیں۔

حل عبارت: جُعِلَا: بنائی گئی، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب فتح، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں ضمیر منصوب منفصل ذکر کی گئی ہے۔

خلاصہ:

ضمیر منصوب منفصل: یہ بارہ ضمیریں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ إِيَّايَ واحد متکلم کے لیے

۲۔ إِيَّانَا تثنیہ وجمع متکلم اور اس کے لیے جو اپنی تعظیم بیان کرنا چاہتا ہو

۳۔ إِيَّاكَ واحد مذکر مخاطب کے لیے ۴۔ إِيَّاكِ واحد مؤنث مخاطب کے لیے

۵۔ إِيَّاكُمَا تثنیہ مذکر ومؤنث مخاطب کے لیے ۶۔ إِيَّاكُمْ جمع مذکر مخاطب کے لیے

۷۔ إِيَّاكُنَّ جمع مؤنث مخاطب کے لیے ۸۔ إِيَّاهُ واحد مذکر غائب کے لیے

۹۔ إِيَّاهَا واحد مؤنث غائب کے لیے ۱۰۔ إِيَّاهُمَا تثنیہ مذکر ومؤنث غائب کیلئے

۱۱۔ إِيَّاهُمْ جمع مذکر غائب کے لیے ۱۲۔ إِيَّاهُنَّ جمع مؤنث غائب کے لیے

☆......☆......☆

۶۳۔ وَفِي اخْتِيَارٍ لَا يَجِيءُ الْمُنْفَصِلْ إِذَا تَأَتَّى أَنْ يَجِيءَ الْمُتَّصِلْ

اختیاری (پسندیدہ) حالت میں ضمیر منفصل نہیں آتی، جب ضمیر متصل کا آنا ممکن ہو۔

حل عبارت: تَـأَتَّـى: موافق ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل، ہفت اقسام میں سے مہموز الفاء اور ناقص یائی ہے، یہ اصل میں تَـأَتَّـيَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب ضمیر متصل لانا ممکن ہو تو ضمیر منفصل لانا جائز نہیں۔

خلاصہ:

جب ضمیر متصل لانا ممکن ہو تو ضمیر منفصل لانا جائز نہیں:

(سوائے چند جگہوں کے جن کو عنقریب مصنف بیان کرے گا) جیسے: أَكْرَمْتُكَ میں أَكْرَمْتُ إِيَّاكَ کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہاں ضمیر متصل لانا ممکن ہے۔

جب ضمیر متصل لانا ممکن نہ ہوتو پھر ضمیر منفصل لائی جاتی ہے:

اگر ضمیر متصل لانا ممکن نہ ہوتو ضمیر منفصل کا لانا متعین ہو جاتا ہے، جیسے: اِیَّاكَ أَكْرَمْتُ۔ یہاں مفعول میں حصر پیدا کرنا مقصود ہے اگر ضمیر متصل لائیں تو مقصود فوت ہو جائے گا۔ البتہ شعر میں ضمیر متصل کے ممکن ہونے کے باوجود ضمیر منفصل لانا بھی جائز ہے، جیسے یہ شعر ہے:

بِالْبَاعِثِ الْوَارِثِ، الْاَمْوَاتِ قَدْ ضَمِنَتْ ○ اِیَّاهُمُ الْاَرْضُ فِی دَهْرِ الدَّهَارِیْرِ

میں قسم اٹھاتا ہوں اس ذات کی جو زندہ کرنے والی ہے مردوں کو اور ان کی وارث ہے، تحقیق اپنے اندر لیے ہوئے ہے ان کو زمین گزرے ہوئے زمانے میں۔

حل عبارت: بِالْبَاعِثِ: جو مردوں کو اٹھائے گا اور موت کے بعد انہیں زندہ کرے گا، یہ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے، یہ جار مجرور حَلَفْتُ فعل کے متعلق ہوں گے، الْوَارِثِ: یہ باری تعالیٰ کی ایک صفت ہے، جو ذات ہر چیز کے فنا ہو جانے کے بعد تمام چیزوں کا اصلی مالک ہے، اور ہر چیز اسی کی طرف لوٹ جائے گی۔ اَمْوَاتِ: مردوں، اس کو مجرور اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے، مجرور پڑھنے کی صورت میں یہ الْوَارِثِ کا مضاف الیہ ہوگا، اور منصوب پڑھنے کی صورت میں یہ الْوَارِث کا مفعول بہ ہوگا، اور الْبَاعِث کا مفعول بہ ضمیر محذوف ہوگا، م: مَیِّتٌ۔ ضَمِنَتْ: اپنے اندر لیے ہوئے، مشتمل ہے، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع۔ الدَّهَارِیْرِ: گزشتہ زمانہ، مصائب، یہ جمع ہے اس کا واحد نہیں ہے۔

محل استشہاد: قَدْ ضَمِنَتْ اِیَّاهُمْ ہے، یہاں اِیَّاهُمْ ضمیر کو منفصل لایا گیا ہے باوجود اس کے کہ اس کو متصل لانا ممکن تھا، جیسے: قَدْ ضَمِنَتْهُمُ الْاَرْضُ، یہ صورت شعر کے ساتھ خاص ہے۔

☆.....☆.....☆

٦٤- وَصِلْ أَوِ افْصِلْ هَاءَ سَلْنِیْهِ وَمَا ○ أَشْبَهَهُ فِی كُنْتُهُ الْخُلْفُ انْتَمَى

آپ متصل لائیں یا منفصل لائیں سَلْنِیْهِ کی هاء ضمیر کو اور جو اس کے مشابہ ہو (اس کی هاء کو)، كُنْتُهُ میں اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔

٦٥۔ كَـذَاكَ خِـلْتَنِيْـهِ وَاتِّـصَـالَا أَخْتَارُ غِيْرِي اخْتَارَ الْإِنْفِصَالَا

اسی طرح خِلْتَنِيْهِ ہے، اتصال کو میں نے پسند کیا ہے میرے علاوہ (باقیوں نے) پسند کیا ہے انفصال کو۔

رموز شعر:

ان شعروں میں وہ صورتیں بیان کی گئی ہیں جن میں ضمیر متصل کے ممکن ہونے کے باوجود منفصل لانا بھی جائز ہے

خلاصہ:

وہ جگہیں جہاں ضمیر متصل کے ممکن ہونے کے باوجود منفصل لانا بھی جائز ہے:

① جب فعل متعدی بہ دو مفعول ہو اور دوسرا مفعول اصل میں خبر نہ ہو اور وہ دونوں مفعول ضمیر ہوں، جیسے: سَلْنِيْهِ۔ یہاں سَلْنِيْهِ کے دوسرے مفعول ہاء ضمیر کو متصل اور منفصل دونوں طرح لانا جائز ہے، جیسے: سَلْنِيْهِ اور سَلْنِيْ إِيَّاهُ۔

اسی طرح الدِّرْهَمُ أَعْطَيْتُكَهُ اور أَعْطَيْتُكَ إِيَّاهُ۔

مصنف رحمہ اللہ اور اکثر نحویوں کے نزدیک اس صورت میں اتصال اور انفصال دونوں جائز ہیں۔

جب کہ سیبویہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں اتصال واجب ہے اور انفصال شعر کے ساتھ خاص ہے۔

② جب فعل ناقص ہو اور اس کی خبر ضمیر ہو تو اس کو متصل اور منفصل دونوں طرح لا سکتے ہیں، جیسے: كُنْتُهُ۔ ان میں سے پسندیدہ صورت میں اختلاف ہے،

مصنف کے نزدیک اتصال بہتر ہے، جیسے: كُنْتُهُ اور سیبویہ کے نزدیک انفصال بہتر ہے، جیسے: كُنْتُ إِيَّاهُ۔

③ جب فعل متعدی بہ دو مفعول ہو، دوسرا مفعول اصل میں خبر ہو اور وہ دونوں اصل میں مبتدا اور خبر ہوں، جیسے: خِلْتَنِيْهِ۔

مصنف کے نزدیک اس میں اتصال بہتر ہے، جیسے خِلْتَنِيْهِ اور سیبویہ کے نزدیک انفصال بہتر ہے، جیسے: خِلْتَنِيْ إِيَّاهُ۔

یہاں امام سیبویہ کا مذہب راجح ہے اس لیے کہ یہ عربی زبان میں کثیر الاستعمال ہے اور سیبویہ نے ان سے نقل بھی کیا ہے اور وہ عربوں سے بالمشافہ ملاقات کرنے والے ہیں۔

جیسے ایک شاعر کہتا ہے کہ:

إِذَا قَالَتْ حَزَامِ فَصَدِّقُوْهَا　　فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَزَامِ

جب حزام (عورت) کوئی بات کہے تو تم اس کی تصدیق کرو بے شک بات وہی ہے جو حزام کہے۔

فائدہ: یہ شعر یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے حزام نامی عورت کی بات معتبر سمجھ کر اس کی تصدیق کی جاتی تھی اسی طرح سیبویہ کی بات کو بھی معتبر سمجھ کر اس کی تصدیق کرنی چاہیے۔

☆......☆......☆

٦٦۔ وَقَدِّمِ الْأَخَصَّ فِي اتِّصَالِ　　وَقَدِّمَنْ مَا شِئْتَ فِي انْفِصَالِ

آپ پہلے لائیں زیادہ خاص ضمیر کو اتصال (کی صورت) میں اور پہلے لائیں جس کو چاہیں انفصال (کی صورت) میں۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اتصال کی صورت میں اخص ضمیر پہلے آئے گی اور انفصال کی صورت میں جس کو چاہیں پہلے لے آئیں۔

خلاصہ:

دو ضمیریں جمع ہونے کے وقت تقدیم وتاخیر کی صورتیں:

متکلم کی ضمیر مخاطب سے اور مخاطب کی ضمیر غائب سے اُخص ہوتی ہے۔ (اُخص کا مطلب ہے کہ اس میں تعریف زیادہ پائی جاتی ہے۔)

جب دو منصوب ضمیریں جمع ہوں اور ان میں سے ایک دوسری سے اخص ہو

اگر وہ دونوں متصل ہوں تو اخص کو پہلے لانا ضروری ہے، جیسے: اَلدِّرْهَمُ أَعْطَيْتُكَهُ اور أَعْطَيْتَنِيهِ ان مثالوں میں کاف اور یاء کو ھاء سے مقدم لانا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں ھاء سے اخص ہیں، اس لیے کہ کاف مخاطب اور یاء متکلم کی ضمیر ہے جب کہ ھاء غائب کی ضمیر ہے۔

غائب کو اتصال کی صورت میں پہلے لانا جائز نہیں ہے، جیسے: أَعْطَيْتُهُوكَ اور أَعْطَيْتُهُونِيْ کہنا درست نہیں ہے۔

بعض کے نزدیک غائب کو مقدم لانا جائز ہے، جیسا کہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے غریب الحدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے: ''أَرَاهُمُنِي الْبَاطِلُ شَيْطَانًا'' (باطل نے ان کو بتایا کہ میں شیطان ہوں)

یہاں هُمْ غائب کی ضمیر، یاء متکلم کی اخص ضمیر سے مقدم ہے۔

اگر ایک ضمیر منفصل ہو تو آپ جس کو چاہیں پہلے لے آئیں،

اگر چاہیں تو اُخص کو پہلے لے آئیں، جیسے: اَلدِّرْهَمُ أَعْطَيْتُكَ إِيَّاهُ اور أَعْطَيْتَنِي إِيَّاهُ

اور اگر چاہیں تو غیر اُخص کو پہلے لے آئیں، جیسے: أَعْطَيْتُهُ إِيَّاكَ اور أَعْطَيْتُهُ إِيَّايَ

انفصال کی صورت میں غیر اُخص کو مقدم لانا مطلقاً جائز نہیں بلکہ اس وقت جائز ہے جب التباس کا ڈر نہ ہو، جیسے: اَلدِّرْهَمُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاكَ اور جب التباس کا ڈر ہو تو پھر غائب کو پہلے نہیں لا سکتے، جیسے: زَيْدٌ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاكَ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ یہ پتا نہیں چلے گا کہ زید آخذ ہے، یا مأخوذ۔

٦٧۔ وَفِي اتِّحَادِ الرُّتْبَةِ الْزَمْ فَصْلَا وَقَدْ يُبِيحُ الْغَيْبُ فِيهِ وَصْلَا

رتبہ کے متحد ہونے کی صورت میں آپ لازم کریں فصل کو اور کبھی جائز قرار دیتا ہے غائب اس میں وصل کو۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب دو ہم مرتبہ منصوب ضمیریں جمع ہوں جن کا رتبہ ایک جیسا ہو تو ان میں سے ایک کو منفصل لانا ضروری ہے۔

خلاصہ:

ایک جیسی دو منصوب ضمیروں میں سے ایک کو منفصل لانا ضروری ہے:

جب دو منصوب ضمیریں جمع ہوں جن کا رتبہ ایک جیسا ہو یعنی وہ دونوں متکلم کی ہوں، مخاطب کی ہوں یا غائب کی ہوں تو ان میں سے ایک کو منفصل لانا ضروری ہے، جیسے: أَعْطَيْتَنِي إِيَّايَ، أَعْطَيْتُكَ إِيَّاكَ، أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ۔

دونوں ضمیروں کو متصل لانا جائز نہیں ہے، جیسے: أَعْطَيْتَنِينِي، أَعْطَيْتُكَكَ، أَعْطَيْتُهُوهُ۔

ہاں اگر وہ دونوں غائب کی ضمیریں ہوں اور ان کے لفظ مختلف ہوں یعنی ایک مفرد ہو اور دوسری تثنیہ یا جمع ہو تو وہ دونوں متصل ہو سکتی ہیں، جیسے: الزَّيْدَانِ الدِّرْهَمُ أَعْطَيْتُهُمَاهُ

مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جیسے: ضَمِنَتْ إِيَّاهُمْ میں ضمیر متصل لانا واجب ہونے کے باوجود ضرورت شعری کی وجہ سے إِيَّاهُمْ کو منفصل لایا گیا ہے تو اسی طرح کسی ضرورت کے تحت (یعنی لفظ مختلف ہونے کی صورت میں) ضمیر منفصل کو متصل بھی لایا جا سکتا ہے۔

☆......☆......☆

٦٨۔ وَقَبْلَ يَا النَّفْسِ مَعَ الْفِعْلِ الْتُزِمْ نُونُ وِقَايَةٍ وَلَيْسِي قَدْ نُظِمْ

یاء متکلم سے پہلے فعل کے ساتھ لازم کیا گیا ہے نون وقایہ اور لَيْسِي بھی پڑھا گیا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں فعل کے ساتھ نون وقایہ آنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

فعل کے ساتھ یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کا آنا ضروری ہے:

جب فعل کے ساتھ یاء متکلم آئے تو اس سے پہلے لازمی طور پر نون وقایہ لایا جاتا ہے، اس نون کا نام وقایہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ فعل کو کسرہ سے بچاتا ہے، جیسے: أَكْرَمَنِي، يُكْرِمُنِي، أَكْرِمْنِي۔

لَیْسَ کے ساتھ شاذ طور پر اسے حذف بھی کر دیا جاتا ہے، جیسے: لَیْسِیْ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

عَـدَدْتُ قَـوْمِـی کَـعَدِیْدِ الطَّیْسِ ○ اِذْ ذَهَـبَ الْـقَـوْمُ الْکِرَامُ لَیْسِی

میں نے شمار کیا اپنی قوم کو بہت زیادہ ریت کے ذرّات کی طرح، جب چلے گئے معزز لوگ میرے علاوہ۔

حل عبارت: عَـدِیْـد: مثل، زیادہ۔ الـطَّیْـسِ: بہت چیز، جیسے ریت پانی وغیرہ۔ عَـدِیْـد الطَّیْسِ: بے شمار۔

محل استشہاد: لَیْسِی ہے، یہاں لَیْسَ فعل ناقص کے ساتھ یاء متکلم آنے کے باوجود نون وقایہ کو نہیں لایا گیا، جمہور کے نزدیک یہاں شاذ طور پر نون وقایہ حذف کیا گیا ہے۔

فعل تعجب کے ساتھ نون وقایہ کے آنے میں اختلاف ہے:

صحیح بات یہ ہے کہ نون وقایہ کو لانا ضروری ہے، جیسے: مَا أَفْقَرَنِیْ اِلٰی عَفْوِ اللّٰهِ۔

(اللہ کی عفو و درگزر کی مجھے بہت ضرورت ہے)

بعض کے نزدیک نون وقایہ کو لانا ضروری نہیں، جیسے: مَا أَفْقَرِیْ اِلٰی عَفْوِ اللّٰهِ۔

☆......☆......☆

٦٩۔ وَلَیْتَـنِـیْ فَشَـا وَلَیْتِـیْ نَـدَرَا ○ وَمَعْ لَعَلَّ اعْکِسْ وَکُنْ مُخَیَّرَا

لَیْتَنِیْ عام ہے اور لَیْتِیْ نادر (قلیل) ہے، لَعَلَّ کے ساتھ (حکم) آپ الٹ کر دیں، اور آپ ہو جائیں اختیار والے۔

٧٠۔ فِی الْبَاقِیَاتِ وَا ضْطِرَارًا خَفَّفَا ○ مِنِّیْ وَعَنِّیْ بَعْضُ مَنْ قَدْ سَلَفَا

باقیوں میں، مجبوری کی وجہ سے مِـنِّـیْ اور عَـنِّـیْ کو بعض سلف نے (جو گزر چکے ہیں) مخفف (بغیر شد کے) پڑھا ہے

حل عبارت: اضْطِرَارًا: مجبوری کی وجہ سے، مصدر باب افتعال، یہ اصل میں اِضْتِرَارًا تھا، باب افتعال کے فاء کلمہ میں ضاد واقع ہوا تو تاء افتعال کو طاء سے بدل دیا۔ خَفَّفَا، سَلَفَا: یہ دونوں صیغے واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہیں، ان کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:
ان دو شعروں میں حروف کے ساتھ یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

حرف کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

لَیْتَ: اس کے ساتھ اکثر نون وقایہ آتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ﴾ کبھی نادر طور پر اسے حذف بھی کر دیا جاتا ہے، جیسے یہ شعر ہے:

كَمُنْيَةِ جَابِرٍ إِذْ قَالَ: لَيْتِي أُصَادِفُهُ وَأُتْلِفُ جُلَّ مَالِي

(تمنا کی مزید نے، جو بنو اسد قبیلہ کے آدمی کا نام ہے) جابر کی تمنا کی طرح جب اس نے کہا کاش میں اسے (زید کو) اچانک ملوں اس حال میں کہ میں برباد کر دوں اپنا کثیر مال۔

حل عبارت: مُنْيَةِ: تمنا، ج: مُنًى۔ أُصَادِفُ: میں اچانک ملوں، صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، باب مفاعلہ۔ أُتْلِفُ: میں ہلاک و برباد کر دوں، صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، باب افعال۔ جُلَّ: ہر چیز کا بڑا حصہ۔

محل استشہاد: لَيْتِي ہے، یہاں لَيْتَ کے ساتھ یائے متکلم آنے کے باوجود اسے قلیل طور پر بغیر نون وقایہ کے لَيْتِي پڑھا گیا ہے۔

لَعَلَّ: اس کے ساتھ اکثر نون وقایہ نہیں آتا، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ﴾ اور کبھی قلیل طور پر اس کے ساتھ نون وقایہ آ بھی جاتا ہے، جیسے یہ شعر ہے:

فَقُلْتُ: أَعِيرَانِي الْقَدُومَ؛ لَعَلَّنِي أَخُطُّ بِهَا قَبْرًا لِأَبْيَضَ مَاجِدِ

میں نے کہا تم دونوں عاریۃً دو مجھے تیشہ تاکہ میں تراشوں اس کے ساتھ میان پالش شدہ تلوار کے لیے۔

حل عبارت: أَعِيرَانِي: تم دونوں عاریۃً دو مجھے، صیغہ تثنیہ مذکر، امر حاضر معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں أَعْيِرَا تھا، یاء متحرک ماقبل ساکن یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی۔

فائدہ: جابر نامی آدمی نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مارنے کی تمنا کی جس میں وہ ناکام رہا پھر مزید نامی آدمی نے بھی یہی تمنا کی وہ بھی اس میں ناکام رہا اس وقت حضرت زید نے یہ شعر پڑھا تھا۔

محل استشہاد: لَعَلَّنِي ہے، یہاں لَعَلَّ کے ساتھ یائے متکلم آنے کی صورت میں اسے قلیل طور پر نون وقایہ کے ساتھ لَعَلَّنِي پڑھا گیا ہے۔ الْقَدُوم: تیشہ۔ أَخُطُّ: میں تراشوں۔ قَبْرًا: سے مراد میان ہے۔ أَبْيَضَ مَاجِدِ: پالش شدہ تلوار

اِنَّ، اَنَّ كَـأَنَّ، لٰـكِنَّ: کے ساتھ نون وقایہ کو لانا اور نہ لانا دونوں طرح جائز ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسے: اِنِّيْ، اِنَّنِيْ، اَنِّيْ، اَنَّنِيْ، كَاَنِّيْ، كَاَنَّنِيْ، لٰكِنِّيْ، لٰكِنَّنِيْ۔

مِـنْ اور عَـنْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم: ان کے ساتھ نون وقایہ لازمی طور پر آتا ہے، جیسے: مِنِّيْ، عَنِّيْ۔ بعض کے نزدیک نون وقایہ کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ مؤقف شاذ ہے، جیسے یہ شعر ہے:

أَيُّهَـا السَّـائِـلُ عَـنْهُمْ وَعَنِي   لَسْـتُ مِـنْ قَيْسَ وَلَا قَيْسُ مِنِي

اے سوال کرنے والے ان کے بارے اور میرے بارے نہیں ہوں میں قیس قبیلہ سے اور نہ قیس قبیلہ مجھ سے۔

محل استشہاد: عَنِيْ اور مِنِيْ ہے۔ یہاں عَنِيْ اور مِنِيْ کو شاذ طور پر بغیر نون کے مخفف پڑھا گیا ہے۔

☆......☆......☆

٧١۔ وَفِي لَدُنِّي لَدُنِي قَلَّ وَفِيْ   قَدْنِي وَقَطْنِي الْحَذْفُ أَيْضًا قَدْ يَفِيْ

لَدُنِّي میں لَدُنِيْ کم ہے اور قَدْنِي اور قَطْنِي میں حذف اسی طرح کبھی پایا جاتا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں لَـدُنْ، قَـدْ اور قَـطْ کے ساتھ یائے متکلم سے پہلے نون وقایہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

لَـدُنْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم: اس کے ساتھ اکثر نون وقایہ آتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا﴾ اور کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے، جیسے: ایک

قراءت میں بغیر شد کے ﴿مِنْ لَدُنِي﴾ ہے۔

قَــدْ اور قَــطْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم: ان کے ساتھ اکثر نون وقایہ آتا ہے، جیسے: قَدْنِيْ، قَطْنِيْ، اور کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے، جیسے: قَدِيْ، قَطِيْ (یہ بمعنی حَسْبِيْ (میرے لیے کافی ہے) ہوتے ہیں)

اس شعر میں نون کا اثبات اور حذف دونوں جمع ہو گئے ہیں: جیسے:

قَدْنِيَ مِنْ نَصْرِ الْخُبَيْبَيْنِ قَدِي لَيْسَ الْإِمَامُ بِالشَّحِيحِ الْمُلْحِدِ

کافی ہے مجھے خُبَیْبَیْن کی مدد نہیں ہے امام بخیل اور بے دین۔

حل عبارت: قَدْنِي: قَدْ اسم بمعنی حسب۔ الْخُبَيْبَيْنِ: اس سے مراد عبداللہ بن زبیر ہیں، اس کی کنیت اَبُو خُبَيْب تھی، ان کے بھائی کا نام مصعب ہے۔ الشَّحِيح: بخیل، بے دین۔

محل استشہاد: قَدْنِي اور قَدِيْ ہے۔ یہاں دو جگہ قَدْ آیا ہے پہلی جگہ نون وقایہ کے ساتھ قَدْنِي اور دوسری جگہ بغیر نون کے قَدِيْ۔

☆......☆......☆

علم کا بیان

۷۲۔ اِسْمٌ یُعَیِّنُ الْمُسَمّٰی مُطْلَقَا　　　عَلَمُــهُ کَجَعْفَرٍ وَخِرْنِقَـا

وہ اسم جو معین کردے مسمّٰی کو مطلق طور پر وہ اس کا علم ہے جیسے: جعفر اور خرنق

۷۳۔ وَقَــرَنٍ وَعَــدَنٍ وَلَاحِـقِ　　　وَشَــذْقَــمٍ وَهَیْــلَةٍ وَوَاشِــقِ

قرن، عدن، لاحق، شذقم، ھیلہ اور واشق

رموز شعر:

اس شعر میں علم کی تعریف اور اس کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

علم کی تعریف: علم وہ اسم ہے جو اپنے مسمی کو مطلق طور پر معین کردے۔ یعنی تکلم، خطاب اور غیبت کی قید کے بغیر جیسے: جَعْفَرٌ۔ یہ تعریف جامع مانع ہے جب اسم کہا تو یہ جنس ہے معرفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے جب کہا اپنے مسمی کو معین کردے تو اس سے نکرہ نکل گیا اور جب کہا بغیر قید کے تو اس سے باقی معرفہ نکل گئے جیسے ضمیر یہ اپنے مسمی کو معین کرتی ہے لیکن اس میں تکلم، خطاب اور غیبت کی قید ہوتی ہے جیسے: اَنَا، اَنْتَ، هُوَ۔

مصنف نے یہاں انسانوں اور دیگر چیزوں کے ناموں کے ساتھ مثال اس لیے دی ہے کہ جیسے علموں کے مسمّیات عاقل ہوتے ہیں اسی طرح دیگر مانوسات بھی ہوتے ہیں۔ جیسے جَعْفَرٌ ایک آدمی کا نام ہے، خِرْنِقٌ ایک عربی شاعرہ کا نام ہے جو طرفہ بن عبد کی اخیافی بہن تھی، قَرَنٌ ایک قبیلے کا نام ہے، عَدَنٌ ایک جگہ کا نام ہے، لَاحِقٌ ایک گھوڑے کا نام ہے، شَذْقَمٌ ایک اونٹ کا نام ہے، هَیْلَةٌ ایک بکری کا نام ہے اور وَاشِقٌ ایک کتے کا نام ہے۔

حل عبارت: أَعْلَام: ناموں م: عَلَمٌ۔ الْاَنَاسِیّ: انسانوں، م: اِنْسَانٌ۔ مُسَمَّیَات: وہ چیزیں جن کے علم ہوں۔ الْمَاْلُوْفَاتِ: مانوس، مستعمل، م: الْمَاْلُوْفُ۔

☆☆☆

۷۴۔ وَاسْمًا أَتٰی وَکُنْیَةً وَلَقَبَا　　　وَأَخِّرَنْ ذَا اِنْ سِوَاهُ صَحِبَا

آیا ہے وہ علم اسم، کنیت اور لقب کی حالت میں، آپ موخر لائیں اس لقب کو اگر یہ کنیت کے علاوہ ملے

حل عبارت: صَحِبَا: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں علم کی اقسام اور ان کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

علم کی اقسام: علم کی درج ذیل تین قسمیں ہیں: اسم، کنیت، لقب۔

اسم: یہاں اسم سے مراد وہ علم ہے جو لقب اور کنیت نہ ہو، جیسے: زَيْدٌ، عَمْرٌو

کنیت: وہ علم ہے جس کے شروع میں اَبٌ یا اُمٌّ ہو، جیسے: اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ، اُمُّ الْخَيْرِ

لقب: وہ علم ہے جو مدح یا مذمت بیان کرے، جیسے: زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ، اَنْفُ النَّاقَةِ

اسم اور لقب کی ترتیب: اسم ہمیشہ پہلے اور لقب بعد میں آتا ہے، جیسے: زَيْدٌ اَنْفُ النَّاقَةِ

لقب کو اسم سے پہلے لانا جائز نہیں ہے جیسے: اَنْفُ النَّاقَةِ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے۔

البتہ قلیل طور پر لقب اسم سے پہلے آ سکتا ہے

جیسا کہ یہ شعر ہے:

بِأَنَّ ذَا الْكَلْبِ عَمْرًا خَيْرَهُمْ حَسَبًا ○ بِبَطْنِ شِرْيَانَ يَعْوِي حَوْلَهُ الذِّيبُ

(آپ پہنچا دیں ہذیل قبیلے کو) بے شک ذوالکلب عمرو، جو حسب ونسب کے لحاظ سے ان میں بہتر تھا، بطن شریان میں دفن کیا گیا ہے۔ اس کے اردگرد بھیڑیے بھونکتے ہیں۔

حل عبارت: بِأَنَّ: یہ جار مجرور اَبْلِغْ فعل محذوف کے متعلق ہوں گے۔ شِرْيَانَ: جگہ کا نام ہے۔ يَعْوِي: تھوتھنی اٹھا کر چیختا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضرب، لفیف مقرون۔ الذِّيبُ: بھڑیا، ج: اَذْؤُبٌ، ذِئَابٌ۔ يَعْوِي حَوْلَهُ الذِّيبُ: یہ اس کی موت سے کنایہ ہے۔

محل استشہاد: ذَا الْكَلْبِ عَمْرًا ہے، یہاں ذَا الْكَلْبِ لقب ہے جو عَمْرًا اسم سے

پہلے آیا ہے۔

کنیت اور لقب کی ترتیب: اختیاری ہے، کنیت کے ساتھ لقب کو بعد میں لانا ضروری نہیں ہے بلکہ لقب پہلے بھی آسکتا ہے، جیسے: اَبُو عَبْدِاللّٰہِ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ، زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ دونوں طرح جائز ہے۔

مصنف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ لقب اسم اور کنیت دونوں کے بعد آتا ہے جبکہ بات ایسے نہیں ہے صرف اسم کے ساتھ لقب کا بعد میں آنا ضروری ہے، کنیت سے پہلے بھی آسکتا ہے، بعض نسخوں میں اس کی صراحت ہے کہ: ذَا اجْعَلْ آخِرًا إِذَا اسْمًا صَحِبَا۔ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے، اس لیے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ صرف اسم کے ساتھ لقب بعد میں آئے گا۔

اسی طرح اگر مصنف اِنْ سِوَاہُ کی بجائے اِنْ سِوَاھَا کہتے تو تب بھی اس میں اشکال پیدا نہ ہوتا کیونکہ ھاء ضمیر سے مراد صرف کنیت ہوسکتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب لقب کنیت کے علاوہ کسی کے ساتھ آئے تو بعد میں آئے گا تو کنیت کے علاوہ صرف اسم ہے۔

حل عبارت: لِسَلَامَتِهِ مِمَّا وَرَدَ عَلَى هٰذَا: بوجہ اس کے سالم ہونے کے اس اعتراض سے جو اس پر ہوسکتا ہے۔ یعنی یہ عبارت واضح ہے، اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

☆......☆......☆

۷۵۔ وَاِنْ يَكُوْنَا مُفْرَدَيْنِ فَأَضِفْ حَتْمًا وَإِلَّا أَتْبِعِ الَّذِي رَدِفْ

اور اگر ہوں وہ دونوں (اسم اور لقب) مفرد تو آپ اضافت کریں حتمی طور پر اور اگر وہ دنوں مفرد نہ ہوں تو آپ تابع بنائیں اس کو جو بعد میں آئے۔

حل عبارت: اِلَّا: یہ اصل میں اِنْ شرطیہ اور لَا نافیہ سے مرکب ہے، پھر نون کا لام میں ادغام کر دیا، یہاں فعل شرط محذوف ہے سابقہ کلام اس پر دلالت کرتی ہے وہ يَكُوْنَا مُفْرَدَيْنِ ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسم اور لقب کے استعمال کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

اسم اور لقب کے استعمال کا طریقہ: جب اسم اور لقب دونوں جمع ہوں تو کبھی وہ دونوں مفرد ہوتے ہیں، کبھی دونوں مرکب ہوتے ہیں، کبھی اسم مرکب اور لقب مفرد ہوتا ہے اور کبھی اسم مفرد اور لقب مرکب ہوتا ہے۔

جب اسم اور لقب دونوں جمع ہوں تو ان میں اعراب کی صورتیں:

جب اسم اور لقب دونوں مفرد ہوں: تو بصریوں کے نزدیک اضافت واجب ہے، جیسے: هٰذَا سَعِيْدُ كُرْزٍ، رَأَيْتُ سَعِيْدَ كُرْزٍ، مَرَرْتُ بِسَعِيْدِ كُرْزٍ۔ اور کوفیوں کے نزدیک تابع بنانا بھی جائز ہے، جیسے: هٰذَا سَعِيْدٌ كُرْزٌ، رَأَيْتُ سَعِيْدًا كُرْزًا، مَرَرْتُ بِسَعِيْدٍ كُرْزٍ مصنف نے بھی اس کتاب کے علاوہ دوسری جگہ ان سے موافقت کی ہے۔

جب اسم اور لقب دونوں مفرد نہ ہوں: بلکہ دونوں مرکب ہوں یا ایک مفرد اور دوسرا مرکب ہو تو دوسرے کو تابع بنانا واجب ہے جیسے: عَبْدُ اللّٰهِ أَنْفُ النَّاقَةِ، عَبْدُ اللّٰهِ كُرْزٌ، سَعِيْدٌ أَنْفُ النَّاقَةِ۔

دوسرے کو بجائے تابع بنانے کے مرفوع یا منصوب پڑھنا بھی جائز ہے، مرفوع پڑھنے کی صورت میں وہ مبتدا محذوف کی خبر اور منصوب پڑھنے کی صورت میں وہ فعل محذوف کا مفعول ہوگا، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ أَنْفُ النَّاقَةِ اصل میں ہے هُوَ أَنْفُ النَّاقَةِ، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ أَنْفَ النَّاقَةِ اصل میں تھا أَعْنِي أَنْفَ النَّاقَةِ۔

اسی طرح مرفوع کی بجائے منصوب اور منصوب کی بجائے مرفوع پڑھنا جائز ہے: هٰذَا زَيْدٌ أَنْفَ النَّاقَةِ، رَأَيْتُ زَيْدًا أَنْفُ النَّاقَةِ۔

☆......☆......☆

٧٦- وَمِنْهُ مَنْقُوْلٌ كَفَضْلٍ وَأَسَدْ وَذُو ارْتِجَالٍ كَسُعَادَ وَأُدَدْ

اور علم میں سے بعض منقول ہیں جیسے: فضل اور اسد اور بعض مرتجل ہیں جیسے سعاد اور أدد

۷۷۔ وَجُمْلَةٌ وَمَا بِمَزْجٍ رُكِّبَا ذَا اِنْ بِغَيْرِ ((وَيْهِ)) تَمَّ أُعْرِبَا

اور بعض جملہ ہیں اور جو مرکب ہو (ترکیب) مزجی کے ساتھ یہ اگر وَیْہِ کے بغیر مکمل ہو تو معرب ہوگا

۷۸۔ وَشَاعَ فِي الْاَعْلَامِ ذُو الْاِضَافَهْ كَعَبْدِ شَمْسٍ وَاَبِي قُحَافَهْ

اور عام ہیں علموں میں اضافت والے، جیسے: عَبْدُ شَمْسٍ اور اَبُوْ قُحَافَةَ

حل عبارت: رُكِّبَا: مرکب بنایا گیا ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ اُعْرِبَا: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب افعال، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

ان شعروں میں علم کی مزید دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

علم کی اقسام: علم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مرتجل ۲۔ منقول

علم مرتجل: وہ علم ہے جو علمیت سے پہلے کسی اور معنی میں استعمال نہ ہوا ہو، جیسے: سُعَاد اور اُدَد

علم منقول: وہ علم ہے جو علمیت سے پہلے کسی اور معنی کے لیے بھی استعمال ہو چکا ہو، جیسے: فَضْل

منقول ہونے کی صورتیں: یہ درج ذیل چیزوں سے منقول ہوتا ہے:

۱۔ صفت سے ۲۔ مصدر سے ۳۔ اسم جنس سے ۴۔ جملہ سے ۵۔ مرکب امتزاجی سے ۶۔ مرکب اضافی سے

① صفت سے: جیسے: حَارِثٌ (ہل چلانے والا)

② مصدر سے، جیسے: فَضْلٌ (احسان، فضیلت)

③ اسم جنس سے، جیسے: اَسَدٌ (شیر) ان تینوں صورتوں میں علم معرب ہوتا ہے۔

④ جملہ سے، جیسے: قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ اس صورت میں علم مبنی ہوتا ہے اور اس پر اعراب

حکائی پڑھا جاتا ہے، جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ قَائِمٌ، رَأَيْتُ زَيْدٌ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِزَيْدٌ قَائِمٌ یہ علم مرکب ہیں۔ ❶

⑤ علم مرکب امتزاجی: ان علموں میں سے ایک علم وہ ہوتا ہے جو اصل میں مرکب امتزاجی ہوتا ہے، جیسے: بَعْلَبَكَّ، سِيبَوَيْهِ۔

جب اس کے آخر میں وَيْهِ نہ ہو تو یہ معرب ہوتا ہے، جیسے بَعْلَبَكَّ اور اگر وَيْهِ ہو تو یہ مبنی بر کسرہ ہوتا ہے، جیسے: سِيبَوَيْهِ۔

مرکب امتزاجی کا اعراب جب اس کے آخر میں وَيْهِ نہ ہو: اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:

① رفع ضمہ سے، نصب و جر فتحہ سے (یعنی غیر منصرف والا اعراب)، جیسے: جَاءَنِي بَعْلَبَكُّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ

② مبنی بر فتحہ، جیسے: جَاءَنِي بَعْلَبَكَّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ

③ مرکب اضافی کی طرح پہلے جزء کا اعراب عامل کے مطابق اور دوسرا جزء ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِي حَضْرُ مَوْتٍ، رَأَيْتُ حَضْرَ مَوْتٍ، مَرَرْتُ بِحَضْرِ مَوْتٍ۔

مرکب امتزاجی کا اعراب جب اس کے آخر میں وَيْهِ ہو: اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

① مبنی بر کسرہ، جیسے: جَاءَنِي سِيبَوَيْهِ، رَأَيْتُ سِيبَوَيْهِ، مَرَرْتُ بِسِيبَوَيْهِ۔

② رفع ضمہ سے، نصب و جر فتحہ سے، جیسے: جَاءَنِي سِيبَوَيْهُ، رَأَيْتُ سِيبَوَيْهَ، مَرَرْتُ بِسِيبَوَيْهَ۔

⑥ علم مرکب اضافی: بعض علم مرکب اضافی ہوتے ہیں، جیسے: عَبْدُ شَمْسٍ۔ یہ معرب ہوتے ہیں ان کے پہلے جزء کا اعراب عامل کے مطابق کبھی بالحرکت اور کبھی بالحرف اور دوسرا جزء ہمیشہ مجرور ہوتا ہے جو کبھی منصرف اور کبھی غیر منصرف ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِي عَبْدُ

❶ حکائی کا مطلب یہ ہے کہ علم بننے سے پہلے جو اس پر اعراب پڑھا جا رہا تھا وہی اعراب اس پر علم بننے کے بعد پڑھا جاتا ہے خواہ اس علم کی حالت رفعی ہو، نصبی ہو یا جری ہو۔

شَمْسٍ، رَأَيْتُ عَبْدَ شَمْسٍ، مَرَرْتُ بِعَبْدِ شَمْسٍ۔ جَاءَنِي أَبُوْ قُحَافَةَ، رَأَيْتُ أَبَا قُحَافَةَ، مَرَرْتُ بِأَبِي قُحَافَةَ۔

حل عبارت: حُكْمُهَا أَنَّهَا تُحْكَى :اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر اعراب حکائی پڑھا جاتا ہے۔ إِعْرَابَ الْمُتَضَايِفَيْنِ: مضاعف اور مضاعف الیہ کے اعراب کی طرح۔

☆......☆......☆

۷۹۔ وَوَضَعُوْا لِبَعْضِ الْاَجْنَاسِ عَلَمْ   كَعَلَمِ الْاَشْخَاصِ لَفْظًا وَهُوَ عَمّ

اور انہوں نے وضع کیا ہے بعض اجناس کیلئے علم، جو اشخاص کے علم کی طرح ہے لفظی اعتبار سے اور یہ عام ہے۔

۸۰۔ مِنْ ذَاكَ: أُمُّ عِرْيَطٍ لِلْعَقْرَبِ   وَهٰكَذَا ثُعَالَةٌ لِلثَّعْلَبِ

اس سے ہے ام عریط اس حال میں کہ وہ بچھو کا علم ہو، اور اسی طرح ہے ثعالہ اس حال میں کہ وہ علم ہو لومڑی کا۔

۸۱۔ وَمِثْلُهُ بَرَّةُ لِلْمَبَرَّةْ   كَذَا فَجَارِ عَلَمٌ لِلْفَجْرَةْ

اسی کی مثل ہے برّہ اس حال میں کہ وہ نیک عورت کا علم ہے، اسی طرح ہے فجار علم ہے فاجرہ عورت کے لیے۔

حل عبارت: عَمَّ: اس میں دو احتمال ہیں: ا۔ یہ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب نصر ہے، ۲۔ یہ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل ہے۔ مَبَرَّةٌ: نیکی۔ فَجْرَةٌ: گناہ۔

رموز شعر:

ان شعروں میں علم کی دو قسمیں اور ان کی امثلہ بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

علم کی اقسام:

علم کی دو قسمیں ہیں: ا۔ علم شخصی ۲۔ علم جنسی

علم شخصی کے احکام: اس کے دو حکم ہیں: ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی

لفظی حکم: اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اس کے بعد حال کا آنا صحیح ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ ضَاحِكًا۔

۲۔ جب اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب سوائے علمیت کے آجائے تو یہ غیر منصرف بن جاتا ہے، جیسے: هٰذَا اَحْمَدُ ۳۔ اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا، جیسے: جَاءَ الْعَمْرُو نہیں کہہ سکتے۔

معنوی حکم: یہ ہے کہ یہ ایک معین چیز پر دلالت کرتا ہے، جیسے: زَيْدٌ، اَحْمَدُ

علم جنسی کے احکام:

اس کے بھی دو حکم ہیں: ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی

لفظی حکم: لفظی حکم میں یہ علم شخصی کی طرح ہوتا ہے، یعنی اس کے بعد حال کا آنا صحیح ہوتا ہے، جیسے: هٰذَا اُسَامَةُ مُقْبِلًا۔

اسباب منع صرف میں سے کسی سبب کے پائے جانے سے غیر منصرف بن جاتا ہے، جیسے: اُسَامَةُ اور اس پر الف لام نہیں آسکتا، جیسے: هٰذَا الْاُسَامَةُ نہیں کہہ سکتے۔

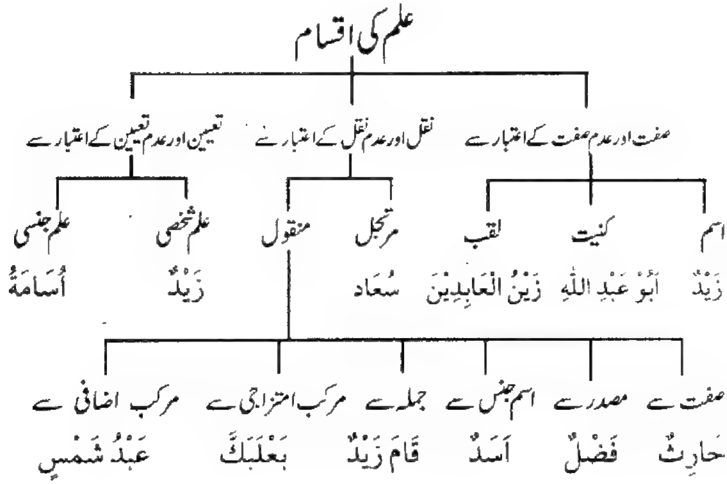
معنوی حکم: میں یہ نکرہ کی طرح ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ اس سے ایک معین چیز مراد نہیں ہوتی، جیسے: اُسَامَةُ اس کا اطلاق ہر شیر پر ہوتا ہے، اُمُّ عِرْيَطٍ اس کا اطلاق ہر بچھو پر ہوتا ہے، ثُعَالَةُ اس کا اطلاق ہر لومڑی پر ہوتا ہے۔

علم شخصی اور علم جنسی میں فرق:

یہ ہے کہ علم شخصی معرفہ جب کہ علم جنسی نکرہ کی طرح ہوتا ہے۔

فائدہ: علم جنسی جیسے کسی ذات کا علم ہوتا ہے اسی طرح یہ معنوی چیز کا بھی علم ہوتا ہے، جیسے: بـرّة: ہر نیک عورت کے لیے، فـجـار: ہر فاجرہ عورت کے لیے (تو یہاں نیکی اور گناہ معنوی چیزیں ہیں جن کے ساتھ علم رکھ دیا ہے)۔

خلاصہ کلام:


علم کی اقسام
صفت اور عدم صفت کے اعتبار سے
نقل اور عدم نقل کے اعتبار سے
تعیین اور عدم تعیین کے اعتبار سے
اسم
کنیت
لقب
مرتجل
منقول
علم شخصی
علم جنسی
زَيْدٌ
أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ
سُعَاد
زَيْدٌ
أُسَامَةُ
صفت سے
مصدر سے
اسم جنس سے
جملہ سے
مرکب امتزاجی سے
مرکب اضافی سے
حَارِثٌ
فَضْلٌ
أَسَدٌ
قَامَ زَيْدٌ
بَعْلَبَكَّ
عَبْدُ شَمْسٍ

☆......☆......☆

اسم اشارہ کابیان

۸۲۔ بِـذَا لِـمُـفْـرَدٍ مُذَكَّرٍ أَشِرْ بِذِي وَذِهْ تِي تَا عَلَى الْأُنْثَى اقْتَصِرْ

ذَا کے ساتھ مفرد مذکر کی طرف آپ اشارہ کریں ذِیْ، ذِہْ، تِـیْ، اور تَـا کے ساتھ مؤنث پر اقتصار کریں۔

رموز شعر:

اس شعر میں مفرد مذکر اور مؤنث کے لیے استعمال ہونے والا اسم اشارہ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

مفرد مذکر اور مؤنث کے لیے استعمال ہونے والا اسم اشارہ:

مفرد مذکر کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ذَا استعمال ہوتا ہے۔

بصریوں کے نزدیک اس کا الف نفس کلمہ کا ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک یہ زائدہ ہے۔

مفرد مؤنث کی طرف اشارہ کرنے کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

ذِیْ، ذِہْ، ذِہِ، ذِھِیْ، تِیْ، تِہْ، تِہِ، تِھِیْ، تَا، ذَاتُ۔

حل عبارت: بِـاخْتِلَاسٍ: چھین لینا، یہاں اس سے مراد ہے کہ حرکت کسرہ کو پُر نہ پڑھنا یعنی کسرہ کو کھینچ کر نہ پڑھنا جس سے حرف علت یاء کی آواز پیدا ہو۔ جیسے: ذِہِ۔ اِشْبَــاع: مکمل کرنا، یہاں اس سے مراد ہے کہ حرکت کسرہ کو پُر کرکے پڑھنا یعنی کسرہ کو کھینچ کر پڑھنا جس سے حرف علت یاء کی آواز پیدا ہو جائے۔ جیسے: ذِھِیْ۔

☆......☆......☆

۸۳۔ وَذَانِ تَانِ لِلْمُثَنَّى الْمُرْتَفِعْ وَفِـي سِـوَاهُ ذَيْـنِ تَيْـنِ اذْكُرْ تُطِعْ

ذَانِ اور تَـانِ تثنیہ مرفوع کیلئے ہیں، اس (مرفوع) کے علاوہ میں ذَیْنِ اور تَیْنِ ذکر کریں آپ اطاعت کریں گے۔

رموز شعر:

اس شعر میں تثنیہ مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہونے والے اسم اشارہ کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

تثنیہ مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہونے والے اسم اشارہ:

تثنیہ مذکر کیلئے حالت رفعی میں ذَانِ اور حالت نصبی وجری میں ذَیْنِ کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔

تثنیہ مؤنث کیلئے حالت رفعی میں تَانِ اور حالت نصبی وجری میں تَیْنِ کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

۸۴۔ وَبِأُولَى أَشِرْ لِجَمْعٍ مُطْلَقَا ۔۔۔ وَالْمَدُّ أَوْلَى، وَلَدَى الْبُعْدِ انْطِقَا

جمع کے لیے مطلقاً اُولٰی کے ساتھ اشارہ کریں اور مد بہتر ہے، دوری کے وقت بولیں

۸۵۔ بِالْكَافِ حَرْفًا دُوْنَ لَامٍ أَوْ مَعَهْ ۔۔۔ وَاللَّامُ۔ إِنْ قَدَّمْتَ هَا۔ مُمْتَنِعَهْ

کاف حرفی کے ساتھ بغیر لام کے یا لام کے ساتھ اور لام (کالانا) منع ہے اگر آپ پہلے لائیں ھا تنبیہ کو۔

حل عبارت: انْطِقَا: صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم، باب ضرب، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں جمع کیلئے استعمال ہونے والے اسم اشارہ، اور اسم اشارہ قریب سے اسم اشارہ بعید بنانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

جمع مذکر و مؤنث کے لیے استعمال ہونے والے اسم اشارہ کا بیان:

جمع کی طرف خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث اُولٰی کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے (اسی لئے مصنف نے مطلقا کہا ہے)

اسی طرح یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، اکثر یہ عاقل کیلئے آتا ہے اور کبھی غیر عاقل کے لیے بھی آتا ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

ذُمَّ الْمَنَازِلَ بَعْدَ مَنْزِلَةِ اللِّوَى ○ وَالْعَيْشَ بَعْدَ أُولَئِكَ الْأَيَّامِ

آپ مذمت بیان کریں تمام جگہوں کی لوی جگہ کے بعد اور زندگی کی ان دنوں کے بعد۔

حل عبارت: ذُمَّ: آپ مذمت بیان کریں، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی، اس کی میم پر تینوں حرکتیں پڑھی جاسکتی ہیں کیونکہ یہ اصل میں مبنی علی السکون ہے، التقائے ساکنین سے بچنے کے لیے حرکت دی گئی ہے۔ اَلْمَنَازِلَ گھر، جائے قیام، م: مَنْزِلٌ یا مَنْزِلَةٌ۔ اللِّوَى: جگہ کا نام ہے۔ اَلْعَيْشَ: سے مراد زندگی ہے۔

محل استشہاد: أُولَئِكَ الْأَيَّامِ ہے، یہاں أُولَئِكَ کے ساتھ غیر عاقل الْأَيَّام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اس میں دو لغتیں ہیں: ا۔ مد (یعنی الف ممدودہ کے ساتھ) یہ اہل حجاز کی لغت ہے اور قرآن مجید میں بھی آئی ہے، جیسے: أُوْلَاءِ ۲۔ قصر (یعنی الف مقصورہ کے ساتھ) یہ بنو تمیم کی لغت ہے، جیسے: أُوْلَى

اسم اشارہ کی اقسام: مشار الیہ کے دو رتبے ہیں: ا۔ قُرب ۲۔ بُعد، اس اعتبار سے اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ اسم اشارہ قریب ۲۔ اسم اشارہ بعید

اسم اشارہ قریب: وہ ہے جس کے ساتھ قریب چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، اس صورت میں اسم اشارہ کے ساتھ کاف حرف خطاب یا لام بعد میں سے کوئی بھی نہیں آتا، جیسے: ذَا وغیرہ اس سے پہلے جتنے اسم اشارہ گزرے ہیں وہ تمام قریب کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

اسم اشارہ بعید: وہ ہے جس کے ساتھ بعید چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، اس صورت میں اس کے ساتھ صرف کاف حرفی لگایا جاتا ہے، جیسے: ذَاكَ یا کاف اور لام دونوں لگائے جاتے ہیں، جیسے: ذَالِكَ

فائدہ: کاف بالاتفاق حرف خطاب ہے (اس کا محل اعراب نہیں ہوتا) جب اسم اشارہ سے پہلے ھا تنبیہ آئے تو پھر اس کے ساتھ صرف کاف آئے گا، جیسے: هٰذَاكَ

اسی کے مطابق یہ شعر ہے:

رَأَيْتُ بَنِي غَبْرَاءَ لَا يُنْكِرُونَنِي ○ وَلَا أَهْلُ هٰذَاكَ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ

میں نے دیکھا کہ (زمین کے بیٹے) فقیر لوگ مجھے اجنبی نہیں سمجھتے اور نہ ہی یہ (غنی لوگ) لمبے خیموں والے۔

حل عبارت: غَبْرَاءَ: زمین، بَنِي غَبْرَاءَ: سے مراد فقیر محتاج لوگ ہیں۔ الطِّرَافِ: چمڑے کا خیمہ، أَهْلُ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ: سے مراد امیر لوگ ہیں۔

محل استشهاد: هٰذَاكَ ہے، یہاں هٰذَاكَ اسم اشارہ ہے، اس کے شروع میں ھا تنبیہ ہے اس لئے اس کے ساتھ صرف کاف آیا ہے۔ کاف اور لام دونوں کا آنا صحیح نہیں ہے، اس لئے هٰذَالِكَ نہیں کہہ سکتے۔ مصنف کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشارالیہ کے صرف دو رتبے ہیں: ۱۔ قُرْبٰی ۲۔ بُعْدٰی

جبکہ جمہور کے نزدیک مشارالیہ کے تین رتبے ہیں: ۱۔ قُرْبٰی ۲۔ وُسْطٰی ۳۔ بُعْدٰی

قُرْبٰی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اسم اشارہ کاف اور لام کے بغیر آتا ہے، جیسے: ذَا، ذِيْ

وُسْطٰی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اسم اشارہ کے ساتھ صرف کاف آتا ہے، جیسے: ذَاكَ

بُعْدٰی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اسم اشارہ کے ساتھ کاف اور لام دونوں آتے ہیں، جیسے: ذَالِكَ

☆......☆......☆

۸۶۔ وَبِهُنَا أَوْ هٰهُنَا أَشِرْ إِلٰى ○ دَانِي الْمَكَانِ وَبِهِ الْكَافَ صِلَا

هُنَا اور هٰهُنَا کے ساتھ آپ اشارہ کریں قریب جگہ کی طرف اور اس کے ساتھ کاف کو ملائیں۔

۸۷۔ فِي الْبُعْدِ أَوْ بِثَمَّ فُهْ أَوْ هَنَّا ○ أَوْ بِهُنَالِكَ انْطِقَنْ أَوْ هِنَّا

بُعد میں، یا ثَمَّ کے ساتھ آپ بولیں یا هَنَّا کے ساتھ یا هُنَالِكَ کے ساتھ آپ بولیں یا هِنَّا کے ساتھ۔

رموز شعر:

۱۔ ان دو شعروں میں اشارہ مکان کیلئے استعمال ہونے والے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔

خلاصہ:

اشارہ مکان کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ

مکان قریب کی طرف هُنَا یا هٰهُنَا کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔

مکان بعید کی طرف مصنف کی رائے کے مطابق هُنَاكَ، هُنَالِكَ، هُنَّا، هِنَّا، ثَمَّ یا هِنَّتْ کے ساتھ اشارہ کیا جاتا ہے۔ جمہور کے نزدیک هُنَاكَ متوسط کے لیے ہے اور باقی بعید کیلئے آتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

اسم اشارہ

- مذکر
  - واحد: ذَا
  - تثنیہ: ذَانِ، ذَيْنِ
  - جمع: أُوْلَاءِ، أُوْلٰى
- مؤنث
  - واحد: ذِيْ، ذِهْ، ذِهِ، ذِهِي، تِيْ، تِهْ، تِهِ، تِهِي، تَا، ذَاتُ
  - تثنیہ: تَانِ، تَيْنِ
  - جمع: أُوْلَاءِ، أُوْلٰى

☆......☆......☆

موصول کا بیان

۸۸۔ مَوْصُوْلُ الْاَسْمَاءِ الَّذِی الْاُنْثٰی الَّتِی وَالْیَا اِذَا مَا ثُـنِّیَا لَا تُثْبِتِ

اسماء موصولہ اَلَّـذِی (ان میں سے) ہے، مؤنث اَلَّتِـیْ ہے، جب ان کو تثنیہ بنایا جائے تو نہ آپ ثابت رکھیں یاء کو

۸۹۔ بَـلْ مَـا تَـلِیْـهِ اَوْلِـهِ الْعَلَامَهْ وَالـنُّـوْنُ اِنْ تُشَـدَّدَ فَلَا مَلَامَـهْ

بلکہ جو حرف اس (یاء) کے ساتھ ملا ہوا ہو اس کو والی بنائیں علامت کا اور نون اگر مشدد کیا جائے تو کوئی ملامت نہیں (آپ پر)

۹۰۔ وَالـنُّوْنُ مِنْ ذَیْنِ وَتَیْنِ شُدِّدَا أَیْـضًـا وَتَـعْوِیْضٌ بِذَاكَ قُصِدَا

اور ذَیْنِ اور تَیْنِ کا نون مشدد کیا گیا ہے اسی طرح اور عوض اس (یاء) کے ساتھ قصد کیا گیا ہے۔

حل عبارت: مَـا: یہ زائدہ ہے۔ لَا مَلَامَـهْ: اصل میں مَلَامَةٌ تھا وقف کی وجہ سے تاء، ھاء بن گئی۔ یہاں لائے نفی جنس کی خبر حذف ہے، اصل میں تھا لَا مَلَامَةَ عَلَیْكَ۔

رموز شعر:

ان شعروں میں اسم موصول مفرد اور تثنیہ کا بیان ہے اور اسم موصول و اسم اشارہ تثنیہ کے نون کا مشدد ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

موصول کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ موصول اسمی ۲۔ موصول حرفی

مصنف نے صرف موصول اسمی بیان کیے ہیں، موصول حرفی بیان نہیں کیے۔

موصول حرفی: وہ ہے جس کی جگہ پر مصدر کا واقع ہونا صحیح ہو (یعنی یہ اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مصدر مؤول بن جاتا ہے) جیسے: وَدِدْتُّ لَوْ تَقُوْمُ اَیْ قِیَامَكَ

تعداد: یہ پانچ حرف ہیں: ۱۔ اَنْ ۲۔ اَنَّ ۳۔ کَیْ ۴۔ مَا ۵۔ لَوْ

① اَنْ مصدریہ: یہ فعل متصرف کے ساتھ آتا ہے خواہ وہ ماضی ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ اَنْ

قَامَ زَیْدٌ، یا مضارع ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ أَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ، یا امر ہو جیسے: اَشَرْتُ اِلَیْهِ بِأَنْ قُمْ۔

اگر اس کے بعد فعل غیر متصرف ہو تو یہ مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَأَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ اور ﴿وَأَنْ عَسٰی أَنْ یَّکُوْنَ﴾

② أَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر آتا ہے، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ أَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا﴾

أَنَّ مخففہ من المثقلہ بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ مخففہ کا اسم محذوف ہوتا ہے جبکہ مثقلہ کا اسم مذکور ہوتا ہے۔

③ کَیْ: یہ صرف فعل مضارع کے ساتھ آتا ہے، جیسے: جِئْتُ لِکَیْ تُکْرِمَ زَیْدًا۔

④ ما: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مصدریہ ظرفیہ ۲۔ مصدریہ غیر ظرفیہ

① مـــا مصدریہ ظرفیہ: یہ فعل ماضی، مضارع اور جملہ اسمیہ کے ساتھ آتی ہے، جیسے: لَا اَصْحَبُكَ مَا دُمْتَ مُنْطَلِقًا أَیْ مُدَّةَ دَوَامِكَ مُنْطَلِقًا، لَا اَصْحَبُكَ مَا یَقُوْمُ زَیْدٌ، لَا اَصْحَبُكَ مَا زَیْدٌ قَائِمٌ۔

یہ اکثر فعل ماضی یا مضارع منفی بلم کے ساتھ آتی ہے، جیسے: لَا اَصْـحَبُكَ مَـا لَـمْ تَضْرِبْ زَیْدًا۔

یہ جملہ اسمیہ اور فعل مضارع جو منفی بلم نہ ہو، کے ساتھ بہت کم آتی ہے، جیسے: لَا اَصْحَبُكَ مَا یَقُوْمُ زَیْدٌ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

أُطَـوِّفُ مَــا أُطَوِّفُ ثُمَّ آوِی ○ اِلَــی بَیْــتٍ قَـعِیْـدَتُــهُ لَکَـاعِ

میں بہت چکر لگاتا ہوں (اپنا چکر لگانا) پھر میں واپس آتا ہوں ایسے گھر کی طرف جس گھر کی عورت کمینی ہے۔

حل عبارت: أُطَوِّفُ: میں بہت چکر لگاتا ہوں۔ آوِی: میں جگہ پکڑتا ہوں، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے مہموز الفاء ولفیف مقرون، یہ اصل میں

أَءْ وِیُ تھا، دو ہمزے جمع ہوئے، دوسرے کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مطابق حرف علت الف سے بدل دیا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اسے بھی حذف کر دیا۔ قَعِيْدَةٌ: بیٹھنے والی، یہاں اس سے مراد عورت ہے، اس لیے کہ وہ اکثر گھر میں بیٹھتی ہے۔ لُكَاعِ: بیوقوف، کمینی عورت۔

محل استشهاد: مَا أُطَوِّفُ ہے، یہاں مَا مصدریہ أُطَوِّفُ فعل مضارع پر آئی ہے جو منفی بلم نہیں ہے۔

④ ما مصدریہ غیر ظرفیہ: یہ اکثر فعل پر آتی ہے خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع، جیسے: عَجِبْتُ مِمَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا، عَجِبْتُ مِمَّا تَضْرِبُ زَيْدًا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾

اور کبھی جملہ اسمیہ پر بھی آجاتی ہے جیسے، عَجِبْتُ مِمَّا زَيْدٌ قَائِمٌ۔

⑤ لَوْ: یہ فعل ماضی اور مضارع دونوں کے ساتھ آجاتا ہے، جیسے: وَدِدْتُّ لَوْ قَامَ زَيْدٌ، وَدِدْتُّ لَوْ يَقُوْمُ زَيْدٌ۔

موصول اسمی: درج ذیل ہیں:

اَلَّذِيْ مفرد مذکر کیلئے اور اَلَّتِيْ مفرد مؤنث کیلئے آتا ہے۔

جب تثنیہ بنائیں تو یاء کو حذف کر کے اس کی جگہ رفعی حالت میں الف لے آئیں، جیسے: اَللَّذَانِ اور نصبی وجری حالت میں یاء لے آئیں، جیسے: اَللَّذَيْنِ، اَللَّتَيْنِ۔

یاء محذوفہ کے عوض نون کو مشدد کرنا بھی جائز ہے، جیسے: اَللَّذَانِّ، اَللَّتَانِّ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک قراءت کے مطابق: ﴿وَاللَّذَانِّ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔

کوفیوں کے نزدیک یاء کے ساتھ بھی نون مشدد پڑھا جا سکتا ہے، جیسے: اَللَّذَيْنِّ، اَللَّتَيْنِّ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک قراءت کے مطابق ﴿رَبَّنَا أَرِنَا اللَّذَيْنِّ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔

فائدہ: اسی طرح اسم اشارہ ذَا اور تَا کے تثنیہ میں بھی الف محذوفہ کے عوض نون کو مشدد پڑھنا جائز ہے، جیسے: ذَانِّ، تَانِّ اس طرح کوفیوں کے مذہب میں یاء کے ساتھ بھی نون مشدد پڑھا جا سکتا ہے، جیسے: ذَيْنِّ، تَيْنِّ

۹۱۔ جَمْعُ الَّذِی الْأُلٰی الَّذِیْنَ مُطْلَقَا وَبَعْضُهُمْ بِالْوَاوِ رَفْعًا نَطَقَا

الَّذِی کی جمع الْأُلٰی اور الَّذِیْنَ ہے مطلق طور پر اور بعض نے واو کے ساتھ رفعی حالت میں کلام کی ہے۔

۹۲۔ بِاللَّاتِ وَاللَّاءِ الَّتِیْ قَدْ جُمِعَا وَاللَّاءِ كَالَّذِیْنَ نَزْرًا وَقَعَا

اللَّاتِ اور اللَّاءِ کے ساتھ الَّتِیْ کی جمع لائی گئی ہے اللَّاءِ، الَّذِیْنَ کی طرح قلیل طور پر واقع ہوا ہے۔

حل عبارت: نَطَقَا: بولے ہیں، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ جُمِعَا اور وَقَعَا: یہ دونوں صیغے واحد مذکر غائب ہیں، ان کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ نَزْرًا کم کرنا، مصدر، باب نصر۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں اسم موصول جمع مذکر و مؤنث کو ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

الْأُلٰی: جمع مذکر کیلئے آتا ہے خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل، جیسے: جَاءَنِی الْأُلٰی فَعَلُوْا۔ اور کبھی جمع مؤنث کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جیسا کہ اس شعر میں یہ دونوں کیلئے استعمال ہوا ہے:

وَتُبْلِی الْأُلٰی یَسْتَلْئِمُوْنَ عَلَی الْأُلٰی ○ تَرَاهُنَّ یَوْمَ الرَّوْعِ كَالْحِدَاِ الْقُبْلِ

(موت) فنا کر دیتی ہے ان لوگوں کو جو زرہ پہن کر ان گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں، آپ دیکھیں گے ان کو جنگ کے دن بھینگی آنکھوں والی چیلوں کی طرح۔

حل عبارت: تُبْلِی: موت پرانا کر دیتی ہے۔ یَسْتَلْئِمُوْن: وہ زرہ پہنتے ہیں۔ الرَّوْع: جنگ، خوف۔ الْحِدَا: چیلوں، م: الْحِدَأَةُ، یہاں اس سے مراد گھوڑے ہیں۔ الْقُبْل: بھینگی آنکھ والیاں، م: قَبْلَاءُ۔

محل استشہاد: الْأُلٰی یَسْتَلْئِمُوْنَ اور الْأُلٰی تَرَاهُنَّ ہے۔ یہاں پہلا الْأُلٰی جمع مذکر عاقل

کے لیے اور دوسرا الْأُلٰی جمع مؤنث غیر عاقل کیلئے استعمال ہوا ہے، اس لیے کہ پہلے الْأُلٰی کے بعد یَسْتَلْئِمُوْنَ جمع مذکر کا صیغہ ہے اور دوسرے الْأُلٰی کے بعد تَـرَاهُنَّ جمع مؤنث کی ضمیر ہے۔

الَّـذِیْنَ: رفعی، نصبی اور جری تینوں حالتوں میں جمع مذکر عاقل کیلئے آتا ہے، جیسے: جَـاءَنِـی الَّذِیْنَ أَكْرَمُوْا زَیْدًا، رَأَیْتُ الَّذِیْنَ أَكْرَمُوْهُ، مَرَرْتُ بِالَّذِیْنَ أَكْرَمُوْهُ۔

بنوہذیل کے نزدیک رفعی حالت میں الَّـذُوْنَ اور نصبی و جری حالت میں الَّـذِیْـنَ آتا ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

نَحْنُ الَّذُوْنَ صَبَّحُوا الصَّبَاحَا ○ یَوْمَ النُّخَیْلِ غَارَةً مِلْحَاحَا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبح کے وقت حملہ کیا نخیل کے دن سخت اور مسلسل لوٹ مار کرنے کے لیے۔

حل عبارت: صَبَّحُوا صبح کے وقت آئے۔ الصَّبَاحَا صبح۔ صَبَّحُوا الصَّبَاحَا: سے مراد یہاں صبح کے وقت حملہ کرنا ہے۔ النُّخَیْل: جگہ کا نام ہے۔ غَارَةً دشمن پر حملہ کرنا۔ مِلْحَاحًا: مسلسل۔

محل استشہاد: الَّـذُوْنَ ہے، یہاں الَّـذُوْنَ رفعی حالت میں واؤ کے ساتھ آیا ہے، کیونکہ یہ نَحْنُ مبتدا کی خبر ہے۔

اللَّاتِ اور اللَّاءِ (یاء کے حذف کے ساتھ): جمع مؤنث کیلئے آتے ہیں، جیسے: جَاءَنِی اللَّاتِ فَعَلْنَ، جَاءَنِی اللَّاءِ فَعَلْنَ، یاء کو باقی رکھنا بھی جائز ہے، جیسے: اللَّاتِی اور اللَّائِی

فائدہ: اللَّاءِ بمعنی الَّذِیْنَ جمع مذکر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

فَـمَـا آبَـاؤُنَـا بِـأَمَنَّ مِنْهُ ○ عَـلَیْـنَـا الَّـلَاءِ قَدْ مَهَدُوا الْحُجُوْرَا

نہیں ہے ہمارے وہ آباء واجداد زیادہ احسان کرنے والے اس (ممدوح) کے مقابلے میں ہم پر جنہوں نے بچھایا تھا گودوں کو (ہمارے لئے)۔

حل عبارت: بِـــأَمَـــنَّ: زیادہ احسان کرنے والے، صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل، باب نصر۔
مَهَّدُوا: انہوں نے بچھایا، ہموار اور نرم کیا۔ اَلْحُجُورَا: گودیں، م: حُجُرٌ۔
محل استشہاد: اَلَّاءِ ہے، یہاں اَلَّاءِ جمع مذکر کیلئے استعمال ہوا ہے، کیونکہ یہ آبَاؤُنَا کی صفت ہے۔

اسی طرح کبھی اَلْأُلٰی بمعنی اللاء جمع مؤنث کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

جیسے یہ شعر میں ہے:

فَـأَمَّا الْأُلٰی یَسْکُنَّ غَوْرَ تِهَامَةٍ ○ فَـکُـلُّ فَتَاةٍ تَتْرُكُ الْحِجْلَ أَقْصَمَا

پس وہ عورتیں جو تہامہ کی نشیبی زمین میں رہتی ہیں، ہر لڑکی چھوڑتی ہے پازیب کو ٹوٹی ہوئی۔

حل عبارت: غَوْر: غار، نشیبی زمین۔ تِهَامَةٍ: جگہ کا نام ہے۔ اَلْحِجْل: پازیب، عورت کے پاؤں کا زیور۔ أَقْصَمَا: ٹوٹی ہوئی۔
محل استشہاد: اَلْأُلٰی ہے، یہاں اَلْأُلٰی جمع مؤنث کیلئے استعمال ہوا ہے، کیونکہ اس کے بعد یَسْکُنَّ جمع مؤنث کا صیغہ آیا ہے۔

☆......☆......☆

٩٣۔ وَمَنْ وَمَا وَأَلْ تُسَاوِیْ مَاذُکِرْ وَهٰـکَـذَا ذُو عِـنْـدَ طَيِّءٍ شُهِرْ

مَنْ، مَا اور الف لام برابر ہیں ان کے جو ذکر کیے گئے ہیں اور اسی طرح "ذُوْ" طئی قبیلے کے نزدیک مشہور ہے۔

٩٤۔ وَکَـالَّتِـی أَیْـضًا لَدَیْهِمْ ذَاتُ وَمَـوْضِـعَ اللَّاتِیْ أَتٰی ذَوَاتُ

اَلَّتِیْ کی طرح، ان کے نزدیک ذَاتُ ہے اللَّاتِی کی جگہ آیا ہے ذَوَاتُ

رموز شعر:

ان دو شعروں میں اسمائے موصولہ میں سے مَنْ، مَا، الف لام اور ذُوْ کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

تُسَاوِیْ مَا ذُکِرَ: کا مطلب یہ ہے کہ مَنْ، مَا اور الف لام ایک ہی لفظ کے ساتھ مذکر

ومؤنث، مفرد، تثنیہ اور جمع سب کیلئے استعمال ہوتے ہیں جیسے: جَاءَنِی مَنْ قَامَ، وَمَنْ قَامَتْ، وَمَنْ قَامَا، وَمَنْ قَامَتَا، وَمَنْ قَامُوا، وَمَنْ قُمْنَ، اَعْجَبَنِی مَا رُکِبَ، وَمَا رُکِبَتْ، وَمَا رُکِبَا، وَمَا رُکِبَتَا، وَمَا رُکِبُوْا، وَمَارُکِبْنَ۔ جَاءَنِی الْقَائِمُ وَالْقَائِمَۃُ وَالْقَائِمَانِ، وَالْقَائِمَتَانِ، وَالْقَائِمُوْنَ، وَالْقَائِمَاتُ۔

مَنْ کا استعمال: یہ اکثر عاقل کیلئے اور کبھی غیر عاقل کیلئے بھی آتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ﴾

اسی طرح یہ شعر ہے:

بَکَیْتُ عَلَی سِرْبِ الْقَطَا اِذْ مَرَرْنَ بِی ○ فَقُلْتُ وَمِثْلِی بِالْبُکَاءِ جَدِیْرُ

أَسِرْبَ الْقَطَا، هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ ○ لَعَلِّی اِلٰی مَنْ قَدْ هَوِیْتُ أَطِیْرُ؟

میں رویا تیتروں کی جماعت پر جب وہ گزرے میرے پاس سے، میں نے کہا میرے جیسا رونے کے لائق ہے۔

اے تیتروں کی جماعت! کیا ہے کوئی جو عاریۃ دے دے (مجھے) اپنے پر، تاکہ میں اس کی طرف جس سے محبت کرتا ہوں اڑ جاؤں؟

حل عبارت: سِرْب: جانوروں اور پرندوں کا گروہ، ج: أَسْرَابٌ۔ الْقَطَا: فاختہ کی ایک قسم، تیتر، م: الْقَطَاۃُ۔ جَدِیْرٌ: لائق، حق دار۔ أ: حرف ندا ہے۔ یُعِیْرُ: عاریۃ دیتا ہے۔ جَنَاحٌ: پر، ج: اَجْنِحَۃٌ۔ هَوِیْتُ: میں محبت کرتا ہوں۔ أَطِیْرُ: میں اڑ جاؤں۔

محل استشہاد: أَسِرْبَ الْقَطَا، مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ ہے، یہاں مَنْ غیر عاقل (یعنی پرندوں) کیلئے استعمال ہوا ہے۔

مـا کا استعمال: یہ اکثر غیر عاقل کیلئے اور کبھی عاقل کیلئے بھی استعمال ہوتی ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى﴾

نوٹ: مَنْ اور مـا غیر مصدریہ بالاتفاق اسم ہیں، مـا مصدریہ صحیح مذہب کے مطابق حرف ہے جبکہ اخفش رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اسم ہے۔

الف لام کا استعمال: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِی

اَلْقَائِمُ وَالْمَرْکُوْبُ۔ بعض نحویوں کے نزدیک یہ اسم موصول ہے اور یہی بات صحیح ہے، بعض کے نزدیک یہ حرف موصول ہے اور بعض کے نزدیک یہ حرف تعریف ہے۔

ذُوْ کا استعمال: بنوطئی کے نزدیک یہ موصولہ ہے، عاقل اور غیر عاقل دونوں کیلئے آتا ہے، مشہور لغت کے مطابق یہ مذکر اور مؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع سب کیلئے ایک ہی لفظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِي ذُوْ قَامَ وَذُوْ قَامَتْ وَذُوْ قَامَا، وَذُوْ قَامَتَا، وَذُوْ قَامُوْا، وَذُوْ قُمْنَ۔

بعض کے نزدیک مفرد مذکر کیلئے ذُوْ، جیسے: جَاءَنِي ذُوْ قَامَ، مفرد مؤنث کیلئے ذَاتُ، جیسے: جَاءَنِي ذَاتُ قَامَتْ۔

تثنیہ مذکر کیلئے رفعی حالت میں ذَوَا اور نصبی جری حالت میں ذَوَيْ، تثنیہ مؤنث کیلئے رفعی حالت میں ذَوَاتَا، نصبی جری حالت میں ذَوَاتَيْ، جمع مذکر کیلئے رفعی حالت میں ذُوُوْ، نصبی جری حالت میں ذَوِيْ، جمع مؤنث کیلئے ذَاتُ یہ مبنی علی الضم ہے، شیخ بہاء الدین ابن نحاس کے نزدیک اس پر جمع مؤنث سالم والا اعراب آئے گا۔

ذُوْ کا اعراب: مشہور لغت کے مطابق یہ مبنی ہے، جبکہ بعض کے نزدیک یہ معرب ہے، رفع واؤ سے، نصب الف سے اور جر یاء سے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِي ذُوْ قَامَ، رَأَيْتُ ذَا قَامَ، مَرَرْتُ بِذِي قَامَ۔ یہ ذُوْ بمعنی صاحب کی طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ شعر میں ہے: مِنْ ذِيْ عِنْدَ هُمْ۔ یہاں ذِيْ موصولہ ہے جس کی جری حالت یاء کے ساتھ آئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معرب ہے اگرچہ اس شعر کی مشہور روایت میں یہ مِنْ ذُوْ ہے جو اس کے مبنی ہونے کی دلیل ہے۔ (یہ شعر پہلے معرب ومبنی کی بحث میں گزر چکا ہے۔)

ذَاتُ کا اعراب: فصیح لغت کے مطابق یہ ذَوَاتُ کی طرح رفعی، نصبی اور جری حالت میں مبنی برضمہ ہوتا ہے جبکہ بعض کے نزدیک مُسْلِمَات کی طرح اس پر جمع مؤنث سالم والا اعراب آئے گا، یعنی رفعی حالت ضمہ سے نصبی اور جری حالت کسرہ سے۔

☆......☆......☆

۹۵۔ وَمِثْلُ مَا ((ذَا)) بَعْدَ مَا اسْتِفْهَامِ أَوْ مَنْ إِذَا لَمْ تُلْغَ فِي الْكَلَامِ

ما کی طرح ذَا ہے مَا یا مَنْ استفہامیہ کے بعد جب وہ لغو نہ ہو کلام میں

رموزِ شعر:

اس شعر میں ذَا اسم موصول کا بیان ہے۔

خلاصہ:

ذَا اسم موصول کا استعمال:

تمام اسمائے اشارہ میں سے ذَا موصولہ بھی استعمال ہوتا ہے جو ما کی طرح ایک ہی لفظ کے ساتھ مذکر، مؤنث، واحد، تثنیہ، جمع سب کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسے: مَنْ ذَا عِنْدَكَ، مَا ذَا عِنْدَكَ

(اب جو اس کے پاس ہے وہ مفرد مذکر بھی ہوسکتا ہے اور اس کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے)

ذَا کے موصولہ ہونے کی شرائط:

① اس سے پہلے ما یا مَنْ استفہامیہ آئے، جیسے: مَنْ ذَا جَاءَكَ، مَا ذَا فَعَلْتَ۔ مَنْ اسم استفہام مبتدا ذَا اسم موصول بمعنی اَلَّذِيْ، جَاءَكَ جملہ صلہ، موصول صلہ مل کر خبر۔ اسی طرح ما اسم استفہام مبتدا، ذَا اسم موصول، فَعَلْتَ جملہ صلہ، موصول صلہ مل کر خبر۔

② یہ لغو نہ ہو، یہ لغو اس وقت ہوتا ہے جب مَنْ اور ذَا کو یا ما اور ذَا کو ایک ہی کلمہ استفہام سمجھا جائے، جیسے: مَا ذَا عِنْدَكَ؟ أَيْ أَيُّ شَيْءٍ عِنْدَكَ (آپ کے پاس کیا ہے؟) اسی طرح مَنْ ذَا عِنْدَكَ ہے۔

مَاذَا مبتدا اور عِنْدَكَ خبر ہے، مَنْ ذَا مبتدا اور عِنْدَكَ خبر ہے۔ یہاں ذا ملغی ہے اس لیے کہ وہ کلمہ کا ایک جزء ہے، من اور ما کے ساتھ مل کر مکمل کلمہ بنا ہے۔

خلاصہ کلام:

اسم موصول

- موصول حرفی
  - أَنْ، أَنَّ، کَیْ، مَا، لَوْ
- موصول اسمی
  - مختص
    - مذکر
      - واحد: اَلَّذِیْ
      - تثنیہ: اَللَّذَانِ، اَللَّذَیْنِ
      - جمع: اَلْأُوْلٰی، اَلَّذِیْنَ
    - مؤنث
      - واحد: اَلَّتِیْ
      - تثنیہ: اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ
      - جمع: اَللَّاتِ، اَللَّاءِ
  - غیر مختص
    - مَنْ، مَا، الف لام، ذُوْ، ذَا، اَیٌّ

☆......☆......☆

۹۶۔ وَكُلُّهَا يَلْزَمُ بَعْدَهُ صِلَهْ ۔۔۔ عَلَى ضَمِيرٍ لَائِقٍ مُشْتَمِلَهْ

تمام موصولات، لازم ہے ان کے بعد صلہ جو مناسب ضمیر پر مشتمل ہو۔

رموز شعر:

اس شعر میں صلہ اور ضمیر عائد کا بیان ہے۔

خلاصہ:

موصول کے بعد صلہ کا ہونا ضروری ہے:

تمام موصولات خواہ حرفی ہوں یا اسمی ان کے بعد لازمی طور پر صلہ آتا ہے جو ان کا معنی واضح کر دیتا ہے۔

تمام اسمائے موصولہ، صلہ اور ضمیر عائد کے محتاج ہوتے ہیں:

موصول اسمی کے صلہ کے لیے شرط ہے کہ وہ موصول کے مناسب ضمیر پر مشتمل ہو یعنی اگر

موصول مفرد ہوتو ضمیر بھی مفرد ہو اگر موصول مذکر ہوتو ضمیر بھی مذکر ہو، جیسے: جَاءَ نِی الَّذِی ضَرَبْتُهُ، اسی طرح تثنیہ، جمع اور مؤنث کا حکم ہے، جیسے: جَاءَ نِی اللَّذَانِ ضَرَبْتُهُمَا وَالَّذِیْنَ ضَرَبْتُهُمْ، جَاءَ تِ الَّتِی ضَرَبْتُهَا، وَاللَّتَانِ ضَرَبْتُهُمَا وَاللَّاتِی ضَرَبْتُهُنَّ۔

نوٹ: اسمائے موصولہ میں سے مَنْ اور ما لفظ کے اعتبار سے مفرد مذکر اور معنی کے اعتبار سے مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع سب کیلئے آتے ہیں، اس لئے ان کے صلہ میں عائد ضمیر ان کے لفظ کے مطابق مفرد مذکر اور معنی کے مطابق مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع دونوں طرح لانا جائز ہے، جیسے: اَعْجَبَنِی مَنْ قَامَ، وَمَنْ قَامَتْ، وَمَنْ قَامَا، وَمَنْ قَامَتَا، وَمَنْ قَامُوْا، وَمَنْ قُمْنَ، اس کے مطابق جوان میں سے مراد لیا جائے۔

☆......☆......☆

۹۷۔ وَجُمْلَةٌ أَوْ شِبْهُهَا الَّذِیْ وُصِلْ   بِهِ کَمَنْ عِنْدِی الَّذِی ابْنُهُ کُفِلْ

جملہ ہوتا ہے یا شبہ جملہ ہوتا ہے، وہ جس کے ساتھ صلہ لایا جاتا ہے، جیسے: مَنْ عِنْدِی الَّذِی ابْنُهُ کُفِلَ (میرے پاس وہ ہے جس کا بیٹا کفیل ہے۔)

رموز شعر:

اس شعر میں موصول کے صلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

صلہ کی اقسام: تمام اسمائے موصولہ کا صلہ جملہ یا شبہ جملہ ہی ہوتا ہے سوائے الف لام کے۔

صلہ جملہ یا شبہ جملہ ہوتا ہے: شبہ جملہ سے مراد ظرف اور جار مجرور ہے۔

جملہ صلہ کی شرائط: جب صلہ جملہ ہوتو اس میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ وہ جملہ خبریہ ہو   ۲۔ اس میں تعجب کا معنی نہ ہو   ۳۔ سابقہ کلام کا محتاج نہ ہو۔

خبریہ کہہ کر طلبیہ اور انشائیہ کو خارج کر دیا ہے کیوں کہ وہ صلہ نہیں بن سکتے۔ لہٰذا جَاءَ نِی الَّذِی اِضْرِبْهُ اور جَاءَ نِی الَّذِی لَیْتَهُ قَائِمٌ جائز نہیں۔

کسائی کے نزدیک جملہ طلبیہ اور ہشام کے نزدیک جملہ انشائیہ صلہ بن سکتا ہے۔

اس میں تعجب کا معنی نہ ہو کہہ کر جملہ تعجبیہ کو خارج کر دیا ہے، لہٰذا جَاءَ نِی الَّذِی مَا

اَحْسَنَهُ کہنا جائز نہیں ہے اگر چہ ہم اسے جملہ خبریہ ہی کہیں۔ ❶

وہ سابقہ کلام کا محتاج نہ ہو کہہ کر ان جملوں کو خارج کر دیا جو سابقہ کلام کے محتاج ہوں۔ جیسے: جَاءَ نِی الَّذِی لٰکِنَّهُ قَائِمٌ یہ اپنے سے پہلے ایک اور جملہ چاہتا ہے، جیسے: مَا قَعَدَ زَیْدٌ لٰکِنَّهُ قَائِمٌ۔

شبہ جملہ صلہ کی شرائط: جب صلہ ظرف یا جار مجرور ہو تو ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ تام ہوں یعنی ان کو صلہ بنانے سے فائدہ حاصل ہو، جیسے: جَاءَ الَّذِی عِنْدَكَ، جَاءَ الَّذِی فِی الدَّارِ، ان کا عامل فعل وجوبی طور پر حذف ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ الَّذِی اسْتَقَرَّ عِنْدَكَ، جَاءَ الَّذِی اسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ۔ اگر یہ تام نہ ہوں تو ان کو صلہ بنانا جائز نہیں، جیسے جَاءَ الَّذِی بِكَ، جَاءَ الَّذِی الْیَوْمَ نہیں کہہ سکتے۔

☆......☆......☆

۹۸۔ صِفَةٌ صَرِیْحَةٌ صِلَةُ أَلْ وَكَوْنُهَا بِمُعْرَبِ الْأَفْعَالِ قَلْ

صفت صریحہ الف لام کا صلہ ہے اور صلہ کا ہونا معرب افعال کے ساتھ قلیل ہے۔

رموز شعر: اس شعر میں الف لام کا صلہ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

الف لام کا صلہ صفت صریحہ ہی ہوتا ہے:

صفت صریحہ سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ ہے، جیسے: اَلضَّارِبُ، اَلْمَضْرُوْبُ، اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ لٰھذا اَلْقُرَشِیُّ اور اَلْأَفْضَلُ جیسے اسماء خارج ہو گئے۔

صفت مشبہ پر داخل ہونے والے الف لام کے موصولہ ہونے میں اختلاف ہے، شیخ ابوالحسن بن عصفور جیسے عظیم نحوی کی رائے بھی اس مسئلہ میں مضطرب ہے ایک مرتبہ کہا کہ یہ موصولہ ہے پھر کہا کہ یہ موصولہ نہیں ہے۔

---

❶ صلہ لانے سے مقصود موصول کی وضاحت ہوتی ہے، جبکہ تعجب میں سبب مخفی ہوتا ہے، جب اسے ظاہر کر دیں تو تعجب ختم ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ موصول کی وضاحت کیسے ہو سکتی ہے، لہذا یہ صلہ نہیں بن سکتا۔

الف لام کا صلہ فعل مضارع آنا شاذ ہے:

جیسا کہ یہ شعر ہے:

مَا أَنْتَ بِالْحَكَمِ التُّرْضَى حُكُوْمَتُهُ ○ وَلَا الْأَصِيْلِ وَلَا ذِي الرَّأْيِ وَالْجَدَلِ

نہیں ہیں آپ ایسے حاکم کہ پسند کی جاتی ہے اس کی حکومت اور نہ حسب ونسب اور نہ ہی عقل اور سخت جھگڑے والے۔

حل عبارت: اَلْحَكَمِ: حاکم۔ الْأَصِيْلِ: حسب ونسب۔ وَالْجَدَلِ: بحث، جھگڑا۔

محل استشهاد: اَلتُّرْضَى ہے، یہاں الف لام کا صلہ تُرْضَى فعل مضارع ہے۔

جمہور بصریوں کے نزدیک یہ شعر کے ساتھ خاص ہے، مصنف کے نزدیک یہ شعر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ نثر میں بھی جائز ہے۔

جملہ اسمیہ اور ظرف کا الف لام کا صلہ بننا شاذ ہے:

جملہ اسمیہ کی مثال، جیسا کہ یہ شعر ہے:

مِنَ الْقَوْمِ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ ○ لَهُمْ دَانَتْ رِقَابُ بَنِي مَعَدِّ

وہ اس قوم سے ہے کہ اللہ کے رسول بھی ان میں سے ہیں ان کیلئے جھک گئی ہیں بنو معد کی گردنیں۔

حل عبارت: دَانَتْ: عاجز ہوگئی، فرماں بردار ہوگئی۔ رِقَاب: گردنیں، م: رَقَبَةٌ۔ مَعَدٌّ: یہ قبیلہ کا نام، اس سے مراد ابن عدنان، بنو قصی اور بنو ہاشم ہیں۔

محل استشهاد: اَلرَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ ہے، یہاں الف لام کا صلہ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ جملہ اسمیہ ہے۔

ظرف کے صلہ بننے کی مثال، جیسا کہ یہ شعر ہے:

مَنْ لَا يَزَالُ شَاكِرًا عَلَى الْمَعَهْ ○ فَهُوَ حَرٍ بِعِيْشَةٍ ذَاتِ سَعَهْ

جو شخص ہمیشہ رہے شکر کرنے والا اس پر جو اس کے ساتھ ہو، وہ لائق ہے ایسی زندگی کے جو وسعت والی ہو۔

حل عبارت: اَلْمَعَهْ: اس سے مراد اَلَّذِي مَعَهُ ہے۔ حَرٍ: لائق۔ سَعَةٍ: وسعت، طاقت،

مصدر، باب سمع، ہفت اقسام سے مثال واوی، یہ اصل میں وِسْــــعٌ تھا مصدر مثال واوی سے فِــعْــلٌ کے وزن پر واقع ہوا، اس کے مضارع سے واؤ حذف ہو چکی ہے تو اس کی واؤ حذف کر کے اس کے آخر میں ''ۃ'' بڑھا دی۔

محل استشہاد: اَلْمَعَهُ ہے، یہاں اَلْمَعَهُ میں الف لام کا صلہ مع ظرف ہے۔

☆......☆......☆

۹۹۔ أَيٌّ كَمَا وَأُعْرِبَتْ مَا لَمْ تُضَفْ وَصَدْرُ وَصْلِهَا ضَمِيرٌ انْحَذَفْ

أَيٌّ ما کی طرح ہے اور یہ معرب ہوتا ہے جب تک مضاف نہ ہو، اس حال میں کہ اس کا صدر صلہ ایسی ضمیر ہو جو حذف ہو۔

رموز شعر:

اس شعر میں اسمائے موصولہ میں سے أَيٌّ کا بیان ہے۔

خلاصہ:

أَيٌّ اسم موصول کا استعمال: یہ ما کی طرح مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ اور جمع کیلئے ایک ہی لفظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ

أَيٌّ کے معرب اور مبنی ہونے کی حالتیں: اس کی درج ذیل چار حالتیں ہیں، تین حالتوں میں یہ معرب اور ایک حالت میں مبنی ہوتا ہے۔

① یہ مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ

② یہ مضاف نہ ہو اور صدر صلہ محذوف ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيٌّ قَائِمٌ

③ مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ

ان تینوں حالتوں میں یہ معرب ہوتا ہے، رفعی حالت ضمہ سے، نصبی حالت فتحہ سے، جری حالت کسرہ سے آتی ہے، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيَّهُمْ هُوَ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ هُوَ قَائِمٌ اسی طرح أَيٌّ قَائِمٌ، أَيًّا قَائِمٌ، أَيٍّ قَائِمٌ اور ایسے ہی أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ، أَيًّا هُوَ قَائِمٌ، أَيٍّ هُوَ قَائِمٌ۔

④ مضاف ہو اور صدر صلہ محذوف ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ

اس حالت میں یہ مبنی بر ضمہ ہوتا ہے، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيُّهُمْ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيُّهُمْ قَائِمٌ۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا[1]﴾ یہاں أَيُّهُمْ باوجود لَنَنْزِعَنَّ کا مفعول ہونے کے پیش کے ساتھ ہے اس لیے کہ یہ مبنی بر ضمہ ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

إِذَا مَا لَقِيتَ بَنِي مَالِكٍ ○ فَسَلِّمْ عَلَى أَيُّهُمْ أَفْضَلُ

جب آپ ملیں بنو مالک کو تو سلام کہیں اس پر جو افضل ہو۔

حل عبارت: مَا: اس میں زائدہ ہے۔

محل استشہاد: عَلَى أَيُّهُمْ ہے، یہاں أَيُّهُمْ مبنی بر ضمہ ہے، اس لیے کہ یہ مضاف ہے اور اس کا صدر صلہ "هُوَ" حذف ہو چکا ہے۔

خلاصہ کلام:

أَيٌّ
- مضاف ہوگا
  - صدر صلہ مذکور ہوگا: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ — معرب
  - صدر صلہ محذوف ہوگا: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ — مبنی
- مضاف نہیں ہوگا
  - صدر صلہ مذکور ہوگا: يُعْجِبُنِي أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ — معرب
  - صدر صلہ محذوف ہوگا: يُعْجِبُنِي أَيٌّ قَائِمٌ — معرب

☆......☆......☆

۱۰۰۔ وَبَعْضُهُمْ أَعْرَبَ مُطْلَقًا وَفِي ○ ذَا الْحَذْفِ أَيًّا غَيْرُ أَيٍّ يَقْتَفِي

بعض (نحویوں) نے معرب بنایا ہے (أَيٌّ) کو مطلق طور پر اور اس (صدر صلہ کے) حذف میں أَيٌّ کے علاوہ (باقی اسمائے موصولہ) أَيٌّ کی پیروی کرتے ہیں۔

۱۰۱۔ إِنْ يُسْتَطَلْ وَصْلٌ وَإِنْ لَمْ يُسْتَطَلْ ○ فَالْحَذْفُ نَزْرٌ وَأَبَوْا أَنْ يُخْتَزَلْ

اگر لمبا ہو صلہ، اور اگر لمبا نہ ہو تو حذف قلیل ہے اور انہوں نے انکار کیا ہے یہ کہ اختصار کیا جائے۔

۱۰۲۔ اِنْ صَلَحَ الْبَاقِي لِوَصْلٍ مُكْمِلِ ۔۔۔ وَالْحَذْفُ عِنْدَهُمْ كَثِيرٌ مُنْجَلِي

اگر صلاحیت رکھے باقی مکمل صلہ بننے کی اور حذف ان کے نزدیک اکثر اور واضح ہے۔

۱۰۳۔ فِي عَائِدٍ مُتَّصِلٍ اِنِ انْتَصَبْ ۔۔۔ بِفِعْلٍ أَوْ وَصْفٍ كَمَنْ نَرْجُو يَهَبْ

عائد متصل میں اگر وہ منصوب ہو فعل یا وصف کے ساتھ، جیسے مَنْ نَرْجُوْ يَهَبْ (وہ شخص جس کی ہم امید کرتے ہیں وہ ہبہ کرتا ہے۔)

رموز شعر:

ان شعروں میں أَيٌّ کے مطلق معرب ہونے کا بیان ہے اور ضمیر عائد جب مرفوع یا منصوب ہو تو اس کے حذف ہونے اور نہ ہونے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

أَيٌّ مطلق طور پر معرب ہے:

بعض نحویوں کے نزدیک أَيٌّ مطلق طور پر معرب ہے، اگر چہ یہ مضاف ہو اور صدر صلہ محذوف ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ، رَأَيْتُ أَيَّهُمْ قَائِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ قَائِمٌ۔

ضمیر عائد کی اقسام:

موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مرفوع ۲۔ منصوب ۳۔ مجرور۔

① مرفوع ضمیر عائد حذف ہونے کی صورتیں:

جب عائد ضمیر مرفوع ہو تو وہ حذف نہیں ہو گی اِلَّا یہ کہ وہ مبتدا ہو اور اس کی خبر مفرد ہو، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ﴾ اور ﴿أَيُّهُمْ أَشَدُّ﴾ یہاں اِلٰهٌ اور اَشَدُّ سے پہلے هُوَ مرفوع ضمیر محذوف ہے، اس لیے کہ یہ مبتدا اور اس کی خبر مفرد ہے۔

لہٰذا جَاءَ نِی اللَّذَانِ قَامَا اور جَاءَ نِی اللَّذَانِ ضُرِبَا میں جَاءَ نِی اللَّذَانِ قَامَ اور جَاءَ نِی اللَّذَانِ ضُرِبَ نہیں کہہ سکتے کیونکہ قام میں ضمیر عائد فاعل اور ضرِبَ میں نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

أیٌّ اور باقی اسمائے موصولہ کا ضمیر عائد کے حذف ہونے میں فرق:

اَیٌّ کے ساتھ ضمیر عائد مبتدا کو حذف کرنا مطلقا جائز ہے، صلہ خواہ لمبا ہو یا نہ ہو، جیسے:

یُعْجِبُنِی اَیُّهُمْ قَائِمٌ اَیْ هُوَ قَائِمٌ

جبکہ باقی اسماء موصولہ کیلئے ضروری ہے کہ صلہ لمبا ہو، جیسے: جَاءَ الَّذِی ضَارِبٌ زَیْدًا اَیْ هُوَ ضَارِبٌ۔ اگر صلہ لمبا نہ ہو تو حذف قلیل ہے، جیسے: جَاءَ الَّذِی قَائِمٌ اَیْ هُوَ قَائِمٌ کوفیوں کے نزدیک صلہ لمبا ہونا ضروری نہیں، جیسے قرآن پاک کی ایک قراءت میں ہے: ﴿عَلَى الَّذِی اَحْسَنُ﴾ اَیْ هُوَ اَحْسَنُ۔

لَا سِیَّمَا زَیْدٌ میں ما موصولہ اور زید مبتدا محذوف کی خبر ہے اصل میں تھا: لَا سِیَّ الَّذِی هُوَ زَیْدٌ یہاں عائد ضمیر هُوَ کو اَیٌّ کے غیر کے ساتھ صلہ لمبا نہ ہونے کے باوجود وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے، یہ قیاسی ہے شاذ نہیں ہے۔

عائد ضمیر کو حذف کرنے کی شرط: یہ ہے کہ اس کا مابعد مکمل صلہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اگر عائد ضمیر کو حذف کرنے کے بعد باقی مکمل صلہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز نہیں، مثلاً جب اس کے بعد جملہ ہو، جیسے: جَاءَ الَّذِی هُوَ اَبُوْهُ مُنْطَلِقٌ، اَوْ هُوَ یَنْطَلِقُ۔ یا ظرف یا جار مجرور تام ہوں، جیسے: جَاءَ الَّذِی هُوَ عِنْدَكَ اَوْ هُوَ فِی الدَّارِ۔ ان مثالوں میں هُوَ ضمیر کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس کے بغیر بھی کلام مکمل ہو جاتا ہے، تو پتا نہیں چلے گا کہ اس سے کوئی چیز حذف ہوئی ہے یا نہیں۔

اصول یہ ہے کہ جب بھی کلام میں حذف اور عدم حذف دونوں کا احتمال ہو تو وہاں عائد ضمیر کو حذف کرنا جائز نہیں وہ عائد ضمیر خواہ مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور، موصول اَیٌّ ہو یا اس کے علاوہ سب میں مذکور شرط کا پایا جانا ضروری ہے، جیسے: یُعْجِبُنِی اَیُّهُمْ هُوَ یَقُوْمُ، جَاءَ نِی الَّذِی ضَرَبْتُهُ فِی دَارِهِ، مَرَرْتُ بِالَّذِی مَرَرْتُ بِهِ فِی دَارِهِ۔

پہلی مثال سے ھــو اور دوسری مثال سے ہُ اور تیسری مثال سے ہِ ضمیر کو حذف کرنا جائز نہیں اس لئے کہ ان کے حذف کرنے سے پتا نہیں چلے گا کہ یہاں سے کوئی چیز حذف ہوئی ہے یا نہیں۔

② منصوب ضمیر عائد حذف ہونے کی صورتیں اور شرائط:

جب عائد ضمیر منصوب ہو تو اس کے حذف کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ فعل تام یا وصف کی وجہ سے منصوب اور متصل ہو، جیسے: جَاءَ الَّذِي ضَرَبْتُهُ اور جَاءَ الَّذِي أَنَا مُعْطِيكَهُ دِرْهَمٌ۔ یہاں ہُ ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: جَاءَ الَّذِي ضَرَبْتُ۔ اسی طرح یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا﴾ یہ اصل میں تھا خَلَقْتُهُ۔ اور جَاءَ الَّذِي أَنَا مُعْطِيكَ دِرْهَمٌ۔ اسی طرح یہ شعر ہے:

مَا اللّٰهُ مُوْلِيْكَ فَضْلٌ فَاحْمَدَنْهُ بِهِ ○ فَمَا لَدَى غَيْرِهِ نَفْعٌ وَلَا ضَرَرُ

جو چیز اللہ تعالیٰ عطا کرے تجھے وہ اس کا احسان ہے پس آپ اس کی تعریف کریں اس کے بدلے، نہیں ہے اس کے غیر کے پاس نفع اور نہ نقصان۔

حل عبارت: مُوْلِيْكَ: وہ تجھے عطا کرے، واحد مذکر، اسم فاعل، باب افعال، ہفت اقسام میں سے لفیف مفروق۔

محل استشہاد: مَا اللّٰهُ مُوْلِيْكَ ہے، یہاں مُوْلِيْكَ اصل میں مُوْلِيْكَهُ تھا، "ہُ" ضمیر عائد کو حذف کر دیا اس لیے کہ وہ اسم فاعل کی وجہ سے منصوب اور اس کے ساتھ متصل ہے۔

عائد ضمیر منصوب فعل کے ساتھ اکثر اور وصف کے ساتھ قلیل طور پر حذف ہوتی ہے۔

اگر عائد ضمیر منفصل ہو تو اسے حذف کرنا جائز نہیں، جیسے: جَاءَ الَّذِي إِيَّاهُ ضَرَبْتُ سے إِيَّاهُ کو حذف کرنا جائز نہیں اسی طرح اگر وہ حرف یا فعل ناقص کے ساتھ منصوب متصل ہو تو اسے بھی حذف کرنا جائز نہیں، جیسے: جَاءَ الَّذِي إِنَّهُ مُنْطَلِقٌ اور جَاءَ الَّذِي كَانَهُ زَيْدٌ سے "ہُ" ضمیر کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

١٠٤۔ كَذَاكَ حَذْفُ مَا بِوَصْفٍ خُفِضَا ○ كَأَنْتَ قَاضٍ بَعْدَ أَمْرٍ مِنْ قَضَى

اسی طرح (جائز ہے) اس ضمیر کو حذف کرنا جو وصف (اسم فاعل) کیساتھ جر دی جائے

جیسے "أَنْتَ قَاضٍ "قضی (فعل) کے امر کے بعد۔

۱۰۵۔ كَذَا الَّذِيْ جُرَّ بِمَا الْمَوْصُوْلَ جَرْ　　　كَمُرَّ بِالَّذِيْ مَرَرْتُ فَهُوَ بَرْ

اسی طرح وہ ضمیر جو جر دی جائے اس حرف جر کے ساتھ جو موصول کو جر دے، جیسے: مُرَّ بِالَّذِيْ مَرَرْتُ فَهُوَ بَرّ (آپ گزریں اس کے پاس سے میں گزرا ہوں جس کے پاس سے وہ نیک ہے۔)

رموز شعر:

ان دو شعروں میں عائد ضمیر مجرور (جو موصول کی طرف لوٹنے والی ہو) کے حذف کرنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

③ مجرور ضمیر عائد: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مجرور باضافت　۲۔ مجرور بحرف جر

① ضمیر مجرور باضافت کے حذف ہونے کی صورتیں: اس کو حذف نہیں کیا جائے گا الاّ یہ کہ وہ اسم فاعل کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو، جیسے: جَاءَ الَّذِي اَنَا ضَارِبُهُ الْآنَ اَوْ غَدًا کو جَاءَ الَّذِي اَنَا ضَارِبٌ پڑھ سکتے ہیں۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾ یہ اصل میں تھا: مَا اَنْتَ قَاضِيْهِ تو ہٗ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اگر وہ (ہٗ) اس کے علاوہ مجرور ہو تو حذف نہیں ہو گی، جیسے: جَاءَ الَّذِيْ اَنَا غُلَامُهٗ، اَوْ اَنَا مَضْرُوْبُهٗ، اَوْ اَنَا ضَارِبُهٗ اَمْسِ

② ضمیر مجرور بحرف جر کے حذف ہونے کی صورتیں: اس کو حذف نہیں کیا جائے گا الاّ یہ کہ موصول پر لفظا ومعنا اس جیسا حرف جر آ جائے اور مادہ کے اعتبار سے دونوں کا عامل بھی ایک جیسا ہو، جیسے: مَرَرْتُ بِالَّذِيْ مَرَرْتَ بِهٖ، مَرَرْتُ بِالَّذِيْ اَنْتَ مَارٌّ بِهٖ۔ یہاں ہٗ کو حذف کرنا جائز ہے جیسے: مَرَرْتُ بِالَّذِيْ مَرَرْتَ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾ اَيْ مِنْهُ، اور مَرَرْتُ بِالَّذِيْ اَنْتَ مَارٌّ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

وَقَدْ كُنْتَ تُخْفِي حُبَّ سَمْرَاءَ حِقْبَةً　　　فَبُحْ لَانَ مِنْهَا بِالَّذِيْ أَنْتَ بَائِحٌ

تحقیق تو چھپا تا تھا سمراء کی محبت کو لمبے عرصے سے پس آپ ظاہر کر دیں اب اس کو جو آپ ظاہر کرنے والے ہیں۔

حل عبارت: حِقْبَةٌ: اسّی سال، یہاں اس سے مراد لمبی مدت مراد ہے۔ بُحْ: آپ ظاہر کر دیں۔ لَآنَ: یہ اَلْآنَ کی ایک لغت ہے۔

محل استشہاد: اَنْتَ بَائِحٌ ہے، یہاں بَائِحٌ اصل میں بَائِحٌ بِهِ تھا۔ اگر دونوں حرف مختلف ہوں تو حذف جائز نہیں جیسے: مَرَرْتُ بِالَّذِي غَضِبْتَ عَلَيْهِ، یہاں عَلَيْهِ کو حذف کرنا جائز نہیں۔ اگر معنی مختلف ہو تو بھی حذف جائز نہیں، جیسے: مَرَرْتُ بِالَّذِي مَرَرْتَ بِهِ عَلٰى زَيْدٍ۔ یہاں بہ کو حذف کرنا جائز نہیں کیوں کہ پہلی باء الصاق کیلئے اور دوسری سبب کیلئے ہے۔ اگر عامل مختلف ہوں تو بھی حذف جائز نہیں، جیسے: مَرَرْتُ بِالَّذِي فَرِحْتُ بِهِ میں بِهِ۔

خلاصہ کلام:

ضمیر عائد

- **مرفوع**: حذف نہیں ہوگی اِلَّا یہ کہ مبتدا ہو اور اس کی خبر مفرد ہو اَيُّهُمْ اَشَدُّ
- **منصوب**: اس کے حذف کرنے کیلئے شرط ہے کہ متصل ہو اور فعل تام یا وصف کی وجہ سے منصوب ہو۔ جَاءَ الَّذِي ضَرَبْتُهُ
- **مجرور**
  - **مجرور باضافت**: اس کو حذف نہیں کیا جائے گا اِلَّا یہ کہ وہ اسم فاعل کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو جَاءَ الَّذِي اَنَا ضَارِبُهُ الْآنَ اَوْ غَدًا
  - **مجرور بحرف جر**: اس کو حذف نہیں کیا جائے گا اِلَّا یہ کہ موصول پر لفظا ومعنا اس جیسا حرف جر آ جائے اور مادہ کے اعتبار سے دونوں کا عامل بھی ایک جیسا ہو مَرَرْتُ بِالَّذِي مَرَرْتَ بِهِ

☆......☆......☆

معرف باللام کا بیان

۱۰۶۔ أَلْ حَـرْفُ تَعْرِيْفٍ أَوِ الّلامُ فَقَطْ   فَـنَـمَطٌ عَرَّفْتَ قُلْ فِيْهِ النَّمَطْ

الف لام حرف تعریف ہے یا صرف لام پس نَـمَـطٌ آپ معرفہ بنائیں کہیں اس میں اَلنَّمَطُ۔ (چٹائی کی ایک قسم یا ایک رنگ ڈھنگ کے لوگ)

رموز شعر:

اس شعر میں حرف تعریف کا بیان ہے۔

خلاصہ:

حرف تعریف میں نحویوں کا اختلاف: نحویوں نے حرف تعریف میں اختلاف کیا ہے، اس کے بارے میں تین مذہب ہیں:

① خلیل کے نزدیک حرف تعریف الف لام دونوں ہیں، ہمزہ قطعی ہے۔

② سیبویہ کے نزدیک حرف تعریف صرف لام ہے، ہمزہ وصلی ہے اس کو ابتداء بالسکون سے بچنے کیلئے لایا گیا ہے۔

③ مبرد کے نزدیک حرف تعریف صرف ہمزہ ہے لام کو ہمزہ حرف تعریف اور ہمزہ حرف استفہام میں فرق کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔

الف لام کی اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔عہد کیلئے ۲۔استغراق جنس کیلئے ۳۔حقیقت کی تعریف کیلئے

① عہد کے لیے: جیسے: لَقِيْتُ رَجُلاً فَأكْرَمْتُ الرَّجُلَ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً، فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾

② استغراق جنس کے لیے: اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ کُلٌّ کا آنا صحیح ہو جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾

③ حقیقت کی تعریف کے لیے: جیسے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ۔یعنی حقیقت مرد حقیقت عورت سے بہتر ہے۔

☆......☆......☆

۱۰۷۔ وَقَدْ تُزَادُ لَازِمًا كَاللَّاتِ ——وَالْآنَ وَالَّذِيْنَ ثُمَّ اللَّاتِ

اور کبھی کبھی الف لام زائدہ لازمی ہوتا ہے جیسے: اَللَّاتِ، اَلْآنَ، اَلَّذِيْنَ اور اَللَّاتِ

۱۰۸۔ وَلِاضْطِرَارٍ كَبَنَاتِ الْاَوْبَرِ ——كَذَا وَطِبْتَ النَّفْسَ يَا قَيْسُ السَّرِىْ

اور کبھی الف لام زائد کیا جاتا ہے اضطراری حالت میں جیسے: بَنَاتُ الْاَوْبَرِ اسی طرح طِبْتَ النَّفْسَ يَاقَيْسُ السَّرِيُّ

رموز شعر:

ان شعروں میں الف لام زائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

الف لام زائدہ کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔لازمہ ۲۔غیر لازمہ

① زائدہ لازمہ: جیسے اَللَّاتُ (یہ ایک بت کا نام ہے جو مکہ میں تھا)، اَلْآنَ یہ ظرف زمان مبنی برفتحہ ہے، اس پر آنے والے الف لام کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نحویوں کے نزدیک یہ الف لام حضوری (یعنی موجودہ وقت کو معرفہ بنانے کے لیے آتا ہے) جیسے: مَرَرْتُ بِهٰذَا الرَّجُلِ اس لیے یہاں اَلْآنَ بِمَعْنَى هٰذَا الْوَقْتُ ہے اس صورت میں یہ زائدہ نہیں ہے۔ مصنف اور بعض نحویوں کے نزدیک یہ زائدہ ہے اور اَلْآنَ حرف کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے اور وہ حرف لام حضوری ہے۔

اَلَّذِيْنَ اور اَللَّاتِ: ان سے مراد وہ اسمائے موصولہ ہیں جن پر الف لام داخل ہوتا ہے،

بعض نحویوں اور مصنف کے نزدیک اسمائے موصولہ، صلہ کی وجہ سے معرفہ ہیں ان پر آنے والا الف لام زائدہ ہے، جبکہ بعض نحویوں کے نزدیک اسمائے موصولہ اسی الف لام کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں جیسے اَلَّذِيْ اگر وہ لفظوں میں نہ ہو تو اسے مقدر مان لیا جاتا ہے جیسے مَنْ اور مَا، سوائے اَيٌّ کے یہ اضافت کی وجہ سے معرفہ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ الف لام زائدہ نہیں ہے۔

اعتراض: اگر یہ الف لام زائدہ نہیں تو پھر قرآن پاک کی ایک قراءت (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) میں حذف کیسے ہوا ہے؟

جواب: اس کا حذف ہونا زائدہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس لیے کہ اس میں احتمال ہے کہ یہ معرفہ ہونے کے باوجود شاذ طور پر حذف ہوگیا ہو، جیسے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سے الف لام کو حذف کیا گیا ہے، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کہہ کر مراد اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ لیا جاتا ہے۔

② زائدہ غیر لازمہ: وہ ہے جو اضطراری حالت میں (یعنی ضرورت شعری کی وجہ سے) علم یا تمیز پر داخل ہو،

علم کی مثال: جیسے: بَنَاتُ الْاَوْبَرِ یہ کھمبیوں کی ایک قسم کا علم ہے یہ اصل میں بَنَاتُ اَوْبَرِ تھا، وَطِبْتَ النَّفْسَ يَا قَيْسُ، اَلنَّفْسَ پر الف لام زائدہ ہے اس لیے کہ یہ تمیز ہے اور تمیز اصل میں نکرہ ہوتی ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَلَقَدْ جَنَيْتُكَ أَكْمُؤًا وَعَسَاقِلًا ○ وَلَقَدْ نَهَيْتُكَ عَنْ بَنَاتِ الْاَوْبَرِ

تحقیق میں نے توڑیں آپ کے لیے چھوٹی اور بڑی کھمبیاں، اور میں نے منع کیا تجھے چھوٹی اور ردی قسم کی کھمبیوں سے۔

حل عبارت: جَنَيْتُكَ: میں نے توڑیں آپ کے لیے۔ أَكْمُؤًا: کھمبیاں، م: كَمْءٌ۔ عَسَاقِلًا: سفید رنگ کے سانپ کی چھتری کی ایک قسم، م: عُسْقُوْلٌ۔ بَنَاتِ الْاَوْبَرِ: ردی قسم کی کھمبیاں۔

محل استشہاد: بَنَاتِ الْاَوْبَرِ ہے، یہاں الف لام بَنَاتِ الْاَوْبَرِ علم پر اضطراری حالت میں داخل ہوا ہے، بَنَاتِ الْاَوْبَرِ اصل میں بَنَاتِ اَوْبَرِ تھا، الف لام زائدہ ہے کیونکہ یہ ردی قسم کی کھمبیوں کا علم ہے اور علم پہلے ہی معرفہ ہوتا ہے اسی لیے الف لام زائدہ ہوگا۔

مبرد کے نزدیک اَوْبَرِ علم نہیں ہے اس لیے اس کے نزدیک الف لام غیر زائدہ ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

رَأَيْتُكَ لَمَّا أَنْ عَرَفْتَ وُجُوهَنَا ○ صَدَدْتَ، وَطِبْتَ النَّفْسَ يَا قَيْسُ عَنْ عَمْرِو

میں نے تجھے دیکھا جب تو نے پہچان لیا ہمارے چہروں کو، تو نے اعراض کیا عمرو سے اور تو خوش ہوا از روئے نفس کے اے قیس۔

حل عبارت: وُجُوهَنَا :ہمارے چہروں کو، یہاں اس سے مراد ان کی ذات ہے۔
صَدَدْتَ : تو نے اعراض کرلیا۔ طِبْتَ : تو خوش ہوا۔
محل استشہاد: طِبْتَ النَّفْسَ ہے، یہاں الف لام اَلنَّفْسُ تمیز پر اضطراری حالت میں داخل ہوا ہے، یہ اصل میں نَفْسًا تھا بصریوں کے نزدیک تمیز ہمیشہ نکرہ ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام زائدہ ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک تمیز معرفہ بھی ہو سکتی ہے، اس لیے ان کے نزدیک الف لام غیر زائدہ ہے۔

☆......☆......☆

۱۰۹۔ وَبَعْضُ الْاَعْلَامِ عَلَيْهِ دَخَلَا   لِلَمْحِ مَا قَدْ كَانَ عَنْهُ نُقِلَا
اور بعض علم ان پر داخل ہوتا ہے الف لام اشارہ کرنے کے لیے اس چیز کی طرف تحقیق تھے وہ جس سے نقل کیے گئے۔
۱۱۰۔ كَالْفَضْلِ وَالْحَارِثِ وَالنُّعْمَان   فَذِكْرُ ذَا وَحَذْفُهُ سِيَّان
جیسے اَلْفَضْلُ اَلْحَارِثُ اَلنُّعْمَانُ، اس کو ذکر کرنا اور حذف کرنا برابر ہے۔
حل عبارت: دَخَلَا اور نُقِلَا: یہ دونوں صیغہ واحد مذکر غائب ہیں، ان کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

ان شعروں میں علم منقول پر آنے والا الف لام بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

بعض علموں پر اصل کی طرف اشارہ کرنے کے لیے الف لام آجاتا ہے:
یہ علم اکثر صفت سے منقول ہوتے ہیں جیسے: حَارِثٌ سے اَلْحَارِثُ کبھی مصدر سے منقول ہوتے ہیں جیسے: فَضْلٌ سے اَلْفَضْلُ اور کبھی اسم جنس سے منقول ہوتے ہیں جیسے نُعْمَانُ سے اَلنُّعْمَانُ (یہ اصل میں خون کا ایک نام ہے)
ان کی اصل کا اعتبار کرتے ہوئے الف لام کو لانا جائز ہے اور ان کی موجودہ حالت کا اعتبار کرتے ہوئے حذف کرنا بھی جائز ہے۔

ان علموں پر الف لام لانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ان علموں کی اصل کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب علم منقول سے مراد صفت ہو یعنی اس کے معنی سے نیک فال لیتے ہوئے نام رکھا جائے تو اس پر دلالت کرنے کیلئے الف لام کو لایا جاتا ہے جیسے: اَلْحَارِثُ اس پر الف لام لا کر اس کے صفتی معنی سے نیک فال لینا مقصود ہے کہ یہ زندگی میں کھیتی باڑی کرے گا (یعنی یہ محنتی اور جفاکش ہوگا)

اسی طرح الف لام ہر اس علم پر لا سکتے ہیں جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو جملہ میں صفت بن سکتا ہو جیسے: فَضْلٌ اگر فضیلت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اَلْفَضْلُ کہیں گے۔

اگر اس چیز کا اعتبار نہ کیا جائے صرف اس کے علم ہونے کو دیکھا جائے تو پھر اس پر الف لام داخل نہیں کریں گے بلکہ فضل، حارث اور نعمان کہیں گے۔ الف لام کو لانے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ بغیر الف لام کے نہیں ہوتا اس لیے یہ زائدہ نہیں۔ اگرچہ بعض نحویوں کے نزدیک یہ زائدہ ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ الف لام کو لانا اور حذف کرنا برابر نہیں جیسا کہ مصنف کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ حذف اور اثبات کو مذکورہ دو حالتوں پر محمول کیا جائے گا، اگر اصل کی طرف اشارہ کرنا ہو تو الف لام کو لایا جائے گا اور اگر اشارہ نہ کرنا ہو تو الف لام کو نہیں لایا جائے گا۔

☆......☆......☆

۱۱۱۔ وَقَدْ يَصِيرُ عَلَمًا بِالْغَلَبَهْ   مُضَافٌ أَوْ مَصْحُوبُ اَلْ كَالْعَقَبَهْ

اور کبھی کبھی ہو جاتا ہے علم غلبہ کے ساتھ   مضاف یا الف لام والا جیسے اَلْعَقَبَةُ

۱۱۲۔ وَحَذْفَ اَلْ ذِيْ إِنْ تُنَادِ أَوْ تُضِفْ   أَوْجِبْ وَفِيْ غَيْرِهِمَا قَدْ تَنْحَذِفْ

اس الف لام کے حذف کو، اگر آپ نداء دیں یا مضاف کریں، واجب کریں اور ان دونوں کے علاوہ میں وہ کبھی کبھی حذف ہو جاتا ہے۔

رموزِ شعر:

ان دو شعروں میں الف لام کی قسموں میں سے ایک قسم بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

الف لام کبھی غلبہ کے لیے آتا ہے:

یعنی اس الف لام کی وجہ سے اسم علم بن جاتا ہے جیسے: اَلْمَدِيْنَةُ، اَلْكِتَابُ حق تو یہ ہے کہ ان سے مراد ہر شہر اور ہر کتاب ہو لیکن اَلْمَدِيْنَةُ سے مراد صرف مدینۃ الرسول ﷺ اور اَلْكِتَابُ سے مراد صرف امام سیبویہ کی کتاب مراد ہے جب اَلْمَدِيْنَةُ اور اَلْكِتَابُ مطلق طور پر بولا جائے تو ذہن میں فوراً مدینۃ الرسول ﷺ اور امام سیبویہ کی کتاب آتی ہے ان کے علاوہ باقی شہر اور کتابیں ذہن میں نہیں آتیں۔

اس الف لام کا حکم: اس الف لام کا حکم یہ ہوتا ہے کہ یہ نداء اور اضافت کے علاوہ حذف نہیں ہوتا جیسے: يَا صَعِقُ اصل میں اَلصَّعِقُ (1) تھا، هٰذِهِ مَدِيْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یہ اصل میں اَلْمَدِيْنَةُ تھا۔

البتہ کبھی شاذ طور پر ان کے علاوہ بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے: هٰذَا عَيُّوْقُ طَالِعًا اصل میں اَلْعَيُّوْقُ (2) تھا۔

اسی طرح کبھی مضاف غلبہ کی وجہ سے علم بن جاتا ہے، جیسے: ابن عمر، ابن عباسؓ، ابن مسعود رضی اللہ عنہم ان کا اطلاق ان کی اولاد میں سے صرف عبادلہ (3) پر ہوتا ہے اگرچہ حق یہ ہے کہ

---

(1) اَلصَّعِقُ: کا لغوی معنی ہے، بے ہوش، لیکن اب یہ خویلد بن نفیل کے ساتھ خاص ہو گیا ہے، یہ تہامہ کی سرزمین میں لوگوں کو کھانے کھلاتا تھا، ایک دفعہ ہوا نے کھانے کے بڑے ٹبوں میں مٹی ڈال دی تو اس نے ہوا کو گالی دی، تو یہ آسمان سے گرنے والی کڑک دار بجلی سے بے ہوش کر دیا گیا، لوگوں نے اسے اَلصَّعِقُ کہا۔

(2) عَيُّوْقُ: کا لغوی معنی ہے، رکاوٹ، لیکن اب یہ ایک بڑے ستارے کا نام ہے، جو ثریا اور دبران کے نزدیک طلوع ہوتا ہے، اس ستارے کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ دبران ستارہ ثریا سے ملنا چاہتا ہے تو یہ درمیان میں حائل ہو جاتا ہے اسے ملنے نہیں دیتا۔

(3) یہ عَبْدَلٌ کی جمع ہے، عَبْدَلٌ میں دو احتمال ہیں: 1۔ یہ اصل میں عَبْدٌ تھا اس کے آخر میں لام زائد کر دیا گیا ہے۔ 2۔ یہ عَبْدُاللّٰهِ سے بنایا گیا ہے، لفظ جلالہ کے لام کو باقی رکھا اور باقی تمام حروف حذف کر دیے، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے حَمْدَلَهٌ وغیرہ۔

ان کا اطلاق ان کے تمام بیٹوں پر ہو، جب مطلق طور پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کہیں گے تو اس سے مراد صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے سے صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے سے صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

یہ اضافت کسی صورت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتی۔ یہ ہمیشہ اسی طرح مضاف ہو کر استعمال ہوتے ہیں، جیسے: یَا ابْنَ عُمَرَ۔

خلاصہ کلام:

الف لام کی اقسام

- تعریف کے لیے
  - عہد کیلئے: ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا، فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ﴾
  - استغراق جنس کیلئے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾
  - حقیقت کی تعریف کیلئے: اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْأَةِ
- زائدہ
  - لازمہ: اَللَّاتُ، اَلْآنَ، اَلَّذِيْنَ، اَللَّاتِ
  - غیر لازمہ: بَنَاتُ الْأَوْبَرِ
- اصل کی طرف اشارہ کے لیے
  - صفت کی طرف: اَلْحَارِثُ
  - مصدر کی طرف: اَلْفَضْلُ
  - اسم جنس کی طرف: اَلنُّعْمَانُ
- غلبہ کے لیے: اَلْمَدِيْنَةُ

☆......☆......☆

مبتدا اور خبر کا بیان

۱۱۳۔ مُبْتَدَأٌ زَيْدٌ وَعَاذِرٌ خَبَرْ إِنْ قُلْتَ زَيْدٌ عَاذِرٌ مَنِ اعْتَذَرْ

زَيْدٌ مبتدا ہے اور عَاذِرٌ خبر ہے اگر آپ کہیں زَيْدٌ عَاذِرٌ مَنِ اعْتَذَرَ (زید عذر قبول کرنے والا ہے اس کا جو عذر کرتا ہے)

۱۱۴۔ وَ أَوَّلٌ مُبْتَدَأٌ ، وَالثَّانِي فَاعِلٌ اغْنَى فِي ((أَسَارٍ ذَانِ))

۱۰۷۔ پہلا مبتدا ہے اور دوسرا ایسا فاعل ہے جو بے پروا کرنے والا ہے (خبر سے) أَسَارٍ ذَانِ (کیا رات کو چلنے والے ہیں یہ دونوں) کی مثال میں۔

۱۱۵۔ وَقِسْ وَكَا سْتِفْهَامٍ النَّفْيُ وَقَدْ يَجُوزُ نَحْوُ فَائِزٌ أُولُو الرَّشَدْ

اور آپ قیاس کریں اس پر (اس جیسی باقی مثالوں کو) اور استفہام کی طرح نفی ہے، اور کبھی کبھی جائز ہے فَائِزٌ أُولُو الرَّشَدِ جیسی مثال۔

رموز شعر:

ان شعروں میں مبتدا کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

مبتدا کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں:

① وہ اسم مرفوع جو مسند الیہ ہو اور عامل لفظی سے خالی ہو، اور اس کے بعد خبر ہو جو مسند ہو جیسے: زَيْدٌ عَاذِرٌ۔ زَيْدٌ مبتدا اور عَاذِرٌ خبر ہے۔

② ہر وہ صیغہ صفت جو استفہام یا نفی کے بعد ہو، اسم ظاہر یا ضمیر منفصل کو رفع دے اور اس کے ساتھ کلام مکمل ہو جائے، جیسے: أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ، مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ، أَقَائِمٌ أَنْتُمَا۔

استفہام خواہ حرف کے ساتھ ہو، جیسے: أَسَارٍ ذَانِ یا اسم کے ساتھ ہو، جیسے: كَيْفَ جَالِسٌ الْعَمْرَانِ اسی طرح نفی خواہ حرف کے ساتھ ہو، جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدَانِ یا فعل کے ساتھ ہو جیسے: لَيْسَ قَائِمٌ الزَّيْدَانِ، لَيْسَ فعل ناقص قَائِمٌ اس کا اسم، الزَّيْدَانِ فاعل قائم مقام لَيْسَ کی خبر ہے، یا اسم کے ساتھ ہو جیسے: غَيْرُ قَائِمٍ الزَّيْدَانِ، غَيْرُ مبتدا، قَائِمٍ مجرور

بالاضافت، الزَّیْدَان فاعل قائم مقام غَیْر کی خبر ہے۔ اس لیے کہ اس کا معنیٰ مَا قَائِمٌ الزَّیْدَانِ کی طرح ہے۔

پس غَیْرُ قَائِمِ کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا ہے جو مَا قَائِمٌ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

غَیْرُ لَاہٍ عِدَاكَ ، فَاطَّرِحِ اللَّھْوَ ، وَلَا تَغْتَرِرْ بِعَارِضِ سِلْمِ

نہیں غافل آپ کے دشمن پس آپ چھوڑ دیں غفلت اور نہ دھوکہ کھائیں عارضی صلح کے ساتھ۔

حل عبارت: لَاہٍ: غافل ہونے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں لَاھِوٌ تھا، لام کلمہ میں حرف علت مکسور اس کا ماقبل بھی مکسور تو اس کی حرکت حذف کر دی، پھر دو ساکن جمع ہوئے، واؤ کو گرا دیا۔ اِطَّرِحْ: تو چھوڑ دے، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح، یہ اصل میں اِطْتَرِحْ تھا، باب افتعال کے فاکلمہ میں طا واقع ہوئی تو تائے افتعال کو طاء سے بدل کر طا کا طا میں ادغام کر دیا۔ سِلْمِ صلح۔

محل استشہاد: غَیْرُ لَاہٍ عِدَاكَ ہے، یہاں غَیْرُ مبتدا، لَاہٍ مجرور بالاضافت، عِدَاكَ فاعل قائم مقام غَیْر کی خبر ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

غَیْرُ مَأْسُوْفٍ عَلٰی زَمَنٍ يَنْقَضِی بِالْھَمِّ وَالْحَزَنِ

نہیں افسوس اس زمانے پر جو گزرتا ہے غم اور پریشانی کے ساتھ

فائدہ: یعنی عقل مند آدمی کو ایسے زمانے پر افسوس نہیں کرنا چاہئے بلکہ بلند حوصلے کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

حل عبارت: مَأْسُوْفٍ سخت غم، صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب سمع۔

محل استشہاد: مَأْسُوْف ہے، یہاں غَیْرُ مبتدا، مَأْسُوْفٍ مجرور بالاضافت اور جار مجرور نائب الفاعل قائم مقام غَیْر کی خبر ہے۔

بصریوں کے نزدیک سوائے اخفش کے صیغہ صفت سے پہلے نفی یا استفہام کا آنا ضروری ہے اس کے بغیر یہ مبتدا نہیں بنے گا جبکہ کوفیوں اور اخفش کے نزدیک نفی یا استفہام کا پہلے آنا شرط نہیں ہے اس کے بغیر بھی یہ مبتدا بن جاتا ہے جیسے: قَائِمٌ الزَّيْدَانِ، قَائِمٌ مبتدا، الزَّيْدَان فاعل قائم مقام خبر ہے۔

مصنف نے اپنے قول وَقَدْ يَجُوْزُ فَائِزٌ أُولُو الرَّشَدِ سے کوفیوں کے اس مذہب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی صیغہ صفت سے پہلے نفی یا استفہام آنے کے بغیر ہی یہ مبتدا بن جاتا ہے۔

مصنف کا گمان ہے کہ امام سیبویہ کے نزدیک یہ کمزور موقف ہونے کے باوجود جائز ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

فَخَيْرٌ نَحْنُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْكُمْ ○ إِذَا الدَّاعِي الْمُثَوِّبُ قَالَ: يَا لَا

پس بہتر ہیں ہم، لوگوں کے ہاں تم سے جب کپڑا اہلا کر پکارنے والا کہے: اے فلاں میری مدد کر۔

حل عبارت: الدَّاعِي: پکارنے والا، واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر ہفت اقسام میں سے ناقص واوی۔ الْمُثَوِّبُ: کپڑا اہلا کر اشارہ کرنے والا۔ يَا لَا: یہ اصل میں يَا لَفُلَانٍ لِي تھا۔

محل استشہاد: خَيْرٌ نَحْنُ ہے، یہاں خَيْرٌ مبتدا اور نَحْنُ فاعل قائم مقام خبر ہے، حالانکہ خَيْرٌ سے پہلے نفی یا استفہام نہیں ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

خَبِيْرٌ بَنُوْ لِهْبٍ، فَلَا تَكُ مُلْغِيًا ○ مَقَالَةَ لِهْبِيٍّ إِذَا الطَّيْرُ مَرَّتِ

باخبر ہیں بنولہب پس نہ ہوں آپ لغو سمجھنے والے کسی لہبی آدمی کی بات کو، جب پرندہ گزر جائے۔

حل عبارت: خَبِيْرٌ: باخبر۔ بَنُوْ لِهْبٍ: سے مراد بنونصر بن ازد قبیلہ ہے۔ مَقَالَةَ: بات۔ إِذَا الطَّيْرُ مَرَّتِ: سے مراد ہے کہ پرندہ کو اڑا کر بدشگونی لینا، یہ لوگ بدشگونی کے ماہر تھے۔

محل استشہاد: خَبِيْرٌ بَنُوْ لِهْبٍ ہے، یہاں خَبِيْرٌ مبتدا اور بَنُوْ لِهْبٍ فاعل قائم مقام خبر ہے، حالانکہ صیغہ صفت خَبِيْرٌ سے پہلے نفی یا استفہام نہیں ہے۔

جب صیغہ صفت کا فاعل ضمیر مستتر ہو تو یہ مبتدا نہیں بنے گا، جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَلَا قَاعِدٌ میں قَاعِدٌ کو مبتدا نہیں بنا سکتے اس لیے کہ اس کا فاعل ضمیر مستتر ہے۔

اسی طرح جب اس کے ساتھ کلام مکمل نہ ہو تب بھی یہ مبتدا نہیں بنے گا، جیسے: اَقَائِمٌ اَبَوَاهُ زَيْدٌ، میں قَائِمٌ کو مبتدا اور اَبَوَاهُ کو فاعل قائم مقام خبر بنانے سے کلام مکمل نہیں ہوگا، اس لیے قَائِمٌ خبر مقدم اور اَبَوَاهُ اس کا فاعل ہے اور زَيْدٌ مبتدا موخر ہے۔

حل عبارت: سَدَّ مَسَدَّ الْخَبَرِ: لفظی معنی ہے خبر کی جگہ کو روکنے والا، اس سے مراد ہے خبر کے قائم مقام ہو۔

☆......☆......☆

۱۱۶۔ وَالثَّانِ مُبْتَدَأٌ وذَا الْوَصْفُ خَبَرْ إِنْ فِيْ سِوَى الْإِفْرَادِ طِبْقًا اسْتَقَرّ

دوسرا مبتدا ہوگا اور یہ وصف خبر ہوگا اگر مفرد کے علاوہ (تثنیہ وجمع) میں موافقت ٹھہرے۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صیغہ صفت اور اس کا مابعد اسم (یعنی فاعل) تثنیہ اور جمع ہونے میں باہم برابر ہوں تو صیغہ صفت خبر مقدم اور بعد والا اسم ظاہر (یعنی فاعل) مبتدا موخر ہوگا۔

جب صیغہ صفت اور فاعل دونوں جمع ہوں تو وہ واحد، تثنیہ اور جمع ہونے میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے یا مطابق نہیں ہوں گے۔

خلاصہ:

وصف اور فاعل میں مطابقت:

اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ دونوں مفرد ۲۔ دونوں تثنیہ ۳۔ دونوں جمع

① دونوں مفرد: جیسے اَقَائِمٌ زَيْدٌ اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

1. صیغہ صفت مبتدا اور اس کا مابعد فاعل قائم مقام خبر
2. صیغہ صفت خبر مقدم اور اس کا مابعد مبتدا موخر۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يَا اِبْرَاهِيْمُ﴾ اس میں رَاغِبٌ مبتدا اور اَنْتَ فاعل قائم مقام خبر اور یہ بھی احتمال ہے کہ رَاغِبٌ خبر مقدم اور اَنْتَ مبتدا موخر ہے۔

اس آیت کریمہ میں پہلی ترکیب راجح ہے کیونکہ عَنْ اٰلِهَتِيْ، رَاغِبٌ کا معمول ہے، اس ترکیب کی صورت میں عامل اور معمول کے درمیان اجنبی کا فاصلہ نہیں آئے گا اس لیے کہ اَنْتَ، رَاغِبٌ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اس کے لیے اجنبی نہیں ہے۔ دوسری ترکیب کی صورت میں عامل اور معمول کے درمیان اجنبی (اَنْتَ) کا فاصلہ لازم آتا ہے اس لیے کہ اَنْتَ مبتدا ہے اور رَاغِبٌ خبر ہے، راجح قول کے مطابق خبر مبتدا میں عمل نہیں کرتی اس لیے اَنْتَ، عامل رَاغِبٌ اور معمول عَنْ اٰلِهَتِيْ کے درمیان اجنبی ہے۔

②، ③ دونوں تثنیہ یا دونوں جمع: جیسے: اَقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ، اَقَائِمُوْنَ الزَّيْدُوْنَ، اس صورت میں صیغہ صفت خبر مقدم اور اس کا مابعد مبتدا موخر ہوتا ہے۔

البتہ اَكَلُوْنِي الْبَرَاغِيْثُ (بنو حارث کی) لغت کے مطابق صیغہ صفت کو مبتدا اور اس کے مابعد کو فاعل قائم مقام خبر بنانا بھی جائز ہے۔

صیغہ صفت اور فاعل میں عدم مطابقت: اس کی دو صورتیں ہیں:

① جب صیغہ صفت مفرد اور اس کا مابعد تثنیہ یا جمع ہو تو یہ صورت جائز ہے، جیسے: اَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ، اَقَائِمٌ الزَّيْدُوْنَ، اس صورت میں صیغہ صفت مبتدا اور اس کا مابعد فاعل قائم مقام خبر ہوتا ہے۔

② جب صیغہ صفت تثنیہ یا جمع ہو اور اس کا مابعد مفرد ہو تو یہ صورت ممتنع ہے، جیسے: اَقَائِمَانِ زَيْدٌ، اَقَائِمُوْنَ زَيْدٌ، یہ ترکیب صحیح نہیں ہے۔ [1]

---

[1] مبتدا کی قسم اول اس لیے درست نہیں کہ ضمیر مبتدا کے مطابق نہیں ہے، اور دوسری قسم اس لیے درست نہیں ہے کہ صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا۔

خلاصہ کلام:

صیغہ صفت اور فاعل میں

- مطابقت ہوگی
  - دونوں مفرد
    اَقَائِمٌ زَیْدٌ
    - صیغہ صفت مبتدا مابعد خبر
    - صیغہ صفت خبر مقدم مابعد مبتدا مؤخر
  - دونوں تثنیہ یا دونوں جمع
    اَقَائِمَانِ الزَّیْدَانِ، اَقَائِمُوْنَ الزَّیْدُوْنَ
    صیغہ صفت خبر مقدم اور مابعد مؤخر
- مطابقت نہیں ہوگی
  - صیغہ صفت مفرد اور مابعد تثنیہ یا جمع ہو
    اَقَائِمٌ الزَّیْدَانِ، اَقَائِمٌ الزَّیْدُوْنَ
    جائز ہے
  - صیغہ صفت تثنیہ یا جمع مابعد مفرد
    اَقَائِمَا نِ زَیْدٌ، اَقَائِمُوْنَ زَیْدٌ
    ناجائز اور ممتنع ہے

☆......☆......☆

١١٧۔ وَرَفَعُوْا مُبْتَدَأً بِالْاِبْتِدَا كَذَاكَ رَفْعُ خَبَرٍ بِالْمُبْتَدَا

انہوں (نحویوں) نے رفع دیا ہے مبتدا کو ابتدا کے ساتھ اسی طرح خبر کا رفع مبتدا کے ساتھ

رموز شعر:

اس شعر میں مبتدا اور خبر کا عامل رافع بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

مبتدا اور خبر کا عامل: اس کے بارے میں نحویوں کے درج ذیل چار مذہب ہیں:

① مبتدا کا عامل معنوی ابتداء اور خبر کا عامل لفظی مبتدا ہوتا ہے۔ یہ سیبویہ اور جمہور بصریوں کا مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔ معنوی کا مطلب یہ ہے کہ اسم عامل لفظی غیر زائدہ یا مشابہ غیر زائدہ سے خالی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مبتدا کے شروع میں عامل لفظی زائدہ آ سکتا ہے

جیسے: بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ اس میں حَسْبِكَ مبتدا ہے جو عامل لفظی غیر زائدہ سے خالی ہے اس کے شروع میں باء زائدہ ہے، اسی طرح مبتدا کے شروع میں عامل لفظی شبیہ بالزائد بھی آسکتا ہے، جیسے: رُبَّ رَجُلٍ قَائِمٌ، اس میں رَجُلٍ مبتدا اور قَائِمٌ خبر ہے، رُبَّ حرف جر شبیہ بالزائد ہے۔ رَجُل کے مرفوع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جس اسم کا اس پر عطف ڈالا جائے وہ مرفوع پڑھا جاتا ہے، جیسے: رُبَّ رَجُلٍ قَائِمٌ وَامْرَأَةٌ۔

② مبتدا اور خبر دونوں کا عامل معنوی ابتدا ہوتا ہے۔

③ مبتدا کا عامل معنوی ابتدا اور خبر کا عامل معنوی ابتدا اور مبتدا دونوں ہوتے ہیں۔

④ مبتدا اور خبر دونوں کا عامل لفظی ہوتا ہے یعنی مبتدا کا عامل خبر اور خبر کا عامل مبتدا ہوتا ہے۔

حل عبارت: زَائِدَة : سے مراد وہ عامل ہے جو متعلق کا محتاج نہ ہو اور اس کا معنی بھی نہ ہو۔
أَشْبَهَهَا: زائدہ کے مشابہ، اس سے مراد وہ عامل ہے جو متعلق کا محتاج نہ ہو، مگر اس کا معنی ہو۔

☆......☆......☆

۱۱۸۔ وَالْخَبَرُ الْجُزْءُ الْمُتِمُّ الْفَائِدَهْ كَاللّٰهُ بَرٌّ وَالْأَيَادِي شَاهِدَهْ

خبر ایسا جزء ہے جو مکمل کرتا ہے فائدہ کو، جیسے: اَللّٰهُ بَرٌّ، اَلْاَيَادِيْ شَاهِدَه (اللہ تعالی احسان کرنے والا ہے اور اس کی نعمتیں شاہد ہیں۔)

حل عبارت: بَرٌّ: احسان کرنے والا۔ اَلْاَيَادِي: نعمتیں، م: اَلْيَدُ

رموز شعر: اس شعر میں خبر کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

خبر کی تعریف: خبر وہ جزء ہے جو فائدہ کو مکمل کرے، یہ تعریف جامع مانع نہیں ہے یہ تعریف فاعل پر بھی صادق آتی ہے، جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ ایسا جزء ہے جو فائدہ کو مکمل کرنے والا ہے۔ بعض نے خبر کی تعریف یوں کی ہے: خبر وہ جزء ہے جس سے مبتدا کے ساتھ مل کر مکمل جملہ بنتا ہے۔ یہ تعریف فاعل پر صادق نہیں آتی اس لیے کہ وہ مبتدا سے مل کر جملہ نہیں بنتا بلکہ فعل سے مل کر جملہ بنتا ہے۔ مصنف کی تعریف جامع مانع نہیں ہے جبکہ تعریف کے لیے ضروری ہے کہ معرف کے ساتھ خاص ہو۔

۱۱۹۔ وَمُفْرَدٌ يَأْتِي جُمْلَهْ حَاوِيَةً مَعْنَى الَّذِي سِيقَتْ لَهْ

آتی ہے وہ خبر اس حال میں کہ وہ مفرد ہوتی ہے اور آتی ہے وہ اس حال میں کہ جملہ ہوتی ہے جو مشتمل ہوتا ہے اس (مبتدا) کے معنی پر جس کیلئے جملہ کو لایا جاتا ہے۔

۱۲۰۔ وَاِنْ تَكُنْ اِيَّاهُ مَعْنًى اكْتَفٰى بِهَا كَنُطْقِي اللّٰهُ حَسْبِي وَكَفٰى

اگر ہو وہ جملہ مبتدا، معنی کے اعتبار سے تو اکتفا کیا جائے گا اس کے ساتھ جیسے: نُطْقِي اللّٰهُ حَسْبِيْ وَكَفٰى (میرا قول اللہ کافی ہے مجھے)

حل عبارت: حَاوِيَةً: مشتمل ہو۔ سِيْقَتْ: لایا گیا ہو، صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول، باب نصر ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں سُوِقَتْ تھا، ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واؤ مکسور واقع ہوئی، اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی واؤ سے کسرہ نقل کیا گیا اسے یاء سے بدل دیا۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں خبر کی قسمیں بیان کی گئی ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ جب جملہ خبر ہو تو اس میں رابطہ کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

خلاصہ:

خبر کی اقسام: خبر کی دو قسمیں ہیں: ا۔ مفرد ۲۔ جملہ

جملہ: اس کی دو قسمیں ہیں:

① وہ جملہ فی المعنی مبتدا ہوگا (یعنی اس میں وہی معنی ہوگا جو مبتدا میں ہے)

اگر وہ جملہ فی المعنی مبتدا ہو تو اس میں رابط کی ضروری نہیں ہے بلکہ اسی پر اکتفا کیا جائے گا، جیسے: نُطْقِي اللّٰهُ حَسْبِي، اس میں نُطْقِي مبتدا اول لفظ اللہ مبتدا ثانی، حَسْبِي مبتدا ثانی کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پہلے مبتدا کی خبر۔ یہاں رابط کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ اَللّٰهُ حَسْبِي یہ نُطْقِي کا ہی معنی ہے یعنی نُطْقِي سے مراد اَللّٰهُ حَسْبِيْ ہے اسی طرح قَوْلِي لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

② وہ جملہ فی المعنی مبتدا نہیں ہوگا، یعنی اس میں وہ معنی نہیں ہوگا جو مبتدا میں ہے۔ اگر وہ جملہ

فی المعنی مبتدا نہ ہوتو اس میں ایک رابط کا ہونا ضروری ہے جو اسے مبتدا کے ساتھ ملادے۔

رابط کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

① ضمیر جو مبتدا کی طرف لوٹے جیسے: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْهُ، یہ ضمیر کبھی مقدر بھی ہوتی ہے، جیسے: اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ یہ اصل میں اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ تھا۔

② اسم اشارہ جس کا مشار الیہ مبتدا ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ یہ ان کے نزدیک ہے جو لِبَاسٌ کو مرفوع پڑھتے ہیں۔

③ مبتدا کا اسی لفظ کے ساتھ تکرار، یہ اکثر اس جگہ ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی عظمت بیان کرنا مقصود ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ﴾، ﴿اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ﴾ کبھی اس کے علاوہ بھی مبتدا مکرر ہوتا ہے، جیسے: زَیْدٌ مَا زَیْدٌ

④ ایسا عموم جس میں مبتدا بھی شامل ہو جیسے: زَیْدٌ نِعْمَ الرَّجُلُ

☆......☆......☆

١٢١- وَالْمُفْرَدُ الْجَامِدُ فَارِغٌ وَاِنْ يُشْتَقَّ فَهُوَ ذُوْ ضَمِيْرٍ مُسْتَكِنْ

خبر مفرد جامد ضمیر سے خالی ہوگی اور اگر وہ مشتق ہو تو پوشیدہ ضمیر والی ہوگی۔

رموز شعر: اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب خبر مفرد ہوگی تو وہ جامد ہوگی یا مشتق، اگر جامد ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی اور اگر مشتق ہو تو اس میں ضمیر ہوگی۔

خلاصہ:

خبر مفرد: اس کی دو قسمیں ہیں: ١۔ جامد ٢۔ مشتق

① جامد: جب خبر جامد ہو تو مصنف کے نزدیک اس میں ضمیر نہیں ہوگی، جیسے: زَیْدٌ اَخُوْكَ

کوفیوں کے نزدیک اس میں ضمیر ہوگی، جیسے: زَیْدٌ اَخُوْكَ هُوَ

بصریوں کے نزدیک اگر وہ متضمن معنی مشتق ہو تو اس میں ضمیر ہوگی، جیسے: زَیْدٌ اَسَدٌ اَیْ شُجَاعٌ اور اگر وہ متضمن معنی مشتق نہ ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی جیسے: زَیْدٌ اَخُوْكَ

② مشتق: اس کی دو قسمیں:

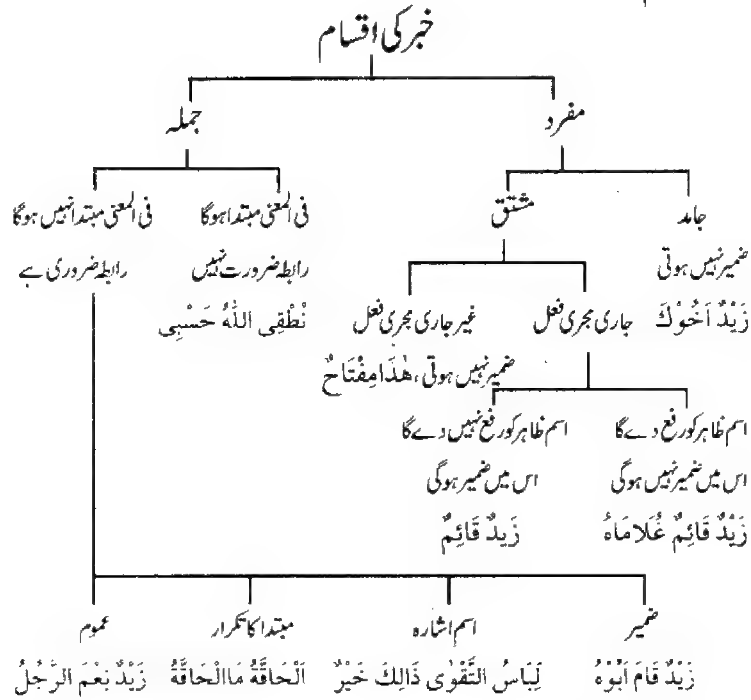
① جاری مجری فعل جیسے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل اور صفت مشبہ

جب مشتق جاری مجری فعل اسم ظاہر کو رفع نہ دے تو اس میں ضمیر ہوگی جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ
اگر وہ اسم ظاہر کو رفع دے تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ غُلَامَاهُ اس میں غُلَامَاهُ، قَائِمٌ کا فاعل ہے اس میں ضمیر نہیں ہے۔

② غیر جاری مجری فعل جیسے اسم آلہ، اسم ظرف
جب مشتق غیر جاری مجری فعل ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوتی، جیسے: هٰذَا مِفْتَاحٌ، هٰذَا مَرْمَى زَيْدٍ

حل عبارت: مُتَضَمِّنًا مَعْنَى الْمُشْتَقِّ: سے مراد یہ ہے کہ اس میں مشتق کا مفہوم پایا جائے، جیسے: اَسَدٌ میں شُجَاعٌ مشتق کا مفہوم شجاعت پائی جا رہی ہے۔ الْمُشْتَقُّ الْجَارِي مَجْرَى الْفِعْلِ: سے مراد وہ اسم مشتق ہے جو فعل کی طرح عمل کرے۔

خلاصہ کلام:



فائدہ: کسائی وغیرہ کے نزدیک جامد میں بھی ضمیر ہوتی ہے۔

۱۲۲۔ وَأَبْرِزَنْهُ مُطْلَقًا حَيْثُ تَلَا ـــ مَا لَيْسَ مَعْنَاهُ لَهُ مُحَصَّلا

آپ ظاہر کریں (خبر مشتق کی) ضمیر کو مطلق طور پر جب پیچھے آئے خبر اس مبتدا کے کہ نہ ہو اس خبر کا معنی اس مبتدا کیلئے حاصل ہونے والا۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب خبر اپنے مبتدا کے غیر کیلئے جاری ہو تو اس میں ضمیر بارز لانا واجب ہے۔

خلاصہ:

خبر مشتق کی صورتیں: اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

① وہ خبر مشتق جو اپنے مبتدا کیلئے جاری ہو۔ ② وہ خبر جو اپنے مبتدا کے غیر کیلئے جاری ہو۔

۱۔ جب خبر مشتق اپنے مبتدا کیلئے جاری ہو تو اس میں ضمیر مستتر ہوگی، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَيْ هُوَ
اگر مشتق کے بعد ضمیر بارز آئے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ هُوَ تو امام سیبویہ کے نزدیک اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

۱۔ یہ قَائِمٌ کی ضمیر مستتر کی تاکید ہوگی ۲۔ یہ قَائِمٌ کا فاعل ہوگی۔

۲۔ جب خبر مشتق اپنے مبتدا کے غیر کیلئے جاری ہو تو بصریوں کے نزدیک ضمیر بارز لانا واجب ہے التباس کا ڈر ہو یا نہ ہو، جیسے: زَيْدٌ عَمْرٌو ضَارِبُهُ هُوَ، زَيْدٌ هِنْدٌ ضَارِبُهَا هُوَ
کوفیوں کے نزدیک اگر التباس کا ڈر نہ ہو تو ضمیر بارز لانا اور نہ لانا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: زَيْدٌ هِنْدٌ ضَارِبُهَا هُوَ یہاں هُوَ کو لانا یا نہ لانا دونوں طرح جائز ہے۔
اور اگر التباس کا ڈر ہو تو ضمیر بارز لانا واجب ہے، جیسے: زَيْدٌ عَمْرٌو ضَارِبُهُ هُوَ
یہاں اگر ضمیر بارز نہ لائی جائے تو زید اور عمرو میں سے ہر ایک کے فاعل بننے کا احتمال ہے لیکن جب ضمیر بارز لائی گئی تو زید کا فاعل ہونا متعین ہو جائے گا۔ مصنف نے اس کتاب میں بصریوں کا مذہب پسند کیا ہے اور اس کتاب کے علاوہ میں کوفیوں کا مذہب پسند کیا ہے او ر سماع بھی ان کے مذہب کے مطابق آیا ہے۔ اسی طرح یہ شعر ہے:

قَوْمِي ذُرَا الْمَجْدِ بَانُوهَا وَقَدْ عَلِمَتْ ○ بِكُنْهِ ذَلِكَ عَدْنَانٌ وَقَحْطَانُ

میری قوم بزرگی کی چوٹیاں انہوں نے بنایا ہے ان کو اور تحقیق جان لیا ہے اس کی حقیقت کو عدنان اور قحطان نے۔

حل عبارت: ذُرًا: چوٹیاں، م: ذِرْوَۃٌ۔ الْمَجْدِ: بزرگی۔ بَانُوھَا: انہوں نے بنایا ان کو، صیغہ جمع مذکر اسم فاعل، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، یہ اصل میں بَانِیُوْنَ تھا، لام کلمہ میں حرف علت مضموم اس کا ماقبل مکسور اس کے بعد واؤ ہے، اس کی حرکت ماقبل کو دے دی، پھر یاء کو دو ساکن جمع ہونے سے گرا دیا، پھر اضافت کی وجہ سے نون بھی گر گیا۔ کُنْہٌ: سے مراد ہر چیز کی حقیقت ہے۔ عَدْنَانٌ وَقَحْطَانُ: دو قبیلوں کے نام ہیں۔

محل استشہاد: قَوْمِيْ ذُرَا الْمَجْدِ بَانُوھَا ہے، یہاں بَانُوھَا اصل میں بَانُوھَاھُمْ تھا، التباس کا ڈر نہ ہونے کی وجہ سے ضمیر کو حذف کر دیا، اس لیے کہ بنانے والی قوم ہے اور چوٹیوں کو بنایا جاتا ہے۔

۱۲۳۔ وَأَخْبَرُوْا بِظَرْفٍ اَوْ بِحَرْفِ جَرّ نَاوِیْنَ مَعْنَی کَائِنٍ اَوِ اسْتَقَرّ

انہوں (نحویوں) نے خبر بنایا ہے ظرف یا جار (مجرور) کو اس حال میں کہ وہ مقدر مانتے ہیں کَائِنٌ یا اِسْتَقَرَّ کا معنی

حل عبارت: نَاوِیْنَ: وہ نیت کرتے ہیں، صیغہ جمع مذکر اسم فاعل، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے لفیف مقرون، یہ اصل میں نَاوِیِیْنَ تھا، لام کلمہ میں حرف علت مکسور اس کا ماقبل بھی مکسور، اس کی حرکت کو گرا دیا، پھر دو ساکن جمع ہونے سے ایک یا کو گرا دیا۔

رموز شعر:

اس شعر میں ذکر کیا گیا ہے کہ خبر کبھی ظرف یا مجرور بھی ہوتی ہے اس صورت میں وہاں فعل یا شبہ فعل مقدر مانا جاتا ہے۔

خلاصہ:

خبر ظرف یا جار مجرور:

- خبر کبھی ظرف یا جار مجرور ہوتی ہے، جیسے زَیْدٌ عِنْدَكَ، زَیْدٌ فِي الدَّارِ

ظرف یا جار مجرور کو خبر بنانے کے لیے نحویوں کے درج ذیل موقف ہیں:

① مصنف اور بعض دوسرے نحویوں کے نزدیک ظرف یا جار مجرور کو خبر بنانے کیلئے انہیں فعل یا شبہ فعل محذوف کے متعلق کیا جائے گا، اگر فعل کے متعلق کریں تو خبر جملہ کے قبیل میں سے ہوگی، جیسے: زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ عِنْدَكَ یا فِي الدَّارِ، اگر شبہ فعل کے متعلق کریں تو خبر مفرد کے قبیل سے ہوگی، جیسے: زَيْدٌ كَائِنٌ عِنْدَكَ یا فِي الدَّارِ۔

② اخفش کے نزدیک انہیں اسم فاعل محذوف کے متعلق کریں گے، اور یہ خبر مفرد کے قبیل سے ہوگی، جیسے: زَيْدٌ كَائِنٌ عِنْدَكَ یا مُسْتَقِرٌّ عِنْدَكَ، زَيْدٌ كَائِنٌ فِي الدَّارِ۔

یہ بات سیبویہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

③ جمہور بصریوں اور سیبویہ کے نزدیک انہیں فعل محذوف کے متعلق کریں گے، اور یہ خبر جملہ کے قبیل سے ہوگی، جیسے: زَيْدٌ اسْتَقَرَّ یا يَسْتَقِرُّ عِنْدَكَ، زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ۔

④ ابوبکر بن سراج کے نزدیک ظرف اور جار مجرور میں سے ہر ایک، خبر کی مستقل قسم ہے، مفرد یا جملہ کے قبیل میں سے نہیں ہے، ان کے شاگرد ابوعلی فارسی نے ان سے یہ مذہب الشیرازیات میں نقل کیا ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ یہ آخری مذہب صحیح نہیں ہے۔

ظرف اور جار مجرور کا متعلق وجوبی طور پر حذف ہو جاتا ہے،

کبھی شاذ طور پر لفظوں میں بھی آجاتا ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

لَكَ الْعِزُّ اِنْ مَوْلَاكَ عَزَّ، وَاِنْ يَهُنْ ○ فَأَنْتَ لَدَى بُحْبُوحَةِ الْهُوْنِ كَائِنُ

آپ کے لیے عزت ہے اگر آپ کا مولیٰ عزت والا ہے اور اگر وہ ذلت والا ہو تو آپ ذلت کے درمیان ہونے والے ہیں۔

حل عبارت: مَوْلَاكَ لفظ الْمَوْلٰی کے کئی معنی ہیں، پروردگار، مالک، مخلص دوست، حلیف، پڑوسی، داماد، غلام، پیروکار وغیرہ۔ يَهُنْ حقیر و ذلیل ہو، صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں يَهْوُنُ تھا، واؤ متحرک ماقبل

ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، دو ساکن جمع ہونے سے واؤ کو گرا دیا۔ لَدَی: پاس، سامنے۔
بُحْبُوْحَة: ہر شے کا درمیانی حصہ، ج: بَحَابِيْح۔ الْهُوْنِ: ذلت رسوائی۔
محل استشہاد: کَائِنٌ ہے، یہاں لَدَی ظرف کَائِنٌ کے متعلق ہوگی جو لفظوں میں موجود ہے۔ یہاں کَائِنٌ کو حذف ہونا چاہیے تھا لیکن شاذ طور پر اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔
فائدہ: جس طرح جب ظرف یا جار مجرور خبر واقع ہوں تو ان کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے، اسی طرح ان کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے، جب یہ صفت واقع ہوں، جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عِنْدَكَ یا فِي الدَّارِ
یا حال واقع ہوں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ عِنْدَكَ یا فِي الدَّارِ۔
یا صلہ واقع ہوں، جیسے: جَاءَ الَّذِيْ عِنْدَكَ یا فِي الدَّارِ لیکن صلہ میں ضروری ہے کہ محذوف صرف فعل ہو جب کہ صفت اور حال میں خبر کی طرح فعل اور شبہ فعل دونوں ہو سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

ظرف یا جار مجرور کو خبر بنانے کے لیے نحویوں کے موقف

مصنف	اخفش
فعل یا شبہ فعل محذوف کے متعلق کیا جائے گا	اسم فاعل محذوف کے متعلق کیا جائے گا
زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ عِنْدَكَ ، زَيْدٌ كَائِنٌ فِي الدَّار	زَيْدٌ مُسْتَقِرٌّ عِنْدَكَ ، زَيْدٌ كَائِنٌ فِي الدَّارِ
جمہور بصری	**ابوبکر بن سراج**
انہیں فعل محذوف کے متعلق کریں گے	ظرف اور جار مجرور میں سے ہر ایک خبر کی مستقل قسم ہے
زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ عِنْدَكَ	زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ

☆......☆......☆

۱۲۴۔ وَلَا يَكُوْنُ اسْمُ زَمَانٍ خَبَرًا عَنْ جُثَّةٍ وَإِنْ يُفِدْ فَأَخْبِرَا

نہیں ہوتا اسم زمان خبر جسم (والی چیز) سے، اگر وہ فائدہ دے تو (اس کو) خبر بنائیں۔
حل عبارت: جُثَّةٍ: جسم، ج: جُثَثٌ و اَجْثَاثٌ۔ يُفِدْ: وہ فائدہ دے، صیغہ واحد مذکر غائب،

فعل مضارع معلوم، باب افعال ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں یُفْیِدُ تھا، یا متحرک ماقبل ساکن یا کی حرکت ماقبل کو دی، پھر دو ساکن یا اور دال جمع ہونے سے یا کو گرا دیا۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ظرف زمان جسم والی چیز کی خبر نہیں بنتی، ہاں اگر وہ فائدہ دے تو خبر بن سکتی ہے۔

خلاصہ: ظرف کا خبر واقع ہونا: ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ظرف مکان ۲۔ظرف زمان

① ظرف مکان: یہ جسم والی اور معنوی دونوں چیزوں سے خبر بن جاتی ہے، جیسے: زَیْدٌ عِنْدَكَ، اَلْقِتَالُ عِنْدَكَ۔

② ظرف زمان: یہ صرف معنوی چیز سے خبر بنتی ہے، خواہ وہ منصوب ہو یا فی کے ساتھ مجرور ہو، جیسے: اَلْقِتَالُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ یا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

یہ جسم والی چیز سے خبر نہیں بنتی اِلَّا یہ کہ وہ فائدہ دے، جیسے: اَللَّيْلَةَ الْهِلَالُ، وَالرُّطَبُ شَهْرَيْ رَبِيعٍ۔ اگر وہ فائدہ نہ دے تو یہ جسم والی چیز سے خبر نہیں بن سکتی جیسے: زَيْدٌ الْيَوْمَ

یہ مصنف اور دیگر کچھ نحویوں کا مذہب ہے۔ جمہور بصریوں کے نزدیک ظرف زمان کو جسم سے خبر بنانا مطلقاً منع ہے، اگر بظاہر یہ صورت نظر آئے تو اس میں تاویل کی جائے گی، جیسے: اَللَّيْلَةَ الْهِلَالُ اصل میں طُلُوعُ الْهِلَالِ اللَّيْلَةَ تھا۔ وَالرُّطَبُ شَهْرَيْ رَبِيعٍ اصل میں وُجُودُ الرُّطَبِ شَهْرَيْ رَبِيعٍ تھا۔

حل عبارت: اَلرُّطَبُ: پکی ہوئی تازہ کھجوریں، ج: أَرْطَابٌ و رِطَابٌ۔ رَبِيعٌ موسم بہار۔

☆......☆......☆

۱۲۵۔ وَلَا يَجُوزُ الْاِبْتِدَا بِالنَّكِرَهْ　　مَالَمْ تُفِدْ كَعِنْدَ زَيْدٍ نَمِرَهْ

نہیں ہے جائز ابتداء نکرہ کے ساتھ جب تک وہ (نکرہ) فائدہ نہ دے، جیسے: عِنْدَ زَيْدٍ نَمِرَةٌ (زید کے پاس دھاری دار چادر ہے۔)

۱۲۶۔ وَهَلْ فَتًى فِيكُمْ؟ فَمَا خِلٌّ لَنَا　　وَرَجُلٌ مِنَ الْكِرَامِ عِنْدَنَا

اور هَلْ فَتًى فِيكُمْ؟ (کیا کوئی جوان تم میں ہے؟)، مَا خِلٌّ لَنَا (نہیں ہے کوئی

خالص دوست ہمارا۔) ، رَجُلٌ مِنَ الْكِرَامِ عِنْدَ نَا (ایک آدمی شریف لوگوں میں سے ہمارے پاس ہے۔)

۱۲۷۔ رَغْبَةٌ فِي الْخَيْرِ خَيْرٌ وَعَمَلْ بِرٍّ يَزِيْنُ وَلْيُقَسْ مَا لَمْ يُقَلْ

رَغْبَةٌ فِي الْخَيْرِ خَيْرٌ (رغبت دلانا نیکی میں نیکی ہے۔) اور عَمَلُ بِرٍّ يَزِيْنُ (نیکی کا عمل خوبصورت بناتا ہے) اور قیاس کیا جائے جو نہیں کہا گیا۔

رموزِ شعر:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب نکرہ فائدہ دے تو مبتدا بن سکتا ہے، نکرہ کے فائدہ حاصل کرنے کی چھ صورتیں یہاں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

نکرہ صرف فائدہ دینے کی صورت میں مبتدا بن سکتا ہے:

مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، کبھی نکرہ بھی مبتدا بن جاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ فائدہ دے۔

نکرہ مخصوصہ بنانے کی صورتیں:

مصنف نے نکرہ سے فائدہ حاصل ہونے کی چھ، شارح نے چوبیں اور بعض نحویوں نے تیس سے بھی زیادہ صورتیں بیان کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

① خبر ظرف یا جار مجرور نکرہ سے پہلے آئے، جیسے: عِنْدَ زَيْدٍ نَمِرَةٌ، فِي الدَّارِ رَجُلٌ
اگر خبر ظرف یا جار مجرور کے علاوہ مقدم ہو تو جائز نہیں، جیسے: قَائِمٌ رَجُلٌ

② اس سے پہلے استفہام ہو، جیسے: هَلْ فَتًى فِيْكُمْ

③ اس سے پہلے نفی ہو، جیسے: مَا خِلٌّ لَنَا۔

④ اس کی صفت لائی جائے، جیسے: رَجُلٌ مِنَ الْكِرَامِ عِنْدَنَا

⑤ وہ عامل ہو، جیسے: رَغْبَةٌ فِي الْخَيْرِ

⑥ وہ مضاف ہو، جیسے: عَمَلُ بِرٍّ يَزِيْنُ

⑦ وہ اسم شرط ہو، جیسے: مَنْ يَقُمْ أَقُمْ مَعَهُ

⑧ نکرہ سوال کے جواب میں واقع ہو، جیسے: مَنْ عِنْدَكَ ؟ کے جواب میں کہا جائے رَجُلٌ اصل میں ہے رَجُلٌ عِنْدِي۔

⑨ وہ عام ہو، جیسے: كُلٌّ يَمُوْتُ

⑩ اس سے تنویع یعنی کسی چیز کی مختلف قسمیں بیان کرنا مقصود ہو، جیسے یہ شعر ہے:

فَأَقْبَلْتُ زَحْفًا عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ ○ فَثَوْبٌ لَبِسْتُ وَثَوْبٌ أَجُرُّ

میں آیا گھسٹتے ہوئے گھٹنوں پر، ایک کپڑا میں نے پہنا تھا اور ایک کپڑا میں کھینچ رہا تھا۔

حل عبارت: زَحْفًا: گھسٹنا۔ الرُّكْبَتَيْنِ: دونوں گھٹنے، م: رُكْبَةٌ۔ أَجُرُّ: میں کھینچتا۔

محل استشہاد: دونوں جگہ ثَوْبٌ ہے، یہاں ثَوْبٌ نکرہ مبتدا اور لَبِسْتُ خبر ہے، اسی طرح ثَوْبٌ نکرہ مبتدا اور أَجُرُّ خبر ہے۔

⑪ وہ دعا کے لیے ہو، جیسے: ﴿ سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِيْنَ ﴾

⑫ اس میں تعجب کا معنی ہو، جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا

⑬ وہ موصوف کے بعد واقع ہو، جیسے: مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ كَافِرٍ

⑭ وہ مصغر ہو، جیسے: رُجَيْلٌ عِنْدَ نَا، اس لیے کہ تصغیر میں صفتی معنی ہوتا ہے، یہ اصل میں تھا رَجُلٌ حَقِيْرٌ عِنْدَ نَا۔

⑮ وہ محصور ہو، جیسے: شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ۔ یہ اصل میں مَا أَهَرَّ ذَانَابٍ إِلَّا شَرٌّ تھا۔ شَيْءٌ جَاءَ بِكَ، یہ اصل میں مَاجَاءَ بِكَ إِلَّا شَيْءٌ تھا۔

بعض کے نزدیک یہ صفت مقدرہ کی وجہ سے نکرہ مخصوصہ ہے اصل میں شَرٌّ عَظِيْمٌ أَهَرَّ ذَانَابٍ اور شَيْءٌ عَظِيْمٌ جَاءَ بِكَ تھا۔

⑯ اس سے پہلے واؤ حالیہ واقع ہو، جیسے یہ شعر ہے:

سَرَيْنَا وَنَجْمٌ قَدْ أَضَاءَ؛ فَمُذْ بَدَا ○ مُحَيَّاكَ أَخْفَى ضَوْؤُهُ كُلَّ شَارِقِ

ہم رات کو چلے اس حال میں کہ ستارہ روشن ہو چکا تھا، جب ظاہر ہوا آپ کا چہرہ تو چھپا دیا اس کی روشنی نے ہر چمکنے والے کو۔

حل عبارت: سَرَيْنَا: ہم چلے، صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں

سے ناقص یائی۔ أَضَاءَ وہ روشن ہوا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب، افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی ومہموز اللام، یہ اصل میں أَضْوَءَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح، واؤ کو الف سے بدل دیا۔ بَدَا ظاہر ہوا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں بَدَوَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح، واؤ کو الف سے بدل دیا۔ مُحَيَّاكَ: تیرا چہرہ۔ شَارِقٍ: چمکنے والا۔

محل استشہاد: وَنَجْمٌ قَدْ أَضَاءَ ہے، یہاں وَنَجْمٌ نکرہ واؤ حالیہ کے بعد آیا ہے اس لیے اس کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہے۔

⑰ اس کا معرفہ پر عطف ہو، جیسے: زَيْدٌ وَرَجُلٌ قَائِمَانِ

⑱ اس کا وصف پر عطف ہو، جیسے: تَمِيمِيٌّ وَرَجُلٌ فِي الدَّارِ

⑲ اس پر موصوف کا عطف ہو، جیسے: رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ فِي الدَّارِ

⑳ وہ مبہم ہو، جیسے امرء القیس کا قول ہے:

مُرَسَّعَةٌ بَيْنَ أَرْسَاغِهِ ○ بِهِ عَسَمٌ يَبْتَغِي أَرْنَبَا

تعویذ اس کی کلائیوں کے درمیان ہے اس کے ساتھ عسم کی بیماری ہے، وہ تلاش کرتا ہے خرگوش کو۔

حل عبارت: مُرَسَّعَةٌ: نظر بد، موت اور مصیبت وغیرہ سے بچنے کے لیے کلائی میں بندھا ہوا تعویذ۔ أَرْسَاغ: کلائیاں، م: رُسْغ۔ عَسَمٌ ہاتھ یا پاؤں کا خشک ہو کر مڑ جانے کی بیماری۔ أَرْنَبًا: خرگوش، ج: أَرَانِبُ۔

محل استشہاد: مُرَسَّعَةٌ ہے، یہاں مُرَسَّعَةٌ نکرہ مبتدا ہے اس لیے کہ یہ مبہم ہے۔

㉑ وہ لَوْلَا کے بعد واقع ہو، جیسے یہ شعر ہے:

لَوْلَا اصْطِبَارٌ لَأَوْدَى كُلُّ ذِي مِقَةٍ ○ لَمَّا اسْتَقَلَّتْ مَطَايَاهُنَّ لِلظَّعَنِ

اگر نہ ہوتا صبر تو ہلاک ہو جاتا ہر محبت کرنے والا، جب انھیں ان کی سواریاں کوچ کرنے کے لیے۔

حل عبارت: اِصْطِبَارٌ: صبر کرنا، مصدر، باب افتعال، یہ اصل میں اِصْتِبَارٌ تھا، باب افتعال۔

کے فاء کلمہ میں صاد واقع ہوا تو تائے افتعال کو طاء سے بدل دیا۔ أَوْدَى: ہلاک ہو جاتا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال ہفت اقسام میں سے لفیف مفروق، یہ اصل میں أَوْدَيَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔ مِقَةٌ محبت، مصدر باب وَمَقَ يَمِقُ، ہفت اقسام میں سے مثال واوی، یہ اصل میں وِمْقٌ تھا، مصدر مثال واوی سے فِعْلٌ کے وزن پر واقع ہوا، اس کے فعل میں تعلیل ہو چکی ہے، تو واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء زیادہ کر دی۔ اسْتَقَلَّتْ: اٹھیں۔ مَطَايَا: سواریاں، م: مَطِيَّةٌ۔ الظَّعَنِ: روانہ ہونا، چلنا۔

محل استشہاد: لَوْلَا اصْطِبَارٌ ہے، یہاں اِصْطِبَارٌ نکرہ مبتدا ہے اس لیے کہ یہ لَوْلَا کے بعد واقع ہوا ہے۔

㉒ وہ فا جزائیہ کے بعد واقع ہو، جیسے: إِنْ ذَهَبَ عَيْرٌ فَعَيْرٌ فِي الرِّبَاطِ (اگر ایک گدھا چلا گیا ہے تو ایک گدھا رسی میں ہے۔)

㉓ اس پر لام ابتدا داخل ہو، جیسے: لَرَجُلٌ قَائِمٌ

㉔ وہ کَمْ خبریہ کے بعد واقع ہو، جیسے یہ شعر ہے:

كَمْ عَمَّةٌ لَكَ يَا جَرِيرُ وَخَالَةٌ ○ فَدْعَاءُ قَدْ حَلَبَتْ عَلَيَّ عِشَارِي

اے جریر کتنی ہی مرتبہ آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں ٹیڑھی انگلی والیاں تحقیق انہوں نے دودھ دھویا ہے میرے ہاں میری دس ماہ کی حاملہ اونٹنیوں کا۔

حل عبارت: فَدْعَاءُ: وہ عورت جس کی انگلیاں کثرت سے دودھ دھونے سے ٹیڑھی ہو جائیں۔ حَلَبَتْ: اس نے دودھ دھویا۔ عِشَارِي: دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں، م: عُشَرَاءُ۔

محل استشہاد: عَمَّةٌ ہے، یہاں عَمَّةٌ نکرہ مبتدا ہے اس لیے کہ یہ کَمْ خبریہ کے بعد واقع ہوا ہے۔

اگر چہ اس میں اور بھی ترکیبی وجوہات جائز ہیں۔

حل عبارت: أَنْهَا: پہنچائیں ہیں۔ نَيِّفٍ: دہائی پر ایک سے تین تک زائد۔ أَسْقَطْتُهُ: میں نے ان کو حذف کر دیا ہے

☆.....☆.....☆

۱۲۸۔ وَالْأَصْلُ فِي الْأَخْبَارِ أَنْ تُؤَخَّرَا وَجَوَّزُوا التَّقْدِيمَ إِذْ لَا ضَرَرَا

اصل خبروں میں یہ ہے کہ وہ مؤخر لائی جائیں اور نحویوں نے جائز قرار دیا ہے (خبر کے) مقدم آنے کو جب کوئی حرج نہ ہو۔

حل عبارت: تُؤَخَّرَا اور ضَرَرَا کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ مبتدا کے بعد آئے، لیکن جب کوئی مانع نہ ہوتو وہ پہلے بھی آسکتی ہے۔

خلاصہ:

خبر کا مؤخر ہونا اصل ہے:

مبتدا کا مقدم اور خبر کا مؤخر ہونا اصل ہے، اس لیے کہ خبر مبتدا کے لیے معنوی اعتبار سے صفت ہوتی ہے، تو صفت کی طرح یہ بھی مؤخر ہونے کی مستحق ہے۔

خبر کو مبتدا سے مقدم اور مؤخر لانے کی جوازی صورتیں:

جب کوئی التباس یا مانع نہ ہوتو خبر کو مقدم لانا جائز ہے، جیسے: قَائِمٌ زَيْدٌ، قَائِمٌ أَبُوهُ زَيْدٌ، أَبُوهُ مُنْطَلِقٌ زَيْدٌ، فِي الدَّارِ زَيْدٌ، عِنْدَكَ عَمْرٌو۔

کوفیوں کا مذہب: بعض نحویوں نے کہا ہے کہ کوفیوں کے نزدیک اس خبر کو مقدم لانا منع ہے جس کو بصریوں کے نزدیک مؤخر لانا جائز ہے، لیکن یہ بات قابل غور ہے۔

بعض نے کوفیوں اور بصریوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ فِي دَارِهِ زَيْدٌ میں خبر کو مقدم لانا جائز ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ کوفیوں کے نزدیک خبر کو مقدم لانا مطلقاً منع ہے، درست نہیں ہے۔

جیسا کہ بعض نے یہ بات کہی ہے لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے۔ البتہ کوفیوں کے نزدیک ان جیسی مثالوں میں خبر کو مقدم لانا منع ہے، زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ قَامَ أَبُوهُ، زَيْدٌ أَبُوهُ مُنْطَلِقٌ۔

جبکہ حق یہ ہے کہ خبر کو مقدم لانا جائز ہے کیونکہ یہاں اس سے کوئی مانع نہیں ہے۔

جب کوئی مانع نہ ہوتو خبر کو مقدم لانا جائز ہے:

مصنف نے بھی وَجَوَّزُوا التَّقْدِيمَ کہہ کر اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے، جیسے: قَائِمٌ زَيْدٌ اور اسی طرح عربوں کا قول ہے: مَشْنُوءٌ مَنْ يَشْنَئُوكَ (قابل نفرت ہے جو آپ سے نفرت کرے) یہاں مَشْنُوءٌ خبر مقدم اور مَنْ يَشْنَئُوكَ مبتدا مؤخر ہے۔

قَامَ أَبُوهُ زَيْدٌ۔ اسی طرح یہ شعر ہے:

قَدْ ثَكِلَتْ أُمُّهُ مَنْ كُنْتُ وَاحِدَهُ ○ وَبَاتَ مُنْتَشِبًا فِي بُرْثُنِ الْأَسَدِ

تحقیق محروم ہوگی (اس سے) اس کی ماں وہ شخص کہ آپ ہوں اکیلے ہی (اس کے مقابلے میں)، اور رات گزاری اس شخص نے پھنس کر شیر کے پنجے میں۔

حل عبارت: ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ: اس کا لفظی معنی ہے، گم پائے اسے اس کی ماں، ایک محاورہ ہے پیار کے موقع پر دعا کے لیے اور ناراضگی کے وقت بددعا کے لیے کہا جاتا ہے، وہ ہلاک ہو۔ مُنْتَشِبًا: اٹک کر، پھنس کر۔ بُرْثُن: پنجہ، ج: بَرَاثِنُ۔

محل استشہاد: قَدْ ثَكِلَتْ أُمُّهُ مَنْ كُنْتُ وَاحِدَهُ ہے، یہاں قَدْ ثَكِلَتْ أُمُّهُ خبر مقدم اور مَنْ كُنْتُ وَاحِدَهُ مبتدا مؤخر ہے۔

أَبُوهُ مُنْطَلِقٌ زَيْدٌ۔ اسی طرح یہ شعر ہے:

إِلَى مَلِكٍ مَا أُمُّهُ مِنْ مُحَارِبٍ ○ أَبُوهُ، وَلَا كَانَتْ كُلَيْبٌ تُصَاهِرُهُ

(میں چلاتا ہوں اپنی سواری کو) ایسے بادشاہ کی طرف جس کا باپ نہیں اس کی ماں محارب قبیلے سے (یعنی بادشاہ کی دادی) اور نہ ہی کلیب قبیلے نے داماد بنایا اس کو۔

حل عبارت: مُحَارِب: یہ ایک قبیلے کا نام ہے۔ كُلَيْب یہ بھی ایک قبیلے کا نام ہے۔

محل استشہاد: أُمُّهُ مِنْ مُحَارِبٍ أَبُوهُ ہے، یہاں أُمُّهُ مِنْ مُحَارِبٍ خبر مقدم اور أَبُوهُ مبتدا مؤخر ہے۔

شریف ابوسعادات هبۃ اللہ بن شجری نے کوفیوں اور بصریوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ جب خبر جملہ ہو تو اس کو مقدم لانا جائز ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ کوفیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

☆......☆......☆

۱۲۹۔ فَامْنَعْهُ حِيْنَ يَسْتَوِي الْجُزْآنِ   عُرْفًا وَنُكْرًا عَادِمَيْ بَيَانِ

آپ منع کریں خبر کے مقدم آنے کو جب برابر ہوں دونوں جز (مبتدا اور خبر) معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے، اس حال میں کہ وہ دونوں بیان کو معدوم پائیں (وہاں کوئی قرینہ نہ ہو)

۱۳۰۔ كَذَا إِذَا مَا الْفِعْلُ كَانَ الْخَبَرَا   أَوْ قُصِدَ اسْتِعْمَالُهُ مُنْحَصِرَا

اسی طرح جب فعل خبر ہو یا قصد کیا جائے خبر کے استعمال کا اس حال میں کہ وہ محصور ہو۔

۱۳۱۔ أَوْ كَانَ مُسْنَدًا لِذِيْ لَامِ ابْتِدَا   أَوْ لَازِمِ الصَّدْرِ كَمَنْ لِيْ مُنْجِدَا

یا خبر مسند ہو لام ابتدا والے مبتدا کی طرف یا لازم الصدر والے مبتدا کی طرف جیسے: مَنْ لِيْ مُنْجِدًا (کون ہے میرے لیے اس حال میں کہ وہ مدد کرنے والا ہو۔)

رموز شعر:

ان شعروں میں خبر کو مبتدا سے مؤخر لانے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

خبر کو مؤخر لانے کی وجوبی صورتیں درج ذیل پانچ ہیں:

① جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوں اور مبتدا اور خبر میں فرق کرنے والی کوئی دلیل نہ ہو، جیسے: زَيْدٌ أَخُوْكَ، أَفْضَلُ مِنْ زَيْدٍ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔ یہاں خبر کو مقدم لانا جائز نہیں، اس لیے کہ اگر آپ خبر کو مقدم لائیں اور کہیں أَخُوْكَ زَيْدٌ، أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو أَفْضَلُ مِنْ زَيْدٍ تو پہلے آنے والا اسم مبتدا ہوگا حالانکہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ خبر ہو۔

ہاں اگر کوئی دلیل ہو تو خبر کو مقدم بھی لا سکتے ہیں، جیسے: أَبُوْ يُوْسُفَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ اس میں خبر أَبُوْ حَنِيْفَةَ کو مقدم لانا جائز ہے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ أَبُوْ يُوْسُفَ کو أَبُوْ حَنِيْفَةَ کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے نہ کہ أَبُوْ حَنِيْفَةَ کو أَبُوْ يُوْسُفَ کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے۔

اسی سے یہ شعر ہے:

بَنُوْنَا بَنُوْ أَبْنَائِنَا، وَبَنَاتُنَا   ○   بَنُوْهُنَّ أَبْنَاءُ الرِّجَالِ الْأَبَاعِدِ

ہمارے پوتے ہمارے بیٹے ہیں اور ہماری بیٹیاں ان کے بیٹے دور والے مردوں کے بیٹے ہیں۔

حل عبارت: اَلْاَبَاعِدِ: دور والے مرد، صیغہ جمع مذکر اسم تفضیل، باب سمع، م: اَبْعَدُ

محل استشہاد: بَنُوْنَا بَنُوْ اَبْنَائِنَا ہے، یہاں بَنُوْنَا خبر مقدم اور بَنُوْ اَبْنَائِنَا مبتدا موخر ہے، باوجود دونوں کے معرفہ ہونے کے، اس لیے کہ یہاں قرینہ پایا جا رہا ہے، وہ یہ ہے کہ پوتوں کو بیٹوں کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے نہ کہ بیٹوں کو پوتوں کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود ہے۔

② جب خبر ایسا فعل ہو جس کا فاعل ضمیر مستتر ہو، جیسے: زَیْدٌ قَامَ، قَامَ فعل ھُوَ ضمیر مستتر فاعل، جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر زَیْدٌ مبتدا کی خبر۔ یہاں خبر کو مقدم لانا جائز نہیں ہے، جیسے: قَامَ زَیْدٌ میں یہ کہیں کہ قَامَ خبر مقدم اور زَیْدٌ مبتدا موخر ہے، یہ مبتدا اور خبر نہیں بنیں گے بلکہ قَامَ فعل اور زَیْدٌ فاعل ہے، یہ فعل اور فاعل بنیں گے۔

جب فاعل اسم ظاہر ہو تو خبر مقدم بھی آ سکتی ہے، جیسے: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ کو قَامَ اَبُوْہُ زَیْدٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح جب فاعل ضمیر بارز ہو تو تب بھی خبر مقدم آ سکتی ہے، جیسے: اَلزَّیْدَانِ قَامَا کو قَامَا الزَّیْدَانِ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ بعض نحویوں کے نزدیک یہ صورت منع ہے۔

③ جب خبر اِنَّمَا یا اِلَّا کے ساتھ محصور ہو، جیسے: اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ، مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ دونوں مثالوں میں قَائِمٌ کو زَیْدٌ سے پہلے لانا جائز نہیں۔ البتہ اِلَّا کے ساتھ شاذ طور پر خبر پہلے بھی آ سکتی ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

فَیَارَبِّ هَلْ اِلَّا بِكَ النَّصْرُ یُرْتَجٰی ○ عَلَیْهِمْ ؟ وَ هَلْ اِلَّا عَلَیْكَ الْمُعَوَّلُ؟

اے میرے رب! آپ ہی سے مدد کی امید رکھی جا سکتی ہے ان کے خلاف اور آپ ہی پر اعتماد ہے۔

حل عبارت: اَلْمُعَوَّلُ: بھروسا، یہاں مصدر میمی بمعنی التعویل ہے۔

محل استشہاد: بِكَ النَّصْرُ اور عَلَیْكَ الْمُعَوَّلُ ہے، یہاں بِكَ خبر محصور النَّصْرُ مبتدا سے پہلے آ گئی ہے، یہ اصل میں هَلِ النَّصْرُ اِلَّا بِكَ تھا۔ اسی طرح عَلَیْكَ خبر محصور الْمُعَوَّلُ مبتدا سے پہلے آ گئی ہے، یہ اصل میں هَلِ الْمُعَوَّلُ اِلَّا عَلَیْكَ تھا۔

④ جب مبتدا پر لام ابتدا داخل ہو، جیسے: لَزَيْدٌ قَائِمٌ، خبر کو لام ابتدا سے پہلے لانا جائز نہیں، جیسے: قَائِمٌ لَزَيْدٌ اس لیے کہ لام ابتدا صدارت کلام کو چاہتا ہے، البتہ شاذ طور پر خبر پہلے آسکتی ہے، جیسے یہ شعر ہے:

خَالِي لَأَنْتَ ، وَمَنْ جَرِيرٌ خَالُهُ ○ يَنَلِ الْعَلَاءَ وَيَكْرُمِ الْأَخْوَالَا

میرے ماموں آپ ہی ہیں جس کا جریر ماموں ہو تو وہ حاصل کرے گا بلندی اور باعزت ہوگا ماموں کے اعتبار سے۔

حل عبارت: خَالِي: میرا ماموں۔ جَرِيرٌ: ایک آدمی کا نام ہے۔ يَنَلْ: وہ حاصل کرے گا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام سے اجوف واوی، یہ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے، یہ اصل میں يَنْوَلْ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا۔ الْعَلَاءُ: عزت و سربلندی۔ الْأَخْوَالَا: ماموں، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے، م: الْخَالُ۔ یہاں الْأَخْوَالَا تمیز معرفہ ہے، کوفیوں کے نزدیک تو تمیز کا معرفہ ہونا بھی جائز ہے، اور بصریوں کے نزدیک اس میں الْ زائدہ ہے۔

محل استشہاد: خَالِي لَأَنْتَ ہے، یہاں خَالِي خبر مقدم اور لَأَنْتَ مبتدا مؤخر ہے، باوجود اس کے کہ مبتدا پر لام ابتدا داخل ہے۔

⑤ جب مبتدا کے لیے صدارت کلام ہو مثلاً اسمائے استفہام، جیسے: مَنْ لِي مُنْجِدًا؟ یہاں مَنْ اسم استفہام مبتدا، لِيْ خبر ہے، خبر کو مبتدا سے پہلے لانا جائز نہیں، جیسے: لِي مَنْ نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ کلام:

خبر کو مؤخر لانے کی وجوبی صورتیں

۱۔ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوں	زَيْدٌ أَخُوكَ
۲۔ جب خبر ایسا فعل ہو جس کا فاعل ضمیر مستتر ہو	زَيْدٌ قَامَ
۳۔ جب خبر اِنَّمَا یا اِلَّا کے ساتھ محصور ہو	مَا زَيْدٌ اِلَّا قَائِمٌ
۴۔ جب مبتدا پر لام ابتدا داخل ہو	لَزَيْدٌ قَائِمٌ
۵۔ جب مبتدا کے لیے صدارت کلام ہو	مَنْ لِي مُنْجِدًا

۱۳۲۔ وَنَحْوُ عِنْدِي دِرْهَمٌ وَلِي وَطَرْ ــــ مُلْتَزَمٌ فِيهِ تَقَدُّمُ الْخَبَرْ

عِنْدِي دِرْهَمٌ اور لِيْ وَطَرٌ ❶ جیسی مثالیں لازم کیا گیا ہے ان میں خبر کا مقدم آنا

۱۳۳۔ كَذَا إِذَا عَادَ عَلَيْهِ مُضْمَرُ مِمَّا بِهِ عَنْهُ مُبِيْنًا يُخْبَرُ

اسی طرح جب لوٹے خبر کی طرف ضمیر اس مبتدا سے کہ، خبر دی جائے اس خبر کے ساتھ مبتدا کے بارے میں اس حال میں کہ خبر بیان کرنے والی ہو (اس ضمیر کو)۔

۱۳٤۔ كَذَا إِذَا يَسْتَوْجِبُ التَّصْدِيْرَا كَأَيْنَ مَنْ عَلِمْتَهُ نَصِيْرَا

اسی طرح جب خبر مستحق ہو صدارت کلام کی جیسے: أَيْنَ مَنْ عَلِمْتُهُ نَصِيْرًا ❷

۱۳٥۔ وَخَبَرَ الْمَحْصُوْرِ قَدِّمْ أَبَدَا كَمَا لَنَا إِلَّا اتِّبَاعُ أَحْمَدَا

(مبتدا) محصور کی خبر کو مقدم کریں ہمیشہ جیسے: مَا لَنَا إِلَّا اتِّبَاعُ أَحْمَدَا ❸

حل عبارت: عَلَيْهِ کی "ہ" ضمیر سے مراد خبر ہے، مُضْمَرٌ: ضمیر۔ مِمَّا: مِنْ مَا، مَا سے مراد مبتدا، بِهِ: "ہ" ضمیر سے مراد خبر، عَنْهُ: "ہ" ضمیر سے مراد مبتدا ہے، مُبِيْنًا کا فاعل خبر ہے، یہ "ہ" ضمیر سے حال ہے۔

رموز شعر:

ان شعروں میں خبر کو مبتدا سے مقدم لانے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں:

خلاصہ:

خبر کو مقدم لانے کی وجوبی صورتیں: درج ذیل چار ہیں:

① جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا ایسا نکرہ ہو جس کے لیے خبر کی تقدیم کے علاوہ کوئی اور وجہ جواز نہ ہو، جیسے: عِنْدَكَ رَجُلٌ، فِي الدَّارِ امْرَأَةٌ۔ یہاں خبر کو مقدم لانا واجب ہے، مبتدا کو مقدم نہیں لا سکتے، جیسے: رَجُلٌ عِنْدَكَ، اِمْرَأَةٌ فِي الدَّارِ اس بات پر تمام نحویوں اور عربیوں کا اجماع ہے۔

---

❶ میری ایک خواہش ہے۔ ❷ کہاں ہے وہ شخص جسے میں نے سمجھا تھا مددگار۔
❸ نہیں ہے ہمارے لیے مگر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

اگر نکرہ کے لیے کوئی اور وجہ جواز ہو تو اسے مقدم بھی لا سکتے ہیں، جیسے: رَجُلٌ ظَرِيْفٌ عِنْدِيْ، عِنْدِيْ رَجُلٌ ظَرِيْفٌ۔

② جب مبتدا ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو خبر کے جز کی طرف لوٹتی ہو، جیسے: فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا، صَاحِبُهَا مبتدا ہے اس کے ساتھ متصل ضمیر ھاء خبر کے جز الدّار کی طرف لوٹ رہی ہے، خبر کو مؤخر لانا جائز نہیں ہے، جیسے: صَاحِبُهَا فِي الدَّارِ کیونکہ اس صورت میں ضمیر کا مرجع لفظاً ورتبۃً بعد میں ہوگا۔

اشکال: مصنف کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مبتدا کی ضمیر خبر کی طرف لوٹے تو خبر کو مقدم لانا واجب ہے، یہ ابن عصفور کی بعض کتابوں کی عبارت ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا میں ضمیر خبر کے جز کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ مکمل خبر کی طرف۔

جواب: پس بہتر یہ ہے کہ عَادَ عَلَيْهِ میں هَاء سے پہلے مضاف محذوف مانا جائے اصل میں تھا اِذَا عَادَ عَلٰى مُلَابِسِهٖ پھر مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنا دیا تو یہ عَادَ عَلَيْهِ ہوگا۔

فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا کی طرح عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا کی مثال ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَهَابُكِ إِجْلَالًا، وَمَا بِكِ قُدْرَةٌ ○ عَلَيَّ، وَلٰكِنْ مِلْءُ عَيْنٍ حَبِيْبُهَا

میں آپ سے ڈرتا ہوں (آپ کی) عظمت کی وجہ سے حالانکہ نہیں ہے آپ کے پاس طاقت مجھ پر لیکن آنکھ کا بھرنا اس کا محبوب ہے۔

حل عبارت: أَهَابُكِ: میں آپ سے ڈرتا ہوں، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں أَهْيَبُ تھا، یاء متحرک ماقبل ساکن، یاء کی حرکت ماقبل کو دی اور یاء کو الف سے بدل دیا۔ إِجْلَالًا اکرام، احترام۔ مِلْءُ عَيْنٍ حَبِيْبُهَا: کا مطلب ہے کہ آنکھ اپنے محبوب کو دیکھ کر بھر جاتی ہے، تو اس وجہ سے اسے ہیبت حاصل ہو جاتی ہے۔

محل استشہاد: مِلْءُ عَيْنٍ حَبِيْبُهَا ہے، یہاں مِلْءُ عَيْنٍ خبر مقدم اور حَبِيْبُهَا مبتدا مؤخر

ہے، خبر کو مؤخر لانا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ مبتدا کے ساتھ متصل ھاء ضمیر عَیْنٍ کی طرف لوٹ رہی ہے اور وہ خبر کا جز ہے، اگر آپ حَبِیْبُھَا مِلْءُ عَیْنٍ کہیں تو ضمیر کا مرجع لفظاً ورتبۃً بعد میں ہوگا۔

اشکال: ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا میں ھا ضمیر کا مرجع لفظاً ورتبۃً بعد میں ہے، اس کے باوجود اس کے جواز میں اختلاف ہے اور صَاحِبُھَا فِی الدَّارِ میں کسی نے بھی عدم جواز میں اختلاف نہیں کیا تو ان دونوں میں فرق کیا ہے؟

جواب: ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا میں ضمیر کا مرجع اور جس کے ساتھ ضمیر متصل ہے دونوں ایک عامل میں شریک ہیں، جب کہ فِی الدَّارِ صَاحِبُھَا میں ضمیر کا مرجع اور جس کے ساتھ ضمیر متصل ہے دونوں کا عامل مختلف ہے۔

③ جب خبر کے لیے صدارت کلام ہو، جیسے: أَیْنَ زَیْدٌ، أَیْنَ خبر مقدم اور زَیْدٌ مبتدا مؤخر ہے، خبر کو مؤخر لانا جائز نہیں ہے، پس زَیْدٌ أَیْنَ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ استفہام صدارت کلام کو چاہتا ہے،

اسی طرح أَیْنَ مَنْ عَلِمْتَہٗ نَصِیْرًا میں أَیْنَ خبر مقدم اور مَنْ عَلِمْتَہٗ مبتدا مؤخر ہے۔

④ جب مبتدا محصور ہو، جیسے: إِنَّمَا فِی الدَّارِ زَیْدٌ، وَمَا فِی الدَّارِ إِلَّا زَیْدٌ، مَالَنَا إِلَّا اتِّبَاعُ مُحَمَّدٍ

حل عبارت: مُسَوِّغٌ: جائز ہونے کا سبب۔ مُلَابِسٌ: متعلق۔

خلاصہ کلام:

خبر کو مقدم لانے کی وجوبی صورتیں

۱۔ جب خبر ظرف یا جار مجرور اور مبتدا نکرہ ہو	عِنْدَكَ رَجُلٌ
۲۔ جب مبتدا ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو خبر کے جز کی طرف لوٹتی ہو	فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا
۳۔ جب خبر کے لیے صدارت کلام ہو	أَيْنَ زَيْدٌ
۴۔ جب مبتدا محصور ہو	وَمَا فِي الدَّارِ إِلَّا زَيْدٌ

☆ ☆ ☆

۱۳۶۔ وَحَذْفُ مَا يُعْلَمُ جَائِزٌ كَمَا تَقُوْلُ زَيْدٌ بَعْدَ مَنْ عِنْدَكُمَا

جو خبر معلوم ہو اس کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: آپ کا کہنا زَيْدٌ، مَنْ عِنْدَكُمَا کے بعد۔

۱۳۷۔ وَفِي جَوَابِ كَيْفَ زَيْدٌ قُلْ دَنِفْ فَزَيْدٌ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ إِذْ عُرِفْ

كَيْفَ زَيْدٌ کے جواب میں آپ کہیں دَنِفٌ (مریض) پس زید اس سے بے پرواہ ہوا گیا ہے اس لیے کہ یہ معلوم ہے۔

رموز شعر:

ان شعروں میں مبتدا اور خبر کو حذف کرنے کی جوازی صورتیں بیان کی گئی ہیں:

خلاصہ:

جب مبتدا اور خبر کے حذف کرنے پر کوئی دلیل دلالت کرے تو ان میں سے ہر ایک کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے۔

مبتدا اور خبر کو حذف کرنے کی جوازی صورتیں:

خبر کو حذف کرنے کی مثال، جیسے: کوئی کہے مَنْ عِنْدَكُمَا؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے زَيْدٌ، یہ اصل میں زَيْدٌ عِنْدَنَا تھا۔

اسی طرح بعض کے نزدیک اس کی مثال خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ ہے یہ اصل میں فَإِذَا السَّبُعُ حَاضِرٌ تھا۔

اسی سے یہ شعر ہے:

نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَأَنْتَ بِمَا ○ عِنْدَكَ رَاضٍ، وَالرَّأْيُ مُخْتَلِفُ

ہم اس کے ساتھ جو ہمارے پاس ہے راضی ہیں اور آپ اس کے ساتھ جو آپ کے پاس ہے راضی ہیں اور رائے مختلف ہے۔

محل استشہاد: نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا ہے، یہاں نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا کے بعد رَاضُوْنَ خبر محذوف ہے، کیونکہ مبتدا ثانی کی خبر اس پر دلالت کر رہی ہے، یہ اصل میں نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا رَاضُوْنَ تھا۔

— مبتدا کو حذف کرنے کی مثال، جیسے: کوئی کہے کَیْفَ زَیْدٌ تو جواب میں کہا جائے صَحِیْحٌ اصل میں ہے هُوَ صَحِیْحٌ۔

اگر آپ چاہیں تو ان میں سے ہر ایک کو ذکر بھی کر سکتے ہیں، جیسے: زَیْدٌ عِنْدَنَا، هُوَ صَحِیْحٌ

اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ، وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا أَیْ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَعَمَلُهٗ لِنَفْسِهٖ، وَمَنْ أَسَاءَ فَإِسَاءَتُهٗ عَلَيْهَا﴾۔

کبھی مبتدا اور خبر دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ أَیْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ

یہاں فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ مبتدا اور خبر دونوں حذف ہیں اس لیے کہ ماقبل اس پر دلالت کرتا ہے، دونوں کو اس لیے حذف کیا گیا ہے کہ یہ مفرد ”کَذٰلِكَ“ کی جگہ پر واقع ہیں، ظاہر یہ ہے کہ محذوف مفرد ہے، کیونکہ تقدیری عبارت وَالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ كَذٰلِكَ ہے، وَالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ کا عطف وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ پر ہے۔

مبتدا اور خبر دونوں کے حذف ہونے کی واضح مثال یہ ہے کہ أَزَيْدٌ قَائِمٌ کے جواب میں کہا جائے نَعَمْ۔ یہ اصل میں تھا نَعَمْ زَيْدٌ قَائِمٌ۔

☆......☆......☆

۱۳۸۔ وَبَعْدَ لَوْلَا غَالِبًا حَذْفُ الْخَبَرْ حَتْمٌ وَفِیْ نَصِّ يَمِيْنٍ ذَا اسْتَقَرّْ

لَوْلَا کے بعد اکثر خبر کا حذف کرنا حتمی ہے اور نص یمین میں یہ حکم ٹھہرا ہے

۱۳۹۔ وَبَعْدَ وَاوٍ عَيَّنَتْ مَفْهُوْمَ مَعْ كَمِثْلِ ((كُلُّ صَانِعٍ وَمَا صَنَعْ))

اور اس واؤ کے بعد جو معین کر دے مع کے مفہوم کو، جیسے: (كُلُّ صَانِعٍ وَمَا صَنَعَ (ہر کاریگر ساتھ ہے اس کے جو اس نے کیا۔)

۱۴۰۔ وَقَبْلَ حَالٍ لَا يَكُوْنُ خَبَرَا عَنِ الَّذِیْ خَبَرُهٗ قَدْ أُضْمِرَا

اور ایسے حال سے پہلے جو نہ واقع ہو خبر اس مبتدا سے جس کی خبر حذف کی گئی ہو۔

۱۴۱۔ كَضَرْبِیَ الْعَبْدَ مُسِيْئًا وَأَتَمّْ تَبْيِيْنِیَ الْحَقَّ مَنُوْطًا بِالْحِكَمْ

جیسے: ضَرْبِی الْعَبْدَ مُسِیئًا اور أَتَمُّ تَبْیِینِی الْحَقَّ مَنُوطًا بِالْحِکَمِ (میرا غلام کو مارنا جب وہ گناہ گار ہو، مکمل طور پر میرا حق کو بیان کرنا جب وہ مشتمل ہو حکمتوں پر۔)

حل عبارت: نَصٍّ: صریح، اصل، قطعی اور نا قابل تاویل کلام۔ یَمِیْنٍ قسم۔ نَصَّ یَمِیْن کا مطلب ہے کہ اس میں واضح طور پر صرف قسم کا معنی ہو، اس کے علاوہ کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔

رموز شعر:

ان شعروں میں خبر کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

خبر کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں: درج ذیل چار ہیں:

① جب مبتدا لَوْلَا کے بعد واقع ہو، جیسے: لَوْلَا زَیْدٌ لَأَتَیْتُكَ۔ یہ اصل میں لَوْلَا زَیْدٌ مَوْجُوْدٌ لَأَتَیْتُكَ تھا۔

کبھی شاذ طور پر خبر کو ذکر بھی کر دیا جاتا ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

لَوْلَا أَبُوكَ وَ لَوْلَا قَبْلَهُ عُمَرُ ○ أَلْقَتْ إِلَیْكَ مَعَدٌّ بِالْمَقَالِیْدِ

اگر نہ ہوتا آپ کا باپ اس سے پہلے اور نہ ہوتا اس سے پہلے عمر تو پھینک دیتا آپ کے پاس معد قبیلہ چابیاں (یعنی وہ آپ کے ماتحت ہو جائے)۔

حل عبارت: أَلْقَتْ: پھینک دیتا، یہ مؤنث اس لیے ہے کہ اس کا فاعل قبیلہ ہے۔ مَعَدٌّ: یہ معد بن عدنان عربوں کا جدامجد تھا۔ الْمَقَالِیْدِ چابیاں، یہ جمع ہے ان لفظوں سے اس کا مفرد نہیں ہے، بعض کے نزدیک إِقْلِیْدٌ یا مِقْلَدٌ اس کا مفرد ہے۔

محل استشہاد: لَوْلَا قَبْلَهُ عُمَرُ ہے، یہاں عُمَرُ مبتدا اور قَبْلَهُ خبر ہے، یہاں مبتدا کے لَوْلَا کے بعد واقع ہونے کے باوجود اس کی خبر کو شاذ طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

بعض کے نزدیک خبر کو حذف کرنا واجب ہے اگر کسی جگہ بظاہر لفظوں میں موجود ہو تو اس

میں تاویل کی جائے گی۔

بعض کے نزدیک خبر کون مطلق ہوگی یا کون مقید ہوگی،

اگر کون مطلق ہوتو اس کو حذف کرنا واجب ہے، جیسے :لَوْلَا زَيْدٌ لَكَانَ كَذَا أَيْ لَوْلَا زَيْدٌ مَوْجُوْدٌ۔

اگر کون مقید ہوتو اس پر کوئی دلیل دلالت کرے گی یا نہیں کرے گی۔

اگر کوئی دلیل دلالت نہ کرے تو اسے ذکر کرنا واجب ہے، جیسے :لَوْلَا زَيْدٌ مُحْسِنٌ إِلَيَّ مَا أَتَيْتُ

اگر اس پر کوئی دلیل دلالت کرے تو خبر کو ذکر کرنا اور حذف کرنا دونوں طرح جائز ہے، جیسے کوئی کہے: هَلْ زَيْدٌ مُحْسِنٌ إِلَيْكَ تو جواب میں کہا جائے لَوْلَا زَيْدٌ لَهَلَكْتُ أَيْ لَوْلَا زَيْدٌ مُحْسِنٌ إِلَيَّ، اس میں خبر محذوف ہے، اور اسے ذکر کرنا بھی جائز ہے۔

اسی طرح ابوالعلاء المعری کا یہ شعر ہے:

يُذِيْبُ الرُّعْبُ مِنْهُ كُلَّ عَضْبٍ ○ فَلَوْلَا الْغِمْدُ يُمْسِكُهُ لَسَالَا

پگھلا دیتا ہے رعب اس کا ہر قاطع تلوار کو اگر نہ ہوتا میان اس کو روکتا تو یہ تلوار بہہ جاتی۔

حل عبارت :يُذِيْبُ : پگھلا دیتا ہے۔ الرُّعْبُ :خوف اور ڈر۔ عَضْبٌ : تیز تلوار۔ الْغِمْدُ : میان۔ يُمْسِكُ روکتا۔ سَالَا : بہہ جاتا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں سَيَلَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔ یہاں اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: فَلَوْلَا الْغِمْدُ يُمْسِكُهُ ہے، یہاں الْغِمْدُ مبتدا اور يُمْسِكُهُ خبر ہے، اس کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔

② مبتدا قسم میں صریح ہو، جیسے :لَعَمْرُكَ لَأَفْعَلَنَّ یہ اصل میں لَعَمْرُكَ قَسَمِيْ ہے، لَعَمْرُكَ مبتدا اور قَسَمِيْ خبر ہے، یہاں خبر کو ذکر کرنا صحیح نہیں ہے۔

بعض کے نزدیک يَمِيْنُ اللّٰهِ لَأَفْعَلَنَّ بھی اسی طرح ہے، یہ اصل میں يَمِيْنُ اللّٰهِ قَسَمِيْ ہے، یہاں خبر کا حذف ہونا حتمی نہیں ہے، کیونکہ اس کو مبتدا بھی بنا سکتے ہیں، جیسے:

قَسَمِي يَمِينُ اللّٰهِ، جب کہ لَعَمْرُكَ میں خبر کا حذف ہونا حتمی ہے کیونکہ اس پر لام ابتدا داخل ہے اور یہ صرف مبتدا پر داخل ہوتا ہے۔

اگر مبتدا قسم میں صریح نہ ہو تو خبر کو حذف کرنا واجب نہیں ہے، جیسے: عَهْدُ اللّٰهِ لَأَفْعَلَنَّ اصل میں عَهْدُ اللّٰهِ عَلَيَّ تھا۔ عَهْدُ اللّٰهِ مبتدا اور عَلَيَّ خبر ہے، اس کو ذکر کرنا اور حذف کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

③ جب مبتدا کے بعد ایسی واؤ ہو جو معیّت کے معنی میں صریح ہو، جیسے: كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ اصل میں كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ مُقْتَرِنَانِ تھا كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ مبتدا اور مُقْتَرِنَانِ خبر ہے۔

بعض کے نزدیک یہاں خبر حذف نہیں ہے اس لیے کہ یہ كُلُّ رَجُلٍ مَعَ ضَيْعَتِهِ کے معنی میں ہے، یہ مکمل کلام ہے۔

ابن عصفور نے شرح الایضاح میں یہ مذہب پسند کیا ہے۔

اگر واو معیت کے معنی میں صریح نہ ہو تو خبر کو حذف کرنا واجب نہیں ہے، جیسے: زَيْدٌ وَعَمْرٌو قَائِمَانِ۔

④ جب مبتدا مصدر ہو، اس کے بعد حال قائم مقام خبر ہو اور اس کو خبر بنانا درست نہ ہو تو حال کے خبر کی جگہ پر آنے کی وجہ سے خبر کو حذف کرنا واجب ہے، جیسے: ضَرْبِي الْعَبْدَ مُسِيئًا، ضَرْبِي الْعَبْدَ مبتدا، مُسِيئًا حال قائم مقام خبر ہے، اصل میں ضَرْبِي الْعَبْدَ إِذَا كَانَ تھا، مُسِيئًا كَانَ کی هُوَ ضمیر سے حال ہے، إِذَا كَانَ مُسِيئًا ظرف زمان خبر کا نائب ہے، یہاں مُسِيئًا حال کو خبر بنانا درست نہیں ہے، جیسے: ضَرْبِي الْعَبْدَ مُسِيءٌ کیونکہ ضرب گناہ گار نہیں ہوتی۔

اگر حال کو خبر بنانا درست ہو تو پھر خبر کو حذف کرنا واجب نہیں ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمًا اصل میں زَيْدٌ ثَبَتَ قَائِمًا تھا۔ یہاں حال کو خبر بھی بنا سکتے ہیں، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ۔

جو اسم مصدر کی طرف مضاف ہو تو اس کا حکم بھی مصدر کی طرح ہوتا ہے یعنی اس کی خبر کو بھی حذف کرنا واجب ہے، جیسے: أَتَمُّ تَبْيِينِيَ الْحَقَّ مَنُوطًا بِالْحِكَمِ۔ أَتَمُّ تَبْيِينِيَ الْحَقَّ

مبتدا اور مَنُوطًا بِالْحِكَمِ حال قائم مقام خبر ہے، یہ اصل میں أَتَمُّ تَبْيِيْنِيَ الْحَقَّ إِذَا كَانَ مَنُوطًا بِالْحِكَمِ تھا۔

مبتدا کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں: درج ذیل چار ہیں:

① جب صفت پر موصوف کے مطابق اعراب پڑھنے کی بجائے مرفوع پڑھا جائے، مثلاً مدح میں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْكَرِيْمُ، مذمت میں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْخَبِيْثُ، ترحم میں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْمِسْكِيْنُ۔ ان مثالوں میں اور ان جیسی باقی مثالوں میں مبتدا وجوبی طور پر حذف ہے، جیسے: هُوَ الْكَرِيْمُ، هُوَ الْخَبِيْثُ، هُوَ الْمِسْكِيْنُ۔

② جب خبر مخصوص بالمدح یا بالذم ہو، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو۔ یہاں زَيْدٌ اور عَمْرٌو مبتدا محذوف کی خبریں ہیں اصل میں هُوَ زَيْدٌ، هُوَ عَمْرٌو تھا۔

③ جب خبر قسم میں صریح ہو، جیسے: فِي ذِمَّتِي لَأَفْعَلَنَّ، اصل میں فِي ذِمَّتِي يَمِيْنٌ تھا۔ فِي ذِمَّتِي خبر اور يَمِيْنٌ مبتدا ہے

④ جب خبر ایسا مصدر ہو جو فعل کا قائم مقام ہو، جیسے: صَبْرٌ جَمِيْلٌ اصل میں صَبْرِي صَبْرٌ جَمِيْلٌ ہے۔ صَبْرِي مبتدا اور صَبْرٌ جَمِيْلٌ خبر ہے۔

خلاصہ کلام:

مبتدا اور خبر کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں

حذف خبر	حذف مبتدا
① جب مبتدا لَوْلَا کے بعد واقع ہو، جیسے: لَوْلَا زَيْدٌ لَأَتَيْتُكَ	① جب صفت پر موصوف کے مطابق اعراب پڑھنے کی بجائے مرفوع پڑھا جائے، مثلاً مدح میں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ الْكَرِيْمُ
② مبتدا قسم میں صریح ہو، جیسے: لَعَمْرُكَ لَأَفْعَلَنَّ	② جب خبر مخصوص بالمدح یا بالذم ہو، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ
③ جب مبتدا کے بعد ایسی واؤ ہو جو معیّت کے معنی میں صریح ہو، جیسے: كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ	③ جب خبر قسم میں صریح ہو، جیسے: فِي ذِمَّتِي لَأَفْعَلَنَّ
④ جب مبتدا مصدر ہو اس کے بعد حال قائم مقام خبر ہو اور اس کو خبر بنانا درست نہ ہو، جیسے: ضَرْبِي الْعَبْدَ مُسِيْئًا	④ جب خبر ایسا مصدر ہو جو فعل کا قائم مقام ہو، جیسے: صَبْرٌ جَمِيْلٌ

☆......☆......☆

١٤٢۔ وَأَخْبَرُوْا بِاثْنَيْنِ أَوْ بِأَكْثَرَا عَنْ وَاحِدٍ كَهُمْ سَرَاةٌ شُعَرَا

اور وہ خبر لائے ہیں دو یا زیادہ ایک مبتدا کی، جیسے: هُمْ سَرَاةٌ شُعَرَاءُ (وہ سردار اور شعراء ہیں۔)

حل عبارت: سَرَاةٌ: سردار، یہ اصل میں سَرَوَةٌ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا، ج: سَرَوَاتٌ۔ شُعَرَاءُ: شاعر، م: شَاعِرٌ

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک مبتدا کی متعدد خبریں آ سکتی ہیں۔

خلاصہ:

ایک مبتدا کی کئی خبریں آسکتی ہیں:

بغیر حرف عطف کے ایک مبتدا کی کئی خبریں آنے میں نحویوں نے اختلاف کیا ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ضَاحِكٌ

① بعض کے نزدیک ایک مبتدا کی کئی خبریں آسکتی ہیں خواہ ان دو خبروں کا معنی ایک ہو، جیسے: هٰذَا حُلْوٌ حَامِضٌ أَيْ مُزٌّ (کھٹا میٹھا) یا ان کا معنی ایک نہ ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ضَاحِكٌ۔

② بعض کے نزدیک ایک مبتدا کی کئی خبریں اس وقت آسکتی ہیں جب ان کا معنی ایک ہی ہو، ورنہ ان کے درمیان حرف عطف کا آنا ضروری ہے، اگر کلام عرب میں کوئی مثال بغیر حرف عطف کے آئے تو ہر خبر کے لیے مبتدا مقدر مانا جائے گا، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ﴾

اسی طرح یہ شعر ہے:

مَنْ يَكُ ذَابَتٍّ فَهٰذَا بَتِّي ○ مُقَيِّظٌ مُصَيِّفٌ مُشَتِّي

جو ہو موٹی چادر والا تو یہ میری چادر ہے یہ کافی ہے مجھے سخت گرمی سے، عام گرمی سے اور سردی سے۔

حل عبارت: يَكُ: ہو، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں يَكُوْنُ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی دو ساکن جمع ہونے سے واؤ کو گرا دیا اور پھر خصوصیت کان کی وجہ سے نون کو بھی تخفیفا حذف کر دیا۔ بَتٌّ: موٹی اونی چادر، کمبل، ج: بُتُوتٌ۔ مُقَيِّظٌ: وہ چادر موسم گرما کے لیے کافی ہونے والی ہے، یہ قَيْظٌ سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے سخت گرمی۔ مُصَيِّفٌ: وہ چادر موسم گرما تک کافی ہے، یہ صَيْفٌ سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے گرمی کا موسم۔ مُشَتِّي: وہ موسم سرما کی مدت تک کافی ہے، یہ شِتَاءٌ سے مشتق ہے، اس کا معنی ہے، موسم سرما۔

محل استشہاد: فَهٰذَا بَتِّي مُقَيِّظٌ مُصَيِّفٌ مُشَتِّي ہے، یہاں مُقَيِّظٌ مُصَيِّفٌ مُشَتِّي ایک مبتدا کی کئی خبریں بغیر حرف عطف کے آئی ہیں لہٰذا ہر خبر کے لیے مبتدا محذوف مانا جائے

گا، جیسے: هُوَ مُقَيِّظٌ هُوَ مُصَيِّفٌ هُوَ مُشَتٍّ۔

اسی طرح ایک اور شعر ہے:

يَنَامُ بِإِحْدَى مُقْلَتَيْهِ، وَيَتَّقِي ○ بِأُخْرَى الْمَنَايَا، هُوَ يَقْظَانُ نَائِمُ

بھیڑیا سوتا ہے (اپنی دو آنکھوں میں سے) ایک آنکھ کے ساتھ اور وہ دوسری آنکھ کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کرتا ہے موتوں سے، پس وہ جاگتا بھی ہے اور وہ سوتا بھی ہے۔

حل عبارت: يَنَامُ: وہ سوتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں يَنْوَمُ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی واؤ سے فتحہ نقل کیا گیا اسے الف سے بدل دیا۔ مُقْلَتَيْهِ: اس کی دو آنکھیں، م: مُقْلَةٌ۔ يَتَّقِي: وہ حفاظت کرتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال، ہفت اقسام میں سے لفیف مقرون، یہ اصل میں يَوْتَقِي تھا، باب افتعال کے فاء کلمہ میں واؤ ساکن غیر مدغم واقع ہوئی اسے تاء سے بدل کر تاء میں ادغام کر دیا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اسے حذف کر دیا۔ الْمَنَايَا: موتیں، م: مَنِيَّةٌ۔

محل استشہاد: هُوَ يَقْظَانُ نَائِمٌ ہے، یہاں يَقْظَانُ نَائِمٌ ایک مبتدا کی دو خبریں بغیر حرف عطف کے آئی ہیں تو دوسری خبر کے لیے مبتدا محذوف مانا جائے گا، جیسے: هُوَ نَائِمٌ۔

③ بعض کے نزدیک ایک مبتدا کی کئی خبریں صرف اس وقت آ سکتی ہیں جب ان کی جنس ایک ہو، مثلاً دونوں مفرد ہوں، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ضَاحِكٌ، یا دونوں جملہ ہوں، جیسے: زَيْدٌ قَامَ ضَحِكَ۔

جب ایک خبر مفرد اور دوسری جملہ ہو تو ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا جائز نہیں، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ضَحِكَ۔

لیکن معربین کے نزدیک یہ جائز ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى﴾ ان کے نزدیک حَيَّةٌ مفرد خبر اول اور تَسْعَى جملہ خبر ثانی ہے۔ لیکن یہ ترکیب حتمی نہیں اس لیے کہ تَسْعَى کو حال بنانا بھی جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ اسے صفت بنایا جائے۔

کان اور اس کے اخوات کا بیان

۱۴۳۔ تَرْفَعُ كَانَ الْمُبْتَدَا اسْمًا وَالْخَبَرْ تَنْصِبُهُ كَكَانَ سَيِّدًا عُمَرْ

رفع دیتا ہے كَانَ مبتدا کو اس حال میں کہ وہ اسم ہوتا ہے اور خبر کو نصب دیتا ہے، جیسے: كَانَ سَيِّدًا عُمَرُ

۱۴۴۔ كَكَانَ ظَلَّ بَاتَ أَضْحَى أَصْبَحَا أَمْسَى وَصَارَ لَيْسَ، زَالَ بَرِحَا

كَانَ کی طرح ظَلَّ بَاتَ أَضْحَى أَصْبَحَ، أَمْسَى، صَارَ، لَيْسَ، زَالَ، بَرِحَ (ہیں)

۱۴۵۔ فَتِيءَ وَانْفَكَّ وَهَذِى الْأَرْبَعَهْ لِشِبْهِ نَفْيٍ أَوْ لِنَفْيٍ مُتْبَعَهْ

فَتِيءَ اور اِنْفَكَّ ہیں، یہ (آخری) چار شبہ نفی یا نفی کے بعد آتے ہیں

۱۴۶۔ وَمِثْلُ كَانَ دَامَ مَسْبُوقًا بِمَا كَأَعْطِ مَا دُمْتَ مُصِيبًا دِرْهَمَا

كَانَ کی طرح دَامَ ہے اس حال میں کہ اس سے پہلے مَا ہو، جیسے: أَعْطِ مَا دُمْتَ مُصِيبًا دِرْهَمًا (آپ دیں (محتاج کو) درہم جب تک آپ خوش حال ہوں۔)

حل عبارت: أَصْبَحَا اور بَرِحَا: دونوں صیغہ واحد مذکر غائب ہیں، ان کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے مَسْبُوقًا بِمَا: جو ما سے پیچھے رہ جائے، یعنی ما پہلے اور وہ بعد میں ہو۔

رموز شعر:

ان شعروں میں نواسخ ابتدا میں سے کان اور اس کے اخوات ذکر کیے گئے ہیں۔

خلاصہ:

نواسخ ابتدا کی اقسام: ان کی دو قسمیں ہیں:

① افعال: یہ تین ہیں: ۱۔ کان اور اس کے اخوات ۲۔ افعال مقاربہ ۳۔ ظنّ اور اس کے اخوات۔

② حروف: یہ بھی تین ہیں: (1) مَا اور اس کے اخوات (2) لائے نفی جنس (3) اِنَّ اور اس کے اخوات۔

کان اور اس کے اخوات

یہ تمام بالاتفاق فعل ہیں سوائے لَیْسَ کے، جمہور کے نزدیک یہ فعل، فارسی اور ابوبکر بن شقیر کے ایک قول کے مطابق یہ حرف ہے۔

عمل: یہ مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، مرفوع کو ان کا اسم اور منصوب کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

اقسام: عمل کرنے کے اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں:

① بعض بغیر شرط کے عمل کرتے ہیں وہ آٹھ ہیں: کَانَ، صَارَ، أَصْبَحَ، أَمْسَى، أَضْحَى، ظَلَّ، بَاتَ اور لَيْسَ، جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا۔

② بعض شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

① ان سے پہلے نفی لفظاً یا تقدیراً ہو یا شبہ نفی ہو، یہ چار ہیں: زَالَ، بَرِحَ، فَتِیءَ اور اِنْفَكَّ نفی کی مثال، جیسے: مَازَالَ زَيْدٌ قَائِمًا، نفی تقدیراً کی مثال، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ﴾ أَيْ لَا تَفْتَؤُ، حرف نفی صرف قسم کے بعد حذف ہوتا ہے، بغیر قسم کے حذف ہونا شاذ ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

وَأَبْرَحُ مَا أَدَامَ اللّٰهُ قَوْمِي ○ بِحَمْدِ اللّٰهِ مُنْتَطِقًا مُجِيْدًا

میں ہمیشہ رہوں گا اللہ کی تعریف کے ساتھ اپنے پہلو میں عمدہ گھوڑے والا،

جب تک اللہ تعالیٰ باقی رکھے گا میری قوم کو۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی قوم باقی ہے اس وقت تک وہ دوسرے لوگوں سے ہمیشہ بے پروا رہے گا۔

حل عبارت: مُنْتَطِقًا: بغیر سوار ہوئے گھوڑے کو اپنے ساتھ چلانے والا، اس سے مراد وہ گھوڑا ہے جسے امیر لوگوں کی سواری کے ساتھ سجا کر خالی محض سجاوٹ اور دکھلاوے کے لیے چلایا جاتا ہے۔ یا اس کا معنی ہے بولنے والا۔ مُجِيْدًا: عمدہ گھوڑے والا، یا اس کا معنی ہے اچھی بات کہنے والا۔

محل استشہاد: یہاں أَبْرَحُ سے پہلے بغیر قسم کے حرف نفی شاذ طور پر حذف ہوا ہے۔

شبہ نفی کی مثال: اس سے مراد نہی ہے، جیسے آپ کہیں: لَا تَزَلْ قَائِمًا

اسی طرح یہ شعر ہے:

صَاحِ شَمِّرْ وَ لَا تَزَلْ ذَاكِرَ الْمَوْ ○ تِ فَنِسْيَانُهُ ضَلَالٌ مُبِيْنٌ

اے میرے ساتھی تیاری کر (موت کی) اور ہمیشہ رہے موت کو یاد کرنے والا، اس کو بھول جانا واضح غلطی ہے۔

حل عبارت: صَاحِ: یہ منادی مرخم ہے، اصل میں تھا یَا صَاحِبِی اے میرے ساتھی۔ شَمِّرْ: تیار ہو جا، کوشش کر۔

محل استشہاد: لَا تَزَلْ ذَاكِرَ الْمَوْتِ ہے، یہاں تَزَلْ نے کان کی طرح عمل کیا ہے اس سے پہلے شبہ نفی یعنی نہی ہے

شبہ نفی سے مراد دعا بھی ہے، جیسے آپ کہیں: لَا يَزَالُ اللّٰهُ مُحْسِنًا إِلَيْكَ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَلَا يَا اسْلَمِي، يَا دَارَمَيَّ، عَلَى الْبِلَى ○ وَ لَا زَالَ مُنْهَلًّا بِجَرْعَائِكَ الْقَطْرُ

خبردار اے میہ کے گھر تو سلامت رہے بوسیدہ ہونے سے، اور ہمیشہ رہے بارش اترتی آپ کی بنجر زمین میں۔

حل عبارت: يَا اسْلَمِي: یَا حرف ندا کے بعد منادی محذوف ہے، یہ اصل میں تھا يَا دَارَ مَيَّةَ۔ مَيَّ: عورت کا نام ہے۔ الْبِلَى: بوسیدہ، بہت پرانا۔ مُنْهَلًّا زوردار بارش ہونا۔ جَرْعَاءِ: ریتلا میدان جس میں کوئی چیز پیدا نہ ہو۔ الْقَطْرُ: بارش۔

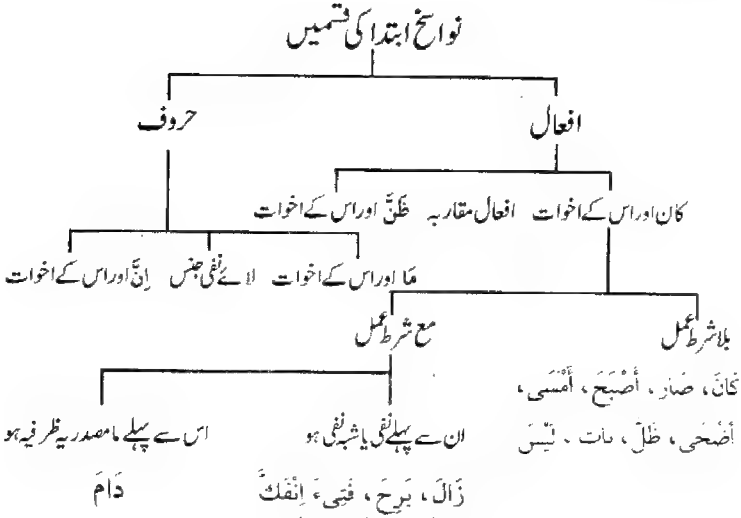
محل استشہاد: لَا زَالَ مُنْهَلًّا بِجَرْعَائِكَ الْقَطْرُ ہے، یہاں زَالَ نے کان کی طرح عمل کیا ہے اس سے پہلے لَا دعائیہ ہے۔

۲۔ اس سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ ہو یا ایک فعل ہے دَامَ: جیسے: أَعْطِ مَا دُمْتَ مُصِيبًا دِرْهَمًا أَيْ أَعْطِ مُدَّةَ دَوَامِكَ مُصِيبًا دِرْهَمًا۔ اسی سے ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ أَيْ مُدَّةَ دَوَامِي حَيًّا۔

کان اور اس کے اخوات کے معانی:

ظَلَّ کا معنی: مخبر عنہ (اسم) کا خبر کے ساتھ دن کے وقت ملنا، بَاتَ کا معنی: مخبر عنہ (اسم) کا رات کے وقت خبر کے ساتھ ملنا، أَضْحَى کا معنی: چاشت کے وقت، أَصْبَحَ کا معنی: صبح کے وقت، أَمْسَى کا معنی: شام کے وقت مبتدا کا خبر کے ساتھ ملنا۔ صَارَ کا معنی: ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف پھرنا، لَيْسَ کا معنی: نفی ہے یہ مطلقاً حال کی نفی کے لیے آتا ہے، جیسے: لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا (زید اب کھڑا نہیں ہے۔ اگر کسی زمانے کی قید لگا دی جائے تو پھر اسی کی نفی کرتا ہے، جیسے: لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا غَدًا (زید کل کھڑا نہیں ہوگا) زَالَ، بَرِحَ، فَتِئَ اور اِنْفَكَّ کا معنی ہے: خبر کا مخبر عنہ کے ساتھ لازم ہونا جس قدر حال تقاضا کرے، جیسے: مَا زَالَ زَيْدٌ ضَاحِكًا، مَازَالَ عَمْرٌو أَزْرَقَ الْعَيْنَيْنِ، دَامَ کا معنی: باقی رہنا اور استمرار ہے۔

خلاصہ کلام:



☆......☆......☆

١٤٧۔ غَيْرُ مَاضٍ مِثْلَهُ قَدْ عَمِلَا إِنْ كَانَ غَيْرُ الْمَاضِ مِنْهُ اسْتُعْمِلَا

ماضی کا غیر ماضی کی طرح عمل کرتا ہے اگر ماضی کا غیر اس سے مستعمل ہو۔

حل عبارت: عَمِلَا اور اسْتُعْمِلَا: یہ دونوں واحد مذکر غائب کے صیغے ہیں، ان کے آخر

میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ کان اور اس کے اخوات سے آنے والا فعل مضارع، امر، اسم فاعل اور مصدر وغیرہ بھی فعل ماضی کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

خلاصہ:

افعال ناقصہ کی اقسام:

تصریف اور عدم تصریف کے اعتبار سے افعال ناقصہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ متصرف ۲۔ غیر متصرف

① متصرف: یہ كَانَ، صَارَ أَصْبَحَ، أَمْسَى، أَضْحَى، ظَلَّ، بَاتَ، زَالَ، بَرِحَ، فَتِيءَ اور اِنْفَكَّ ہیں۔ ان کا مضارع، امر، اسم فاعل اور مصدر بھی ماضی کی طرح عمل کرتا ہے۔

مضارع: جیسے: يَكُونُ زَيْدٌ قَائِمًا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

امر: جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ﴾

اسم فاعل: جیسے: زَيْدٌ كَائِنٌ أَخَاكَ

اسی طرح یہ شعر ہے:

وَمَا كُلُّ مَنْ يُبْدِي الْبَشَاشَةَ كَائِنًا ○ أَخَاكَ، إِذَا لَمْ تُلْفِهِ لَكَ مُنْجِدَا

نہیں ہے ہر وہ شخص جو ظاہر کرے خندہ پیشانی ہونے والا آپ کا بھائی، جب نہ پائیں آپ اس کو اپنے لیے مدد کرنے والا۔

حل عبارت: يُبْدِي: ظاہر کرے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں يُبْدِوُ تھا، واو کلمہ میں تیسری سے چوتھی جگہ کسرہ کے بعد واقع ہو کر یاء سے بدل گئی، پھر یاء پر ضمہ دشوار تھا، اسے حذف کر دیا۔ اَلْبَشَاشَةَ: خندہ پیشانی۔ لَمْ تُلْفِ: آپ نہ پائیں، صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل نفی جحد بلم معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، لَمْ کی وجہ سے آخر سے حرف علت گر گیا۔ مُنْجِدًا: مددگار۔

محلِ استشہاد: کَائِنًا أَخَاكَ ہے، یہاں کَائِنًا اسم فاعل نے کان کی طرح اپنے اسم، ضمیر مستتر کو رفع اور خبر أَخَاكَ کو نصب دیا ہے۔

مصدر: بھی اسی طرح عمل کرتا ہے، اس بات میں اختلاف ہے کہ کان ناقصہ کا مصدر ہوتا ہے یا نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ اس کا مصدر ہوتا ہے۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

بِبَذْلٍ وَحِلْمٍ سَادَ فِي قَوْمِهِ الْفَتَى ○ وَكَوْنُكَ إِيَّاهُ عَلَيْكَ يَسِيْرُ

خرچ کرنے اور بردباری کے ساتھ شان وشوکت والا ہو جاتا ہے اپنی قوم میں نوجوان، آپ کا (شان وشوکت والا) ہونا آپ پر آسان ہے۔

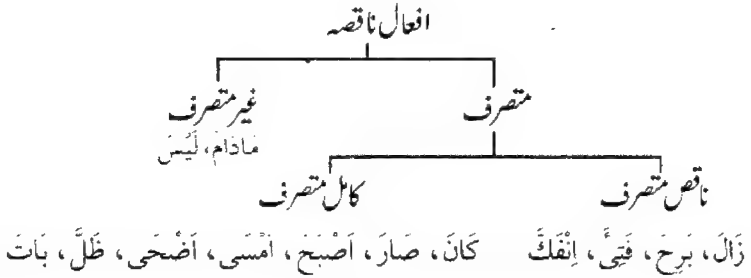
حلِ عبارت: بَذْلٍ: خرچ۔ سَادَ: شان وشوکت والا ہوگیا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں سَوَدَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا۔

محلِ استشہاد: كَوْنُكَ إِيَّاهُ ہے، یہاں كَوْنُ کان ناقص کا مصدر ہے، اس نے کان کی طرح اپنے اسم كَ ضمیر کو رفع دیا ہے جو اگرچہ لفظاً مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور خبر إِيَّاهُ ضمیر کو نصب دیا ہے۔

نوٹ: زَالَ، بَرِحَ، فَتِئَ اور اِنْفَكَّ سے امر اور مصدر مستعمل نہیں ہے۔

② غیر متصرف: یہ دَامَ اور لَيْسَ ہیں۔

خلاصہ کلام:



☆......☆......☆

١٤٨- وَفِي جَمِيعِهَا تَوَسُّطَ الْخَبَرْ أَجِزْ وَكُلٌّ سَبْقَهُ دَامَ حَظَرْ

تمام افعال ناقصہ میں خبر کے درمیان میں آنے کو آپ جائز قرار دیں، اور تمام نحویوں نے خبر کے دام سے پہلے آنے کو منع کیا ہے

حل عبارت: أَجِزْ: آپ جائز قرار دیں، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں أَجْـوِزْ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی، واؤ کو اجتماع ساکنین سے گرا دیا۔ كُلٌّ: سے مراد تمام نحوی ہیں۔ حَظَرَ: روکا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ افعال ناقصہ کی خبر اسم سے پہلے آسکتی ہے اور خبر دام سے پہلے نہیں آسکتی۔

خلاصہ:

جب خبر کو اسم سے مقدم یا مؤخر لانا واجب نہ ہو تو اسے اسم سے پہلے لانا جائز ہے۔

خبر کو اسم سے مقدم لانے کی وجوبی صورت:

جیسے: كَانَ فِي الدَّارِ صَاحِبُهَا۔ یہاں اسم کو پہلے لانا جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں ضمیر کے مرجع کا لفظاً ورتبۃً بعد میں آنا لازم آئے گا۔

خبر کو اسم سے مؤخر لانے کی وجوبی صورت:

جیسے: كَانَ أَخِي رَفِيقِي۔ یہاں رَفِيقِي کو خبر سمجھ کر پہلے لانا جائز نہیں ہے اس لیے کہ اعراب تقدیری ہونے کی وجہ سے اس کا خبر ہونا معلوم نہیں ہوگا۔

تمام افعال ناقصہ میں خبر کو اسم سے پہلے لانا جائز ہے۔

خبر کے فعل اور اسم کے درمیان آنے کی مثال:

جیسے: كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

لَیْسَ اور دَامَ کے بارے اختلاف ہے:

صاحب ارشاد نے نقل کیا ہے کہ لَیْسَ کی خبر کے اسم سے پہلے آنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ خبر اسم سے پہلے آسکتی ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

سَلِی۔ اِنْ جَهِلْتِ۔ النَّاسَ عَنَّا وَعَنْهُمْ ○ فَلَیْسَ سَوَاءً عَالِمٌ وَجَهُوْلُ

تو سوال کر لوگوں سے ہمارے بارے اور ان کے بارے میں اگر تو نہیں جانتی، اس لیے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔

حل عبارت: سَلِی: تو سوال کر، صیغہ واحد مؤنث، امر حاضر معلوم، باب فتح ہفت اقسام میں سے مہموز العین، یہ اصل میں اِسْئَلِی تھا، ہمزہ متحرک ماقبل ساکن ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے دی اور ہمزہ کو گرا دیا، پہلا حرف متحرک ہونے سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اسے بھی گرا دیا۔ جَهُوْلٌ: جاہل، اسم مبالغہ۔

محل استشہاد: لَیْسَ سَوَاءً عَالِمٌ ہے، یہاں لَیْسَ کی خبر سَوَاءً اس کے اسم عَالِمٌ سے پہلے آئی ہے، جو کہ جائز ہے۔

ابن معطی نے ذکر کیا ہے کہ دَامَ کی خبر اسم سے پہلے نہیں آسکتی لہٰذا لَا أُصَاحِبُكَ مَادَامَ قَائِمًا زَیْدٌ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز ہے، جیسا کہ یہ شعر ہے:

لَا طِیْبَ لِلْعَیْشِ مَادَامَتْ مُنَغَّصَةً ○ لَذَّاتُهُ بِادِّكَارِ الْمَوْتِ وَالْهَرَمِ

نہیں ہے کوئی مزہ زندگی کا جب ملی ہوئی ہوں اس کی لذتیں موت اور بڑھاپے کو یاد کرنے کے ساتھ۔

حل عبارت: طِیْبٌ: لذت۔ مُنَغَّصَةً: مکدر ہو، واحد مذکر، اسم مفعول، باب تفعیل۔ اِدِّكَار: یاد کرنا، مصدر، باب افتعال، ہفت اقسام میں سے صحیح، یہ اصل میں اِذْتِكَار تھا، باب افتعال کے فا کلمہ میں ذال واقع ہوئی تو تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، پھر ذال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا، اسے اِدِّكَارٌ اور اِذْدِكَارٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔

محل استشہاد: یہاں دَامَ کی خبر مُنَغَّصَةً اس کے اسم لَذَّاتُهُ سے پہلے آئی ہے۔

دَامَ کی خبر دَامَ سے پہلے نہیں آسکتی:

تمام عرب یا تمام نحویوں کے نزدیک دَامَ کی خبر اس سے پہلے نہیں آسکتی۔

اگر اس سے مراد یہ ہے کہ خبر مَـادَامَ سے پہلے نہیں آسکتی تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، جیسے: لَاأَصْحَبُكَ قَائِمًا مَادَامَ زَيْدٌ۔

اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ خبر صرف دَامَ سے پہلے نہیں آسکتی تو یہ بات قابل غور ہے، جیسے: لَا أَصْحَبُكَ مَا قَائِمًا دَامَ زَيْدٌ۔

ظاہر یہی ہے کہ صرف دَامَ سے پہلے خبر آسکتی ہے لہٰذا آپ لَا أَصْحَبُكَ مَـا قَـائِمًا دَامَ زَيْدٌ کہہ سکتے ہیں، جیسے آپ لَا أَصْحَبُكَ مَازَيْدًا كَلَّمْتَ کہتے ہیں۔

حل عبارت: سَـائِـرُ أَفْـعَـالِ: سارے افعال، باقی افعال، سَـائِـرُ الشَّـيْءِ: باقی، جیسے: کہا جائے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ وَسَائِرَ بُلْدَانِ الْمُسْلِمِيْنَ اٰمِنَةً: الصَّوَابُ: درست۔ حَمَلَهٗ: اس کو محمول کیا ہے۔ فِيهِ نَظْرٌ: اس معاملہ میں غور وفکر کی ضرورت یا گنجائش ہے، یہ بات محلِ نظر ہے۔

☆......☆......☆

۱۴۹۔ كَـذَاكَ سَبْـقُ خَبَـرٍ مَا النَّافِيَهْ   فَـجِـيْ بِـهَـا مَتْلُوَّةً لَا تَـالِيَـهْ

اسی طرح (منع ہے) خبر کا پہلے آنا ما نافیہ سے پس آپ لائیں ما کو پہلے نہ کہ بعد میں۔

حل عبارت: مَتْـلُـوَّـةً: وہ پیچھے لگائی گئی ہو، یعنی وہ پہلے ہو اور باقی عبارت اس کے بعد ہو، صیغہ واحد مؤنث، اسم مفعول، باب نصر ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں مَتْلُوْوٌ تھا، ایک جنس کے دو حرف جمع ہوئے تو پہلی واؤ کو دوسری میں ادغام کر دیا۔ تَـالِيَةٌ: بعد میں آنے والی، صیغہ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب نصر ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں تَالِوَةٌ تھا، واؤ طرف کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہو کر یاء سے بدل گئی۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جن افعال ناقصہ کے شروع میں مـا ہو ان کی خبر اس سے پہلے نہیں آسکتی۔

خلاصہ:

افعال ناقصہ کی خبر ما نافیہ سے پہلے نہیں آسکتی:

افعال ناقصہ کی دو قسمیں ہیں:

① وہ افعال جن کے عمل کرنے کے لیے نفی شرط ہے، مثلاً: مَا زَالَ، مَابَرِحَ، مَا فَتِیءَ، مَاانْفَكَّ۔ ان کی خبر ما سے پہلے نہیں آسکتی، جیسے: قَائِمًا مَازَالَ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ ابن کیسان اور نحاس نے اسے جائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس صورت میں نفی کا معنی ختم ہو جاتا ہے۔

② وہ افعال جن کے عمل کرنے کے لیے نفی شرط نہیں ہے، جیسے: مَا كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اس کو قَائِمًا مَا كَانَ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے، البتہ بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، کیونکہ جمہور کے نزدیک ما کا شروع کلام میں آنا ضروری نہیں ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کی کلام کا مفہوم یہ ہے کہ جب نفی ما کے علاوہ کسی اور حرف سے ہو تو خبر کو پہلے لانا جائز ہے، جیسے: قَائِمًا لَمْ يَزَلْ زَيْدٌ، مُنْطَلِقًا لَمْ يَكُنْ عَمْرٌو بعض نے اسے بھی منع کیا ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ جب نفی ما کے ساتھ ہو تو خبر کو صرف فعل سے پہلے لانا جائز ہے، جیسے: مَا قَائِمًا زَالَ زَيْدٌ، مَا قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ۔ البتہ بعض نے اسے بھی منع کیا ہے۔

۱۵۰۔ مَنْعُ سَبْقِ خَبَرٍ لَيْسَ اصْطُفِيَ وَذُوْ تَمَامٍ مَا بِرَفْعٍ يَكْتَفِي

خبر کا لَيْسَ سے پہلے آنا منع ہونا چنا گیا ہے اور فعل تام وہ ہے جو رفع کے ساتھ اکتفا کرے۔

۱۵۱۔ وَمَا سِوَاهُ نَاقِصٌ وَالنَّقْصُ فِي فَتِیءَ لَيْسَ زَالَ دَائِمًا قُفِي

اور جو اس کے علاوہ ہو وہ ناقص ہے، نقص فَتِیءَ، لَيْسَ اور زَالَ میں ہمیشہ پایا گیا ہے۔

رموز شعر:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ لَيْسَ کی خبر اس سے پہلے نہیں آسکتی، اور جو فعل

صرف فاعل پر پورا ہو جائے وہ تام اور باقی ناقص ہیں، ان افعال میں سے صرف، فتی، لَیْسَ اور زَالَ ہمیشہ ناقص استعمال ہوتے ہیں۔

خلاصہ:

لَیْسَ کی خبر اس سے پہلے نہیں آسکتی:

اس میں نحویوں کا اختلاف ہے۔

کوفیوں، مبرد، زجاج، ابن سراج، مصنف اور اکثر متاخرین کے نزدیک لَیْسَ کی خبر اس سے پہلے نہیں آسکتی۔

ابوعلی فارسی اور ابن برھان کے نزدیک لَیْسَ کی خبر اس سے پہلے آسکتی ہے، جیسے: قَائِمًا لَیْسَ زَیْدٌ۔

بعض نے کہا کہ سیبویہ کے نزدیک خبر پہلے آسکتی ہے اور بعض نے کہا کہ خبر پہلے نہیں آسکتی۔

کلام عرب میں کوئی ایسی مثال نہیں جس میں خبر لَیْسَ سے پہلے آئی ہو۔ البتہ خبر کا معمول لَیْسَ سے پہلے آیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ﴾ یہاں يَوْمَ يَأْتِيهِمْ، لَیْسَ کی خبر مَصْرُوفًا کا معمول ہے جو لَیْسَ سے پہلے آیا ہے۔
جن کے نزدیک خبر لَیْسَ سے پہلے آسکتی ہے انہوں نے اسی آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ یہاں خبر کا معمول لَیْسَ سے پہلے آیا ہے اور معمول وہاں پہلے آتا ہے جہاں عامل بھی پہلے آسکتا ہو۔

افعال ناقصہ اور تامہ: تام سے مراد وہ افعال ہیں جو صرف مرفوع (فاعل) پر پورے ہو جائیں اور ناقص سے مراد وہ افعال ہیں جو مرفوع (فاعل) پر پورے نہ ہوں بلکہ منصوب (خبر) کے بھی محتاج ہوں۔

اقسام: ان کی دو قسمیں ہیں:

① وہ افعال جو ناقص اور تام دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں: تمام افعال ناقصہ سوائے زَالَ، فَتِئَ اور لَیْسَ کے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى

مَيْسَرَةٍ﴾ أَيْ إِنْ وُجِدَ ذُوْ عُسْرَةٍ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾ یہاں كَانَ، أَمْسٰى، أَصْبَحَ اور دَامَ تامہ ہیں۔

② وہ افعال جو صرف ناقص استعمال ہوتے ہیں، یہ فَتِئَ، لَيْسَ اور زَالَ ہیں وہ زَالَ جس کا مضارع يَزَالُ ہو نہ کہ وہ جس کا مضارع يَزُوْلُ ہو یہ تامہ ہوتا ہے، جیسے: زَالَتِ الشَّمْسُ۔

حل عبارت: وَرَدَ: آیا ہے، موجود ہے۔ تَقْرِيْرُهُ: اس کی وضاحت و تحقیق۔

خلاصہ کلام:

کان اور اس کے اخوات

صرف ناقص	ناقص اور تام
فَتِئَ، لَيْسَ، زَالَ	باقی تمام دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں

☆......☆......☆

۱۵۲۔ وَلَا يَلِي الْعَامِلَ مَعْمُوْلُ الْخَبَرْ   إِلَّا إِذَا ظَرْفًا أَتٰى أَوْ حَرْفَ جَرْ

اور نہیں ملتا عامل (کے ساتھ) خبر کا معمول مگر جب آئے وہ (خبر کا معمول) اس حال میں کہ وہ ظرف یا حرف جر ہو۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ خبر کا معمول سوائے ظرف اور جار مجرور کے فعل ناقص کے ساتھ مل کر نہیں آ سکتا۔

خلاصہ:

خبر کا معمول فعل ناقص کے ساتھ مل کر نہیں آ سکتا:

اس کی دو صورتیں ہیں:

① صرف خبر کا معمول اسم سے پہلے آئے، خبر اسم کے بعد ہو، جیسے: كَانَ طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلًا، یہ بصریوں کے نزدیک منع اور کوفیوں کے نزدیک جائز ہے۔

② خبر اور اس کا معمول اسم سے پہلے آئے اور معمول خبر سے پہلے ہو جیسے: كَانَ طَعَامَكَ آكِلًا زَيْدٌ، یہ سیبویہ کے نزدیک منع اور بعض بصریوں کے نزدیک جائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب خبر اور معمول اسم سے پہلے آئیں اور خبر معمول سے پہلے ہو تو یہ جائز ہے اس لیے کہ خبر کا معمول کان سے نہیں ملتا، جیسے: كَانَ آكِلًا طَعَامَكَ زَيْدٌ، بصریوں کے نزدیک یہ جائز ہے۔

اگر معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو بصریوں اور کوفیوں سب کے نزدیک کان کے ساتھ مل کر آ سکتا ہے، جیسے: كَانَ عِنْدَكَ زَيْدٌ مُقِيمًا، كَانَ فِيكَ زَيْدٌ رَاغِبًا۔

خلاصہ کلام:

کان کی خبر کا معمول

ظرف یا جار مجرور — بصریوں اور کوفیوں کے نزدیک کان کے ساتھ مل کر آ سکتا ہے
كَانَ عِنْدَكَ زَيْدٌ مُقِيمًا

ظرف و جار مجرور کے علاوہ — (اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو)

اسم سے پہلے اور خبر اسم کے بعد ہو	خبر مع معمول اسم سے پہلے آئے اور معمول خبر سے پہلے ہو	خبر اور معمول اسم سے پہلے ہو اور خبر معمول سے پہلے ہو
كَانَ طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلًا	كَانَ طَعَامَكَ آكِلًا زَيْدٌ	كَانَ آكِلًا طَعَامَكَ زَيْدٌ
بصریوں کے نزدیک منع اور کوفیوں کے نزدیک جائز	سیبویہ کے نزدیک منع اور بصریوں کے جائز	بصریوں کے نزدیک جائز

۱۵۳۔ وَمُضْمَرَ الشَّأْنِ اسْمًا انْوِ إِنْ وَقَعْ ‏ مُوهِمُ مَا اسْتَبَانَ أَنَّهُ امْتَنَعْ

ضمیر شان کو بطور اسم کے مقدر مانیں، اگر واقع ہو وہم دلانے والا اس کا جو واضح ہو کہ وہ ممتنع ہے۔

حل عبارت: انْوِ: نیت میں رکھیں، صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم، باب ضرب ہفت اقسام میں سے لفیف مقرون، جزمی حالت میں آخر سے حرف علت گر گیا ہے۔ وَقَعْ اور امْتَنَعْ: یہ دونوں فعل ماضی ہیں، ان کے آخر میں جزم وقفی ہے۔ مُوهِمٌ: وہم یا شبہ میں ڈالنے والا۔

اسۡتَبَـــــــــانَ: ظاہر اور واضح ہو۔ صیغہ واحد مذکر، فعل ماضی معلوم، باب استفعال، اصل میں اِسۡتَبۡيَنَ تھا، یا متحرک ماقبل ساکن، یا کی حرکت ماقبل کو دے کر یا کو الف سے بدل دیا۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب بظاہر خبر کا معمول کان کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہاں کان میں ضمیر شان مقدر مانی جائے گی جو کان کا اسم ہوگی۔

خلاصہ:

جب خبر کا معمول کان کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہاں کان میں ضمیر شان مقدر ہوگی:

جب کلام عرب میں ایسی مثال آئے جس میں بظاہر خبر کا معمول کان کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہاں کان میں ضمیر شان مستتر مانی جائے گی جو کان کا اسم ہوگی اور مابعد جملہ کان کی خبر ہوگا۔

جیسے یہ شعر ہے:

قَنَافِذُ هَدَّاجُونَ حَوْلَ بُيُوتِهِمْ ○ بِمَا كَانَ اِيَّاهُمْ عَطِيَّةُ عَوَّدَا

کنڈ یلے چوہے رینگتے ہیں ان کے گھروں کے اردگرد اس وجہ سے کہ ان کو عطیّہ نے عادی بنایا ہے۔

حل عبارت: قَنَافِذُ: سیہی، خاردار چوہا، م: قُنۡفُذٌ، یہ رات کو سوتا نہیں، جیسا کہ یہ مثال ہے، اِنَّهُ لَقُنۡفُذُ لَيۡلٍ: وہ رات کو نہیں سوتا۔ هَدَّاجُونَ: بوڑھوں کی طرح بہت لرزتے ہوئے چلنے والے، جمع مذکر، اسم مبالغہ، باب ضرب، م: هَـــدَّاجٌ۔ عَـــطِيَّةُ: یہ جریر کے باپ کا نام ہے۔ عَــوَّدَا: عادی بنایا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: كَانَ اِيَّاهُمْ عَطِيَّةُ عَوَّدَا ہے، یہاں بظاہر عَوَّدَ خبر کا معمول اِيَّاهُمْ كَانَ کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس میں تاویل کریں گے کہ یہاں كَـــانَ کا اسم ضمیر شان مستتر ہے، اصل میں كَـــانَ هُوَ تھا، هُوَ ضمیر شان كَـــانَ کا اسم ہے، عَـطِيَّةُ مبتدا، عَوَّدَ فعل، هُوَ فاعل، اِيَّـاهُمْ مفعول بہ، جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر كَـــانَ کی خبر، تو اس طرح كَـــانَ اور اس کے اسم کے درمیان خبر کے معمول سے فاصلہ نہیں ہے اس لیے

کہ اس کا اسم ضمیر شان ہے جو معمول سے پہلے ہے۔ یہ بظاہر كَانَ طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلًا کی طرح ہے۔ اسی طرح كَانَ طَعَامَكَ آكِلًا زَيْدٌ کی طرح یہ شعر ہے:

فَأَصْبَحُوا وَالنَّوَى عَالِي مُعَرَّسِهِمْ ○ وَلَيْسَ كُلَّ النَّوَى تُلْقِي الْمَسَاكِيْنُ

انہوں نے صبح کی اس حال میں کہ کھجور کی گٹھلیاں بلند ہو چکی تھیں ان کی رات گزارنے کی جگہ سے، اور نہیں پھینکتے تھے ہر گٹھلی کو مساکین۔

حل عبارت: أَصْبَحُوا: انہوں نے صبح کی، یہاں یہ فعل تام ہے۔ النَّوَى: گٹھلیاں، م: النَّوَاةُ۔ مُعَرَّس: رات کے آخری حصہ میں آرام کے لیے مسافر کی اقامت گاہ، اسم ظرف، باب تفعیل۔

محل استشہاد: لَيْسَ كُلَّ النَّوَى تُلْقِي الْمَسَاكِيْنُ ہے، یہاں بظاہر خبر کا معمول كُلَّ النَّوَى، لَيْسَ کے ساتھ ملا ہوا ہے، یہاں لَيْسَ کا اسم ضمیر شان مستتر ہے، یہ اصل میں لَيْسَ هُوَ تھا، هُوَ ضمیر شان لَيْسَ کا اسم ہے، كُلَّ النَّوَى مفعول بہ، تُلْقِي فعل الْمَسَاكِيْنُ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، لَيْسَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حل عبارت: فَأَوِّلْهُ: پس آپ اس کی تاویل کریں۔ إِذَا قُرِئَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ: جب وہ (تُلْقِي) تاء کے ساتھ پڑھا جائے جس کے اوپر دو نکتے ہوں، بعض نے تُلْقِي کی بجائے يُلْقِي پڑھا ہے، شارح نے بتایا ہے کہ یہاں تُلْقِي مقصود ہے، یاء اور تاء میں فرق یہ ہوتا ہے کہ تاء کے اوپر دو نکتے ہوتے ہیں اور یاء کے نیچے دو نکتے ہوتے ہیں۔ فَيُخَرَّجُ الْبَيْتَانِ عَلَى إِضْمَارِ الشَّأْنِ: ضمیر شان کو مقدر مان کر ان دو شعروں کی تاویل کی جائے گی۔

☆ ☆ ☆

۱۵۴۔ وَقَدْ تُزَادُ كَانَ فِي حَشْوٍ كَمَا ○ كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَا

کبھی زیادہ کیا جاتا ہے كَانَ وسط (کلام) میں، جیسے: مَا كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ (کس قدر صحیح تھا پہلے لوگوں کا علم۔)

حل عبارت: حَشْوٍ: کا معنی ہے بھراؤ یعنی وہ شے جو کسی کے اندر بھری جائے، یہاں اس سے مراد درمیان ہے۔ مَا: یہ تعجبیہ ہے۔ تَقَدَّمَا: یہ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہے، اس

کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ کَانَ کبھی دو چیزوں کے درمیان زائدہ ہوتا ہے۔

خلاصہ:

کَانَ کی اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ناقصہ ۲۔تامّہ ۳۔زائدہ

کان زائدہ: کان کے زائد ہونے کی تین صورتیں ہیں: ۱۔سماعی ۲۔ قیاسی ۳۔شاذ

① سماعی: جب کان دو متلازم چیزوں کے درمیان آئے، اس کی درج ذیل قسمیں ہیں:

① مبتدا اور خبر کے درمیان، جیسے: زَيْدٌ كَانَ قَائِمٌ۔

② فعل اور مرفوع کے درمیان، جیسے: لَمْ يُوْجَدْ كَانَ مِثْلُكَ۔

اسی طرح عربوں کا قول ہے: وَلَدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخُرْشُبِ الْأَنْمَارِيَّةُ الْكَمَلَةَ مِنْ بَنِي عَبْسٍ لَمْ يُوْجَدْ كَانَ أَفْضَلُ مِنْهُمْ (فاطمہ بنت خرشب انماریہ نے بنوعبس کے کامل ترین بیٹوں کو جنم دیا، ان سے افضل نہیں پایا گیا۔)، یہاں لَمْ يُوْجَدْ اور اس کے نائب فاعل أَفْضَلُ کے درمیان كَانَ زائدہ ہے۔

③ موصول اور صلہ کے درمیان، جیسے: جَاءَ الَّذِيْ كَانَ أَكْرَمْتُهُ۔

④ موصوف اور صفت کے درمیان، جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ كَانَ قَائِمٍ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

فَكَيْفَ إِذَا مَرَرْتُ بِدَارِ قَوْمٍ ○ وَ جِيْرَانٍ لَنَا كَانُوْا كِرَامٍ

میں کیسے ہوں گا جب میں گزروں گا قوم کے گھر اور اپنے شریف ہمسایوں کے پاس سے۔

حلِ عبارت: جِيْرَان: پڑوسی، م: الْجَارُ۔ كِرَامٍ معزز، سخی، شریف الطبع، م: الْكَرِيْمُ۔

محلِ استشہاد: جِيْرَانٍ لَنَا كَانُوْا كِرَامٍ ہے، یہاں جِيْرَانٍ موصوف اور كِرَامٍ صفت کے درمیان كَانُوْا زائدہ ہے۔

② قیاسی: ما اور فعل تعجب کے درمیان کان کا زائدہ ہونا قیاسی ہے، جیسے: مَا كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ۔

③ شاذ: حرف جر اور مجرور کے درمیان کان کا زائدہ ہونا شاذ ہے۔ جیسے یہ شعر ہے:

سَرَاةُ بَنِی أَبِی بَکْرٍ تَسَامٰی ○ عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

بنو ابو بکر کے معزز لوگ سوار ہوتے ہیں نشان زدہ خالص عربی گھوڑوں پر۔

حل عبارت: سَرَاةُ: معزز وشریف لوگ، سخی، م: السَّرِیُّ، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں سَرَوَةٌ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا، فَعِیْلٌ کی جمع فَعَلَةٌ کے وزن پر بہت کم آتی ہے، اس کی اصل جمع أَسْرِیَاءُ ہے۔ تَسَامٰی: وہ سوار ہوتے ہیں۔ صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفاعل، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں تَتَسَامَوُ تھا، واؤ کلمہ میں تیسری سے چوتھی جگہ واقع ہو کر یاء سے بدل گئی، پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، دو تاء جمع ہونے سے ایک تاء کو تخفیفاً حذف کر دیا۔ فاعل جمع مکسر کی ضمیر ہونے کی وجہ سے فعل مؤنث آیا ہے۔ الْمُسَوَّمَةِ: نشان زدہ۔ الْعِرَابِ: خالص عربی گھوڑے۔

محل استشہاد: عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ ہے، یہاں عَلٰی حرف جر اور الْمُسَوَّمَةِ مجرور کے درمیان کَانَ زائدہ ہے۔

کان زائد کے لیے شرط: کان اکثر ماضی کے لفظ کے ساتھ زائدہ ہوتا ہے۔

کبھی شاذ طور پر مضارع کے لفظ کے ساتھ زائد ہوتا ہے، جیسے: عقیل بن ابو طالب کا قول ہے:

أَنْتَ تَکُوْنُ مَاجِدٌ نَبِیْلُ ○ إِذَا تَهُبُّ شَمْأَلٌ بَلِیْلُ

آپ معزز اور شریف ہوتے ہیں جب شمالی تر وتازہ ہوا چلتی ہے۔

حل عبارت: مَاجِدٌ: شریف ومعزز، سخی، قابل تعظیم۔ نَبِیْلٌ: شریف ومعزز، ج: نُبَلَاءُ۔ تَهُبُّ: ہوا چلتی ہے۔ صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی۔ شَمْأَلٌ: قطب شمال کی جانب سے چلنے والی ہوا۔ بَلِیْلٌ: خوشگوار، نمی سے آلود۔

محل استشہاد: أَنْتَ تَکُوْنُ مَاجِدٌ ہے، یہاں أَنْتَ مبتدا اور مَاجِدٌ خبر کے درمیان تَکُوْنُ زائدہ ہے۔

۱۵۵۔ وَيَحْذِفُوْنَهَا وَيُبْقُوْنَ الْخَبَرْ وَبَعْدَ اِنْ وَلَوْ كَثِيْرًا ذَا اشْتَهَرْ

نحوی کان کو حذف کر دیتے ہیں اور خبر کو باقی رکھتے ہیں، اِنْ اور لَوْ کے بعد زیادہ یہ مشہور ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اِنْ اور لَوْ کے بعد کان اکثر اپنے اسم سمیت حذف ہو جاتا ہے اور خبر باقی رہتی ہے۔

خلاصہ:

کان کے حذف ہونے کی صورت:

کان اکثر اِنْ کے بعد اپنے اسم سمیت حذف ہو جاتا ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

قَدْ قِيْلَ مَا قِيْلَ اِنْ صِدْقًا وَاِنْ كَذِبًا ○ فَمَا اعْتِذَارُكَ مِنْ قَوْلٍ اِذَا قِيْلَا؟

تحقیق کہا گیا جو کہا گیا اگر چہ وہ سچ تھا یا جھوٹ تھا، کیا ہے آپ کا عذر بات سے جب وہ کہی گئی۔

حل عبارت: اِعْتِذَارُكَ: کسی بات سے اظہار براءت کرنا، اسے کرنے کی مجبوری اور ایسی علت بتانا جس سے وہ بری الذمہ ہو جائے۔ قِيْلَا: کہا گیا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: اِنْ صِدْقًا وَاِنْ كَذِبًا ہے، یہاں اِنْ صِدْقًا اصل میں اِنْ كَانَ الْمَقُوْلُ صِدْقًا تھا اور اِنْ كَذِبًا اصل میں اِنْ كَانَ الْمَقُوْلُ كَذِبًا تھا۔

اسی طرح لَوْ کے بعد كَانَ اکثر اپنے اسم سمیت حذف ہو جاتا ہے، جیسے: آپ کہیں:

اِئْتِنِيْ بِدَابَّةٍ وَلَوْ حِمَارًا۔ یہ اصل میں وَلَوْ كَانَ الْمَأْتِيُّ بِهٖ حِمَارًا تھا۔

کبھی كَانَ لَدُنْ کے بعد شاذ طور پر حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے شاعر کا یہ قول ہے:

مِنْ لَدُ شَوْلًا فَاِلٰى اِتْلَائِهَا

میں نے اونٹنی کی پرورش کی اس کے دودھ خشک ہونے سے لے کر اس کے پیچھے بچہ چلنے تک۔

حل عبارت: شَوْلًا: اوپر اٹھانا، مصدر، باب نصر، یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل ہے، اس کا معنی ہے جفتی کے لیے آمادہ اونٹنی کا اونٹ کے لیے اپنی دم اٹھانا، یا یہ غیر قیاسی طور پر شَائِلَةٌ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے، وہ اونٹنی جس کے تھن حمل یا وضع حمل کے بعد دودھ ہلکا ہونے کے باعث اوپر اٹھ گئے ہوں۔ اِتْلَاء: کسی چیز کو کسی چیز کے پیچھے لگانا، یہاں اس سے مراد دودھ چھڑانے کے وقت بچہ کا ماں کے ساتھ لگنا، مصدر، باب افتعال، ہفت اقسام سے ناقص واوی۔

محل استشہاد: مِنْ لَدُ شَوْلًا ہے، یہاں لَدُ کے بعد کَانَ حذف ہے یہ اصل میں مِنْ لَدُ أَنْ كَانَتْ شَوْلًا تھا۔

☆......☆......☆

۱۵۶۔ وَبَعْدَ أَنْ تَعْوِيضُ مَا عَنْهَا ارْتُكِبْ كَمِثْلِ أَمَّا أَنْتَ بَرًّا فَاقْتَرِبْ

أَنْ کے بعد ما کو کان کا عوض لانے کا ارتکاب کیا گیا ہے، جیسے: أَمَّا أَنْتَ بَرًّا فَاقْتَرِبْ (آپ نیک ہیں پس آپ قریب ہو جائیں)

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ أَنْ مصدریہ کے بعد کان کو حذف کر کے اس کے عوض ما کو لایا جاتا ہے، اور اس کے اسم اور خبر کو باقی رکھا جاتا ہے۔

خلاصہ:

کان کو حذف کر کے اس کے عوض ما کو لانا جائز ہے:

جیسے: أَمَّا أَنْتَ بَرًّا فَاقْتَرِبْ اصل میں أَنْ كُنْتَ بَرًّا تھا كَانَ کو حذف کر کے تاء ضمیر متصل کی جگہ انت ضمیر منفصل لے آئے تو یہ أَنْ أَنْتَ بَرًّا ہو گیا پھر کان کے عوض ما لے آئے تو یہ أَنْ مَا أَنْتَ بَرًّا ہو گیا پھر نون کا میم میں ادغام کر دیا تو یہ أَمَّا أَنْتَ بَرًّا ہو گیا۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَبَا خُرَاشَةَ أَمَّا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ ○ فَإِنَّ قَوْمِي لَمْ تَأْكُلْهُمُ الضَّبُعُ

اے ابو خراشہ! اگر تو (بڑی) جماعت والا ہے (تو کوئی بات نہیں) اس لیے کہ میری قوم

نہیں کھایا (ہلاک کیا) ان کو بھیڑیے (قحط سالی) نے۔

حل عبارت: نَفَر: آدمیوں کی تین سے دس تک کی تعداد، لوگوں کی جماعت۔ الضَّبُعُ: بلکڑ بھگا، بھیڑیے جیسا ایک خونخوار جانور، مجو، سخت قحط سالی۔

محل استشہاد: أَمَّا أَنْتَ ذَا نَفَرٍ ہے، یہ اصل میں أَنْ كُنْتَ ذَا نَفَرٍ تھا، كَانَ کو حذف کر کے اس کے عوض ما لائے پھر نون اور میم کا ادغام کر دیا۔

کان اور ما کو جمع نہیں کر سکتے اس لیے کہ ما کان کے عوض آتی ہے، عوض اور معوض کو ایک جگہ جمع کرنا جائز نہیں، البتہ مبرد نے اسے جائز قرار دیا ہے، جیسے: أَمَّا كُنْتَ مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتُ۔

کلام عرب میں کان کو حذف کر کے اس کے عوض ما کو لانا اور اس کے اسم اور خبر کو باقی رکھنا صرف ضمیر مخاطب کے ساتھ سنا گیا ہے، جب اس کا اسم ضمیر متکلم یا اسم ظاہر ہو تو کان کو حذف کر کے اس کی جگہ ما کو لانا نہیں سنا گیا، جیسے: أَمَّا أَنَا مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتَ، یہ اصل میں أَنْ كُنْتُ مُنْطَلِقًا تھا، أَمَّا زَيْدٌ ذَاهِبًا اِنْطَلَقْتُ، یہ اصل میں أَنْ كَانَ زَيْدٌ ذَاهِبًا اِنْطَلَقْتُ تھا۔

جب کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ جائز ہو جیسا کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں مثال دی ہے، أَمَّا زَيْدٌ ذَاهِبًا۔

☆......☆......☆

۱۵۷۔ وَمِنْ مُضَارِعٍ لِكَانَ مُنْجَزِمْ　　تُحْذَفُ نُونٌ وَهُوَ حَذْفٌ مَا الْتُزِمْ

کان کے مضارع مجزوم سے حذف کیا جاتا ہے نون کو، اور یہ حذف لازمی نہیں کیا گیا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کان کے مضارع مجزوم سے نون کو حذف کرنا جائز ہے۔

خلاصہ:

کان کے مضارع مجزوم سے نون کو حذف کرنا جائز ہے:

جب کان کے فعل مضارع کو جزم دی جائے تو کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً اس کے

نون کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: لَمْ یَكُ یہ اصل میں یَكُوْنُ تھا، جب لَمْ داخل ہوا تو واؤ اور نون میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا تو لَمْ یَكُنْ ہوا۔ اب قیاس کا تقاضا یہ ہے، کہ اس کے بعد کوئی اور حرف اس سے حذف نہ کیا جائے، لیکن نحویوں نے کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً اس کے آخر سے نون کو حذف کر دیا ہے، اس کو حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں ہے۔

نون کو حذف کرنے کی شرائط: درج ذیل ہیں:

① وہ ساکن کے ساتھ متصل نہ ہو، سیبویہ اور ان کے متبعین کے نزدیک جب یہ ساکن کے ساتھ متصل ہو تو نون کو حذف نہیں کیا جائے گا، جیسے: لَمْ یَكُ الرَّجُلُ قَائِمًا نہیں کہہ سکتے، البتہ یونس نے اسے جائز قرار دیا ہے، قرآن مجید کی ایک شاذ قراءت میں ہے: ﴿لَمْ یَكُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾

اگر اس کے بعد متحرک ہو تو نون کو حذف کرنا اور باقی رکھنا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: لَمْ یَكُنْ زَیْدٌ قَائِمًا، لَمْ یَكُ زَیْدٌ قَائِمًا۔

② ضمیر منصوب کے ساتھ متصل نہ ہو۔

اگر ضمیر منصوب کے ساتھ متصل ہو تو نون حذف نہیں کیا جائے گا، جیسے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ابن صیاد کے بارے کہا: ((اِنْ یَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَیْهِ، وَاِلَّا یَكُنْهُ فَلَا خَیْرَ لَكَ فِی قَتْلِهٖ)) (اگر وہ دجال ہے تو آپ ہرگز اس پر غالب نہیں آسکتے اور اگر وہ دجال نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں آپ کے لیے کوئی بھلائی ہے۔) یہاں نون کو حذف کر کے اِنْ یَكُهُ وَاِلَّا یَكُهُ کہنا جائز نہیں ہے۔

مصنف کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نون حذف کرنے میں کان ناقصہ اور تامہ میں کوئی فرق نہیں، ایک قراءت میں ہے: ﴿وَاِنْ تَكُ حَسَنَةٌ یُّضَاعِفْهَا﴾ یہاں کان تامہ ہے اور اس کا نون حذف ہو چکا ہے۔

ما، لا، لات اور اِنْ مشابہ بلیس کا بیان

۱۵۸۔ إِعْمَالَ لَيْسَ أُعْمِلَتْ مَا دُوْنَ إِنْ　　مَعَ بَقَا النَّفْيِ وَتَرْتِيبٍ زُكِنْ

لَیْسَ کا عمل دیا گیا ہے ما کو بغیر اِنْ کے نفی باقی رکھنے کے ساتھ اور معلوم ترتیب کے ساتھ

۱۵۹۔ وَسَبْقَ حَرْفِ جَرٍّ أَوْ ظَرْفٍ كَمَا　　بِي أَنْتَ مَعْنِيًّا أَجَازَ الْعُلَمَا

حرف جر اور ظرف کے پہلے آنے کو علماء نے جائز قرار دیا ہے، جیسے: مَا بِي أَنْتَ مَعْنِيًّا (تو مجھ میں دلچسپی لینے والا نہیں ہے۔)

رموز شعر:

ان دو شعروں میں ما مشابہ بلیس کا عمل اور اس کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

ما کا عمل: یہ لَیْسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتی ہے۔

مَا کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔ ما تمیمیہ ۲۔ ما حجازیہ

① ما تمیمیہ: بنوتمیم کے نزدیک یہ عمل نہیں کرتی، جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ مبتدا اور قَائِمٌ اس کی خبر ہے۔

اس لیے کہ یہ غیر مختص حرف ہے، یہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہو جاتا ہے، جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمٌ، مَا يَقُوْمُ زَيْدٌ اور حرف غیر مختص عمل نہیں کرتا۔

② ما حجازیہ: اہل حجاز کے نزدیک یہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتی ہے، حال کی نفی کرنے میں لَیْسَ کے مشابہ ہے، جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا هٰذَا بَشَرًا﴾، ﴿مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ﴾

اسی طرح یہ شعر ہے: أَبْنَاؤُهَا مُتَكَنِّفُوْنَ أَبَاهُمْ ○ حَنِقُو الصُّدُوْرِ، وَمَا هُمْ أَوْلَادَهَا

اس لشکر کے لوگ (بیٹے) گھیرے ہوئے ہیں اپنے سپہ سالار (باپ) کو اور وہ غصے سے بھرے ہوئے سینوں والے ہیں، حالانکہ وہ اس کے بیٹے نہیں ہیں۔

حل عبارت: أَبْنَاؤُ: بیٹے، یہاں اس سے مراد لوگ ہیں، م: اِبْنٌ۔ مُتَكَنِّفُوْنَ: گھیرنے

والے، جمع مذکر، اسم فاعل، باب تفعّل ۔ أَبَـاهُمْ: ان کا باپ، یہاں اس سے مراد ان کا لیڈر، سپہ سالار، سربراہ ہے۔ حَنِقُوْ: غضبناک، کینہ ور، م: حَنِقٌ۔

محل استشہاد: وَمَا هُمْ أَوْلَادَ هَا ہے، یہاں ما نے اہل حجاز کی لغت کے مطابق لَیْسَ کی طرح اپنے اسم هُمْ ضمیر کو رفع اور اپنی خبر أَوْلَادَ هَا کو نصب دی ہے۔

ما (حجازیہ) کے عمل کرنے کی شرائط: درج ذیل چھ ہیں:

① اس کے بعد إِنْ زائدہ نہ ہو، اگر اس کے بعد إِنْ زائدہ ہو تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ، البتہ بعض کے نزدیک عمل دینا بھی جائز ہے۔

② إِلَّا کے ذریعے سے نفی کا معنی ختم نہ ہو، اگر خبر سے پہلے إِلَّا ہو تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَازَيْدٌ إِلَّا قَائِمٌ، یہاں قَائِمٌ کو منصوب پڑھنا جائز نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا﴾، ﴿وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ﴾ البتہ بعض نے عمل جائز قرار دیا ہے۔

③ خبر اسم سے پہلے نہ آئے سوائے ظرف اور جار مجرور کے، اگر خبر پہلے ہو تو عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ، یہاں قَائِمٌ کو منصوب پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے۔

اگر خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو اس کو پہلے لا سکتے ہیں، جیسے: مَا فِي الدَّارِ زَيْدٌ، مَا عِنْدَكَ عَمْرٌو۔

بعض کے نزدیک یہاں ما عاملہ ہے ظرف اور جار مجرور ما کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہیں اور بعض کے نزدیک ما غیر عاملہ ہے ظرف اور جار مجرور زَيْدٌ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہیں۔

مصنف کے کلام سے دوسرا مذہب ہی قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے مطلقاً ترتیب کی شرط لگائی ہے۔ اور اس کتاب کے علاوہ انہوں نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے۔

④ خبر کا معمول سوائے ظرف اور جار مجرور کے اسم سے پہلے نہ آئے، اگر معمول پہلے آئے تو عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَا طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلٌ، یہاں آكِلٌ کو منصوب پڑھنا جائز

جن کے نزدیک خبر کے مقدم آنے کے باوجود عمل باقی رہتا ہے تو ان کے نزدیک معمول کے مقدم آنے کی صورت میں بالاولی عمل باقی رہے گا اس لیے کہ اس صورت میں خبر مؤخر ہوتی ہے۔

لیکن یہ ضروری نہیں ہے اس لیے کہ خبر کو مقدم کرنے سے مـــا اور اس کے معمول کے درمیان فاصلہ نہیں ہوتا جب کہ خبر کے معمول کو مقدم کرنے سے عامل اور اس کے معمول کے درمیان فاصلہ ہو جاتا ہے۔

اگر وہ معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو عمل باطل نہیں ہوگا، جیسے: مَا عِنْدَكَ زَيْدٌ مُقِيمًا، مَابِيْ أَنْتَ مَعْنِيًّا۔ اس لیے کہ ظروف اور مجرورات میں وسعت ہوتی ہے جو باقیوں میں نہیں ہوتی۔

⑤ مـا مکرر نہ ہو، اگر مـا مکرر ہو تو عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَا مَا زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اس لیے کہ دوسری مـا نے پہلی مـا کی نفی کو ختم کر دیا ہے۔ البتہ بعض نے عمل کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

⑥ مـــا کی خبر سے کلام موجب بدل واقع نہ ہو، اگر کلام موجب بدل واقع ہو تو عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَازَيْدٌ بِشَيْءٍ إِلَّا شَيْءٌ لَا يُعْبَأُ بِهِ۔ زَيْدٌ مبتدا، بِشَيْءٍ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے، بعض کے نزدیک یہ مـــا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔

سیبویہ کی کلام میں مذکورہ دونوں احتمال پائے جاتے ہیں، کیونکہ انہوں نے مَـــازَيْـدٌ بِشَيْءٍ إِلَّا شَيْءٌ مثال ذکر کرنے کے بعد کہا اِسْتَوَتِ اللُّغَتَانِ کہ اس میں دونوں لغتیں برابر ہیں، جن کے نزدیک بدل نہ لانے کی شرط ہے وہ کہتے ہیں اس کا تعلق إِلَّا کے ماقبل بِشَيْءٍ کے ساتھ ہے کہ اس میں لغت بنوتمیم اور لغت بنوحجاز مرفوع ہونے میں برابر ہیں، جن کے نزدیک بدل نہ لانے کی شرط نہیں ہے وہ کہتے ہیں اس کا تعلق إِلَّا کے مابعد شَـــيْءٌ کے ساتھ ہے کہ دونوں لغتوں میں اسے مرفوع ہی پڑھا جائے گا۔

خلاصہ کلام:

ما کے عمل کرنے کی شرائط

① اس کے بعد اِنْ زائدہ نہ ہو، جیسے: مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ
② اِلَّا کے ذریعے سے نفی کا معنی ختم نہ ہو، جیسے: مَازَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ
③ خبر اسم سے پہلے نہ آئے سوائے ظرف اور جار مجرور کے، جیسے: مَا قَائِمٌ زَیْدٌ
④ خبر کا معمول سوائے ظرف اور جار مجرور کے اسم سے پہلے نہ آئے، جیسے: مَا طَعَامَكَ زَیْدٌ آكِلٌ
⑤ ما مکرر نہ ہو ورنہ عمل باطل ہو جائے گا، جیسے: مَا مَا زَیْدٌ قَائِمٌ
⑥ ما کی خبر سے کلام موجب بدل واقع نہ ہو، جیسے: مَازَیْدٌ بِشَیْءٍ اِلَّا شَیْءٌ لَا یُعْبَأُ بِهٖ

☆......☆......☆

۱۶۰۔ وَرَفْعَ مَعْطُوْفٍ بِلٰكِنْ أَوْ بِبَلْ مِنْ بَعْدِ مَنْصُوْبٍ بِمَا اِلْزَمْ حَیْثُ حَلّ

لٰكِنْ اور بَلْ کے ساتھ معطوف کے رفع کو، ما کے ذریعے سے منصوب کے بعد آپ لازم کریں، جہاں بھی وہ آئے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب لٰكِنْ یا بَلْ کے ساتھ کسی اسم کا عطف ما کی خبر پر کیا جائے تو معطوف کو مرفوع پڑھنا ضروری ہے۔

خلاصہ:

ما کی خبر پر عطف کیے جانے والے اسم کا حکم (یعنی اعراب):

جب ما کی خبر کے بعد حرف عطف آئے تو وہ اثبات کا تقاضا کرے گا یا نہیں کرے گا اگر وہ اثبات کا تقاضا کرے، جیسے بَلْ اور لٰكِنْ تو معطوف پر مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے رفع پڑھنا واجب ہے، جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا لٰكِنْ قَاعِدٌ أَوْ بَلْ قَاعِدٌ، یہ اصل میں ہے لٰكِنْ هُوَ قَاعِدٌ وَبَلْ هُوَ قَاعِدٌ۔ قَاعِدٌ پر ما کی خبر پر عطف کی وجہ سے نصب پڑھنا جائز

نہیں ہے اس لیے کہ ما مثبت میں عمل نہیں کرتی۔

اگر حرف عطف اثبات کا تقاضا نہ کرے جیسے واؤ تو رفع اور نصب دونوں جائز ہیں البتہ نصب پڑھنا پسندیدہ ہے، جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلَا قَاعِدًا یا مَا زَيْدٌ قَائِمًا وَلَا قَاعِدٌ۔ رفع پڑھنے کی صورت میں یہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگا اصل میں تھا وَلَا هُوَ قَاعِدٌ۔

اس سے معلوم ہوا کہ بَلْ اور لٰكِنْ کے علاوہ باقی تمام حروف عاطفہ کے بعد رفع واجب نہیں ہے۔

☆......☆......☆

۱۶۱۔ بَعْدَ مَا وَلَيْسَ جَرَّ الْبَا الْخَبَرْ وَبَعْدَ لَا وَنَفْيِ كَانَ قَدْ يُجَرّ

مَا اور لَيْسَ کے بعد جر دیتی ہے با خبر کو لَا اور کان منفی کے بعد کبھی کبھی وہ (خبر) جر دی جاتی ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ مَا، لَيْسَ، لَا اور كَانَ منفی کے بعد باء زائدہ آجاتی ہے۔

خلاصہ:

مَا، لَيْسَ، لَا اور كَانَ منفی کے بعد باء زائدہ آنے کی صورت:

مَا اور لَيْسَ کی خبر پر اکثر باء زائدہ آتی ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾، ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ﴾، ﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾، ﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ باء زائدہ ما حجازیہ کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ بعض کا گمان ہے بلکہ یہ ما تمیمیہ کے بعد بھی آجاتی ہے، سیبویہ اور فرا نے ما تمیمیہ کے بعد بھی باء زائدہ کا آنا نقل کیا ہے اور یہ بنو تمیم کے اشعار میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے جن کے نزدیک ما تمیمیہ کے بعد با زائدہ نہیں آسکتی ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ان کے اشعار میں موجود ہے۔

اس بارے میں فارسی کی رائے مضطرب ہے کبھی کہتے ہیں کہ باءزائدہ صرف ما حجازیہ کے بعد آتی ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ منفی کی خبر میں باءزائدہ آجاتی ہے۔

لَا کی خبر پر باءزائدہ قلیل طور پر آتی ہے، جیسے: شاعر کا یہ شعر ہے:

فَكُنْ لِي شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ ○ بِمُغْنٍ فَتِيْلًا عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

آپ ہو جائیں میرے لیے سفارشی جس دن نہیں ہوگا کوئی سفارشی کفایت کرنے والا ذرا بھی سواد بن قارب سے۔

حل عبارت: شَفِيْعًا: سفارشی، وکیل، ج: شُفَعَاءُ۔ مُغْنٍ: کافی ہونے والا، حفاظت میں کسی دوسرے سے بے نیاز کرنے والا۔ فَتِيْلًا: کھجور کی گٹھلی کے درمیان کا ریشہ یا چھلکا، معمولی چیز سے کنایہ، جیسے: "لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا"۔ ان کے ساتھ ذرا بھی زیادتی نہیں کی جائے گی، ج: فَتَائِلُ۔

محل استشہاد: بِمُغْنٍ ہے، یہاں لا کی خبر بِمُغْنٍ پر باءزائدہ آئی ہے۔

اسی طرح کان منفی بلم کی خبر پر باءزائدہ قلیل طور پر آتی ہے، جیسے یہ شعر ہے:

وَاِنْ مُدَّتِ الْاَيْدِي اِلَى الزَّادِ لَمْ اَكُنْ ○ بِاَعْجَلِهِمْ ؛ اِذْ اَجْشَعُ الْقَوْمِ اَعْجَلُ

اگر بڑھائے جائیں ہاتھ کھانے کی طرف نہیں ہوں میں ان سے جلدی کرنے والا اس لیے کہ قوم کا حریص آدمی جلدی کرتا ہے۔

حل عبارت: مُدَّتْ بڑھائے جائیں، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، باب نصر، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی، یہ اصل میں مُدِدَتْ تھا، دو متحرک دال جمع ہوئے، پہلی کو ساکن کرکے دوسری میں ادغام کر دیا۔ الْاَيْدِي: ہاتھ، م: يَدٌ۔ الزَّادُ: توشہ، زادِ راہ، م: اَزْوَادٌ۔ اَجْشَعُ: انتہائی حریص۔ اَعْجَلُ: جلد باز، جلدی کرنے والا، یہاں اسم تفضیل بمعنی صفت مشبہ ہے، کیونکہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ زیادہ جلدی کرنے والا حریص ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ صرف کھانے کی طرف جلدی کرنے والا حریص ہے۔

محل استشہاد: بِاَعْجَلِهِمْ ہے، یہاں کان منفی بلم کی خبر بِاَعْجَلِهِمْ پر باءزائدہ آئی ہے۔

☆ ☆ ☆

۱۶۲۔ فِي النَّكِرَاتِ أُعْمِلَتْ كَلَيْسَ لَا وَقَدْ تَلِي لَاتَ وَ إِنْ ذَا الْعَمَلَا

اسماءنکرہ میں عمل دیا گیا ہے لَیْسَ کی طرح لَا کو اور کبھی ملتے ہیں لَاتَ اور إِنْ اس عمل کو

۱۶۳۔ وَمَا لِلَاتَ فِي سِوَى حِيْنٍ عَمَلْ وَحَذْفُ ذِي الرَّفْعِ فَشَا وَالْعَكْسُ قَلّ

اورنہیں ہے لَاتَ کے لیے حِیْن کے علاوہ میں عمل، اور رفع والے (یعنی اسم) کو حذف کرنا عام ہے اور (اس کے) برعکس قلیل ہے (یعنی خبر کو حذف کرنا)۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں لَا، لَاتَ اور إِنْ کا عمل اور لَاتَ کے استعمال کی صورت بیان کی گئی ہے۔

خلاصہ:

لَا، لَاتَ اور إِنْ کا عمل اور استعمال کی صورت:

لا کا استعمال: یہ اہل حجاز کے نزدیک لَیْسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اور بنوتمیم کے نزدیک یہ غیر عامل ہے۔

لا کے عمل کرنے کی شرائط: درج ذیل تین ہیں:

① اس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں، جیسے: لَا رَجُلٌ أَفْضَلَ مِنْكَ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

تَعَزَّ فَلَا شَيْءٌ عَلَى الْأَرْضِ بَاقِيًا ○ وَلَا وَزَرٌ مِمَّا قَضَى اللّٰهُ وَاقِيًا

آپ صبر سے کام لیں، نہیں ہے کوئی چیز زمین پر باقی رہنے والی اور نہیں ہے کوئی پناہ گاہ اس سے جو اللہ فیصلہ کرے بچانے والی۔

حل عبارت: تَعَزَّ: آپ صبر سے کام لیں، صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معلوم، باب تفعّل، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، امر بناتے وقت آخر سے حرف علت یا گر گئی ہے۔ وَزَرٌ: پناہ گاہ۔ قَضَى اللّٰهُ: یہ جملہ صلہ ہے اس میں عائد ضمیر محذوف ہے، اصل میں قَضَاهُ اللّٰهُ تھا۔

وَاقِيًا: بچانے والی۔

۔ محل استشہاد: لَا شَیْءٌ بَاقِیًا، وَلَا وَزَرٌ وَاقِیًا ہے، یہاں لا نے اپنے اسم شَیْءٌ کو رفع اور اپنی خبر بَاقِیًا کو نصب دی ہے اور وہ دونوں نکرہ ہیں۔ اسی طرح لَاوَزَرٌ وَاقِیًا ہے۔

اسی طرح یہ ایک اور شعر ہے:

نَصَرْتُكَ اِذْ لَا صَاحِبٌ غَیْرَ خَاذِلٍ ○ فَبُوِّئْتَ حِصْنًا بِالْكُمَاةِ حَصِیْنَا

میں نے آپ کی مدد کی جس وقت نہیں تھا کوئی ساتھی (آپ کا) علاوہ بے یارومددگار چھوڑ دینے والے کے، پس آپ کو جگہ دی گئی ایسے مضبوط قلعہ میں جو مسلح شاہسواروں کے ساتھ محفوظ تھا۔

حل عبارت: خَاذِلٍ: مدد سے ہاتھ کھینچ لینے والا، بے یارومددگار چھوڑ دینے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر۔ بُوِّئْتَ: آپ کو جگہ دی گئی، صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔ حِصْنًا: قلعہ، محفوظ مقام، ج: حُصُوْنٌ، أَحْصَانٌ۔ الْكُمَاةِ: ہتھیار بند، زرہ پوش، م: الكَمِيُّ۔

محل استشہاد: لَا صَاحِبٌ غَیْرَ خَاذِلٍ ہے، یہاں بھی لا نے لَیْسَ کی طرح عمل کیا ہے، یعنی اپنے اسم صَاحِبٌ کو رفع اور اپنی خبر غَیْرَ خَاذِلٍ کو نصب دی ہے اور وہ دونوں نکرہ ہیں۔

بعض کے نزدیک لا معرفہ میں بھی عمل کرتا ہے، جیسا کہ نابغہ کا یہ شعر ہے:

بَدَتْ فِعْلَ ذِی وُدٍّ، فَلَمَّا تَبِعْتُهَا ○ تَوَلَّتْ، وَبَقَّتْ حَاجَتِی فِی فُؤَادِیَا
وَحَلَّتْ سَوَادَ الْقَلْبِ، لَا أَنَا بَاغِیًا ○ سِوَاهَا، وَلَا عَنْ حُبِّهَا مُتَرَاخِیَا

اس نے ظاہر کیا محبت والے کا فعل، جب میں اس کے پیچھے چلا تو وہ منہ پھیر کر چلی گئی اور اس نے چھوڑا میری حاجت کو میرے دل میں۔

اور وہ اتر گئی دل کی گہرائیوں میں، نہیں ہوں میں چاہنے والا اس کے علاوہ کو اور نہ اس کی محبت کو چھوڑنے والا۔

حل عبارت: بَدَتْ: اس نے ظاہر کیا، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں بَدَوَتْ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا، پھر دو ساکن الف اور تا جمع ہونے سے الف گر گیا ہے۔ وُدٌّ: محبت۔ تَوَلَّتْ:

اس نے اعراض کرلیا، منہ پھیرلیا، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعّل، ہفت اقسام میں سے لفیف مفروق، یہ اصل میں تَوَلَّيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کوالف سے بدل دیا، پھر دوساکن جمع ہونے سے الف کوگرادیا۔ بَقَّتْ: اس نے چھوڑا، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل ہفت اقسام سے ناقص یائی، یہ اصل میں بَقَّيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، پھر دوساکن جمع ہونے سے الف کوگرادیا۔

فُؤَادِيَا: میرادل، ج: أَفْئِدَةٌ، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ سَوَاد: سیاہی، یہاں اس سے مراد دل کی گہرائی ہے۔ بَاغِيًا: طلب کرنے والا، چاہنے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضرب ہفت اقسام میں سے ناقص یائی۔ مُتَرَاخِيًا: پیچھے ہٹ جانے والا، کاہلی کی بنا پر چھوڑ دینے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب تفاعل ہفت اقسام میں سے ناقص یائی۔

محل استشہاد: لَا أَنَا بَاغِيًا ہے، یہاں لا نے لَيْسَ کی طرح عمل کیا ہے، یعنی اپنے اسم أَنَا کو رفع اور اپنی خبر بَاغِيًا کونصب دی ہے، یہاں اس کا اسم معرفہ ہے، یہ صورت شاذ ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ کے کلام میں اس شعر کے بارے میں اختلاف پایا گیا ہے، انہوں نے ایک مرتبہ کہا کہ اس میں تاویل کی جائے گی اور پھر دوسری مرتبہ کہا کہ اس پر قیاس کی گنجائش ہے۔

② خبر اسم سے پہلے نہ آئے، جیسے: لَا قَائِمًا رَجُلٌ۔

③ إِلَّا کے ساتھ نفی ختم نہ ہو، اگر نفی ختم ہوگئی تو یہ عمل نہیں کرے گا، جیسے: لَا رَجُلٌ إِلَّا أَفْضَلُ مِنْ زَيْدٍ۔

إِنْ کا استعمال: یہ اکثر بصریوں اور فرّاء کے نزدیک عمل نہیں کرتا، کوفیوں اور بصریوں میں سے ابوالعباس مبرد، ابوبکر بن سراج، ابوعلی فارسی، ابوالفتح بن جنی اور مصنف کے نزدیک یہ لَيْسَ کی طرح عمل کرتا ہے، ان کے گمان میں سیبویہ کے کلام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور سماع بھی اس کے مطابق ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

إِنْ هُوَ مُسْتَوْلِيًا عَلَى أَحَدٍ ۝ إِلَّا عَلَى أَضْعَفِ الْمَجَانِينِ

نہیں ہے وہ حاکم کسی پر مگر کمزور ترین بے وقوفوں پر۔

حل عبارت: مُسْتَوْلِیًا: وہ غالب ہے۔ الْمَجَانِیْن: بے وقوفوں، پاگلوں، م: مَجْنُوْنٌ۔

محل استشہاد: اِنْ هُوَ مُسْتَوْلِیًا ہے، یہاں اِنْ نے اپنے اسم هُوَ کو رفع اور اپنی خبر مُسْتَوْلِیًا کو نصب دی ہے۔ اسی طرح یہ شعر ہے:

اِنِ الْمَرْءُ مَیْتًا بِانْقِضَاءِ حَیَاتِهِ ○ وَلٰکِنْ بِأَنْ یُبْغٰی عَلَیْهِ فَیُخْذَلَا

نہیں آدمی مردہ (ہوتا) زندگی ختم ہونے کے ساتھ لیکن جب ظلم کیا جائے اس پر اور اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے۔

حل عبارت: انْقِضَاء: ختم ہونا، گزر جانا۔ یُبْغٰی: ظلم کیا جائے، بغاوت کی جائے۔ یُخْذَلَا: بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے، بھرم کھول دیا جائے، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: اِنِ الْمَرْءُ مَیْتًا ہے، یہاں اِنْ نے اپنے اسم الْمَرْءُ کو رفع اور اپنی خبر مَیْتًا کو نصب دی ہے۔

ابن جنی نے محتسب میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قراءت ذکر کی ہے: ﴿اِنِ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا أَمْثَالَکُمْ﴾ اس میں عِبَادًا، اِنْ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اس کے اسم اور خبر کے لیے نکرہ ہونے کی شرط نہیں بلکہ یہ نکرہ اور معرفہ دونوں میں عمل کرتا ہے، جیسے: اِنْ رَجُلٌ قَائِمًا، اِنْ زَیْدٌ الْقَائِمَ، اِنْ زَیْدٌ قَائِمًا۔

لَاتَ کا استعمال: یہ لا نافیہ اور تائے تانیث مفتوحہ زائدہ سے مرکب ہے۔

لَاتَ کے عمل کرنے کی صورتیں: اس کے بارے درج ذیل مؤقف ہیں:

① جمہور کے نزدیک یہ لَیْسَ کی طرح عمل کرتا ہے یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔

لیکن اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا اسم اور خبر دونوں اکٹھے نہیں آتے بلکہ ان میں سے ایک آتا ہے، اکثر اس کا اسم حذف اور خبر باقی رہتی ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ﴾ یہاں اس کا اسم حذف اور خبر باقی ہے، یہ اصل میں تھا لَاتَ الْحِیْنُ حِیْنَ مَنَاصٍ۔

ایک شاذ قراءت میں ہے:﴿وَلَاتَ حِيْنُ مَنَاصٍ﴾ اس صورت میں خبر حذف ہے، اصل میں تھا لَاتَ حِيْنُ مَنَاصٍ لَهُمْ۔

② سیبویہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صرف حِيْنَ میں عمل کرتا ہے۔

③ باقی نحویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے، بعض کے نزدیک یہ صرف لفظ حِيْنَ میں عمل کرتا ہے، اس کے ہم معنی اسماء جیسے سَاعَةٌ وغیرہ میں عمل نہیں کرتا اور بعض کے نزدیک یہ صرف اسماء زمان میں عمل کرتا ہے، یعنی یہ حِيْنَ اور اس کے ہم معنی اسماء زمان میں عمل کرتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

نَدِمَ الْبُغَاةُ وَ لَاتَ سَاعَةَ مَنْدَمٍ ○ وَالْبَغْيُ مَرْتَعُ مُبْتَغِيْهِ وَخِيْمُ

باغی لوگ پشیمان ہو گئے حالانکہ نہیں ہے پشیمان ہونے کا وقت، اور ظلم کو چاہنے والوں کی چراگاہ (انجام) ناموافق ہوتی ہے۔

حل عبارت: اَلْبُغَاةُ جابر وظالم، باغی، صیغہ جمع مذکر، اسم فاعل، باب ضرب ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، م: اَلْبَاغِي۔ مَنْدَمٍ: پشیمان وشرمندہ ہونا، مصدر میمی، باب سمع۔ مَرْتَعٌ: شاداب چراگاہ، صیغہ واحد، اسم ظرف، باب فتح، ج: مَرَاتِعُ۔ مُبْتَغِيْ: چاہنے والے، خواہش کرنیوالے، صیغہ جمع مذکر، اسم فاعل، باب افتعال، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا ہے۔ وَخِيْمٌ: نقصان دہ، ناموافق۔

محل استشہاد: وَ لَاتَ سَاعَةَ مَنْدَمٍ ہے، یہاں لَاتَ نے سَاعَةَ میں عمل کیا ہے جو بمعنی حِيْنَ ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کی کلام میں دونوں قولوں کا احتمال پایا جاتا ہے، جب کہ انہوں نے کتاب التسہیل میں دوسرا موقف بڑا پختہ طور پر بیان کیا ہے۔

④ اخفش کے نزدیک یہ عمل نہیں کرتا اگر اس کے بعد کوئی اسم منصوب ہو تو وہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہوتا ہے، جیسے: لَاتَ أَرَى حِيْنَ مَنَاصٍ۔

اگر کوئی اسم مرفوع ہو تو وہ مبتدا ہوتا ہے اور اس کی خبر محذوف ہوتی ہے، جیسے: لَاتَ حِيْنُ مَنَاصٍ كَائِنٌ لَهُمْ۔ (واللہ اعلم)

افعال مقاربہ کا بیان

١٦٤۔ كَكَانَ كَادَ وَعَسٰى ، لٰكِنْ نَدَرْ غَيْرُ مُضَارِعٍ لِهٰذَيْنِ خَبَرْ

کان کی طرح کاد اور عسٰی ہے لیکن قلیل ہے، مضارع کے علاوہ ان دونوں کے لیے خبر

رموز شعر:

اس شعر میں افعال مقاربہ اور ان کا عمل بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

افعال مقاربہ کی تعداد:

افعال مقاربہ گیارہ ہیں جو بالاتفاق فعل ہیں سوائے عَسٰی کے۔

ثعلب اور ابن سراج کے نزدیک عَسٰی حرف ہے۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ فعل ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ تائے فاعل متصل ہوتی ہے، جیسے: عَسَيْتُ، عَسَيْتَ وغیرہ۔

اشکال: ان افعال کا نام افعال مقاربہ رکھا گیا ہے حالانکہ یہ سارے افعال مقاربت کے لیے نہیں ہیں۔

جواب: ان سب کا نام افعال مقاربہ تسمیہ الکل باسم البعض کے قبیل سے ہے، یعنی کل کا نام جز کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

اقسام: ان افعال کی درج ذیل تین قسمیں ہیں:

① افعال مقاربہ: وہ افعال جو مقاربت پر دلالت کرتے ہیں، یہ تین فعل ہیں: كَادَ، كَرَبَ، أَوْشَكَ۔

② افعال رجاء: وہ افعال جو امید پر دلالت کرتے ہیں، یہ تین فعل ہیں: عَسٰى، حَرَى، اِخْلَوْلَقَ۔

③ افعال انشاء: وہ افعال جو کسی کام کے شروع کرنے پر دلالت کرتے ہیں، یہ پانچ فعل ہیں: جَعَلَ، طَفِقَ، أَخَذَ، عَلِقَ، أَنْشَأَ۔

عمل: یہ تمام مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو اپنا اسم ہونے کی وجہ سے رفع اور خبر کو اپنی خبر ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔

افعال مقاربہ کی خبر: ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتا ہے، جیسے: كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ، عَسٰى زَيْدٌ اَنْ يَقُوْمَ۔

لیکن قلیل طور پر اسم بھی عَسٰی اور كَادَ کی خبر بن جاتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

أَكْثَرْتَ فِي الْعَذْلِ مُلِحًّا دَائِمًا ○ لَا تُكْثِرَنْ اِنِّيْ عَسَيْتُ صَائِمًا

تو نے زیادتی کی ملامت کرنے میں زیادتی کرنا ہمیشہ، نہ تو زیادہ کر بے شک امید ہے کہ میں رک جاؤں۔

حل عبارت: اَلْعَذْل بلامت کرنا، مصدر، باب ضرب، نصر۔ مُلِحًّا: مصر ہونا، برقرار رہنا، سختی کرنا۔ صَائِمًا: میں رک جاؤں، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں صَاوِمٌ تھا، واؤ فَاعِلٌ کے عین کلمہ میں واقع ہو کر ہمزہ سے بدل گئی۔

محل استشہاد: عَسَيْتُ صَائِمًا ہے، یہاں عَسٰی کی خبر صَائِمًا اسم مفرد ہے۔

اسی طرح یہ ایک اور شعر ہے:

•فَأُبْتُ اِلَى فَهْمٍ، وَ مَا كِدْتُ آئِبًا ○ وَكَمْ مِثْلِهَا فَارَقْتُهَا وَهْيَ تَصْفِرُ

پس میں فہم قبیلے کی طرف لوٹا حالانکہ نہیں تھا میں قریب لوٹنے کے، اور کتنے ہی اس جیسے (واقعات) ہیں، میں ان سے الگ ہوا اس حال میں کہ وہ غم اور افسوس کرتے رہے۔

حل عبارت: اُبْتُ: میں لوٹا، صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں اَوَبْتُ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا، پھر دو ساکن جمع ہونے سے الف کو گرا دیا، اور چونکہ یہ کلمہ واوی غیر مکسور العین ہے اس لیے فا کلمہ کو ضمہ دے دیا۔ فَهْمٍ شاعر کے قبیلے کا نام ہے۔ آئِبًا: میں لوٹنے والا، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں آوِبًا تھا، واؤ فَاعِلٌ کے عین کلمہ میں

واقع ہوکر ہمزہ سے بدل گئی۔

فَارَقْتُ: میں علیحدہ ہوا، میں نے خیر باد کہا۔ تَصْفِرُ: وہ ہونٹوں سے سیٹی بجاتے رہے، یہاں اس سے مراد ہے کہ وہ میرے ان سے بچ نکلنے پر غم اور افسوس کرتے رہے۔

محل استشہاد: مَا كِدْتُ آئِبًا ہے، یہاں كَادَ کی خبر آئِبًا اسم مفرد ہے۔

اعتراض اور اس کا جواب: شارح کہتے ہیں: غَيْرُ مُضَارِعٍ کہنے میں ابہام ہے کیونکہ اس سے اسم، ظرف، جار مجرور، جملہ اسمیہ اور مضارع کے علاوہ جملہ فعلیہ سب مراد ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ صرف اسم قلیل طور پر عَسٰی اور كَادَ کی خبر بنتا ہے، اسم کے علاوہ باقی چیزیں عسٰی اور كَادَ کی خبر نہیں بنتیں۔

☆......☆......☆

١٦٥۔ وَكَوْنُهُ بِدُوْنِ اَنْ بَعْدَ عَسَى ... نَـزْرٌ وَكَادَ الْاَمْرُ فِيْهِ عُكِسَا

خبر کا اَنْ کے بغیر عَسٰی کے بعد آنا قلیل ہے اور كَادَ معاملہ اس میں برعکس ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عَسٰی کی خبر اکثر اَنْ کے ساتھ آتی ہے اور كَادَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے۔

خلاصہ:

عَسٰی کی خبر اکثر اَنْ کے ساتھ آتی ہے:

جمہور بصریوں کے نزدیک صرف شعروں میں عَسٰی کی خبر بغیر اَنْ کے آتی ہے، قرآن پاک میں جہاں بھی عسٰی آیا ہے اس کی خبر اَنْ کے ساتھ آئی ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ﴾، ﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ﴾

اَنْ کے بغیر خبر کی مثال یہ شعر ہے:

عَسَى الْكَرْبُ الَّذِيْ اَمْسَيْتَ فِيْهِ ○ يَكُوْنُ وَرَاءَهُ فَرَجٌ قَرِيْبُ

امید ہے کہ وہ غم جس میں آپ (مبتلا) ہو گئے ہیں، اس کے بعد عنقریب آسانی ہو۔

حل عبارت: اَلْكَرْبُ: غم، پریشانی، ج: كُرُوْبٌ۔ اَمْسَيْتَ: بمعنی صار تو ہو گیا۔ فَرَجٌ:

مصیبت کے بعد راحت۔

محل استشہاد: یَکُوْنُ وَرَاءَهُ ہے، یہاں عَسٰی کی خبر یَکُوْنُ بغیر اَنْ کے ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

عَسَى فَرَجٌ يَأْتِي بِهِ اللّٰهُ ؛ إِنَّهُ ○ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ فِي خَلِيْقَتِهِ أَمْرُ

امید ہے آسانی اللہ تعالیٰ اسے لے کر آئے، بے شک اللہ کے لیے ہر روز اپنی مخلوق میں کچھ حکم ہوتا ہے۔

حل عبارت: خَلِيْقَة: مخلوقِ خدا، ج: خَلِيْقٌ، خَلَائِقُ۔ أَمْرُ: حکم، فرمان، مطالبہ۔

محل استشہاد: يَأْتِي بِهِ اللّٰهُ ہے، یہاں عَسٰی کی خبر يَأْتِي بغیر اَنْ کے ہے۔

کَادَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے: اس کی خبر کے ساتھ اَنْ کا آنا قلیل ہے، اندلسیوں کے نزدیک یہ شعر کے ساتھ خاص ہے، جیسے شعر میں ہے:

كَادَتِ النَّفْسُ اَنْ تَفِيْضَ عَلَيْهِ ○ اِذْ غَدَا حَشْوَ رَيْطَةٍ وَبُرُوْدِ

قریب تھا کہ (میری) روح پرواز کر جاتی اس پر جب وہ ہو گیا بھراؤ کفن کی چادروں کا (یعنی وہ کفن کی چادروں میں لپیٹ دیا گیا)۔

حل عبارت: تَفِيْضَ: پرواز کر جاتی، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، یہ اصل میں تَفْيِضُ تھا، یا متحرک ماقبل ساکن، یا کی حرکت ماقبل کو دے دی۔ غَدَا: ہو گیا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم بمعنی صَارَ۔ حَشْوَ: بھراؤ، یعنی وہ چیز جو کسی کے اندر بھری جائے جیسے تکیہ میں روئی۔ رَيْطَةٍ: ایک پاٹ کی چادر، کفن، م: الرَّائِطَةُ۔ بُرُوْدِ: اوڑھنے کی دھاری دار چادریں، م: الْبُرْدُ۔

محل استشہاد: اَنْ تَفِيْضَ ہے، یہاں کَادَ کی خبر اَنْ تَفِيْضَ، اَنْ کے ساتھ آئی ہے۔

نبی ﷺ کی حدیث ہے: ((مَا كِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ)) یہاں کَادَ کی خبر اَنْ اُصَلِّيَ، اَنْ کے ساتھ آئی ہے۔

اَنْ کے بغیر خبر کی مثال: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾، ﴿مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ﴾

١٦٦ـ وكَعَسَى حَرَى ولٰكِنْ جُعِلا   خَبَرُهَا حَتْمًا بِأَنْ مُتَّصِلا

عَسَی کی طرح حَرَی ہے، لیکن بنائی گئی ہے اس کی خبر حتمی طور پر اَنْ کے ساتھ متصل

١٦٧ـ وَأَلْزَمُوا اخْلَوْلَقَ أَنْ مِثْلَ حَرَى   وَبَعْدَ أَوْشَكَ انْتِفَا أَنْ نَزَرَا

انہوں نے لازمی قرار دیا ہے اَنْ اخْلَوْلَقَ کو، حَرَی کی مثل اور اَوْشَكَ کے بعد اَنْ کا نہ آنا قلیل ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ حَرَی اور اِخْلَوْلَقَ کی خبر پر اَنْ کو لانا واجب ہے اور اَوْشَكَ کی خبر اکثر اَنْ کے ساتھ آتی ہے۔

خلاصہ:

حَرَی اور اِخْلَوْلَقَ کی خبر پر اَنْ کو لانا واجب ہے:

حَرَی عَسَی کی طرح امید پر دلالت کرتا ہے لیکن اس کی خبر پر اَنْ لانا واجب ہے، جیسے: حَرَی زَيْدٌ اَنْ يَقُوْمَ۔ اس کی خبر کسی صورت میں اَنْ سے خالی نہیں ہوتی۔

اسی طرح اِخْلَوْلَقَ کی خبر پر بھی اَنْ لانا واجب ہے، جیسے: اِخْلَوْلَقَتِ السَّمَاءُ اَنْ تُمْطِرَ۔

اَوْشَكَ کی خبر پر اکثر اَنْ آتا ہے، جیسے یہ شعر ہے:

وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرَابَ لَأَوْشَكُوا ○ اِذَا قِيْلَ هَاتُوا۔ اَنْ يَمَلُّوْا وَيَمْنَعُوا

اگر سوال کیا جائے لوگوں سے مٹی کا تو قریب ہے کہ وہ اکتا جائیں اور (ان کو اس سے) محروم رکھیں، جب کہا جائے دو۔

حل عبارت: اَلتُّرَابُ: مٹی، ج: اَتْرِبَةٌ و تِرْبَانٌ۔ هَاتُوا: دو، صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معلوم، باب مفاعلہ ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، یہ اصل میں هَاتِيُوا تھا، لام کلمہ میں حرف علت مضموم ماقبل مکسور اس کے بعد واؤ ہے اس کی حرکت ماقبل کو دے دی، اور واؤ کو دو ساکن جمع ہونے سے گرا دیا، بعض کے نزدیک یہ اصل میں مہموز الفاء و ناقص یائی ہے، ہمزہ

کوخلاف قیاس ھاء سے بدل دیا، اور بعض کے نزدیک یہ اسم فعل بمعنی امر ہے۔اَنْ یَمَلُّوْا: وہ تنگ آجائیں، اکتا جائیں، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی، یہ اصل میں یَمْلَلُوْا تھا، دومتحرک لام جمع ہوئے پہلے کوساکن کر کے دوسرے میں ادغام کردیا، اس کے آخر سے نون اعرابی اَنْ مصدریہ کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔

محل استشہاد: اَنْ یَمَلُّوْا ہے، یہاں اَوْشَكَ کی خبر اَنْ یَمَلُّوْا، اَنْ کے ساتھ آئی ہے۔

اور کبھی اس کی خبر بغیر اَنْ کے بھی آتی ہے، جیسے یہ شعر ہے:

یُوْشِكُ مَنْ فَرَّ مِنْ مَنِیَّتِهٖ ○ فِی بَعْضِ غِرَّاتِهٖ یُوَافِقُهَا

قریب ہے جوشخص بھاگے اپنی موت سے اپنی بعض غفلتوں میں وہ اس کواچانک پالے۔

حل عبارت: فَرَّ: بھاگ جائے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی۔ مَنِیَّةٌ: موت، ج: مَنَایَا۔ غِرَّات: غفلت (حالت بیداری) بے خبری، م: غِرَّةٌ و غِرَرٌ۔ یُوَافِقُهَا: وہ اس کواچانک پالے۔

محل استشہاد: یُوَافِقُهَا ہے، یہاں یُوْشِكُ کی خبر یُوَافِقُهَا بغیر اَنْ کے آئی ہے۔

☆......☆......☆

۱٦٨۔ وَمِثْلُ كَادَ فِی الأَصَحِّ كَرَبَا ○ وَتَرْكُ اَنْ مَعْ ذِی الشُّرُوْعِ وَجَبَا

كَادَ کی مثل صحیح قول کے مطابق كَرَبَ ہے، اور اَنْ کوچھوڑ دینا شروع والوں کے ساتھ واجب ہے۔

۱٦٩۔ كَأَنْشَاَ السَّائِقُ یَحْدُوْ وَطَفِقْ ○ كَذَا جَعَلْتُ وَاَخَذْتُ وَعَلِقْ

جیسے: اَنْشَاَ السَّائِقُ یَحْدُوْ (شروع ہوا سوار ہدی پڑھنے لگا۔) اور طَفِقَ اسی طرح جَعَلْتُ، اَخَذْتُ اور عَلِقَ ہے

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ كَرَبَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے۔ اور افعال شروع کی خبر پر اَنْ کا نہ لانا واجب ہے۔

خلاصہ:

كَرَبَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے:

سیبویہ کے نزدیک كَرَبَ کی خبر ہمیشہ بغیر اَنْ کے آتی ہے، لیکن مصنف کے نزدیک صحیح ترین قول کے مطابق یہ كَادَ کی طرح ہے یعنی اس کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے اور کبھی اس کی خبر پر اَنْ آ بھی جاتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

كَرَبَ الْقَلْبُ مِنْ جَوَاهُ يَذُوْبُ ○ حِيْنَ قَالَ الْوُشَاةُ: هِنْدٌ غَضُوبُ

قریب تھا (میرا) دل اس کے سوزشِ غم سے پگھل جاتا، جب چغل خوروں نے کہا: ہند ناراض ہے۔

حل عبارت: جَوًى: سوزش غم، سوزش عشق، یہ اصل میں جَوَيٌ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح، یاء کو الف سے بدل دیا، پھر الف اور نون تنوین دو ساکن جمع ہونے سے الف کو گرا دیا۔ يَذُوْبُ: پگھل جاتا۔ صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام سے اجوف واوی، یہ اصل میں يَذْوُبُ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دی واؤ سے ضمہ نقل کیا گیا اسے باقی رکھا۔ الْوُشَاةُ چغل خور، م: وَاشٍ۔ غَضُوبٌ: بہت تیز مزاج، ذرا سی بات پر غصہ ہونے والا (مذکر و مؤنث دونوں کے لیے)۔

محل استشہاد: يَذُوْبُ ہے، یہاں كَرَبَ کی خبر يَذُوْبُ بغیر اَنْ کے آئی ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

سَقَاهَا ذَوُو الْأَحْلَامِ سَجْلًا عَلَى الظَّمَا ○ وَ قَدْ كَرَبَتْ أَعْنَاقُهَا أَنْ تَقَطَّعَا

پلایا ان رگوں کو عقل والوں نے (پانی کا) بھرا ہوا ڈول پیاس پر، اور قریب تھا کہ ان کی گردنیں کٹ جاتیں۔

حل عبارت: سَقَا: پلایا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ہفت اقسام سے ناقص یائی، یہ اصل میں سَقَيَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔ ذَوُو الْأَحْلَامِ: بردباری والے، عقل والے، م: حِلْمٌ۔ سَجْلٌ: بڑا ڈول، بھرا ہوا ڈول، ج:

سُجُولٌ و سِجَالٌ۔ الظَّمَا: پیاس۔ أَعْنَاقُهَا: گردنیں، م: عُنُقٌ۔ أَنْ تَقَطَّعَا: یہ اصل میں تَتَقَطَّعَ تھا، دو تاء جمع ہونے سے ایک کو تخفیفاً حذف کر دیا، آخر میں الف اطلاق کیلئے ہے۔

محل استشهاد: أَنْ تَقَطَّعَ ہے، یہاں كَرَبَ کی خبر أَنْ تَقَطَّعَ، أَنْ کے ساتھ آئی ہے۔

فائدہ: كَرَبَ پڑھنا مشہور اور كَرِبَ بھی جائز ہے۔

افعال شروع کی خبر پر أَنْ لانا منع ہے: افعال شروع کی خبر پر أَنْ کا لانا جائز نہیں اس لیے کہ ان افعال اور أَنْ میں منافات ہے، ان افعال سے مقصود حال ہوتا ہے، اور أَنْ استقبال کے لیے آتا ہے، جیسے: أَنْشَأَ السَّائِقُ يَحْدُوْ، طَفِقَ زَيْدٌ يَدْعُوْ، جَعَلَ يَتَكَلَّمُ، أَخَذَ يَنْظِمُ، عَلِقَ يَفْعَلُ كَذَا۔

خلاصہ کلام:

- افعال مقاربہ کی خبر
  - أَنْ کے ساتھ ہوگی
    - وجوبی طور پر: حَرَى، اِخْلَوْلَقَ
    - جوازی طور پر
      - اکثر أَنْ کے ساتھ ہوگی: عَسَى، أَوْشَكَ
      - کبھی کبھی أَنْ کے ساتھ ہوگی: كَادَ، كَرَبَ
  - بغیر أَنْ کے ہوگی (افعال شروع)

☆......☆......☆

۱۷۰۔ وَاسْتَعْمَلُوْا مُضَارِعًا لِأَوْشَكَا　　وَكَادَ لَا غَيْرُ وَزَادُوْا مُوْشِكَا

انہوں نے استعمال کیا ہے مضارع أَوْشَكَ اور كَادَ کا نہ کہ اس کے علاوہ، اور انہوں نے زیادہ کیا ہے مُوْشِكٌ بھی۔

رموز شعر: اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ أَوْشَكَ کا مضارع اور اسم فاعل اور كَادَ کا مضارع بھی استعمال ہوتا ہے۔

خلاصہ:

كَادَ اور أَوْشَكَ متصرف اور باقی تمام افعال مقاربہ غیر متصرف ہیں:

كَادَ اور أَوْشَكَ کا مضارع استعمال ہوتا ہے، جیسے: ﴿يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ﴾

اور جیسے شاعر کا یہ قول ہے: يُوْشِكُ مَنْ فَرَّ مِنْ مَنِيَّتِهِ

محل استشہاد: يُوْشِكُ ہے، یہاں أَوْشَكَ کا فعل مضارع يُوْشِكُ استعمال ہوا ہے۔

اصمعی کے نزدیک يُـــوْشِكُ صرف مضارع ہی استعمال ہوتا ہے، اس سے أَوْشَكَ ماضی استعمال نہیں ہوتی، لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ خلیل نے اس کی ماضی کا استعمال بھی ذکر کیا ہے، جیسے یہ شعر ہے:

وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرَابَ لَأَوْشَكُوا ۝ -اِذَا قِيْلَ هَاتُوا- اَنْ يَمَلُّوْا وَيَمْنَعُوا

محل استشہاد: لَأَوْشَكُوْا ہے، یہاں أَوْشَكُوْا فعل ماضی استعمال ہوئی ہے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کا مضارع زیادہ اور ماضی کم استعمال ہوتی ہے۔

اسی طرح اَوْشَكَ کا اسم فاعل بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے شاعر کا یہ قول ہے:

فَمُوْشِكَةٌ أَرْضُنَا أَنْ تَعُوْدَ ۝ خِلَافَ الأَنِيْسِ وَحُوْشًا يَبَابَا

قریب ہے کہ ہماری زمین ہو جائے محبوب کے بعد ویران اور خالی۔

حل عبارت: أَنْ تَعُوْدَ: تبدیل ہو جائے، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں تَـعْـوُدَ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی، واؤ سے ضمہ نقل کیا گیا اسے باقی رکھا۔ خِلَاف بعد، جیسے جَـــاءَ خِلَافَهُ وہ اس کے بعد آیا۔ الأَنِيْـس: مانوس، ہر وہ چیز جس سے اُنس حاصل ہو۔ وَحُوْشًا: ویران جگہ، بعض کے نزدیک یہ واؤ کے ضمہ کے ساتھ وُحُوْشًا صفت مشبہ وَحْشٌ کی جمع ہے، اور بعض کے نزدیک یہ واؤ کے فتحہ کے ساتھ وَحُوْشًا مطلق صفت ہے۔ يَبَابًا: ویران اور اجاڑ علاقہ جہاں کوئی چیز نہ پائی جائے۔

محل استشہاد: فَمُوْشِكَةٌ ہے، یہاں مُوْشِكَةٌ، أَوْشَكَ کا اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کے صرف مُوْشِكَةٌ کو ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ كَادَ کا اسم فاعل استعمال نہیں ہوتا حالانکہ اس کا بھی اسم فاعل شعر میں استعمال ہوا ہے، جیسے یہ شعر ہے:

أَمُوتُ أَسًى يَوْمَ الرِّجَامِ، وَإِنَّنِي ○ يَقِينًا لَرَهْنٌ بِالَّذِي أَنَا كَائِدٌ

میں مرجاتا غم کی وجہ سے رجام کی لڑائی کے دن اور بے شک میں یقیناً گروی رکھا ہوا ہوں اس چیز کے بدلے میں قریب تھا کہ اسے ملتا۔

حل عبارت: أَسًى: غم۔ الرِّجَام: یہ جگہ کا نام ہے۔ رَهْنٌ: وہ شے جو کسی سے کسی چیز کی قائم مقام بنا کر لی گئی ہو، مصدر بمعنی مفعول مَرْهُون گروی رکھی ہوئی چیز۔ كَائِدٌ: اس کا اسم ضمیر مستتر ہے اور اس کی خبر أَلْقَاهُ فعل محذوف ہے۔

محل استشہاد: كَائِدٌ ہے، یہاں كَائِدٌ، كَادَ کا اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔

بعض علماء کے نزدیک عَسَى، طَفِقَ اور جَعَلَ کا مضارع بھی استعمال ہوتا ہے:

مصنف کے نزدیک كَادَ اور أَوْشَكَ متصرف اور باقی تمام افعال غیر متصرف ہیں یعنی ان سے مضارع اور اسم فاعل نہیں آتا، البتہ بعض نحویوں کے نزدیک کچھ اور فعل بھی متصرف ہیں، صاحب انصاف کے نزدیک عَسَى کا مضارع اور اسم فاعل آتا ہے، جیسے: عَسَى يَعْسِي فَهُوَ عَاسٍ، جوہری کے نزدیک طَفِقَ کا مضارع اور کسائی کے نزدیک جَعَلَ کا مضارع استعمال ہوا ہے۔

خلاصہ کلام:

افعال مقاربہ

متصرف | غیر متصرف

كَادَ، أَوْشَكَ | باقی تمام افعال مقاربہ

١٧١۔ بَعْدَ عَسَى اخْلَوْلَقَ أَوْشَكَ قَدْ يَرِدْ ○ غِنًى بِـ((أَنْ يَفْعَلَ)) عَنْ ثَانٍ فُقِدْ

عَسَى، اِخْلَوْلَقَ اور أَوْشَكَ کے بعد کبھی کبھی آیا ہے بے پرواہونا أَنْ يَفْعَلَ کے ساتھ دوسرے (یعنی خبر) سے جو موجود نہ ہو۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام افعال مقاربہ میں سے صرف عَسَى، اِخْلَوْلَقَ

اور اَوْشَكَ تامہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

خلاصہ:

عَسَی، اِخْلَوْلَقَ اور اَوْشَكَ تامہ بھی استعمال ہوتے ہیں:

اس صورت میں ان کا فاعل اَنْ اور فعل مضارع (یعنی مصدر مؤول) ہوتا ہے، جیسے: عَسَی اَنْ یَقُوْمَ، اِخْلَوْلَقَ اَنْ یَأْتِیَ، اَوْشَكَ اَنْ یَفْعَلَ۔ یہاں اَنْ اپنے مابعد فعل مضارع کے ساتھ مل کر مصدر مؤول ہو کر عَسَی، اِخْلَوْلَقَ اور اَوْشَكَ کا فاعل ہے، ان کو خبر کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ صورت اس وقت ہوگی جب اَنْ کے بعد والے فعل کے ساتھ اسم ظاہر نہ ہو جس کو اس فعل کا فاعل بنانا صحیح ہو۔

اگر اس کے بعد اسم ظاہر ہو تو اس کی دو صورتیں جائز ہیں:

① استاد ابوعلی شلوبین کے نزدیک اسم ظاہر اَنْ کے بعد والے فعل کا فاعل ہوگا، پھر یہ مصدر مؤول ہو کر عَسَی کا فاعل بنے گا، اس صورت میں عَسَی تامہ ہوگا اس کی خبر نہیں ہوگی، جیسے: عَسَی اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ۔

② مبرد، سیرانی اور فارسی کے نزدیک پہلی صورت بھی جائز ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی جائز ہے کہ اسم ظاہر عَسَی کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور اَنْ اپنے مابعد فعل کے ساتھ مل کر عَسَی کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہو، اس فعل کا فاعل ضمیر مستتر ہوگا جو عَسَی کے اسم کی طرف لوٹے گی، اس کے مؤخر ہونے کے باوجود ضمیر کا اس کی طرف لوٹنا جائز ہے کیونکہ یہ رتبۃً مقدم ہے۔

اس اختلاف کا فائدہ تثنیہ، جمع اور تانیث کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے:

جب اسم ظاہر تثنیہ، جمع یا جمع مؤنث ہو تو شلوبین کے نزدیک اَنْ کے بعد والا فعل واحد آئے گا اس میں ضمیر نہیں لائیں گے کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے، جیسے: عَسَی اَنْ یَقُوْمَ الزَّیْدَانِ، عَسَی اَنْ یَقُوْمَ الزَّیْدُوْنَ، عَسَی اَنْ تَقُوْمَ الْهِنْدَاتُ۔

جب کہ باقی نحویوں کے نزدیک اَنْ کے بعد والا فعل تثنیہ کے ساتھ تثنیہ اور جمع کے

ساتھ جمع آئے گا، کیونکہ اس کا فاعل ضمیر ہے بعد والا اسم ظاہر اس فعل کا فاعل نہیں بلکہ وہ عَسٰی کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، جیسے: عَسَی أَنْ یَقُوْمَا الزَّیْدَانِ، عَسَی أَنْ یَقُوْمُوْا الزَّیْدُوْنَ، عَسَی اَنْ یَقُمْنَ الْھِنْدَاتُ۔

خلاصہ کلام:

افعال مقاربہ

ناقصہ اور تامہ: عَسَی، اِخْلَوْلَقَ، اَوْشَكَ

ناقصہ: باقی تمام صرف ناقصہ استعمال ہوتے ہیں

☆......☆......☆

۱۷۲۔ وَجَرِّدَنْ عَسَی أَوِارْفَعْ مُضْمَرًا بِھَا اِذَا اسْمٌ قَبْلَھَا قَدْ ذُکِرَا

آپ خالی کریں عَسَی کو (ضمیر سے) یا رفع دیں ضمیر کو اس کے ساتھ جب کوئی اسم اس سے پہلے ذکر کیا جائے۔

رموز شعر:

اس شعر میں عَسَی کی خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ جب عَسَی سے پہلے کوئی اسم ہو تو اس میں ضمیر کو ماننا اور نہ ماننا دونوں طرح جائز ہے۔

خلاصہ:

عَسَی کی خصوصیت:

جب عَسَی سے پہلے اسم ذکر کیا جائے تو عَسَی میں اس اسم کی ضمیر مقدر ماننا جائز ہے:

تمام افعال مقاربہ میں سے صرف عَسَی میں یہ خصوصیت ہے کہ جب اس سے پہلے کوئی اسم آجائے تو اس میں ضمیر کو مقدر ماننا اور نہ ماننا دونوں طرح جائز ہے۔

بنوتمیم کے نزدیک اس میں ضمیر ہوگی جو سابق اسم کی طرف لوٹے گی اور اہل حجاز کے نزدیک اس میں ضمیر نہیں ہوگی، جیسے: زَیْدٌ عَسَی اَنْ یَقُوْمَ، بنوتمیم کے نزدیک عَسَی میں ضمیر مستتر اس کا اسم ہے جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے اور اَنْ یَقُوْمَ، عَسَی کی خبر ہونے کی

— وجہ سے محل نصب میں ہے اور اہل حجاز کے نزدیک عَسَی میں کوئی ضمیر نہیں اَنْ یَقُوْمَ، عَسَی کا فاعل ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔

اختلاف کا فائدہ تثنیہ وجمع اور مؤنث کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے:

بنوتمیم کی لغت کے مطابق اَلزَّیْدَانِ عَسَیَا أَنْ یَقُوْمَا، اَلزَّیْدُوْنَ عَسَوْا اَنْ یَقُوْمُوا، هِنْدٌ عَسَتْ اَنْ تَقُوْمَ، اَلْهِنْدَانِ عَسَتَا اَنْ تَقُوْمَا، اَلْهِنْدَاتُ عَسَیْنَ اَنْ یَقُمْنَ پڑھیں گے۔

اور اہل حجاز کی لغت کے مطابق اَلزَّیْدَانِ عَسَی أَنْ یَقُوْمَا، اَلزَّیْدُوْنَ عَسَی اَنْ یَقُوْمُوا، هِنْدٌ عَسَی اَنْ تَقُوْمَ، اَلْهِنْدَانِ عَسَی اَنْ تَقُوْمَا، اَلْهِنْدَاتُ عَسَی اَنْ یَقُمْنَ پڑھیں گے۔

عَسَی کے علاوہ باقی افعال میں ضمیر لانا واجب ہے، جیسے: اَلزَّیْدَانِ جَعَلَا یَنْظِمَانِ، یہاں بغیر ضمیر کے اَلزَّیْدَانِ جَعَلَ یَنْظِمَانِ کہنا صحیح نہیں ہے۔

☆......☆......☆

۱۷۳۔ وَالْفَتْحَ وَالْكَسْرَ أَجِزْ فِي السِّيْنِ مِنْ نَحْوِ ((عَسَيْتُ)) وَانْتِقَا الْفَتْحِ زُكِنْ

فتحہ اور کسرہ کو آپ جائز قرار دیں سین میں عَسَیْتُ جیسی مثالوں میں اور فتحہ کا پسندیدہ ہونا معلوم ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب عَسَی کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو اس کی سین میں فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔

خلاصہ:

عَسَی کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو اس کی سین میں فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں:

جب عَسَی کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو اس کی سین میں فتحہ اور کسرہ دونوں

جائز ہیں، لیکن فتحہ مشہور ہے، وہ ضمیر خواہ متکلم کی ہو، مخاطب کی ہو یا غائب کی، جیسے: عَسَيْتُ، عَسَيْتَ، عَسَيْتِ، عَسَيْتُمَا، عَسَيْتُمْ، عَسَيْتُنَّ، عَسَيْنَ۔

نافع نے اس آیت میں سین پر کسرہ اور باقی نحویوں نے فتحہ پڑھا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَهَلْ عَسِيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ﴾

☆......☆......☆

حروف مشبہ بالفعل (اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا) کا بیان

۱۷۴۔ لِاِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ، لٰکِنَّ، لَعَلّْ کَاَنَّ۔عَکْسُ مَا لِکَانَ مِنْ عَمَلْ

اِنَّ، اَنَّ، لَیتَ، لٰکِنَّ، لَعَلَّ اور کَاَنَّ کے لیے اس عمل کے برعکس ہے جو کان کے لیے ہے۔

۱۷۵۔ کَاِنَّ زَیْدًا عَالِمٌ بِاَنِّی کُفْءٌ، وَلٰکِنَّ ابْنَهُ ذُوْ ضِغْنِ

جیسے: اِنَّ زَیْدًا عَالِمٌ، بِاَنِّی کُفْءٌ، وَلٰکِنَّ ابْنَهٗ ذُوْ ضِغْنٍ (بے شک زید جانتا ہے کہ میں (اس کے) برابر ہوں لیکن اس کا بیٹا کینہ والا ہے۔)

رموز شعر:

ان دو شعروں میں حروف مشبہ بالفعل اور ان کا عمل بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

حروف مشبہ بالفعل: یہ چھ حروف ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیتَ، لَعَلَّ۔

امام سیبویہ کے نزدیک یہ پانچ ہیں انہوں نے اَنَّ کو شمار نہیں کیا اس لیے کہ اس کی اصل اِنَّ ہی ہے۔

حروف مشبہ بالفعل کے معانی: یہ درج ذیل معانی کے لیے آتے ہیں:

اِنَّ اور اَنَّ دونوں تاکید کے لیے، کَاَنَّ تشبیہ کے لیے، لٰکِنَّ استدراک کے لیے، لَیتَ تمنی کے لیے، اور لَعَلَّ ترجی اور اشفاق کے لیے آتا ہے۔

تمنی اور ترجی میں فرق: تمنی ممکن اور غیر ممکن دونوں کے لیے ہوتی ہے، جیسے: لَیتَ زَیْدًا قَائِمٌ، لَیتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یَوْمًا، اور ترجی صرف ممکن کے لیے ہوتی ہے، جیسے: لَعَلَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ، اور لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یَوْمًا کہنا درست نہیں ہے۔

اشفاق اور ترجی میں فرق: ترجی محبوب چیز میں ہوتی ہے، جیسے: لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْحَمُنَا اور اشفاق ناپسندیدہ چیز میں ہوتا ہے، جیسے: لَعَلَّ الْعَدُوَّ یَقْدَمُ۔

حروف مشبہ بالفعل کا عمل: یہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

حروف مشبہ بالفعل کا خبر میں عمل کرنے میں اختلاف ہے:

بصریوں کے نزدیک یہ مبتدا اور خبر دونوں میں عمل کرتے ہیں، جب کہ کوفیوں کے نزدیک یہ صرف مبتدا میں عمل کرتے ہیں، خبر پر وہی رفع باقی رہتا ہے جو اِنَّ کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے تھا۔

☆......☆......☆

۱۷۶۔ وَرَاعِ ذَا التَّرْتِيبَ، إِلَّا فِي الَّذِي كَلَيْتَ فِيهَا۔ أَوْ هُنَا۔ غَيْرَ الْبَذِي

آپ خیال رکھیں اس ترتیب کا سوائے اس مثال کے جو لَيْتَ فِيهَا یا هُنَا غَيْرَ الْبَذِي کی طرح ہو۔

حل عبارت: رَاعِ: آپ ملحوظ رکھیں، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب مفاعلہ، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، یہ اصل میں رَاعِيْ تھا، امر بناتے وقت جزم وقفی کی وجہ سے آخر سے حرف علت یاء گر گئی۔ الْبَذِي: بداخلاق، بے حیا۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کے اسم کو مقدم اور خبر کو مؤخر لانا لازم ہے، مگر جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو اسے مؤخر لانا لازم نہیں ہے، بلکہ اسے مقدم بھی لا سکتے ہیں۔

خلاصہ:

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو اسم سے مقدم لانا جائز نہیں ہے، سوائے ظرف اور جار مجرور کے:

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو اسم سے مقدم لانے کی دو صورتیں ہیں: ا۔ جوازی ۲۔ وجوبی

① جوازی: خبر کو اسم سے مقدم اور مؤخر لانا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: لَيْتَ فِيهَا غَيْرَ الْبَذِي، لَيْتَ هُنَا غَيْرَ الْبَذِي۔ یہاں فِيهَا اور هُنَا کو غَيْرَ سے مقدم اور مؤخر لانا دونوں طرح جائز ہے۔

② وجوبی: خبر کو اسم سے مقدم لانا واجب ہے جیسے: لَيْتَ فِي الدَّارِ صَاحِبَهَا، یہاں فِي الدَّارِ خبر کو مؤخر لانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ضمیر کے مرجع کا لفظا ورتبۃ بعد میں آنا لازم آئے گا۔

خبر کے معمول کو اسم سے مقدم لانا جائز نہیں اگر چہ وہ ظرف یا جار مجرور ہو:

خبر کے معمول کو اسم سے مقدم لانا جائز نہیں خواہ وہ ظرف یا جار مجرور ہو یا اس کے علاوہ، جیسے: إِنَّ طَعَامَكَ زَيْدًا آكِلٌ، إِنَّ بِكَ زَيْدًا وَاثِقٌ، إِنَّ عِنْدَكَ زَيْدًا جَالِسٌ۔

البتہ بعض کے نزدیک جب معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو اسم سے پہلے آسکتا ہے۔ جیسے یہ شعر ہے:

فَلَا تَلْحَنِي فِيهَا، فَإِنَّ بِحُبِّهَا ○ أَخَاكَ مُصَابُ الْقَلْبِ جَمٌّ بَلَابِلُهْ

آپ مجھے ملامت نہ کریں اس (محبوبہ) کے بارے میں، بے شک آپ کا بھائی مبتلا ہو چکا ہے اس کا دل اس کی محبت میں اور بہت زیادہ ہیں اس کے وسوسے۔

حل عبارت: لَا تَلْحَنِي: تو مت مجھے ملامت کر، صیغہ واحد مذکر، فعل نہی حاضر معلوم، باب فتح، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، لائے نہی کی وجہ سے یاء گر گئی۔ مُصَاب مبتلا، صیغہ واحد مذکر، اسم مفعول، باب افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں مُصْوَبٌ تھا، واؤ متحرک ما قبل ساکن، واؤ کی حرکت ما قبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدل دیا۔ جَمٌّ: کثیر۔ بَلَابِلُ: اضطرابات، وسوسے، م: بَلْبَالٌ۔

محل استشهاد: فَإِنَّ بِحُبِّهَا أَخَاكَ مُصَابُ الْقَلْبِ ہے، یہاں مُصَابُ الْقَلْبِ خبر کا معمول "بِحُبِّهَا" أَخَاكَ اسم سے پہلے آیا ہے، یہ اصل میں فَإِنَّ أَخَاكَ مُصَابُ الْقَلْبِ بِحُبِّهَا تھا۔

☆......☆......☆

١٧٧۔ وَهَمْزَ إِنَّ افْتَحْ لِسَدِّ مَصْدَرِ ○ مَسَدَّهَا وَفِي سِوَى ذَاكَ اكْسِرِ

إِنَّ کے ہمزہ کو آپ فتحہ دیں مصدر کا اس کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے، اس کے علاوہ میں آپ کسرہ دیں۔

حل عبارت: سَدٌّ: روکنا، بند کرنا، مصدر، باب نصر۔ مَسَدًّا: روکنے یا بند کرنے کی جگہ، اسم ظرف، باب نصر۔ سَدَّ مَسَدَّ هَا: کا معنی ہے قائم مقام ہونا۔

رموز شعر:

اس شعر میں اِنَّ اور اَنَّ پڑھنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اِنَّ کے ہمزے کی حالتیں: اس کی تین حالتیں ہیں: ۱۔ فتحہ واجب ۲۔ کسرہ واجب ۳۔ دونوں جائز۔

اَنَّ پڑھنے کی وجوبی صورت:

جب اِنَّ اور اس کے اسم اور خبر کی جگہ مصدر کو لانا جائز ہو، مثلاً جب یہ فاعل، مفعول یا مجرور بحرف جر کی جگہ واقع ہو، جیسے: يُعْجِبُنِي اَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ قِيَامُكَ، عَرَفْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ قِيَامَكَ، عَجِبْتُ مِنْ اَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ مِنْ قِيَامِكَ۔

سوال مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اِنَّ اور اس کے مدخول کی جگہ مصدر کا لانا صحیح ہو یہ نہیں کہا کہ مفرد کا لانا صحیح ہو،

جواب اس لیے کہ بعض دفعہ یہ مفرد کی جگہ پر آتا ہے اور اس کے باوجود اس پر کسرہ پڑھنا واجب ہوتا ہے، جیسے: ظَنَنْتُ زَيْدًا اِنَّهُ قَائِمٌ یہاں اِنَّ پر کسرہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ یہ مفرد کی جگہ پر آ رہا ہے، اس لیے کہ یہ مفعول ثانی کی جگہ پر ہے لیکن یہاں مصدر کو مقدر ماننا جائز نہیں اس لیے کہ ظَنَنْتُ زَيْدًا قِيَامَهُ کہنا صحیح نہیں کیونکہ اسم ذات کی خبر مصدر نہیں بن سکتا۔

اگر مصدر کو مقدر ماننا واجب نہ ہو تو وہاں اس پر فتح پڑھنا واجب نہیں بلکہ اس پر وجوبی یا جوازی طور پر کسرہ پڑھا جاتا ہے، اس اعتبار سے اس کی دو قسمیں بنیں گی، ۱۔ کسرہ واجب۔ ۲۔ فتحہ اور کسرہ دونوں جائز۔

☆......☆......☆

۱۷۸۔ فَاكْسِرْ فِي الْاِبْتِدَا، وَ فِي بَدْءِ صِلَهْ وَحَيْثُ ((اِنَّ)) لِيَمِينٍ مُكْمِلَهْ

آپ کسرہ دیں ابتدا میں، صلہ کے شروع میں، جہاں اِنَّ قسم کو مکمل کرنے والا ہو

۱۷۹۔ أَوْ حُكِيَتْ بِالْقَوْلِ، أَوْ حَلَّتْ مَحَلّ حَالٍ، كَـزُرْتُهُ وَاِنِّي ذُوْ أَمَلْ

یا حکایت کی جائے قول کے ساتھ، یا وہ حال کی جگہ پر آئے، جیسے: زُرْتُـهُ وَاِنِّـي ذُوْ أَمَلٍ (میں نے اس سے ملاقات کی اس حال میں کہ میں امید کرنے والا تھا۔)

۱۸۰۔ وَكَسَرُوْا مِنْ بَعْدِ فِعْلٍ عُلِّقَا بِـاللَّامِ، كَـاعْـلَمْ اِنَّهُ لَذُو تُقَى

اورانہوں نے کسرہ دیا ہے ایسے فعل کے بعد جو معلق کیا جائے لام کے ساتھ، جیسے: اِعْلَمْ اِنَّهُ لَذُو تُقَى (جان لیجیے بے شک وہ تقوی والا ہے۔)

رموز شعر

ان شعروں میں اِنَّ پڑھنے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اِنَّ پڑھنے کی وجوبی صورتیں: درج ذیل چھ ہیں، شارح نے مزید تین صورتیں بھی بیان کی ہیں، اس اعتبار سے کل نو صورتیں ہیں۔

① جب اِنَّ شروع کلام میں آئے، جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

شروع کلام میں اَنَّ پڑھنا جائز نہیں، جیسے: اَنَّكَ فَاضِلٌ عِنْدِي بلکہ اسے بعد میں لانا واجب ہے، جیسے: عِـنْـدِي اَنَّكَ فَـاضِـلٌ، اگرچہ بعض کے نزدیک شروع کلام میں بھی اَنَّ پڑھنا جائز ہے۔

② جب اِنَّ صلہ کے شروع میں آئے، جیسے: جَاءَ الَّذِي اِنَّهُ قَائِمٌ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوْءُ﴾

③ جب اِنَّ جواب قسم میں آئے اور اس کی خبر پر لام تاکید ہو، جیسے: وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ۔

④ جب اِنَّ قول کے بعد مقولہ کے شروع میں آئے، جیسے: قُلْتُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ،

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ﴾

اگر قول بمعنی ظنّ ہو تو وہاں اَنَّ پڑھا جائے گا، جیسے: اَتَقُوْلُ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اَيْ اَتَظُنُّ۔

⑤ جب اِنَّ ایسے جملہ میں آئے جو حال واقع ہو، جیسے: زُرْتُهٗ وَاِنِّي ذُو اَمَلٍ۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾

اسی طرح یہ شعر ہے:

مَا اَعْطَيَانِي وَلَا سَأَلْتُهُمَا ○ اِلَّا وَاِنِّي لَحَاجِزِي كَرَمِي

نہیں دیا ان دونوں نے مجھے کچھ بھی اور نہ ہی میں نے ان سے سوال کیا کسی حالت میں مگر اس حال میں کہ میری شرافت مجھے روکتی تھی۔

حل عبارت: حَاجِزِي: مجھے روکتی تھی، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضرب۔ كَرَمِي: میری عالی ظرفی۔

محل استشہاد: وَاِنِّي لَحَاجِزِي كَرَمِي ہے، یہاں وَاِنِّي لَحَاجِزِي كَرَمِي جملہ حال ہے اس لیے اس میں اِنَّ پڑھا گیا ہے۔

⑦ جب اِنَّ افعال قلوب کے بعد آئے اور اس کی خبر پر لام تاکید ہو، جیسے: عَلِمْتُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ۔

اگر لام نہ ہو تو پھر اَنَّ پڑھا جائے گا، جیسے: عَلِمْتُ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

اعتراض: یہاں پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے اِنَّ پڑھنے کی بعض جگہیں چھوڑ دی ہیں مثلاً:

① جب اِنَّ اَلَا استفتاحیہ کے بعد آئے، جیسے: اَلَا اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ﴾

② جب اِنَّ حَيْثُ کے بعد آئے، جیسے: اَجْلِسُ حَيْثُ اِنَّ زَيْدًا جَالِسٌ

③ جب اِنَّ ایسے جملہ میں آئے جو اسم ذات کی خبر واقع ہو، جیسے: زَيْدٌ اِنَّهٗ قَائِمٌ

جواب: مصنف رحمہ اللہ پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ان تمام صورتوں میں یہ شروع کلام میں آنے کی وجہ سے اِنَّ پڑھا گیا ہے اور مصنف رحمہ اللہ پہلے ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ شروع کلام میں اِنَّ پڑھا جاتا ہے۔

حل عبارت: جُمْلَةٍ مَحْكِيَّةٍ بِالْقَوْلِ: ایسا جملہ جو قول کو بیان کرنے والا ہو۔ اِنْ لَمْ تُحْكَ بِهِ: اگر اس کے ساتھ قول کو بیان نہ کیا جائے۔ بَلْ أُجْرِيَ الْقَوْلُ مُجْرَى الظَّنِّ: بلکہ قول ظن کی جگہ جاری کیا جائے۔ قَدْ عُلِّقَ عَنْهَا بِاللَّامِ: اسے معلق کیا گیا ہو لام کے ساتھ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے بعد اِنَّ کی خبر پر لام تاکید ہو۔ أُوْرِدَ عَلَيْهِ: اس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اِسْمَ عَيْنٍ: سے مراد اسم ذات ہے یعنی وہ اسم جو کسی ذات کا نام ہو۔ لَا يَرِدُ عَلَيْهِ شَيْءٌ: اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ نَقَصَ: اس نے کم بیان کی ہیں۔

☆......☆......☆

۱۸۱۔ بَعْدَ اِذَا فُجَاءَةٍ أَوْ قَسَمٍ   لَا لَامَ بَعْدَهُ بِوَجْهَيْنِ نُمِي

اِذَا فجائیہ اور ایسی قسم کے بعد جس کے بعد لام نہ ہو دونوں وجہوں (یعنی فتحہ اور کسرہ) کے ساتھ اِنَّ (کا ہمزہ) پایا گیا ہے۔

۱۸۲۔ مَعْ تِلْوِ فَا الْجَزَا، وَ ذَا يَطَّرِدُ   فِي نَحْوِ ((خَيْرُ الْقَوْلِ اِنِّي أَحْمَدُ))

(اسی طرح) فاء جزائیہ کے بعد اور یہ (حکم) قیاسی ہے خَيْرُ الْقَوْلِ اِنِّي أَحْمَدُ جیسی مثالوں میں۔

حل عبارت: تِلْوِ: ہر وہ چیز جو دوسری شے کے پیچھے ہو، یہاں اس کا معنی ہے بعد۔ فَا الْجَزَا: یہ اصل میں فَاءِ الْجَزَاءِ تھے، ضرورت شعری کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا۔ يَطَّرِدُ: (یہ حکم) صحیح طرز پر ہے، یہاں اس سے مراد ہے کہ یہ قیاس کے مطابق ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعل، یہ اصل میں يَطْتَرِدُ تھا، تفعل کے فاء کلمہ میں طا واقع ہوئی تو تائے تفعل کو طا سے بدل کر طا کا طا میں ادغام کر دیا۔

رموز شعر:

ان دو شعروں میں اِنَّ اور اَنَّ دونوں طرح پڑھنے کی جوازی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اِنَّ اور اَنَّ پڑھنے کی جوازی صورتیں: درج ذیل صورتوں میں اِنَّ اور اَنَّ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

① جب إِنَّ اذا فجائیہ کے بعد آئے، جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

جب اس کو اِنَّ پڑھیں گے تو یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ بن جائے گا تقدیری عبارت یوں ہوگی خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ قَائِمٌ۔

اور جب اس کو اَنَّ پڑھیں گے تو یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر مصدر مؤول ہو کر مبتدا ہوگا اور اس کی خبر اذا فجائیہ ہوگا، تقدیری عبارت یوں ہوگی فَإِذَا قِيَامُ زَيْدٍ۔

اس کی خبر کو محذوف ماننا بھی جائز ہے تقدیری عبارت یوں ہوگی خَرَجْتُ فَإِذَا قِيَامُ زَيْدٍ مَوْجُوْدٌ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

وَكُنْتُ أُرَى زَيْدًا۔ كَمَا قِيْلَ۔ سَيِّدًا ○ إِذَا اَنَّهُ عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِمِ

میں سمجھتا تھا زید کو سردار، جیسا کہ کہا گیا ہے، اچانک وہ تو گدی اور جبڑے کی ہڈی کا غلام تھا۔

حل عبارت: اَلْقَفَا: گدی، ج: اَقْفَاءٌ۔ اللَّهَازِم: جبڑے کی ابھری ہوئی ہڈیاں، م: اللِّهْزِمَةُ: یہاں عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِمِ: سے مراد اس کی کمینگی اور ذلت بیان کرنا مقصود ہے، اس لیے کہ گدی اور جبڑے تھپڑ اور مکا مارنے کی جگہ ہے، اور یہ سلوک اکثر غلام کے ساتھ ہوتا ہے۔

محل استشہاد: اِذَا اَنَّهُ عَبْدُ الْقَفَا ہے، یہاں اسے إِذَا إِنَّهُ اور اَنَّهُ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

اِنَّ پڑھنے کی صورت میں یہ مکمل جملہ بنے گا تقدیری عبارت یوں ہوگی إِذَا هُوَ عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِمِ اور اَنَّ پڑھنے کی صورت میں یہ مصدر مؤول مبتدا اور اس کی خبر اِذَا فجائیہ ہوگا یا وہ محذوف ہوگی تقدیری عبارت یوں ہوگی فَإِذَا عُبُوْدِيَّتُهُ یا فَإِذَا عُبُوْدِيَّتُهُ مَوْجُوْدَةٌ

② جب اِنَّ جواب قسم میں واقع ہو اور اس کی خبر پر لام نہ ہو، جیسے: حَلَفْتُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

اسی طرح شاعر کا یہ قول ہے:

لَتَقْعُدِنَّ مَقْعَدَ الْقَصِيِّ ○ مِنِّي ذِي الْقَاذُوْرَةِ الْمَقْلِيِّ
أَوْ تَحْلِفِي بِرَبِّكِ الْعَلِيِّ ○ أَنِّي أَبُوْ ذَيَّالِكِ الصَّبِيِّ

تو ضرور بیٹھے گی دور والے ایسے آدمی کی جگہ مجھ سے جو قابل نفرت اور ناپسندیدہ ہے، اِلَّا یہ کہ تو اپنے بلند رب کی قسم اٹھائے کہ بے شک میں اس بچے کا باپ ہوں۔

حل عبارت: اَلْقَصِي بعید، دور، ج: اَقْصَاءٌ۔ اَلْقَاذُورَة: بداخلاق آدمی جس سے میل جول رکھا جائے، ج: قَاذُورَات۔ اَلْمَقْلِيّ: وہ شخص جسے ناپسند سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہو، صیغہ واحد مذکر، اسم مفعول، باب ضرب، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی۔ ذَيَّالِكَ: اسم اشارہ۔

محل استشہاد: تَحْلِفِي بِرَبِّكِ الْعَلِيِّ اِنِّي ہے، یہاں اِنِّي، تَحْلِفِي فعل قسم کے بعد آیا ہے اور اس کی خبر پر لام نہیں اس لیے اس کو اِنِّي اور اَنِّي دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

قسم کے بعد جب اِنَّ کی خبر پر لام نہ ہو تو اِنَّ اور اَنَّ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، خواہ قسم والا جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، فعل موجود ہو یا موجود نہ ہو، جیسے: لَعَمْرُكَ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، حَلَفْتُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

③ جب اِنَّ فاء جزائیہ کے بعد واقع ہو، جیسے: مَنْ يَّاْتِنِي فَاِنَّهٗ مُكْرَمٌ۔

جب اِنَّ پڑھیں گے تو یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ جواب شرط بنے گا تقدیری عبارت یوں ہوگی مَنْ يَّاْتِنِي فَهُوَ مُكْرَمٌ

جب اَنَّ پڑھیں تو یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر مصدر مؤول ہو کر مبتدا اور اس کی خبر محذوف ہوگی، جیسے: مَنْ يَّاْتِنِي فَاِكْرَامُهٗ مَوْجُوْدٌ یا اس کو خبر بنالیں اور مبتدا محذوف مان لیں، جیسے: مَنْ يَّاْتِنِي فَجَزَاؤُهُ الْاِكْرَامُ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

یہاں اِنَّ پڑھنے کی صورت میں یہ جملہ جواب شرط بنے گا، اور اَنَّ پڑھنے کی صورت میں یہ مصدر مبتدا بنے گا اور اس کی خبر محذوف ہوگی، تقدیری عبارت یوں ہوگی فَالْغُفْرَانُ جَزَاءُهٗ یا یہ مصدر خبر بنے گا اور مبتدا محذوف ہوگا، تقدیری عبارت یوں ہوگی فَجَزَاءُهُ الْغُفْرَانُ۔

④ جب اِنَّ ایسے مبتدا کے بعد آئے جس میں قول کے معنی ہوں اور اس کی خبر بھی قول ہو، اور دونوں کا قائل بھی ایک ہو، جیسے: خَيْرُ الْقَوْلِ اِنِّي اَحْمَدُ اللّٰهَ، جب اَنَّ پڑھیں گے

تو یہ مصدر مؤول ہو کر خبر ہو گی تقدیری عبارت یوں ہو گی خَيْرُ الْقَوْلِ حَمْدُ اللّٰهِ۔

جب اِنَّ پڑھیں گے تو یہ اپنے اسم اور خبر سے مل کر مکمل جملہ بن کر خبر بنے گا، جیسے: أَوَّلُ قِرَاءَ تِي ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ میں أَوَّلُ قِرَاءَ تِي مبتدا اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ جملہ خبر ہے، تو یہاں خَيْرُ الْقَوْلِ مبتدا اور اِنِّي اَحْمَدُ اللّٰهَ خبر ہے، اس جملہ میں رابط کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ یہ معنی کے اعتبار سے مبتدا ہی ہے، یہ نُطْقِي اللّٰهُ حَسْبِي کی طرح ہے۔

سیبویہ رحمہ اللہ نے اس کی مثال یہ دی ہے أَوَّلُ مَا أَقُولُ أَنِّي أَحْمَدُ اللّٰهَ کسرہ پڑھنے کی صورت میں جملہ خبر واقع ہو گا، متقدمین اور متاخرین جیسے مبرد، زجاج، سیرافی، ابوبکر بن طاہر بلکہ اکثر نحویوں کا یہی مذہب ہے۔

حل عبارت: فِي الْحَضْرَةِ: موجودگی میں یعنی اب۔ مَلْفُوْظٌ بِهِ: وہ لفظوں میں موجود ہو۔ غَيْرُ مَلْفُوْظٍ بِهِ: وہ لفظوں میں موجود نہ ہو۔ لِأَنَّهَا نَفْسُ الْمُبْتَدَا فِي الْمَعْنَى: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جملہ میں وہی معنی پایا جا رہا ہے جو مبتدا میں ہے، اس لیے معناً یہ جملہ بعینہٖ مبتدا ہے۔ هُوَ أَنَّهُ مِنْ بَابِ الْإِخْبَارِ بِالْجُمَلِ: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جملوں کو خبر بنانے کے قبیل سے ہے، یعنی کسرہ پڑھنے کی صورت میں جملہ خبر واقع ہو گا۔

خلاصہ کلام:

اِنَّ اور اَنَّ پڑھنے کی جوازی صورتیں

① جب وہ اذا فجائیہ کے بعد آئے، جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

② جب وہ جواب قسم میں واقع ہو اور اس کی خبر پر لام نہ ہو، جیسے: حَلَفْتُ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ

③ جب وہ فاء جزائیہ کے بعد واقع ہو، جیسے: مَنْ يَأْتِنِي فَإِنَّهُ مُكْرَمٌ

④ جب وہ ایسے مبتدا کے بعد آئے جس میں قول کے معنی ہوں اور اس کی خبر بھی قول ہو، اور دونوں کا قائل بھی ایک ہو، جیسے: خَيْرُ الْقَوْلِ اِنِّي اَحْمَدُ اللّٰهَ

☆......☆......☆

۱۸۳۔ وَبَعْدَ ذَاتِ الْكَسْرِ تَصْحَبُ الْخَبَرْ ... لَامُ ابْتِدَاءٍ، نَحْوُ: إِنِّي لَوَزَرْ

کسرہ والے (یعنی اِنَّ) کے بعد ملتا ہے خبر کے ساتھ لامِ ابتدا جیسے: اِنِّی لَوَزَرٌ (بے شک میں البتہ جائے پناہ ہوں۔)

رموزِ شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اِنَّ کی خبر پر لامِ ابتدا کو لانا جائز ہے

خلاصہ:

اِنَّ کی خبر پر لامِ ابتدا کو لانا جائز ہے:

حروفِ مشبہ بالفعل میں سے صرف اِنَّ کی خبر پر لامِ ابتدا لانا جائز ہے، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔

اعتراض: لامِ ابتدا چونکہ صدارتِ کلام رچاہتا ہے اس لیے حق تو اس کا یہ تھا کہ یہ ابتدائے کلام میں اِنَّ پر داخل ہوتا، جیسے: لَاِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ یہ خبر پر کیوں آیا ہے؟

جواب: چونکہ اِنَّ بھی تاکید کے لیے ہے اور لامِ ابتدا بھی تاکید کے لیے ہے اس لیے نحویوں نے ایک معنی والے دو حرفوں کا جمع ہونا ناپسند سمجھا تو انہوں نے لام کو خبر کی طرف منتقل کر دیا۔

لامِ ابتدا اِنَّ کے باقی اخوات پر داخل نہیں ہوتا، جیسے: لَعَلَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ نہیں کہہ سکتے۔

البتہ کوفیوں کے نزدیک لٰکِنَّ کی خبر پر لامِ ابتدا آسکتا ہے،

جیسے یہ شعر ہے:

یَلُوْمُوْنَنِی فِی حُبِّ لَیْلٰی عَوَاذِلِی ○ وَلٰکِنَّنِی مِنْ حُبِّھَا لَعَمِیْدُ

ملامت کرتے ہیں مجھے لیلیٰ کی محبت کے بارے میں ملامت کرنے والے لیکن میں اس کی محبت سے البتہ سخت غمگین ہوں۔

حلِ عبارت: یَلُوْمُوْنَنِی: ملامت کرتے ہیں، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں: ۱۔ یہ فعل، واو ضمیر فاعل، نون وقایہ، یاء ضمیر مفعول بہ، یہ جملہ ہوکر خبر مقدم اور عَوَاذِلِی مبتدا مؤخر۔ ۲۔ یہ فعل، واو حرف ہے جو جمع پر دلالت کر رہا ہے، عَوَاذِلِی فاعل ہے، فعل مذکر اس لیے آیا ہے کہ فاعل جمع مکسر ہونے کی وجہ سے جواز کی صورت ہے۔ عَوَاذِلِی: ملامت کرنے والیاں، م:

عَاذِلَةٌ۔ عَمِيْدٌ: شکستہ دل، سخت غمزدہ۔

محل استشہاد: لَعَمِيْدٌ ہے، یہاں لَعَمِيْدٌ، لٰكِنَّ کی خبر ہے جس پر لام ابتدا آیا ہے۔

لیکن یہاں لام ابتدا زائدہ ہے، جس طرح أَمْسَى کی خبر پر شاذ طور پر زائدہ ہوتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

مَرُّوا عُجَالَى، فَقَالُوا: كَيْفَ سَيِّدُكُمْ؟ ○ فَقَالَ مَنْ سَأَلُوا: أَمْسَى لَمَجْهُوْدًا

وہ گزرے اس حال میں کہ وہ جلدی کرنے والے تھے انہوں نے کہا: تمہارا سردار کیسے ہے؟ پس کہا اس آدمی نے جس سے انہوں نے سوال کیا وہ ہو گیا ہے البتہ تکلیف میں۔

حل عبارت: عُجَالَى: جلد باز، م: عَجْلَانُ، بعض کے نزدیک یہ عَجْلٌ کی جمع عِجَالٌ ہے۔ سَأَلُوا: اس میں دو احتمال ہیں: ا۔ اس کو معلوم پڑھا جائے، اس صورت میں مَنْ موصول کی طرف ضمیر عائد حذف ہوگی یعنی یہ سَأَلُوْهُ ہوگا۔ ۲۔ اس کو مجہول سُئِلُوا پڑھا جائے، اس صورت میں عائد ضمیر واؤ جمع ہوگی۔ مَجْهُوْدًا: نڈھال۔

محل استشہاد: لَمَجْهُوْدًا ہے، یہاں لَمَجْهُوْدًا، أَمْسَى کی خبر ہے جس پر لام زائدہ ہے۔

اسی طرح مبتدا کی خبر پر بھی شاذ طور پر لام زائدہ آجاتا ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

أُمُّ الْحُلَيْسِ لَعَجُوزٌ شَهْرَبَهْ ○ تَرْضَى مِنَ اللَّحْمِ بِعَظْمِ الرَّقَبَهْ

ام حلیس البتہ بانجھ اور بوڑھی عورت ہے وہ پسند کرتی ہے گوشت کے بدلے گردن کی ہڈی۔

حل عبارت: عَجُوزٌ: بانجھ۔ شَهْرَبَةٌ: بڑی عمر والی عورت۔

محل استشہاد: لَعَجُوزٌ ہے، یہاں لَعَجُوزٌ، أُمُّ الْحُلَيْسِ کی خبر ہے جس پر لام زائدہ ہے۔

مبرد کے نزدیک أَنَّ کی خبر پر بھی لام ابتدا آسکتا ہے،

جیسے ایک شاذ قراءت میں ہے: ﴿إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ﴾ لیکن یہاں بھی لام زائدہ ہے۔

☆...☆...☆

۱۸۴۔ وَلَا یَلِی ذِی اللَّامِ مَا قَدْ نُفِیَا --- وَلَا مِنَ الْأَفْعَالِ مَا کَرَضِیَا

اور نہیں ملتی اس لام کو جو خبر منفی ہو اور نہ ہی افعال میں سے جو رَضِیَ کی طرح ہو

۱۸۵۔ وَقَدْ یَلِیْهَا مَعَ قَدْ، کَاِنَّ ذَا --- لَقَدْ سَمَا عَلَی الْعِدَا مُسْتَحْوِذَا

اور کبھی ملتی ہے وہ خبر لام کو قد کے ساتھ، جیسے: اِنَّ ذَا لَقَدْ سَمَا عَلَی الْعِدَا مُسْتَحْوِذًا (بے شک یہ البتہ تحقیق غالب آ گیا دشمنوں پر اس حال میں کہ وہ (ان کو) شکست دینے والا تھا۔)

حلِ عبارت: نُفِیَا، رَضِیَا: یہ دونوں صیغہ واحد مذکر غائب ہیں، ان کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔ سَمَا: غالب آ گیا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام سے ناقص واوی، یہ اصل میں سَمَوَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا۔ اَلْعِدَا: دشمنوں، م: عُدُوٌّ۔ مُسْتَحْوِذًا: شکست دیتے ہوئے، واحد مذکر اسم فاعل، باب استفعال ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہاں قاعدہ یقول کا جاری نہ ہونا شاذ ہے۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں اِنَّ کی خبر پر لام ابتدا لانے کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اِنَّ کی خبر پر لام ابتدا لانے کی شرائط: درج ذیل ہیں

① اِنَّ کی خبر مثبت ہو منفی نہ ہو

اگر وہ منفی ہو تو اس پر لام ابتدا نہیں آ سکتا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَمَا یَقُوْمُ نہیں کہہ سکتے، البتہ شعر میں خبر منفی پر بھی شاذ طور پر لام آیا ہے، جیسے شاعر کا یہ قول ہے:

وَأَعْلَمُ اِنَّ تَسْلِیْمًا وَتَرْکًا ○ لَلَا مُتَشَابِهَانِ وَلَا سَوَاءُ

میں جانتا ہوں بے شک کام کو کسی کے سپرد کرنا اور نہ کرنا البتہ ایک جیسے اور برابر نہیں ہیں۔

حلِ عبارت: تَسْلِیْمًا: سے مراد ہے کہ کام کسی کے حوالہ کر دینا۔ تَرْکًا: سے مراد ہے کہ کام کسی کے حوالہ کرنا چھوڑ دینا بلکہ کام خود کرنا۔

محلِ استشہاد: لَلَا مُتَشَابِهَانِ ہے، یہاں لَا مُتَشَابِهَانِ خبر منفی ہے اس کے باوجود اس پر

لام ابتدا آیا ہے۔

② اِنَّ کی خبر فعل ماضی متصرف بغیر قَدْ کے ہو۔

اگر وہ فعل ماضی متصرف قد کے بغیر ہو تو اس پر لام ابتدا نہیں آسکتا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَرَضِیَ نہیں کہہ سکتے۔

البتہ کسائی اور ہشام نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

اگر فعل ماضی قَدْ کے ساتھ ہو یا وہ غیر متصرف ہو تو اس پر لام ابتدا آسکتا ہے، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَقَدْ قَامَ، اِنَّ زَیْدًا لَنِعْمَ الرَّجُلُ۔

نوٹ: اخفش اور فراء کے نزدیک آخری صورت جائز جبکہ سیبویہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر خبر فعل مضارع ہو تو اس پر لام ابتدا آسکتا ہے خواہ وہ متصرف ہو یا غیر متصرف، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَیَرْضَی، اِنَّ زَیْدًا لَیَذَرُ۔

البتہ جب اس کے شروع میں سین یا سوف ہو تو پھر لام کے لانے میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ سوف کی صورت میں تو لانا جائز ہے جبکہ سین کی صورت میں لانا قلیل ہے۔

☆......☆......☆

۱۸۷۔ وَتَصْحَبُ الْوَاسِطَ مَعْمُوْلَ الْخَبَرْ وَالْفَصْلَ، وَاسْمًا حَلَّ قَبْلَهُ الْخَبَرْ

آتا ہے لام ابتدا درمیان میں آنے والے خبر کے معمول پر، ضمیر فصل پر اور ایسے اسم پر کہ آئے اس سے پہلے خبر۔

رموز شعر:

اس شعر میں لام ابتدا آنے کے مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔

خلاصہ:

لام ابتدا خبر کے معمول، ضمیر فصل اور اِنَّ کے اسم پر بھی آجاتا ہے:

تفصیل حسب ذیل ہے:

① خبر کے معمول پر لام ابتدا آسکتا ہے، جب وہ اِنَّ کے اسم اور خبر کے درمیان میں ہو، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَطَعَامَكَ آكِلٌ، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی خبر کا معمول ہو جس پر

لام ابتدا کولانا جائز ہو۔

اگر خبر پر لام ابتدا کولانا جائز نہ ہو تو اس کے معمول پر بھی لام ابتدا نہیں لاسکتے، مثلاً جب خبر فعل ماضی متصرف بغیر قد کے ہو تو اس کے معمول پر لام ابتدا نہیں آسکتا، لہٰذا اِنَّ زَیْدًا لَطَعَامَكَ أَكَلَ نہیں کہہ سکتے، البتہ بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے "تَصْحَبُ الْوَاسِطَ" کہہ کر بتلایا ہے کہ جب معمول خبر کے بعد ہو تو اس پر لام ابتدا داخل نہیں ہوتا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا اٰکِلٌ لَطَعَامَكَ نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح لام ابتدا کو معمول کے ساتھ خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خبر کے معمول پر لام ابتدا آجائے تو پھر خبر پر لام ابتدا نہیں آتا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَطَعَامَكَ لَآكِلٌ نہیں کہہ سکتے اگرچہ بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، جیسے: اِنِّی لَبِحَمْدِ اللّٰهِ لَصَالِحٌ۔

② ضمیر فصل پر بھی لام ابتدا آسکتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ مبتدا اور خبر کے درمیان میں آئے، جیسے: زَیْدٌ لَهُوَ الْقَائِمُ یا جو اصل میں مبتدا اور خبر ہوں، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَهُوَ الْقَائِمُ۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ﴾ اس میں هٰذَا اِنَّ کا اسم، هُوَ ضمیر فصل ہے جس پر لام ابتدا آیا ہے اور الْقَصَصُ اِنَّ کی خبر ہے۔

ضمیر فصل کو ضمیر فصل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ خبر اور صفت کے درمیان فرق کرتی ہے، مثلاً جب آپ کہیں: زَیْدٌ هُوَ الْقَائِمُ، اگر آپ اس میں هُوَ نہ لائیں تو الْقَائِمُ میں احتمال ہے کہ وہ زَیْدٌ کی صفت ہے یا اس کی خبر ہے، تو جب هُوَ لے آئے تو پھر یہ متعین ہو جاتا ہے کہ الْقَائِمُ زَیْدٌ کی خبر ہے، صفت نہیں ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کے مطلق طور پر بیان کرنے سے کہ جب معمول اسم اور خبر کے درمیان آئے تو اس پر لام ابتدا آسکتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ہر معمول جب درمیان میں آئے تو اس پر لام ابتدا آسکتا ہے، جیسے: مفعول صریح، جار مجرور، ظرف اور حال لیکن نحویوں نے وضاحت کی ہے کہ حال پر لام ابتدا نہیں آسکتا، جیسے اِنَّ زَیْدًا لَضَاحِكًا رَاكِبٌ نہیں کہہ سکتے۔

③ جب اسم خبر کے بعد ہو تو اس پر بھی لام ابتدا آسکتا ہے، جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ لَزَیْدًا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ﴾

مصنف رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لام ابتدا ضمیر فصل یا اسم متأخر پر داخل ہوتو پھر خبر پر لام ابتدا داخل نہیں ہوگا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا لَهُوَ لَقَائِمٌ اور اِنَّ لَفِی الدَّارِ لَزَیْدًا نہیں کہہ سکتے۔

حل عبارت: اَشْعَرَ بتایا۔ مُقْتَضٰی: وہ چیز جس کا تقاضا ہو، ضرورت۔ اِطْلَاقِهٖ اس کا عموم۔ مُقْتَضٰی اِطْلَاقِهٖ: اس کے عموم کی رُو سے یا اس کے عموم کا تقاضا ہے۔

☆......☆......☆

۱۸۷۔ وَوَصْلُ ((مَا)) بِذِی الْحُرُوْفِ مُبْطِلُ اِعْمَالَهَا، وَقَدْ یُبَقَّی الْعَمَلُ

مـا کا ملنا ان حروف کے ساتھ باطل کر دیتا ہے ان کے عمل کو اور کبھی کبھی باقی رہتا ہے ان کا عمل۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ مـا آجائے تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے، البتہ کبھی کبھی عمل باقی بھی رہتا ہے۔

خلاصہ:

حروف مشبہ بالفعل کا عمل باطل ہونے کی صورتیں:

جب ان حروف کے بعد ما غیر موصولہ آجائے تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے، جیسے: اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ سوائے لَیْتَ کے اس میں عمل دینا اور نہ دینا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: لَیْتَمَا زَیْدًا قَائِمٌ، لَیْتَمَا زَیْدٌ قَائِمٌ۔

البتہ بعض نحویوں مثلاً اخفش اور کسائی وغیرہ کے نزدیک مـا آنے کے باوجود ان حروف کو قلیل طور پر عمل دینا بھی جائز ہے، جیسے: اِنَّمَا زَیْدًا قَائِمٌ۔ لیکن پہلا مذہب ہی صحیح ہے کہ جب ان حروف کے بعد مـا آجائے تو یہ عمل نہیں کرتے سوائے لَیْتَ کے، اخفش اور کسائی کا یہ دوسرا مذہب شاذ ہے۔

ما غیر موصولہ کہہ کر ما موصولہ کو نکال دیا ہے، یہ عمل کو نہیں روکتیں بلکہ ان کے ساتھ بھی یہ حروف عمل کرتے ہیں۔ ما موصولہ سے مراد وہ مـا ہے جو بمعنی اَلَّذِی ہو، جیسے: اِنَّ مَـا

عِنْدَكَ حَسَنٌ أَيْ إِنَّ الَّذِي عِنْدَكَ حَسَنٌ، وہ ما جومصدریہ ہو، جیسے: إِنَّ مَا فَعَلْتَ حَسَنٌ أَيْ إِنَّ فِعْلَكَ حَسَنٌ۔

مـا موصولہ اور مـا مصدریہ کے آنے سے عمل باطل نہیں ہوتا، جیسے: إِنَّ مَـا عِـنْـدَكَ حَسَنٌ أَيْ إِنَّ الَّذِيْ عِنْدَكَ حَسَنٌ، إِنَّ مَا فَعَلْتَ حَسَنٌ أَيْ إِنَّ فِعْلَكَ حَسَنٌ۔

حل عبارت: كَـفَّتْهَـا عَـنِ الْعَـمَلِ: وہ مـا روک دیتی ہے ان حروف کو عمل کرنے سے۔
اَلْإِهْمَالُ: عمل نہ دینا۔ حکمی بیان کیا ہے۔

☆......☆......☆

۱۸۸- وَجَائِزٌ رَفْعُكَ مَعْطُوْفًا عَلَى مَنْصُوْبِ ((إِنَّ)) بَعْدَ أَنْ تَسْتَكْمِلَا

جائز ہے آپ کا رفع دینا اس اسم کو جس کا عطف کیا گیا ہو إِنَّ کے منصوب (اسم) پر إِنَّ کے مکمل ہونے (اس کا اسم اور خبر لانے) کے بعد۔

رموز شعر:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب إِنَّ کا اسم اور خبر لانے کے بعد کسی اسم کا إِنَّ کے اسم پر عطف ڈالا جائے تو معطوف کو مرفوع پڑھنا جائز ہے۔

خلاصہ:

إِنَّ کے اسم پر عطف کیے جانے والے اسم کا اعراب:

جب إِنَّ کے اسم اور خبر کے بعد حرف عطف کے ذریعے سے کسی اسم کا عطف إِنَّ کے اسم پر ڈالا جائے تو معطوف پر دو طرح اعراب پڑھنا جائز ہے۔

① نصب: جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرًا، اس صورت میں عطف إِنَّ کے اسم پر ہوگا۔

② رفع: جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو اس میں اختلاف ہے، مشہور یہ ہے کہ اس کا عطف إِنَّ کے اسم کے محل پر ہوگا اس لیے کہ وہ اصل میں مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، مصنفؒ کے کلام سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

بعض کے نزدیک یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہوگی تقدیری عبارت یوں ہوگی وَعَمْرٌو كَذٰلِكَ، یہی بات صحیح ہے۔

اگر عطف خبر لانے سے پہلے کیا جائے تو پھر جمہور نحویوں کے نزدیک معطوف پر نصب پڑھنا ہی ضروری ہے، جیسے: اِنَّ زَيْدًا وَعَمْرًا قَائِمَانِ۔

البتہ بعض کے نزدیک اس صورت میں بھی رفع پڑھنا جائز ہے۔

☆......☆......☆

۱۸۹۔ وَأُلْحِقَتْ بِإِنَّ لٰكِنَّ وَأَنَّ ۔۔۔ مِنْ دُوْنِ لَيْتَ وَلَعَلَّ وَكَأَنَّ

ملایا گیا ہے اِنَّ کے ساتھ لٰكِنَّ اور أَنَّ کو، لَيْتَ، لَعَلَّ اور كَأَنَّ کے علاوہ

رموزِ شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ أَنَّ اور لٰكِنَّ کے اسم پر عطف کا وہی حکم ہے جو حکم اِنَّ کے اسم پر عطف کرنے کا ہے۔

خلاصہ:

أَنَّ اور لٰكِنَّ کے اسم پر معطوف کا اعراب:

اِنَّ کی طرح أَنَّ اور لٰكِنَّ کا اسم اور خبر لانے کے بعد جب کسی اسم کا عطف أَنَّ کے اسم پر کیا جائے تو اس کو منصوب اور مرفوع دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرًا وَعَمْرٌو۔

جب معطوف کو خبر سے پہلے لایا جائے تو پھر جمہور کے نزدیک نصب پڑھنا ضروری ہے، جیسے: عَلِمْتُ أَنَّ زَيْدًا وَعَمْرًا قَائِمَانِ۔

اسی طرح مَا زَيْدٌ قَائِمًا لٰكِنَّ عَمْرًا مُنْطَلِقٌ وَخَالِدًا وَخَالِدٌ۔ مَا زَيْدٌ قَائِمًا لٰكِنَّ عَمْرًا وَخَالِدًا مُنْطَلِقَانِ۔

لَيْتَ، لَعَلَّ اور كَأَنَّ: کے معطوف کو خبر سے پہلے لائیں یا بعد میں اس پر نصب پڑھنا ضروری ہے، اس پر رفع پڑھنا جائز نہیں، جیسے: لَيْتَ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرًا، لَيْتَ زَيْدًا وَعَمْرًا قَائِمَانِ۔

فراء کے نزدیک ان تینوں کے ساتھ بھی معطوف پر رفع پڑھنا جائز ہے خواہ وہ خبر سے پہلے ہو یا بعد میں۔

☆......☆......☆

۱۹۰۔ وَخُفِّفَتْ اِنَّ فَقَلَّ الْعَمَلُ وَتَلْزَمُ اللَّامُ اِذَا مَا تُهْمَلُ

اِنَّ کو مخفف پڑھا جاتا ہے، اس کا عمل قلیل ہوتا ہے اور لازم ہو جاتا ہے لام جب وہ غیر عامل ہو۔

۱۹۱۔ وَرُبَّمَا اسْتُغْنِیَ عَنْهَا اِنْ بَدَا مَا نَاطِقٌ اَرَادَهُ مُعْتَمِدَا

بسا اوقات اس (لام) سے بے پروا ہوا جاتا ہے اگر ظاہر ہو جو متکلم ارادہ کرے اس حال میں کہ وہ اعتماد کرنے والا ہو (سامع پر)

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اِنَّ مخففہ ہو تو یہ بہت کم عمل کرتا ہے، عمل نہ کرنے کی صورت میں اس کی خبر پر لام کو لانا واجب ہوتا ہے اِلَّا یہ کہ مقصود ظاہر ہو۔

خلاصہ:

اِنَّ مخففہ من المثقلہ کے عمل کی صورت:

جب اِنَّ کو مخفف پڑھا جائے تو اکثر یہ عمل نہیں کرتا، اس صورت میں اس کے اور اِنْ نافیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اس کے بعد لام کو لانا ضروری ہوتا ہے، جیسے: اِنْ زَیْدٌ لَقَائِمٌ۔

سیبویہ اور اخفش کے نزدیک کبھی کبھی یہ عمل کرتا ہے، اس صورت میں لام لانا ضروری نہیں ہوتا کیونکہ اس کا اِنْ نافیہ کے ساتھ التباس نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع نہیں دیتا، جیسے: اِنْ زَیْدًا قَائِمٌ۔

اس کا اِنْ نافیہ کے ساتھ التباس اس وقت ہوتا ہے جب یہ غیر عامل ہو اور مقصود ظاہر نہ ہو۔

اگر متکلم کی مراد ظاہر ہو تو پھر عمل نہ کرنے کے باوجود لام لانا ضروری نہیں ہے، جیسے یہ شعر ہے:

وَنَحْنُ أُبَاةُ الضَّيْمِ مِنْ آلِ مَالِكٍ ○ وَإِنْ مَالِكٌ كَانَتْ كِرَامَ الْمَعَادِنِ

ہم ظلم کو ناپسند کرنے والے اور آل مالک میں سے ہیں، بے شک مالک قبیلہ شریف النسل ہے۔

حل عبارت: أُبَــاةُ: ناپسند کرنے والے، صیغہ جمع مذکر، اسم فاعل، باب فتح، ہفت اقسام میں سے مہموز الفاء وناقص یائی، یہ اصل میں اُبَيَةٌ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا، م: آب۔ الضَّيْمِ ظلم۔ مَالِكٌ شاعر کے قبیلے کا نام۔ کِرَامَ الْمَعَادِنِ: شریف النسل۔

محل استشہاد: وَإِنْ مَالِكٌ كَانَتْ كِرَامَ الْمَعَادِنِ ہے، یہ اصل میں تھا، پھر لام کو حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ اس کا اِنْ نافیہ کے ساتھ التباس نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا معنی اثبات کا ہے، یہاں اِنْ مخففه من المثقلة غیر عامل ہے اس کے باوجود اس کی خبر پر لام نہیں لایا گیا کیونکہ یہاں متکلم کی مراد واضح ہے کہ یہ مدح کا محل ہے تو یہ صرف اس صورت میں ہوگا جب اس کو اِن مخففه من المثقلة بنائیں گے، اِنْ نافیہ بنانے کی صورت میں یہ بات پہلی بات کے بالکل الٹ ہوگی۔

اِنْ مخففه کے بعد آنے والے لام میں نحویوں کا اختلاف ہے:

کہ آیا یہ لام ابتدا ہے جو اِنْ نافیہ اور اِنْ مخففه کے درمیان فرق کرنے کے لیے لایا گیا ہے، یا کوئی دوسرا لام ہے جو صرف فرق کرنے کے لیے لایا جاتا ہے؟ سیبویہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لام ابتدا ہے جو فرق کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔

اس اختلاف کا فائدہ اس مسئلہ میں واضح ہوتا ہے جو ابن ابو العافیہ اور ابن اخضر کے درمیان چلا کہ نبی ﷺ کی اس حدیث ((قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا)) میں لام ابتدا ہے یا کوئی دوسرا لام، ابن اخضر اور اخفش الصغیر کے نزدیک یہ لام ابتدا ہے اور یہاں اِنْ پڑھنا واجب ہے، ابوعلی فارسی اور ابن ابو العافیہ کے نزدیک یہ کوئی دوسرا لام ہے اور یہاں اَنْ پڑھنا ضروری ہے۔

☆......☆......☆

۱۹۲۔ وَالْفِعْلُ اِنْ لَّمْ يَكُ نَاسِخًا فَلَا ○ تُلْفِيهِ غَالِبًا بِإِنْ ذِي مُوْصَلَا

فعل اگر ناسخ نہ ہوتو نہیں پائیں گے آپ لَسَ فعل کو اکثر اس اِنْ (مخففہ) کے ساتھ ملایا گیا۔

رموزِ شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اِنْ مخففہ کے بعد اکثر فعل ناسخ للابتدا آتا ہے۔

خلاصہ:

اِنْ مخففہ کے بعد آنے والے افعال:

جب اِنْ کو مخففہ پڑھا جائے تو اکثر اس کے بعد افعال ناسخہ للابتداء یعنی کان واخواتھا اور ظنّ واخواتھا آتے ہیں، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً﴾، ﴿وَاِنْ يَكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾، ﴿وَاِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِيْنَ﴾

کبھی کبھی باقی افعال بھی اِنْ مخففہ کے بعد آجاتے ہیں، جیسے: بعض عربوں کا قول ہے:

((اِنْ يَزِيْنُكَ لَنَفْسُكَ وَاِنْ يَشِيْنُكَ لَهِيَهْ)) بے شک مزین کرتا ہے تجھے تیرا نفس، اور بے شک عیب دار بناتا ہے تجھے وہ (تیرا نفس)

((اِنْ قَنَّعْتَ كَاتِبَكَ لَسَوْطًا)) بے شک تو نے حملہ کیا اپنے کاتب پر کوڑے سے۔

اخفش نے اِنْ قَامَ لَاَنَا (بے شک میں کھڑا ہوا) کو جائز قرار دیا ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

شَلَّتْ يَمِيْنُكَ اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا ○ حَلَّتْ عَلَيْكَ عُقُوبَةُ الْمُتَعَمِّدِ

شل ہو جائے تیرا دایاں ہاتھ بے شک تو نے قتل کیا ہے ایک مسلمان کو، اترے تجھ پر عمداً قتل کرنے والے کی سزا۔

حل عبارت: شَلَّتْ: مفلوج ہو گیا، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے مضاعف، یہ اصل میں شَلِلَتْ تھا، ایک جنس کے دو متحرک حرف جمع ہوئے، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا۔ شَلَّتْ يَمِيْنُكَ: ایک محاورہ ہے جو بطور بددعا کہا جاتا ہے، تجھ پر فالج پڑے یا تیرا دایاں ہاتھ شل ہو، یہ خبر بمعنی انشاء ہے۔ حَلَّتْ:

نازل ہو، یا واجب ہو چکی ہے۔ عُقُوبَةٌ: سزا۔
محل استشہاد: اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا ہے، یہاں اِنْ مخفّفه من المثقلة کے بعد قَتَلْتَ فعل ہے جو افعال ناسخہ میں سے نہیں ہے۔ یہ شاذ ہے سوائے اخفش کے۔

☆......☆......☆

۱۹۳۔ وَاِنْ تُخَفَّفُ اَنَّ فَاسْمُهَا اسْتَكَنّ وَالْخَبَرَ اجْعَلْ جُمْلَةً مِنْ بَعْدِ أَنْ

اگر مخفف پڑھا جائے اَنَّ کو تو اس کا اسم پوشیدہ ہوتا ہے، آپ بنائیں خبر جملہ کو اَنْ کے بعد

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اَنّ مخفّفه من المثقلة ہو تو اس کا اسم حذف ہو جاتا ہے اور مابعد جملہ اس کی خبر بنتا ہے۔

خلاصہ:

اَنْ مخففہ من الثقیلہ کی صورت:

جب اَنْ مخففہ من الثقیلہ ہو تو اس کو عمل دیا جاتا ہے لیکن اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہوتا ہے اور اس کا مابعد جملہ ہی اس کی خبر ہوتا ہے، جیسے: عَلِمْتُ اَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ، اَنْ مخففہ من الثقیلہ، اس کا اسم ضمیر شان ''ہ'' محذوف ہے اور زَيْدٌ قَائِمٌ جملہ خبر ہے، یہ اصل میں عَلِمْتُ اَنَّهُ زَيْدٌ قَائِمٌ تھا۔

کبھی اس کا اسم ضمیر شان کے علاوہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے یہ شعر ہے:

فَلَوْ أَنْكِ فِي يَوْمِ الرَّخَاءِ سَأَلْتِنِي ۞ طَلَاقَكِ لَمْ أَبْخَلْ وَأَنْتِ صَدِيْقُ

اگر بے شک تو نکاح کے دن مجھ سے سوال کرتی اپنی طلاق کا تو میں نہ بخل کرتا حالانکہ تو میری دوست ہے۔

حل عبارت: الرَّخَاءِ: خوش حالی۔ صَدِيْقٌ: یہاں صَدِيْقٌ سے مراد (سہیلی) مؤنث ہے، یہ لفظ مذکر اس لیے ہے کہ یہاں فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہے، اس میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں۔

محل استشہاد: اَنْكِ ہے، یہاں اَنْ مخففہ من الثقیلہ کا اسم ظاہر كِ ضمیر بارز کی صورت میں

آیا ہے۔

☆......☆......☆

۱۹۴۔ وَاِنْ یَکُنْ فِعْلًا وَلَمْ یَکُنْ دُعَا وَلَمْ یَکُنْ تَصْرِیْفُهٗ مُمْتَنِعًا

اگر خبر فعل ہو اور وہ دعا نہ ہو اور نہ ہی اس کا متصرف ہونا ممتنع ہو

۱۹۵۔ فَالْأَحْسَنُ الْفَصْلُ بِقَدْ، أَوْ نَفْيٍ، أَوْ تَنْفِیْسٍ، أَوْ لَوْ، وَقَلِیْلٌ ذِکْرُ لَوْ

تو اچھا ہے فاصلہ کرنا (اَنْ اور فعل کے درمیان) قَدْ، نفی، سین، سوف یا لَوْ کے ساتھ اور لَوْ کا ذکر کم ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں اَنْ مخففہ من المثقلۃ اور اس کی خبر کے درمیان فاصل لانے اور نہ لانے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصہ:

اَنْ مخففہ اور اس کی خبر کے درمیان فاصل کی صورتیں:

اَنْ مخففہ کی خبر جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ

اگر اَنْ مخففہ کی خبر جملہ اسمیہ ہو تو اَنْ اور اس کی خبر کے درمیان حرف فاصل لانے کی ضرورت نہیں ہے، جیسے: عَلِمْتُ اَنْ زَیْدٌ قَائِمٌ۔ اِلّا یہ کہ اس سے نفی مقصود ہو تو اَنْ اور اس کی خبر کے درمیان حرف نفی سے فاصلہ کیا جائے گا، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

اور اگر اَنْ مخففہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: وہ فعل متصرف ہوگا یا غیر متصرف ہوگا۔

اگر وہ فعل غیر متصرف ہو تو فاصل نہیں لایا جائے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ اور ﴿وَأَنْ عَسٰی أَنْ یَّکُوْنَ﴾

اگر وہ فعل متصرف ہو تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں: وہ فعل متصرف دعا ہوگا یا دعا نہیں ہوگا،

اگر وہ دعا ہو تو فاصل نہیں لایا جائے گا، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنْ غَضِبَ

اللّٰهُ عَلَيْهَا﴾ یہ ان کی قراءت میں ہے جنہوں نے ﴿غَضِبَ﴾ ماضی کا صیغہ پڑھا ہے۔

اگر فعل متصرف دعائے معنی میں نہ ہو تو بعض کے نزدیک فاصلہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک فاصلہ کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے البتہ فاصلہ اچھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا صورتیں پڑھنے سے اَنْ مخففہ من الثقیلہ اور اَنْ مصدریہ کے درمیان فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ یعنی مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ اَنْ مصدریہ ہوگا۔

فاصلہ درج ذیل چار چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوگا۔

① قَدْ: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا﴾

② سین، سوف: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنكُمْ مَّرْضَى﴾

سوف کی مثال یہ شعر ہے:

وَاعْلَمْ فَعِلْمُ الْمَرْءِ يَنْفَعُهُ ○ أَنْ سَوْفَ يَأْتِي كُلُّ مَا قُدِرَا

جان لیجیے آدمی کا علم اسے نفع دیتا ہے بے شک (شان یہ ہے کہ) عنقریب آئے گی ہر وہ چیز جو تقدیر میں لکھی گئی ہے۔

حل عبارت: قُدِرَا: تقدیر میں لکھا گیا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب ضرب، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد: أَنْ سَوْفَ يَأْتِي ہے، یہاں أَنْ مخففہ من المثقلة کے بعد يَأْتِي فعل متصرف غیر دعائیہ ہے اس لیے درمیان میں سوف کے ساتھ فاصلہ کیا گیا ہے۔

③ نفی: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾، ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ﴾ اور ﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗ اَحَدٌ﴾

④ لو: یہ نحویوں کے نزدیک فاصلہ کے لیے بہت کم استعمال ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ﴾ اور ﴿اَنْ لَّوْ نَشَاءُ﴾

بغیر فاصلے کی مثال یہ شعر ہے:

عَلِمُوا أَنْ يُؤَمَّلُوْنَ فَجَادُوا ○ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوا بِأَعْظَمِ سُؤْلِ

جب انہوں نے جان لیا کہ بے شک (شان یہ ہے کہ) وہ امید کیے گئے ہیں تو انہوں نے سخاوت کی بڑی چیز کی، پہلے اس کے کہ ان سے سوال کیا جائے۔

حلِ عبارت: يُؤَمَّلُوْنَ: وہ امید کیے گئے ہیں۔ فَجَادُوْا: انہوں نے سخاوت کی۔ سُؤْلِ: سوال، فرمائش، یہاں یہ بمعنی مَسْئُوْلٌ ہے، یعنی وہ چیز جس کا سوال کیا جائے۔

محلِ استشہاد: أَنْ يُؤَمَّلُوْنَ ہے، یہاں أنْ مخففه من المثقلة کے بعد يُؤَمَّلُوْنَ فعل متصرف بغیر فاصلے کے آیا ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمُّ الرَّضَاعَةَ﴾ ایک قول کے مطابق أَنْ مخففه من الثقیله اور يُتِمُّ مرفوع ہے۔ بعض کے نزدیک یہ أَنْ مصدریہ ناصبہ ہے اس کے بعد يُتِمُّ شاذ طور پر مرفوع ہے۔

خلاصہ کلام:

اَنْ مخففه کے بعد فاصل لانے اور نہ لانے کی صورتیں

اَنْ کے بعد

- جملہ اسمیہ ہوگا
  - فاصل نہیں ہوگا
  - عَلِمْتُ اَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ
- جملہ فعلیہ ہوگا
  - فعل متصرف ہوگا
    - دعائیہ ہوگا
      - فاصل نہیں ہوگا
      - اَنْ غَضِبَ اللّٰهُ
    - غیر دعائیہ ہوگا
      - پانچ چیزوں سے فاصلہ ہوگا
        - قَدْ: اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
        - حرف نفی: اَنْ سَيَكُوْنُ
        - سین: اَنْ سَوْفَ يَأْتِي
        - سوف: اَنْ لَمْ يَرَهُ اَحَدٌ
        - لَو: اَنْ لَوِ اسْتَقَامُوْا
  - فعل غیر متصرف ہوگا
    - فاصل نہیں ہوگا
    - اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ

☆......☆......☆

١٩٦ ـ وَخُفِّفَتْ كَأَنَّ أَيْضًا فَنُوِى مَنْصُوبُهَا، وَثَابِتًا أَيْضًا رُوِى

مخفف کیا گیا ہے کَأَنَّ اسی طرح پس نیت میں رکھا گیا ہے اس کا منصوب (یعنی اسم)،
اور ثابت رکھنا (اسم کو) اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

رموز شعر:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کَأَنَّ مخففه ہو تو اکثر اس کا اسم حذف ہو جاتا ہے، اور کبھی کبھی باقی بھی رہتا ہے۔

خلاصہ:

کَأَنَّ مخففه من المثقلة کی صورت:

جب کَأَنَّ مخففه ہو تو اس کا اسم ضمیر شان مقدر اور اس کی خبر جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ہوتا ہے جو لَمْ یا قَدْ کے ساتھ شروع ہوتا ہے، جیسے: كَأَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ﴾
ان مثالوں میں کَأَنْ کا اسم ضمیر شان مقدر ہے، یہ اصل میں كَأَنَّهُ زَيْدٌ قَائِمٌ، كَأَنَّهُ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ تھا، اس کا مابعد جملہ اس کی خبر ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا ○ لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا، وَكَأَنْ قَدِ

(اس کا ترجمہ اور حل عبارت تنوین کی بحث میں پہلے گزر چکا ہے۔)

محل استشهاد: كَأَنْ قَدْ ہے، یہاں کَأَنْ کا اسم ضمیر شان مقدر ہے اور اس کا مابعد جملہ فعلیہ جس کے شروع میں قَدْ ہے، اس کی خبر ہے، اصل میں كَأَنَّهُ قَدْ زَالَتْ تھا۔

البتہ کبھی اس کا اسم قلیل طور پر مذکور بھی ہوتا ہے، جیسے: یہ شعر ہے:

وَصَدْرٍ مُشْرِقِ النَّحْرِ ○ كَأَنْ ثَدْيَيْهِ حُقَّانِ

کتنے سینے ہیں روشن ہے ان کے اوپر والا حصہ اس کے دونوں پستان گویا دو گول برتن ہیں۔

حل عبارت: وَ: کتنے ہی، یہ واو بمعنی رُبَّ ہے۔ صَدْرٍ بینہ، یہ لفظا مجرور اور محلا مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، ج: صُدُورٌ۔ النَّحْرِ سینہ کا بالائی حصہ۔ ثَدْيَيْهِ: اس کے

دونوں پستان، م: ثَدْيٌ، ھاءضمیر کا مرجع صَدْرٍ ہے مضاعف کو مقدر ماننے کی صورت میں، اصل کلام یوں تھی كَأَنْ ثَدْيَي صَاحِبِهِ: مضاعف کو حذف کر کے مضاعف الیہ کو اس کے قائم مقام بنادیا۔ حُقَّانِ: دو برتن، تثنیہ، م: حُقَّةٌ، تثنیہ بناتے وقت تاء کو حذف کر دیا، جیسے: خُصْيَةٌ اور أَلْيَةٌ سے حذف کر دی جاتی ہے، یہ بات درست نہیں ہے، بلکہ یہ حُقٌّ کا تثنیہ ہے۔

محل استشہاد: كَأَنْ ثَدْيَيْهِ حُقَّانِ ہے، یہاں ثَدْيَيْهِ، كَأَنْ مخففه کا اسم منصوب ہے، اس کی نصبی حالت یاء کے ساتھ آئی ہے اس لیے کہ یہ تثنیہ ہے اور حُقَّانِ اس کی خبر ہے۔

ایک روایت میں ہے كَأَنْ ثَدْيَاهُ حُقَّانِ۔ اس میں كَأَنْ کا اسم محذوف ضمیر شان ہے، اصل میں كَأَنَّهُ تھا، ثَدْيَاهُ مبتدا اور حُقَّانِ اس کی خبر ہے، مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر كَأَنْ کی خبر۔

اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ثَدْيَاهُ، كَأَنْ کا اسم ہو، الف اس لیے آیا ہے کہ بعض نحویوں کے نزدیک تثنیہ کی رفعی، نصبی اور جری تینوں حالتوں میں الف آتا ہے۔

☆......☆......☆

پہلا حصہ مکمل ہوا الحمدللہ

الجزء الثانی

لائے نفی جنس

۱۹۷۔ عَمَلَ اِنَّ اجْعَلْ لِلَا فِیْ نکِرَہْ مُفْرَدَۃً جَاءَ تْكَ أَوْ مُكَرَّرَہْ

اِنَّ کا عمل آپ بنائیں لا کے لیے نکرہ میں۔ آئے وہ (لا) آپ کے پاس اس حال میں کہ وہ مفرد ہو یا مکرر ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں لائے نفی جنس کا عمل اور اس کی شرط بیان کی گئی ہے۔

لائے نفی جنس کی تعریف

لائے نفی جنس وہ لا ہے جو صرف پوری جنس کی نفی کے لیے آتا ہے۔

تنصیص کی قید لگا کر اس لا کو نکال دیا ہے جس کے بعد اسم مرفوع ہوتا ہے اس لیے کہ وہ جنس کی نفی کرنے میں صریح نہیں ہوتا، اس میں واحد اور جنس دونوں کی نفی کا احتمال ہوتا ہے۔

لائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس میں فرق

لائے نفی جنس صرف جنس کی نفی کے لیے آتا ہے جب کہ لا مشابہ بلیس واحد اور جنس دونوں کی نفی کے لیے آتا ہے، اس لیے لا مشابہ بلیس کے ساتھ جب جنس کی نفی کرنا مقصود ہو تو لَارَجُلٌ قَائِمًا بَلْ رَجُلَانِ نہیں کہہ سکتے اور جب واحد کی نفی کرنا مقصود ہو تو لَا رَجُلٌ قَائِمًا بَلْ رَجُلَانِ کہہ سکتے ہیں اور لائے نفی جنس کے ساتھ کسی صورت میں بھی لَا رَجُلَ قَائِمٌ بَلْ رَجُلَانِ نہیں کہہ سکتے۔

لائے نفی جنس کا عمل

یہ مبتدا کو اپنا اسم ہونے کی وجہ سے نصب اور خبر کو اپنی خبر ہونے کی وجہ سے رفع دیتا ہے، خواہ یہ مفرد یعنی بغیر تکرار کے ہو، جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ قَائِمٌ یا مکرر ہو، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

عمل کی شرائط

اس کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

1۔ اس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں۔

معرفہ میں یہ عمل نہیں کرتا اگر بظاہر یہ صورت بنے تو اس کی نکرہ کے ساتھ تاویل کی جائے گی، جیسے: قَضِيَّةٌ وَلَا اَبَا حَسَنٍ لَهَا، اس کی تقدیری عبارت ہے وَلَا مُسَمّٰى بِهٰذَا الْاِسْمِ لَهَا، یہاں اَبَا حَسَنٍ (حضرت علیؓ کی کنیت ہونے کی وجہ سے) بظاہر معرفہ ہے لیکن یہاں ایک عام ابوحسن مراد ہے اس لیے یہ نکرہ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے لا کا اسم بن گیا ہے، اس کی نکرہ کے ساتھ صفت لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکرہ والا معاملہ کیا جائے گا، جیسے: لَا اَبَا حَسَنٍ حَلَّالًا لَهَا (اسے کوئی ابوحسن حل کرنے والا نہیں)

2۔ لا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

اگر فاصلہ ہو تو عمل باطل ہو جاتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَا فِيْهَا غَوْلٌ﴾

حل عبارت:

اَلتَّنْصِيْصُ: جس سے صرف ایک ہی معنی سمجھا جائے، صراحت، صریح۔ اِسْتِغْرَاقِ النَّفْيِ: مکمل نفی۔ اَلْمَرَادُ بِهَا ((لَا)) الَّتِيْ قُصِدَ بِهَا التَّنْصِيْصُ عَلَى اسْتِغْرَاقِ النَّفْيِ لِلْجِنْسِ كُلِّهٖ: اس سے مراد وہ لا ہے جس سے پوری جنس کی مکمل نفی کرنے کی صراحت کرنا مقصود ہو۔ قَضِيَّةٌ وَلَا أَبَا حَسَنٍ لَهَا: یہ ایک فیصلہ ہے اور اس کے لیے کوئی ابوحسن (علیؓ) نہیں ہے، یہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں کہا تھا۔ لَا مُسَمّٰى بِهٰذَا الْاِسْمِ لَهَا: اس فیصلہ کے لیے اس نام کے ساتھ کسی آدمی کا نام نہیں رکھا گیا یعنی اس نام کا کوئی آدمی نہیں۔

نوٹ:

شارح کی یہ تاویل درست نہیں ہے، اس لیے کہ ابوحسن نام کے بہت سے لوگ موجود ہیں، لہٰذا اس کی نفی کرنا درست نہیں ہے۔ اہل علم نے اس کی دو اور تاویلیں کیں ہیں:

ا۔ لَا مِثْلَ أَبِيْ حَسَنٍ لَهَا، لفظ مثل توغل فی الابہام کی وجہ سے اضافت کے باوجود معرفہ نہیں ہے، مثل کی نفی بنفسہ ابوحسن کے وجود کی نفی سے کنایہ ہے۔

۲۔ابوحسن سے مراد اسم جنس ہے یعنی علم بول کر مراد وصف ہے گویا کہ اس سے مراد لَافَیْصَلَ لَهَا ہے۔

☆......☆......☆

۱۹۸۔ فَانْصِبْ بِهَامُضَافًا،اَوْ مُضَارِعَهْ وَبَعْدَ ذَاكَ الْخَبَرَ اذْكُرْ رَافِعَهْ

آپ نصب دیں اس (لا) کے ساتھ مضاف کو یا شبہ مضاف کو۔اس کے بعد خبر کو آپ ذکر کریں اس حال میں کہ آپ رفع دینے والے ہوں۔

۱۹۹۔ وَرَكِّبِ الْمُفْرَدَ فَاتِحًا: كَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، وَالثَّانِي اجْعَلَا

آپ مبنی بنائیں مفرد کو اس حال میں کہ آپ فتحہ دینے والے ہوں (اس کو)، جیسے: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ،اور دوسرے کو آپ بنائیں۔

۲۰۰۔ مَرْفُوْعًا،اَوْمَنْصُوْبًا،اَوْ مُرَكَّبًا وَاِنْ رَفَعْتَ أَوَّلًا لَا تَنْصِبَا

مرفوع،منصوب یا مفتوح،اور اگر آپ رفع دیں پہلے کو تو نہ نصب دیں (دوسرے کو)۔

خلاصہ:

ان اشعار میں لائے نفی جنس کے اسم کی حالتیں اور اس کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

لا کے اسم کی حالتیں

اس کی درج ذیل تین حالتیں ہیں:

۱۔مضاف،جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ حَاضِرٌ

۲۔شبہ مضاف،اس سے مراد ہر وہ اسم ہے جس کا اپنے مابعد کے ساتھ تعلق ہو،خواہ عمل کے ساتھ ہو،جیسے:لَا طَالِعًا جَبَلًا ظَاهِرٌ یا عطف کے ساتھ،جیسے:لَاثَلَاثَةً وَثَلَاثِيْنَ عِنْدَنَا ۳۔مفرد یعنی غیر مضاف،خواہ وہ تثنیہ ہو یا جمع ہو۔

لا کے اسم کا اعراب

جب لا کا اسم مضاف یا شبہ مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے،جیسے: لَاغُلَامَ رَجُلٍ حَاضِرٌ ، لَا طَالِعًا جَبَلًا ظَاهِرٌ۔

اور جب لا کا اسم مفرد ہو تو وہ علامت نصب پر مبنی ہوتا ہے، یعنی جو علامت نصب ہوتی ہے اسی پر مبنی کر لیا جاتا ہے، لہٰذا واحد فتحہ پر مبنی ہوتا ہے، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، تثنیہ اور جمع مذکر سالم علامت نصب یاء پر مبنی ہوتے ہیں، جیسے: لَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ، لَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ ، یہاں مُسْلِمَيْنِ اور مُسْلِمِيْنَ لا کے ساتھ مرکب ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں۔

کوفیوں کا مذہب

کوفیوں اور زجاج کے نزدیک لَا رَجُلَ میں رَجُلَ مبنی نہیں بلکہ معرب ہے، اس کا فتحہ معرب والا ہے نہ کہ مبنی والا۔

اور مبرد کے نزدیک لَا مُسْلِمَيْنِ اور لَا مُسْلِمِيْنَ معرب ہیں۔

جمع مؤنث سالم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ علامت نصب یعنی کسرہ پر مبنی ہے، جیسے: لَا مُسْلِمَاتِ لَكَ۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

إِنَّ الشَّبَابَ الَّذِي مَجْدٌ عَوَاقِبُهُ ۔۔۔ فِيهِ نَلَذُّ ،وَلَا لَذَّاتِ لِلشِّيْبِ

بے شک وہ جوانی جس کے انجام قابل تعریف ہیں اس میں ہم لذت حاصل کرتے ہیں اور نہیں لذتیں (اس میں) بوڑھوں کے لیے۔

حل عبارت

عَوَاقِبُ: انجام، نتائج، م: عَاقِبَةٌ۔ نَلَذُّ: ہم لذت حاصل کرتے ہیں، صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی، یہ اصل میں نَلْذَذُ تھا، دو متحرک ذال ایک کلمہ میں جمع ہوئے، ان کا ماقبل ساکن ہے تو پہلے ذال کی حرکت ماقبل کو دے کر پہلے ذال کا دوسرے میں ادغام کر دیا۔ لَذَّاتِ: لذتیں، م: لَذَّةٌ۔ شِيْبٌ: سفید بالوں والے، بوڑھے، جمع مکسر، صفت مشبہ، م: أَشْيَبُ۔

محل استشہاد

لَا لَذَّاتِ ہے، یہاں لَذَّاتِ جمع مؤنث سالم لائے نفی جنس کا اسم ہے جو کسرہ پر مبنی ہے، جو کہ فتحہ کا نائب ہے، جیسے معرب ہونے کی صورت میں اس کی نصبی حالت کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

بعض کے نزدیک جمع مؤنث سالم پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے، جیسے: لَا مُسْلِمَاتَ لَكَ۔

لا کے اسم کے مبنی ہونے کی وجہ

یہ ہے کہ یہ لا کے ساتھ مرکب ہونے کی وجہ سے بمنزلہ ایک چیز کے ہو چکا ہے، جیسے: خَمْسَةَ عَشَرَ لیکن یہ لا کا اسم ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔

بعض کے نزدیک یہ حرف کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے، جیسے: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ اصل میں لَا مِنْ رَجُلٍ تھا، مِنْ کو حذف کر کے رَجُل کو مبنی بنا دیا۔

لا کی خبر کا اعراب

لا کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ اگر اس کا اسم مضاف یا شبہ مضاف ہو تو مصنف، نحویوں کی ایک جماعت اور سیبویہ کے نزدیک اس کو رفع لا دیتا ہے۔

اور اگر اس کا اسم مفرد ہو تو پھر خبر کو رفع دینے والے عامل میں اختلاف ہے۔

سیبویہ کے نزدیک خبر لا کی وجہ سے مرفوع نہیں ہوتی بلکہ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتی ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک لا اور اس کا اسم مفرد مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہوتے ہیں، اور ان کے بعد اسم مرفوع اس مبتدا کی خبر ہوتی ہے، گویا ان کے نزدیک اس صورت میں لا نے صرف اسم میں عمل کیا ہے خبر میں عمل نہیں کیا۔

اخفش کے نزدیک خبر لا کی وجہ سے مرفوع ہے، ان کے نزدیک لا دونوں جزؤں میں عمل کرتا ہے، جس طرح مضاف اور شبہ مضاف کی صورت میں دونوں میں عمل کرتا ہے۔

جب لا کا اسم نکرہ مفرد بذریعہ حرف عطف لا کے ساتھ مکرر ہو تو اس میں پانچ طرح اعراب پڑھنا جائز ہے۔

جب پہلا مبنی بر فتحہ ہو تو دوسرے پر تین اعراب جائز ہیں: مبنی بر فتحہ، نصب، رفع اور جب پہلا مرفوع ہو تو دوسرے پر دو اعراب جائز ہیں: مبنی بر فتحہ اور رفع، اس میں نصب جائز

نہیں ہے۔

1۔ دونوں مبنی برفتحہ، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ دونوں جگہ لائے نفی جنس ہے ان کا اسم مفرد متصل ہونے کی وجہ سے مبنی برفتحہ ہے۔

2۔ پہلا مبنی برفتحہ اور دوسرا منصوب، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پہلا لا نفی جنس اور دوسرا زائدہ ہے، دوسرے اسم کا عطف پہلے اسم کے محل پر ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

لَا نَسَبَ الْيَوْمَ وَلَا خُلَّةً اتَّسَعَ الْخَرْقُ عَلَى الرَّاقِعِ

نہیں ہے کوئی نسبی تعلق آج اور نہ ہی کوئی دوستی، وسیع ہوگئی ہے پھٹنے والی جگہ جوڑنے والے پر

حل عبارت:

الْخَرْقُ: دیوار وغیرہ میں سوراخ، پھٹن، شگاف، ج: خُرُوقٌ۔ الرَّاقِعُ: پیوند لگانے والا، مرمت کرنے والا۔ اِتَّسَعَ الْخَرْقُ عَلَى الرَّاقِعِ۔ یہ ایک محاورہ ہے اس کا مطلب ہے کہ فساد اس قدر زیادہ ہوگیا کہ اب وہ قابل اصلاح نہیں رہا۔

محل استشہاد:

یہاں لَاخُلَّةً کے شروع میں لا زائدہ اور خُلَّةً، نَسَبَ کے محل پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

3۔ پہلا مبنی برفتحہ اور دوسرا مرفوع، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پہلا لا نفی جنس اور دوسرے میں تین وجہیں جائز ہیں:

ا۔ یہ زائدہ ہے اور اسم کا عطف پہلے لا اور اس کے اسم کے محل پر ہے کیوں کہ سیبویہؒ کے نزدیک وہ مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہیں۔

۲۔ یہ زائدہ ہے اور اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

هٰذَا۔ لَعَمْرُكُمْ۔ الصَّغَارُ بِعَيْنِهِ لَا اُمَّ لِي۔ اِنْ كَانَ ذَاكَ۔ وَلَا اَبُ

یہ تو عین ذلت ہے تمہاری زندگی کی قسم، اگر معاملہ ایسے ہی رہا تو نہ میری ماں ہے اور نہ میرا باپ ہے۔

محل استشہاد:

یہاں لَا اَبٌ میں لَا زائدہ ہے اور اَبٌ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، یہ اصل میں لَا اَبٌ لِیْ تھا۔

۳۔ یہ مشابہ بلیس ہے اس لیے دوسرا اسم اس کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

4۔ پہلا مرفوع اور دوسرا مبنی بر فتحہ، جیسے: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پہلا لا مشابہ بلیس اور دوسرا لانفی جنس ہے۔

اسی طرح یہ شعر ہے:

فَلَا لَغْوٌ وَلَا تَأْثِيمَ فِيهَا وَمَا فَاهُوا بِهِ أَبَدًا مُقِيمُ

نہ لغوبات ہوگی اور نہ ہی مجرم گردانا جائے گا اس جنت میں اور جو وہ بولیں گے ہمیشہ قائم ہوگا۔

حل عبارت:

لَغْوٌ: بے کار، بے فائدہ، غلط اور بیہودہ بات۔ تَأْثِيْمٌ: گنہگار ٹھیرانا، مجرم گردانا۔ فَاهُوا: وہ بولیں، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، یہ اصل میں فَوَهُوا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا۔ مُقِيْمٌ: قائم، دائمی۔

محل استشہاد:

یہاں پہلا لا مشابہ بلیس اور دوسرا لانفی جنس ہے۔

5۔ دونوں مرفوع، جیسے: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ دونوں جگہ لا مشابہ بلیس ہے۔

نوٹ:

جب پہلا اسم مرفوع ہو تو دوسرے کو منصوب نہیں پڑھ سکتے کیونکہ منصوب کا مرفوع پر

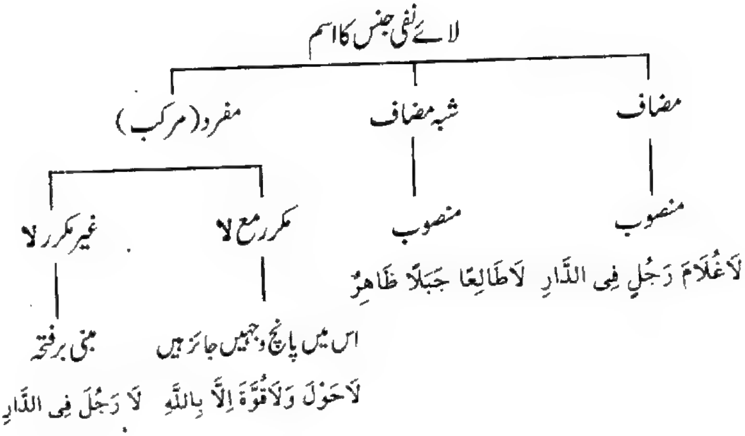
عطف ڈالنا درست نہیں ہے۔

شارح نے یہاں مزید تین صورتیں بیان کیں ہیں:

جب پہلا اسم منصوب ہو تو دوسرے اسم پر تین اعراب پڑھنے جائز ہیں: مبنی برفتحہ، نصب اور رفع، جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةَ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا امْرَأَةٌ۔

حل عبارت: يُسَمَّى الْمُشَبَّهُ بِالْمُضَافِ مُطَوَّلًا وَمَمْطُولًا: شبہ مضاف کو مطول اور ممطول (لمبا) بھی کہتے ہیں۔

خلاصہ کلام:



☆......☆......☆

۲۰۱۔ وَمُفْرَدًا نَعْتًا لِمَبْنِيٍّ يَلِيْ فَافْتَحْ، أَوِ انْصِبَنْ، أَوِارْفَعْ، تَعْدِلِ

مفرد نعت کو جو مبنی کے ساتھ متصل ہو آپ فتحہ دیں یا نصب دیں یا رفع دیں آپ عدل کریں گے۔

خلاصہ:

اس شعر میں لا کے اسم کی صفت کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

لا کے اسم کی صفت کا اعراب:

جب لائے نفی جنس کا اسم اور اس کی صفت دونوں مفرد ہوں اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو تو صفت پر تین اعراب پڑھنے جائز ہیں:

۱۔ مبنی بر فتحہ: لا کے اسم کے ساتھ مرکب ہونے کی وجہ سے، جیسے: لَا رَجُلَ ظَرِيفَ۔

۲۔ نصب: لا کے اسم کے محل کا لحاظ کرتے ہوئے، جیسے: لَا رَجُلَ ظَرِيفًا۔

۳۔ رفع: لا اور اس کے اسم کے محل کا لحاظ کرتے ہوئے اس لیے کہ یہ سیبویہؒ کے نزدیک مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے، جیسے: لَا رَجُلَ ظَرِيفٌ۔

حل عبارت:

ظَرِيفٌ: ہوشیار، تیز طبع، خوب رو، خوش اسلوب، ج: ظُرَفَاءُ۔

☆......☆......☆

۲۰۲۔ وَغَيْرَ مَا يَلِيْ، وَغَيْرَ الْمُفْرَدِ   لَا تَبْنِ، وَ انْصِبْهُ، أَوِ الرَّفْعَ اقْصِدِ

جو متصل نہ ہو یا مفرد نہ ہو اس کو آپ مبنی نہ کریں، اس کو نصب دیں یا رفع کا قصد کریں۔

خلاصہ:

اس شعر میں لا کے اسم کی صفت کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

جب لائے نفی جنس کے اسم مفرد اور اس کی صفت کے درمیان فاصلہ ہو تو صفت مرفوع یا منصوب ہوگی، جیسے: لَا رَجُلَ فِيهَا ظَرِيفٌ أَوْ ظَرِيفًا۔ اس کو فتحہ پر مبنی پڑھنا جائز نہیں، جیسے: لَا رَجُلَ فِيهَا ظَرِيفَ کیونکہ یہ فتحہ پر مبنی اس وقت ہوتی ہے جب وہ اسم کے ساتھ مرکب ہو یہاں فاصلے کی وجہ سے مرکب ہونا ختم ہو گیا ہے، اس لیے اسے فتحہ پر مبنی پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح جب صفت مضاف یا شبہ مضاف ہو تو وہ مرفوع یا منصوب ہوگی، موصوف خواہ مفرد ہو یا غیر مفرد، صفت اور موصوف کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو، جیسے: لَا رَجُلَ صَاحِبَ بِرٍّ فِيهَا، لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِيهَا صَاحِبَ بِرٍّ، اس کو فتحہ پر مبنی پڑھنا

جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں مرکب ہونا ممکن نہیں ہے۔

☆.....☆.....☆

۲۰۳۔ وَالْعَطْفُ إِنْ لَمْ تَتَكَرَّرْ ((لَا)) احْكُمَا　　لَهُ بِمَا لِلنَّعْتِ ذِي الْفَصْلِ انْتَمَى

اورعطف (معطوف) اگر نہ مکرر ہو"لا" تو آپ فیصلہ کریں اس عطف کے لیے جو فاصلہ والی نعت کے لیے منسوب ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں لا کے اسم پر عطف کیے جانے والے اسم کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

لا کے اسم پر عطف کیے جانے والے اسم کا اعراب:

جب لا کے اسم نکرہ مفرد پر کسی نکرہ اسم کا عطف ڈالا جائے اور لا اس میں مکرر نہ ہو تو معطوف مرفوع یا منصوب ہوگا، جیسے: لَا رَجُلَ وَامْرَأَةٌ وَامْرَأَةً ان کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز نہیں۔

اخفش کے نزدیک لا کو مقدر مان کر اسے مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے، جیسے: لَا رَجُلَ وَامْرَأَةَ یہ اصل میں لَا رَجُلَ وَ لَا امْرَأَةَ تھا، پھر لا کو حذف کر دیا گیا۔

اسی طرح جب معطوف نکرہ مضاف یا شبہ مضاف ہو تو اس کو مرفوع یا منصوب پڑھیں گے لا خواہ مکرر ہو یا مکرر نہ ہو، جیسے: لَا رَجُلَ وَلَا غُلَامَ امْرَأَةٍ ، لَا رَجُلَ وَغُلَامَ امْرَأَةٍ

اگر معطوف معرفہ ہو تو اس میں ہر حالت میں صرف رفع پڑھنا جائز ہے، جیسے: لَا رَجُلَ وَلَا زَيْدٌ فِيهَا ، لَا رَجُلَ وَزَيْدٌ فِيهَا۔

☆.....☆.....☆

۲۰۴۔ وَأَعْطِ ((لَا)) مَعْ هَمْزَةِ اسْتِفْهَامِ　　مَا تَسْتَحِقُّ دُوْنَ الْاِسْتِفْهَامِ

آپ دیں لا کو ہمزہ استفہام کے ساتھ وہ عمل جس کا وہ مستحق تھا بغیر استفہام کے۔

خلاصہ:

اس شعر میں لائے نفی جنس سے پہلے ہمزہ استفہام آنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

جب لائے نفی جنس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو:

جب **لا** سے پہلے ہمزہ استفہام آ جائے تو اس کا عمل اور تمام احکام وہی ہوں گے جو ہمزہ استفہام کے بغیر تھے۔ ہمزہ استفہام کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، جیسے: أَلَا رَجُلَ قَائِمٌ ، أَلَا غُلَامَ رَجُلٍ قَائِمٌ وغیرہ، صفت اور معطوف کا بھی وہی حکم ہوگا جو ہمزہ استفہام سے پہلے تھا۔

مصنفؒ نے یہاں اسی طرح مطلقاً بیان کیا ہے جب کہ شارح کے نزدیک اس میں کچھ تفصیل ہے، جو کہ درج ذیل ہے۔

اگر استفہام سے مقصود توبیخ یا استفہام نفی ہو تو اس کا عمل اور معطوف، صفت اور الغاء کے جائز ہونے کے تمام احکام اسی طرح باقی رہیں گے جیسے وہ استفہام سے پہلے تھے۔

توبیخ کی مثال، جیسے: أَلَا رُجُوْعَ وَقَدْ شِبْتَ (کیا آپ گناہ سے) باز نہیں آئیں گے حالانکہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں)

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَلَا ارْعِوَاءَ لِمَنْ وَلَّتْ شَبِيْبَتُهُ وَآذَنَتْ بِمَشِيْبٍ بَعْدَهُ هَرَمُ

کیا نہیں ہے رک جانا (گناہ سے) اس شخص کا جس کی جوانی چلی گئی ہے، اور خبر دی اس جوانی نے ایسے بڑھاپے کے بارے میں جس کے بعد کمزوری ہے۔

حل عبارت:

اِرْعِوَاء: رکنا، باز رہنا، مصدر، باب **افعلال**، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، یہ اصل میں اِرْعِوَاو تھا، واؤ طرف کلمہ میں الف زائد کے بعد واقع ہو کر ہمزہ سے بدل گئی۔

وَلَّتْ: چلی گئی، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب **تفعیل**، ہفت اقسام میں سے لفیف مفروق، یہ اصل میں وَلَّيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، پھر دو ساکن الف اور تاء جمع ہونے سے الف گر گیا۔ شَبِيْبَة: جوانی۔ مَشِيْبٌ: بڑھاپا۔ هَرَمٌ: بڑھاپا، کمزوری۔

محل استشہاد:

اس میں أَلَا ہے، یہاں لَا سے پہلے ہمزہ توبیخ کے لیے آیا ہے اور لا کا پہلے والا عمل باقی ہے۔

نفی کے بارے میں استفہام کی مثال: أَلَا رَجُلَ قَائِمٌ (کیا کوئی آدمی بھی کھڑا نہیں؟)

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَلَا اصْطِبَارَ لِسَلْمٰی أَمْ لَهَا جَلَدٌ إِذَا أُلَاقِي الَّذِي لَاقَاهُ أَمْثَالِي

کیا سلمٰی کے لیے صبر نہیں ہے، یا اس کے لیے (صبر کی) ہمت ہوگی، جب میں ملوں اس چیز کو جسے مل چکے ہیں میرے جیسے لوگ۔

حل عبارت:

اِصْطِبَار: صبر کرنا، مصدر، باب افتعال، یہ اصل میں اِصْتِبَرَ تھا۔ باب افتعال کے فاء کلمہ میں صاد واقع ہوا تو تائے افتعال کو طا سے بدل دیا۔ جَلَدٌ: ہمت، صبر و استقلال۔ أَمْثَال: مثل، مانند، م: مَثَلٌ۔ لَاقَاهُ أَمْثَالِي: موت سے کنایہ ہے۔

محل استشہاد:

اس میں أَلَا ہے، یہاں لا سے پہلے ہمزہ استفہام نفی کے بارے میں آیا ہے اور لا کا پہلے والا عمل باقی ہے۔

جب استفہام سے مقصود تمنی ہو تو مازنی اور مصنف کے نزدیک لا کا عمل اور اس کے تمام احکام پہلے کی طرح باقی رہیں گے۔

جب کہ سیبویہ کے نزدیک لا صرف اسم میں عمل کرے گا، اس کو لغو کرنا یا معطوف اور صفت پر مبتدا کا اعتبار کرتے ہوئے رفع پڑھنا جائز نہیں ہے۔

تمنی کی مثال، جیسے: أَلَا مَاءَ مَاءً بَارِدًا (کاش کہ پانی ٹھنڈا ہوتا)

اسی طرح یہ شعر ہے:

أَلَا عُمْرَ وَلّٰى مُسْتَطَاعٌ رُجُوْعُهُ فَيَرْأَبَ مَا أَثْأَتْ يَدُ الْغَفَلَاتِ

کاش کہ جو عمر چلی گئی ہے اس کو واپس لانا طاقت میں ہوتا، تو وہ اصلاح کرتی جس کو خراب کیا ہے غفلتوں کے ہاتھوں نے۔

حل عبارت:

یَرْأَبُ: درست کرنا، مرمت کرنا۔ أَثْأَتْ: خراب کر دیا، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے مہموز العین وناقص یائی، یہ اصل میں أَثْأَيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، دو ساکن الف اور تاء جمع ہونے سے الف کو گرا دیا۔

محل استشہاد:

اس میں أَلَا ہے، یہاں لا سے پہلے ہمزہ تمنی کے لیے آیا ہے اور لا کا پہلے والا عمل باقی ہے۔

☆......☆......☆

۲۰۵۔ وَشَاعَ فِي ذَا الْبَابِ إِسْقَاطُ الْخَبَرْ   إِذَا الْمُرَادُ مَعْ سُقُوطِهِ ظَهَرْ

عام ہے اس باب میں خبر کا حذف ہونا، جب مراد اس کے حذف ہونے کے باوجود ظاہر ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں لائے نفی جنس کی خبر کا حذف ہونا بیان کیا گیا ہے۔

لائے نفی جنس کی خبر کا حذف ہونا:

جب کوئی قرینہ پایا جائے تو بنوتمیم اور بنوطئی کے نزدیک لائے نفی جنس کی خبر کو حذف کرنا واجب ہے، جب کہ اہل حجاز کے نزدیک اس کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: هَلْ مِنْ رَجُلٍ قَائِمٌ کے جواب میں کہا جائے: لَا رَجُلَ اصل میں تھا لَا رَجُلَ قَائِمٌ۔

خبر خواہ ظرف یا جار مجرور ہو یا ان کے علاوہ ہو، جیسے: هَلْ عِنْدَكَ رَجُلٌ، هَلْ فِي الدَّارِ رَجُلٌ کے جواب میں کہا جائے: لَا رَجُلَ۔

اگر کوئی قرینہ نہ ہو تو سب کے نزدیک خبر کو حذف کرنا جائز نہیں ہے، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ))

اسی طرح شعر میں ہے:

وَلَا كَرِيْمَ مِنَ الْوِلْدَانِ مَصْبُوْحُ (اور نہیں ہے کوئی شریف بچہ صبح کے وقت دودھ پلایا جاتا) [1]

اس میں لائے نفی جنس کی خبر مذکور ہے اسے حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

☆......☆......☆

[1] قحط سالی کے دوران مہمانوں کے لیے اونٹنیاں ذبح کی جاتی تھیں اس وقت شرفاء کے بچوں کو بھی آسانی سے دودھ میسر نہیں آتا تھا۔

ظَنَّ اور اس کے اخوات

۲۰۶۔ اِنْصِبْ بِفِعْلِ الْقَلْبِ جُزْءَ ابْتِدَا   أَعْنِی:رَأَی، خَالَ، عَلِمْتُ ،وَجَدَا

آپ نصب دیں فعل قلب کے ساتھ ابتداء کے دونوں جزوں (مبتدا اور خبر) کو، میری مراد ہے، رَأَی ،خَالَ ،عَلِمْتُ ،وَجَدَ۔

۲۰۷۔ظَنَّ، حَسِبْتُ، وَزَعَمْتُ، مَعْ عَدْ   حَجَا، دَرَی، وَجَعَلَ اللَّذْ كَاعْتَقَدْ

ظَنَّ، حَسِبْتُ اور زَعَمْتُ، عَدَّ کے ساتھ، حَجَا، دَرَی اور جَعَلَ جو اِعْتَقَدَ کی طرح ہے۔

۲۰۸۔ وَهَبْ ،تَعَلَّمْ ،وَالَّتِی كَصَيَّرَا   أَيْضًا بِهَا انْصِبْ مُبْتَدًا وَخَبَرَا

هَبْ ، تَعَلَّمْ ہیں اور وہ افعال جو صَيَّرَ کی طرح ہیں اسی طرح ان کے ساتھ آپ نصب دیں مبتدا اور خبر کو۔

حل عبارت:

اللَّذْ: یہ اصل میں اَلَّذِی اسم موصول تھا، تخفیفاً یاء کو حذف کر دیا۔

خلاصہ:

ان شعروں میں صاحب کتاب نے افعال ظن ، ان کی اقسام، اور ان کا عمل بیان کیا ہے۔

ظَنَّ اور اس کی اخوات کی اقسام:

ظنّ اور اس کے اخوات کی دو قسمیں ہیں: ۱۔افعال قلوب ۲۔افعال تحویل

1۔ افعال قلوب

ان کی دو قسمیں ہیں:

1۔جو یقین پر دلالت کرتے ہیں، یہ پانچ فعل ہیں: عَلِمَ، رَأَی، وَجَدَ، دَرَی، تَعَلَّمْ ۔

2۔جو گمان پر دلالت کرتے ہیں، یہ آٹھ فعل ہیں:

حَسِبَ، ظَنَّ، خَالَ، زَعَمَ، عَدَّ، حَجَا، جَعَلَ اور هَبْ ۔

ظَنَّ اور اس کے اخوات کا عمل:

یہ مبتدا اور خبر کو اپنے مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔

افعال یقین کی مثالیں:

1۔ عَلِمَ، جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا أَخَاكَ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

عَلِمْتُكَ الْبَاذِلَ الْمَعْرُوْفِ، فَانْبَعَثَتْ   إِلَيْكَ بِي وَاجِفَاتُ الشَّوْقِ وَالْأَمَلِ

میں نے یقین کر لیا آپ کے بارے میں کہ آپ نیکی خرچ کرنے والے ہیں، پس بھیجا ہے تیری طرف مجھے شوق اور امید کے اسباب نے۔

حل عبارت:

الْبَاذِلَ: خرچ کرنے والا، صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب نصر۔ الْمَعْرُوف: بھلائی، عطیہ، الْمَعْرُوف کو الْبَاذِلَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور اور مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ انْبَعَثَتْ: روانہ ہوئیں، جب اس کا صلہ إِلٰی ہو تو اس کے معنی روانہ کرنا کے ہوتے ہیں، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب انفعال۔ وَاجِفَاتُ: تیز چلنے والے، دوڑنے والے، جمع مؤنث اسم فاعل، باب ضرب، یہاں اس سے مراد اسباب ہیں۔ أَمَلٍ: امید۔

محل استشہاد:

عَلِمْتُكَ الْبَاذِلَ الْمَعْرُوْفِ ہے، یہاں عَلِمْتُ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں ک ضمیر اور الْبَاذِلَ کو نصب دی ہے۔

2۔ رَأَى، جیسے شعر میں ہے:

رَأَيْتُ اللّٰهَ أَكْبَرَ كُلِّ شَيْءٍ   مُحَاوَلَةً، وَأَكْثَرَهُمْ جُنُودًا

میں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے قوت کے اعتبار سے اور ان سے زیادہ ہے لشکروں کے اعتبار سے۔

حل عبارت:

مُحَاوَلَةً: کوشش، قوت، مصدر باب مفاعلہ۔ جُنُودًا: لشکر، م: جُنْدٌ۔

محل استشہاد:

رَأَیْتُ اللّٰہَ اَکْبَرَ کُلِّ شَیْءٍ ہے، یہاں رَأَیْتُ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دومفعولوں لفظ اللہ اور اَکْبَرَ کُلِّ شَیْءٍ کو نصب دی ہے۔

یہ کبھی بمعنی ظَنَّ بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: ﴿اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا﴾

3۔ وَجَدَ، جیسے: ﴿وَاِنْ وَّجَدْنَا اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ﴾

4۔ دَرٰی، جیسا کہ یہ شعر ہے:

دُرِیْتَ الْوَفِیَّ الْعَھْدَ یَا عُرْوَ فَاغْتَبِطْ فَاِنَّ اغْتِبَاطًا بِالْوَفَاءِ حَمِیْدُ

اے عروہ، یقین کیا گیا آپ پر کہ آپ وعدہ پورا کرنے والے ہیں، پس آپ خوش ہو جائیں بے شک خوش ہونا وفاء عہد پر قابل تعریف ہے۔

حل عبارت:

دُرِیْتَ: آپ پر یقین کیا گیا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول، باب ضرب۔ الْوَفِیَّ: پورا، مکمل، وفادار، حق کے لین دین میں دیانتدار، ج: اَوْفِیَاءُ۔ الْعَھْدُ: وعدہ، عہدہ پیمان، اس کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور، شبہ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب اور فاعل ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھنا تینوں طرح جائز ہے، اس لیے کہ الْوَفِی صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ کے معمول کو تین طرح پڑھنا جائز ہے۔ عُرْوَ: منادی مرخم ہے یہ اصل میں عُرْوَۃُ تھا۔ اغْتَبِطْ: خوش ہونا، صیغہ واحد مذکر حاضر معلوم، باب افتعال۔

محل استشہاد:

دُرِیْتَ الْوَفِیَّ الْعَھْدَ ہے، یہاں دُرِیْتَ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دومفعولوں کو نصب دی ہے پہلا تَ ضمیر جو کہ نائب فاعل واقع ہوئی ہے اور دوسرا مفعول الْوَفِیَّ ہے۔

5۔ تَعَلَّمْ، جو بمعنی اِعْلَمْ ہو۔

جیسا کہ یہ شعر ہے:

تَعَلَّمْ شِفَاءَ النَّفْسِ قَهْرَ عَدُوِّهَا فَبَالِغْ بِلُطْفٍ فِي التَّحَيُّلِ وَالْمَكْرِ

آپ یقین کریں کہ نفس کی شفاء اس کے دشمن پر غالب آنے میں ہے، پس آپ بہت زیادہ محنت کریں نرمی کے ساتھ حیلہ سازی اور تدبیر کرنے میں۔

حل عبارت:

شِفَاءَ النَّفْس: دل کی تسکین، **شِفَاءَ**: مصدر باب ضرب ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، یہ اصل میں **شِفَایَ** تھا، یاء طرف کلمہ میں الف زائد کے بعد واقع ہو کر ہمزہ سے بدل گئی۔ **قَهْرَ**: کسی پر غالب ہونا، مصدر باب فتح۔ **لُطْف**: اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی حفاظت، انسان کی مہربانی کرنا، مصدر، باب نصر۔ **تَحَيُّل**: اپنے کاموں میں حیلہ و تدبیر سے کام لینا، مصدر باب تفعّل۔ **الْمَكْر**: ایسی خفیہ چال جس سے دوسرے کو اپنے کام سے روک دیا جائے، مصدر، باب نصر۔

محل استشہاد:

تَعَلَّمْ شِفَاءَ النَّفْسِ قَهْرَ عَدُوِّهَا ہے، یہاں تَعَلَّمْ بمعنی اِعْلَمْ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں شِفَاءَ النَّفْسِ اور قَهْرَ عَدُوِّهَا کو نصب دی ہے۔

افعال رُجحان کی مثالیں:

1۔ حَسِبَ، جیسے: حَسِبْتُ زَيْدًا صَاحِبَكَ۔

یہ کبھی یقین کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے شعر میں ہے:

حَسِبْتُ التُّقَى وَالْجُودَ خَيْرَ تِجَارَةٍ رَبَاحًا ، إِذَا مَا الْمَرْءُ أَصْبَحَ ثَاقِلًا

میں نے یقین کر لیا کہ تقویٰ اور سخاوت بہترین تجارت ہیں نفع کے اعتبار سے جس وقت آدمی ہو جائے (بوجھ) میت۔

حل عبارت: **التُّقَى**، م: **التُّقَاةُ**: ڈر، پرہیزگاری۔ **الْجُود**: سخاوت، مصدر باب نصر۔ **رَبَاحًا**:

کاروبار کا نفع بخش ہونا، مصدر، باب سمع۔ ثَاقِلًا: میّت، اس لیے کہ جب تک بدن میں روح ہوتو وہ ہلکا ہوتا ہے اور جب روح نکل جائے تو وہ بھاری ہو جاتا ہے۔

محل استشہاد: حَسِبْتُ التُّقَى وَالْجُوْدَ خَيْرَ تِجَارَةٍ ہے، یہاں حَسِبْتُ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں اَلتُّقٰی اور خَيْرَ تِجَارَةٍ کو نصب دی ہے۔

2۔ ظَنَّ، جیسے: ظَنَنْتُ زَيْدًا صَاحِبَكَ۔

یہ کبھی یقین کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: ﴿وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ﴾

3۔ خَالَ، جیسے: خِلْتُ زَيْدًا أَخَاكَ۔

یہ کبھی یقین کے لیے بھی آتا ہے۔

جیسے شعر میں ہے:

دَعَانِي الْغَوَانِي عَمَّهُنَّ ،وَخِلْتُنِي لِيَ اسْمٌ ،فَلَا أُدْعَى بِهِ وَهْوَ أَوَّلُ

”مجھے بلایا خوبصورت لڑکیوں نے اپنا چچا کہہ کر حالانکہ میں نے اپنے بارے یقین کر لیا کہ میرا ایک نام ہے، پس نہیں میں بلایا جاتا اس نام کے ساتھ حالانکہ وہ میرا پہلا نام ہے۔“

حل عبارت:

اَلْغَوَانِي: وہ عورتیں جو پیکر حسن و جمال اور زیب و زینت سے بے نیاز ہوں، م: اَلْغَانِيَةُ۔

محل استشہاد:

خِلْتُنِيْ لِيَ اسْمٌ ہے، یہاں خِلْتُ فعل قلب یقین کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں یاء ضمیر متکلم اور لِيَ اسْمٌ جملہ اسمیہ کو نصب دی ہے۔

4۔ زَعَمَ، جیسے شعر میں ہے:

فَإِنْ تَزْعُمِيْنِي كُنْتُ أَجْهَلُ فِيْكُمْ فَإِنِّي شَرَيْتُ الْحِلْمَ بَعْدَكِ بِالْجَهْلِ

”اگر آپ میرے بارے گمان کرتی ہیں کہ میں تم میں بے وقوف تھا، پس بے شک میں نے خریدی ہے بردباری آپ سے جدا ہونے کے بعد بے وقوفی کے بدلے۔“

حل عبارت:

أَجْهَلُ: میں بے وقوف تھا۔ الْحِلْمُ: بردباری، عقل وخرد، ج: اَحْلَامٌ ۔ الْجَهْلُ: بے وقوفی، نادانی۔

محل استشہاد:

تَزْعُمِيْنِيْ كُنْتُ أَجْهَلُ ہے، یہاں تَزْعُمِيْ فعل قلب رجحان کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں یاء ضمیر متکلم اور كُنْتُ أَجْهَلُ جملہ کو نصب دی ہے۔

5۔ عَدَّ، جیسے شعر میں ہے:

فَلَاتَعْدُدِ الْمَوْلَى شَرِيْكَكَ فِي الْغِنَى وَلٰكِنَّمَا الْمَوْلَى شَرِيْكُكَ فِي الْعُدْمِ

''نہ آپ گمان کریں دوست جو آپ کا شریک ہے غنی میں، لیکن دوست وہ ہے جو آپ کا شریک ہو فقر کی حالت میں۔''

حل عبارت:

الْمَوْلَى: یہ لفظ کئی ایک معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہاں اس سے مراد دوست، مددگار ہے۔ الْعُدم: فقر۔

محل استشہاد:

فَلَا تَعْدُدِ الْمَوْلَى شَرِيْكَكَ ہے، یہاں لَا تَعْدُدْ فعل قلب رجحان کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں الْمَوْلَى اور شَرِيْكَكَ کو نصب دی ہے۔

6۔ حَجَا، جیسے شعر میں ہے:

قَدْكُنْتُ أَحْجُوأَبَاعَمْرٍوأَخَا ثِقَةٍ حَتَّى أَلَمَّتْ بِنَا يَوْمًا مُلِمَّاتُ

میں گمان کرتا تھا کہ ابوعمرو قابل اعتماد بھائی ہے، یہاں تک کہ نازل ہوئیں ہم پر ایک دن مصیبتیں۔

حل عبارت:

أَحْجُوا: میں گمان کرتا تھا، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام

میں سے ناقص واوی، اصل میں أَحْجُوُ تھا، لام کلمہ میں حرف علت واؤ مضموم اس کا ماقبل بھی مضموم تو اس کی حرکت کو گرا دیا۔ ثِقَةً: قابل اعتماد، مصدر باب ضرب، ہفت اقسام میں سے مثال واوی، اصل میں وِثْقٌ تھا، مصدر مثال واوی سے فِعْل کے وزن پر واقع ہوا تو واؤ کو گرا کر آخر میں تاء لے آئے۔ أَلَمَّتْ: نازل ہوئیں، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے مضاعف ثلاثی، یہ اصل میں أَلْمَمَتْ تھا، دو متحرک ہم جنس حرف میم جمع ہوئے ان کا ماقبل ساکن ہے تو پہلے میم کی حرکت ماقبل کو دے کر دوسرے میں ادغام کر دیا۔ مُلِمَّاتٌ: زمانہ کی سخت آفتیں، بڑی مصیبتیں، م: مُلِمَّةٌ۔

محل استشہاد:

اَحْجُوْا اَبَا عَمْرٍو اَخاً ثِقَةً ہے، یہاں اَحْجُوْا فعل قلب رجحان کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں اَبَا عَمْرٍو اور اَخاً کو نصب دی ہے۔

7۔ جَعَلَ، جو بمعنی اِعْتَقَدَ ہو جیسے: ﴿وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا﴾

جب جَعَلَ بمعنی صَيَّرَ ہو تو یہ افعال تحویل میں سے ہوگا۔

8۔ هَبْ، جیسے شعر میں ہے:

فَقُلْتُ: أَجِرْنِي أَبَا مَالِكٍ   وَإِلَّا فَهَبْنِي امْرَأً هَالِكَا

میں نے کہا آپ مجھے پناہ دیں اے ابو مالک ورنہ آپ گمان کریں مجھے ہلاک ہونے والا آدمی۔

حل عبارت:

أَجِرْنِي: آپ مجھے پناہ دیں، میری مدد کریں، صیغہ واحد مذکر، امر حاضر معلوم، باب افعال، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، اصل میں أَجْوِرْ تھا، واؤ متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی واؤ سے کسرہ نقل کیا گیا اسے یاء سے بدل دیا، پھر دو ساکن یاء اور را جمع ہوئے تو یا کو گرا دیا، اس کے آخر میں نون وقایہ اور یاء ضمیر متکلم مفعول بہ ہے۔
هَبْنِي: آپ مجھے گمان کریں، صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معلوم، باب فتح، ہفت اقسام

میں سے مثال واوی، اصل میں اِوْهَبْ تھا، مضارع کی موافقت سے واؤ گر گئی، ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی وہ بھی گر گیا، یا یہ تَهَبُ سے بنا ہے، امر بناتے وقت علامت مضارع تاء گر گئی اور آخر سے ساکن کر دیا۔

محل استشہاد:

هَبْنِي امْرَأً هَالِكًا ہے، یہاں هَبْ فعل قلب رجحان کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں یاء ضمیر متکلم اور اِمْرَءًا کو نصب دی ہے۔

نوٹ:

مصنفؒ نے اَعْنِي رَأَى کہہ کر یہ بتایا ہے کہ افعال قلوب میں سے بعض متعدی بدو مفعول ہوتے ہیں، جیسے: رَأَى وغیرہ، بعض افعال قلوب متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں، جیسے: کَرِهْتُ زَيْدًا، اور بعض لازم ہوتے ہیں، جیسے: جَبُنَ زَيْدٌ۔

2۔افعال تحویل

عمل: یہ مبتدا اور خبر کو اپنے مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔

تعداد: یہ کل سات فعل ہیں: صَيَّرَ، جَعَلَ، تَخِذَ، اِتَّخَذَ، تَرَكَ، رَدَّ، وَهَبَ۔

1۔صَيَّرَ، جیسے: صَيَّرْتُ الطِّيْنَ خَزَفًا

2۔جَعَلَ، جیسے: ﴿فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُوْرًا﴾

3۔تَخِذَ، جیسے: ﴿لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾

4۔اِتَّخَذَ، جیسے: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾

5۔تَرَكَ، جیسے: ﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوْجُ فِي بَعْضٍ﴾

اور جیسے شعر میں ہے:

وَرَبَّيْتُهُ حَتَّى إِذَا مَا تَرَكْتُهُ   أَخَا الْقَوْمِ وَاسْتَغْنَى عَنِ الْمَسْحِ شَارِبُهُ

میں نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ میں نے اس کو بنا دیا قوم کا بھائی، اور بے پرواہ ہوگئیں صاف کرنے سے اس کی مونچھیں۔

حل عبارت:

مَا: اس میں زائدہ ہے۔ اسْتَغْنَى عَنِ الْمَسْحِ: یہ اس کے بڑے ہونے سے کنایہ ہے، وہ خود اپنی ضروریات پوری کرنے لگا دوسروں کی خدمت کا محتاج نہ رہا۔

محل استشہاد:

تَرَكْتُهُ أَخَا الْقَوْمِ ہے، یہاں تَرَكْتُ، صَيَّرْتُ کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں ہ ضمیر اور أَخَا الْقَوْمِ کو نصب دی ہے۔

6۔ رَدَّ، جیسے شعر میں ہے:

رَمَى الْحِدْثَانُ نِسْوَةَ آلِ حَرْبٍ　　بِمِقْدَارٍ سَمَدْنَ لَهُ سُمُودَا

فَرَدَّ شُعُورَهُنَّ السُّوْدَ بِيْضًا　　وَرَدَّ وُجُوهَهُنَّ الْبِيْضَ سُودَا

تیر پھینکے حوادث زمانہ نے آل حرب کی عورتوں پر اتنی مقدار میں کہ وہ غمگین ہو گئیں غمگین ہونا، اس نے بنا دیا ان کے سیاہ بالوں کو سفید اور اس نے کر دیا ان کے سفید چہروں کو سیاہ۔

حل عبارت:

الْحِدْثَانُ: حوادثات زمانہ، زمانہ کی سخت آفتیں، عینی نے اس سے لیل ونہار مراد لیے ہیں گویا کہ ان کے نزدیک یہ تثنیہ ہے۔ سَمَدْنَ: وہ مبہوت وحیرت زدہ ہو گئیں، غمگین ہو گئیں۔

محل استشہاد:

فَرَدَّ شُعُوْرَهُنَّ السُّوْدَ بِيْضًا وَرَدَّ وُجُوْهَهُنَّ الْبِيْضَ سُوْدًا ہے، یہاں دونوں جگہ رَدَّ، صَيَّرَ کے معنی میں ہے اور اس نے دو مفعولوں شُعُوْرَهُنَّ اور بِيْضًا کو اسی طرح وُجُوْهَهُنَّ اور سُوْدًا کو نصب دی ہے۔

7۔ وَهَبَ، جیسے عربوں کا قول ہے:

وَهَبَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ أَيْ صَيَّرَنِيْ (بنا دیا مجھ کو اللہ نے تجھ پر قربان ہونے والا)

خلاصہ کلام :

ظَنَّ وَأَخَوَاتُهَا

- افعال قلوب
  - یقین کے لیے: عَلِمَ، رَأَى، وَجَدَ، دَرَى، تَعَلَّمْ
  - رجحان (شک) کے لیے: حَسِبَ، ظَنَّ، خَالَ، زَعَمَ، عَدَّ، حَجَا، جَعَلَ، هَبْ
- افعال تحویل (تصییر): صَيَّرَ، جَعَلَ، تَخِذَ، اتَّخَذَ، تَرَكَ، رَدَّ، وَهَبَ

☆......☆......☆

۲۰۹۔ وَخُصَّ بِالتَّعْلِيقِ وَالْإِلْغَاءِ مَا مِنْ قَبْلِ هَبْ، وَالْأَمْرَ هَبْ قَدْ أُلْزِمَا

خاص کیا گیا ہے تعلیق اور الغاء کے ساتھ ان افعال کو جو هَبْ سے پہلے ہیں اور هَبْ تحقیق وہ لازم کیا گیا ہے امر کو۔

۲۱۰۔ كَذَا تَعَلَّمْ، وَلِغَيْرِ الْمَاضِ مِنْ سِوَاهُمَا اجْعَلْ كُلَّ مَا لَهُ زُكِنْ

اسی طرح تَعَلَّمْ ہے، ان دونوں (هَبْ اور تَعَلَّمْ) کے سوا (باقیوں کی) ماضی کے علاوہ کے لیے آپ بنائیں ہر وہ حکم جو اس ماضی کے لیے معروف ہے۔

خلاصہ:

ان دو شعروں میں الغاء اور تعلیق اور افعال قلوب کا متصرف اور غیر متصرف ہونا اور جو حکم ماضی کے لیے ہے وہی حکم ماضی کے علاوہ باقیوں کے لیے ہے بیان کیا گیا ہے۔

افعال قلوب کی اقسام :

ان کی دو قسمیں ہیں: 1۔ متصرف 2۔ غیر متصرف

1۔ متصرف: افعال قلوب میں سے هَبْ اور تَعَلَّمْ کے علاوہ باقی تمام افعال متصرف ہیں۔ ان سے ماضی، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول اور مصدر وغیرہ سب استعمال ہوتے ہیں اور یہ سب ماضی کی طرح عمل کرتے ہیں، ماضی، جیسے: ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا، مضارع،

جیسے:أَظُنُّ زَيْدًا قَائِمًا ،امر،جیسے:ظُنَّ زَيْدًا قَائِمًا ،اسم فاعل،جیسے:أَنَا ظَانٌّ زَيْدًا قَائِمًا،اسم مفعول،جیسے:زَيْدٌ مَظْنُوْنٌ أَبُوْهُ قَائِمًا ،اس میں أَبُوْهُ پہلا مفعول ہے،جونائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے،مصدر،جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ظَنِّكَ زَيْدًا قَائِمًا۔

2۔غیر متصرف: یہ دوفعل ہیں:هَبْ اور تَعَلَّمْ ان سے صرف امر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

جیسا کہ شعر میں ہے:

تَعَلَّمْ شِفَاءَ النَّفْسِ قَهْرَ عَدُوِّهَا فَبَالِغْ بِلُطْفٍ فِي التَّحَيُّلِ وَالْمَكْرِ

محل استشہاد:

تَعَلَّمْ شِفَاءَ النَّفْسِ قَهْرَ عَدُوِّهَا ہے۔

اور هَبْ کی مثال جیسا کہ شعر میں ہے :

فَقُلْتُ: أَجِرْنِي أَبَا مَالِكٍ وَإِلَّا فَهَبْنِي امْرَأً هَالِكًا

محل استشہاد:

هَبْنِي امْرَأً هَالِكًا ہے۔

یہ دونوں شعر پیچھے افعال قلوب کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔

الغاء اور تعلیق کا بیان:

الغا اور تعلیق صرف افعال قلوب متصرفہ میں پائی جاتی ہے،باقی افعال یعنی افعال قلوب غیر متصرف اور افعال تحویل میں نہیں پائی جاتی ہے۔

تعلیق کی تعریف:

کسی مانع کی وجہ سے عمل کا لفظی اعتبار سے باطل اور معنوی اعتبار سے باقی رہنا تعلیق کہلاتا ہے،جیسے:ظَنَنْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ ۔

اس میں ظَنَنْتُ کا عمل لام کی وجہ سے لفظی اعتبار سے باطل ہو چکا ہے،لیکن زَيْدٌ قَائِمٌ مفعول ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہیں،اگر اس پر عطف ڈالا جائے تو معطوف

منصوب ہوگا،جیسے:ظَنَنْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَعَمْرًا مُنْطَلِقًا۔

الغاء کی تعریف:

عمل کا لفظی اور معنوی اعتبار سے باطل ہونا الغاء کہلاتا ہے،جیسے: زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ ۔اس میں ظَنَنْتُ نے زَيْدٌ قَائِمٌ میں لفظاً اور معناً دونوں طرح عمل نہیں کیا۔

فائدہ:

فعل ماضی کی طرح فعل مضارع،فعل امر،اسم فاعل،اسم مفعول وغیرہ میں بھی الغاء اور تعلیق پائی جاتی ہے۔

☆......☆......☆

۲۱۱۔وَجَوِّزِ الْإِلْغَاءَ،لَا فِي الْابْتِدَا   وَانْوِ ضَمِيْرَ الشَّأْنِ ،أَوْ لَامَ الْابْتِدَا

آپ جائز قرار دیں الغاء(وسط اور آخر میں)نہ کہ ابتداء میں،مقدر مانیں ضمیر شان یا لام ابتداء کو۔

۲۱۲۔فِي مُوْهِمٍ اِلْغَاءَ مَا تَقَدَّمَا   وَالْتُزِمَ التَّعْلِيْقُ قَبْلَ نَفْيِ (مَا)

(اس کلام میں جو)وہم دلانے والی ہو الغاء کا جو شروع میں ہو،لازم کیا گیا ہے تعلیق کو مَا کی نفی سے پہلے

۲۱۳۔وَ(اِنْ)وَ(لَا)،لَامُ ابْتِدَاءٍ،أَوْقَسَمْ   كَذَا وَالْاِسْتِفْهَامُ ذَا لَهُ انْحَتَمْ

اِنْ اور لَا(کی نفی سے پہلے)لام ابتدا اور لام قسم بھی اسی طرح ہے،اور استفہام یہ حکم اس کے لیے حتمی ہے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں الغاء اور تعلیق کی صورت بیان کی گئی ہے۔

الغاء کے جائز ہونے کی صورت:

جب افعال قلوب متصرف مبتداء اور خبر کے درمیان یا آخر میں آئیں تو ان میں الغاء جائز ہے،جیسے: زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ اور زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ۔

جب یہ افعال مبتدا اور خبر کے درمیان میں ہوں تو بعض کے نزدیک عمل دینا اور نہ دینا دونوں طرح جائز ہے اور بعض کے نزدیک عمل دینا بہتر ہے اور اگر یہ مبتدا اور خبر کے بعد ہوں تو عمل لغو کرنا بہتر ہے۔

جب یہ افعال شروع میں آئیں تو بصریوں کے نزدیک الغاء منع ہے، جیسے: ظَنَنْتُ زَیْدٌ قَائِمٌ بلکہ ان کو عمل دینا واجب ہے، جیسے: ظَنَنْتُ زَیْدًا قَائِمًا ۔

حل عبارت:

سِیَانِ: دونوں برابر ہیں، م: سِیٌّ ، ج: اَسْوَاءٌ

اگر کلام عرب میں کوئی ایسی مثال پائی جائے، جس میں افعال قلوب کے شروع میں ہونے کے باوجود الغاء کی صورت نظر آئے تو وہاں ضمیر شان مقدر مان کر تاویل کی جائے گی، جیسے شعر میں ہے:

أَرْجُو وَآمُلُ أَنْ تَدْنُو مَوَدَّتُهَا ۔۔۔ وَمَا إِخَالُ لَدَيْنَا مِنْكِ تَنْوِيلُ

مجھے امید واثق ہے کہ قریب ہو جائے گی اس کی محبت اور نہیں میں خیال کرتا کہ ہمارے پاس آپ کی طرف سے کوئی عطیہ ہو۔

حل عبارت:

أَرْجُو: میں امید کرتا ہوں، صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، اصل میں أَرْجُوُ تھا، لام کلمہ میں حرف علت واؤ مضموم اس کا ماقبل بھی مضموم اس کی حرکت کو گرا دیا۔ آمُلُ: میں امید رکھتا ہوں، صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے مہموز الفاء، اصل میں أَءْ مُلُ تھا، دو ہمزے جمع ہوئے ان میں سے دوسرا ساکن اور پہلا متحرک ہے تو دوسرے ہمزے کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مطابق حرف علت الف سے بدل دیا۔ تَدْنُو: قریب ہو، یہ أَنْ ناصبہ کی وجہ سے منصوب تھا، پھر ضرورت شعری کی وجہ سے واؤ ساکن ہوگئی۔ إِخَالُ: میں گمان کرتا ہوں، صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، باب سمع، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، اصل میں أَخْيَلُ تھا، یاء متحرک ماقبل ساکن، یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی، یاء سے فتحہ نقل کیا گیا اسے الف سے

بدل دیا۔ واحد متکلم کا صیغہ أَخَالُ اور اِخَالُ دونوں طرح آتا ہے۔ تَنْوِیْلٌ: عطیہ۔

محل استشہاد:

وَمَا اِخَالُ لَدَیْنَا مِنْكِ تَنْوِیْلُ ہے، یہاں اِخَالُ مقدم ہونے کے باوجود بظاہر ملغیٰ لگ رہا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہاں اس کا پہلا مفعول ضمیر شان مقدر ہے یہ اصل میں تھا وَمَا اِخَالُهُ لَدَیْنَا مِنْكِ تَنْوِیْلُ ، ضمیر شان پہلا مفعول اور لَدَیْنَا مِنْكِ تَنْوِیْلُ جملہ دوسرا مفعول ہے، اس میں الغاء نہیں ہے۔

یا لام ابتدا مقدر مان کر تاویل کی جائے گی، جیسے شعر میں ہے:

كَذَالِكَ أُدِّبْتُ حَتّٰى صَارَ مِنْ خُلُقِي أَنِّي وَجَدْتُ مِلَاكُ الشِّيمَةِ الْأَدَبُ

اسی طرح مجھے ادب سکھایا گیا یہاں تک کہ ہو گیا میرے اخلاق میں سے کہ میں نے پایا اخلاق کی اصل ادب کو۔

حل عبارت:

خُلُقِي: میری عادت، طبعی خصلت، ج: اَخْلَاقٌ ۔مِلَاكُ: اصل، جوہر، خلاصہ۔

الشِّيْمَةُ: اخلاق، ج: شِيَمٌ

محل استشہاد:

وَجَدْتُ مِلَاكُ الشِّيْمَةِ الْأَدَبُ ہے، یہاں وَجَدْتُ مقدم ہونے کے باوجود بظاہر ملغیٰ لگ رہا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہاں اس کے بعد لام تاکید مقدر ہے، یہ اصل میں تھا أَنِّيْ وَجَدْتُ لَمِلَاكُ الشِّيْمَةِ الْأَدَبُ یہ تعلیق کی صورت بن جائے گی اس کا الغا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کوفیوں، ابوبکر زبیدی اور دیگر نحویوں کے نزدیک ان افعال کے شروع میں آنے کے باوجود الغاء جائز ہے ان کے نزدیک مذکورہ بالا دونوں شعروں میں تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔

مصنفؒ نے جَوِّزِ الْإِلْغَاءِ کہہ کر متنبہ کر دیا ہے کہ الغاء لازم نہیں بلکہ جائز ہے، جہاں

الغاء جائز ہے وہاں عمل دینا بھی جائز ہے جبکہ تعلیق لازم ہوتی ہے، اس لیے مصنفؒ نے وَالْتَزِمْ کہا ہے۔

تعلیق کی صورت:

جب افعال قلوب متصرف کے بعد مَا، اِنْ، لا نافیہ، لام ابتداء، لام قسم یا استفہام ہو تو تعلیق واجب ہو جاتی ہے، جیسے: ظَنَنْتُ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ، عَلِمْتُ اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

بعض کے نزدیک یہ مثال درست نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک تعلیق کے لیے یہ شرط ہے کہ مانع کو ہٹانے کے بعد فعل دو مفعولوں کو نصب دے سکے، جیسے: ظَنَنْتُ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ اگر ما کو حذف کر دیں تو کہیں گے ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا

آیت کریمہ میں یہ صورت نہیں بن رہی کیونکہ اگر اس سے اِنْ کو حذف کر دیں تو تَظُنُّوْنَ، لَبِثْتُم میں عمل نہیں کر سکتا، اس لیے ان کے نزدیک یہ مثال درست نہیں ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ جمہور نحویوں نے تعلیق کی یہ شرط بیان نہیں کی۔ جیسے: ظَنَنْتُ لَا زَيْدٌ قَائِمٌ، ظَنَنْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ، عَلِمْتُ لَيَقُوْمَنَّ زَيْدٌ۔

استفہام کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ پہلا مفعول اسم استفہام ہو، جیسے: عَلِمْتُ اَيُّهُمْ اَبُوْكَ۔ ۲۔ پہلا مفعول اسم استفہام کی طرف مضاف ہو، جیسے: عَلِمْتُ غُلَامُ اَيِّهِمْ اَبُوكَ۔ ۳۔ فعل کے بعد کوئی کلمہ استفہام ہو، جیسے: عَلِمْتُ أَ زَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔

حل عبارت:

الْمُعَلِّقُ: مانع۔ لَايَتَأَتّٰى فِيْهَا ذٰلِكَ: اس آیت میں یہ ممکن نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

- افعال قلوب
  - متصرف: ھَبْ اور تَعَلَّمْ کے علاوہ باقی تمام افعال
    - تعلیق: ان کے بعد مَا، اِنْ، لا نافیہ، لام ابتداء، لام قسم یا استفہام ہو — ظَنَنْتُ مَا زَیْدٌ قَائِمٌ
    - الغاء: جب یہ درمیان یا آخر میں آئیں — زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ
  - غیر متصرف: ھَبْ، تَعَلَّمْ

☆......☆......☆

۲۱۴۔ لِعِلْمِ عِرْفَانٍ وَظَنِّ تُهَمَهْ تَعْدِيَةٌ لِوَاحِدٍ مُلْتَزَمَهْ

عِرفان کے عَلِمَ اور تُھمہ کے ظَنَّ کے لیے متعدی ہونا ایک مفعول کی طرف لازم کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں افعال قلوب کے متعدی بیک مفعول ہونے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

عَلِمَ اور ظَنَّ کے متعدی بیک مفعول ہونے کی صورت:

جب عَلِمَ بمعنی عَرَفَ اور ظَنَّ بمعنی اِتَّهَمَ ہو تو یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں۔ جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا أَیْ عَرَفْتُهُ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾

ظَنَنْتُ زَیْدًا أَیْ اِتَّهَمْتُهُ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ﴾ أَیْ بِمُتَّهَمٍ۔

☆......☆......☆

۲۱۵۔وَلِرَأَى الرُّؤْيَا انْمِ مَا لِعَلِمَا طَالِبَ مَفْعُوْلَيْنِ مِنْ قَبْلُ انْتَمَى

رُؤْیَا کے رَأَی کے لیے منسوب کر اس حکم کو جو عَلِمَ کے لیے اس سے پہلے منسوب کیا گیا ہے اس حال میں کہ وہ طلب کرنے والا ہو دو مفعولوں کو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رَأَی حُلمیہ بھی عَلِمَ کی طرح متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔

رَأَی حُلمیہ کا حکم:

جب رَأَی حُلمیہ ہو تو وہ عَلِمَ کی طرح دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنِّیْ أَرَانِیْ أَعْصِرُ خَمْرًا﴾ اس میں یاء متکلم پہلا مفعول اور أَعْصِرُ خَمْرًا جملہ دوسرا مفعول ہے۔

حل عبارت:

حُلْمِيَة: یہ حُلم مصدر کی طرف منسوب ہے، اس کے معنی ہیں خواب میں کوئی چیز دیکھنا، یعنی رَأَی حُلمیہ سے مراد وہ رَأَی ہے جس کا تعلق خواب میں دیکھنے کے ساتھ ہو۔

اسی طرح شعر میں ہے:

أَبُو حَنَشٍ يُؤَرِّقُنِي ،وَطَلْقٌ وَعَمَّارٌ وآوِنَةً أُثَالَا
أَرَاهُمْ رُفْقَتِي ،حَتّٰى إِذَا مَا تَجَافَى اللَّيْلُ وَانْخَزَلَ انْخِزَالَا
إِذَا أَنَا كَالَّذِي يَجْرِي لِوِرْدٍ إِلَى آلٍ ، فَلَمْ يُدْرِكْ بِلَالَا

ابو حنش جگاتا ہے مجھے طلق، عمار اور بعض اوقات اثالہ۔

میں خواب میں دیکھتا ہوں ان کو اپنے دوست یہاں کہ جب ختم ہو جاتی ہے رات اور الگ ہو جاتی ہے الگ ہونا۔

تو اچانک میں ہو جاتا ہوں اس شخص کی طرح جو چلتا ہے پانی کے لیے سراب کی طرف پس نہیں وہ پاتا ایک قطرہ بھی۔

حل عبارت:

أَبُو حَنَش، طَلْقٌ، عَمَّارٌ اور أُثَالَا شاعر کے دوستوں کے نام ہیں۔ أُثَالَا میں بغیر ندا کے ضرورت شعری کی بناء پر ترخیم ہوگئی ہے، یہ اصل میں أُثَالَةُ تھا۔ آوِنَةً: اوقات، م: أَوَانٌ۔ رُفْقَتِي: اپنے ساتھیوں کی جماعت، ج: رُفَقٌ و رِفَاقٌ۔ تَجَافَى: دور ہوتی ہے۔ اِنْخَزَلَ: الگ ہوتی ہے۔ وِرْد: پانی کا گھاٹ۔ آل: سراب، یہ مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ بِلَالًا: پانی، ہر وہ چیز جس سے حلق تر کیا جائے۔

محل استشہاد:

أَرَاهُمْ رُفْقَتِيه ہے، یہاں رَأی حُلمیہ ہے، اس کے دو مفعول ہیں: هُمْ پہلا مفعول اور رُفْقَتِيْ دوسرا مفعول ہے۔

مصنفؒ نے مذکورہ عبارت لِرَأی الرُّؤْيَا کے ساتھ رَأی حُلْمِيَّة کو بیان کیا ہے، اگرچہ رُؤْيَا مصدر رَأی حُلمیہ کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے لیکن مشہور اس کے لیے ہے۔

حل عبارت:

عَبَّرَ عَنِ الْحُلْمِيَّةِ: اس نے رَأی حلمیہ کو بیان کیا ہے۔

☆......☆......☆

۲۱۶۔ وَلَا تُجِزْ هُنَا بِلَا دَلِيْلِ سُقُوْطَ مَفْعُوْلَيْنِ اَوْ مَفْعُوْلِ

اور نہ آپ جائز قرار دیں اس جگہ بغیر دلیل کے دو یا ایک مفعول کے حذف ہونے کو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ افعال قلوب کے دونوں یا ایک مفعول کو بغیر دلیل کے حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

افعال قلوب کے مفعول حذف ہونے کا بیان:

جب کوئی قرینہ پایا جائے تو افعال قلوب کے دونوں یا ایک مفعول کو حذف کرنا جائز

ہے۔

دو مفعول حذف ہونے کی مثال، جیسے کوئی کہے هَلْ ظَنَنْتَ زَيْدًا قَائِمًا تو اس کے جواب میں کہا جائی ظَنَنْتُ اصل میں تھا ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا۔ یہاں چونکہ سائل کا سوال قرینہ ہے اس لیے دونوں مفعول حذف کر دیے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

بِأَيِّ كِتَابٍ أَمْ بِأَيَّةِ سُنَّةٍ ۔۔۔ تَرَى حُبَّهُمْ عَارًا عَلَيَّ وَتَحْسَبُ

کس کتاب یا کس سنت کی دلیل کی بناء پر تو سمجھتا ہے ان کی محبت کو مجھ پر عیب اور تو گمان کرتا ہے۔

محل استشہاد:

تَحْسَبُ ہے، یہ اصل میں تَحْسَبُ حُبَّهُمْ عَارًا عَلَيَّ تھا، یہاں اس کے دونوں مفعولوں حُبَّهُمْ اور عَارًا کو حذف کر دیا ہے، اس لیے کہ ماقبل کلام ان پر دلالت کر رہا ہے۔

ایک مفعول کے حذف ہونے کی مثال، جیسے کوئی کہے هَلْ ظَنَنْتَ أَحَدًا قَائِمًا تو اس کے جواب میں کہا جائے ظَنَنْتُ زَيْدًا اصل میں تھا: ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا۔ یہاں دوسرے مفعول کو حذف کر دیا اس لیے کہ سائل کا سوال اس کے حذف ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَلَقَدْ نَزَلْتِ فَلَا تَظُنِّي غَيْرَهُ ۔۔۔ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ الْمُحَبِّ الْمُكْرَمِ

اور تحقیق تو ہو گئی ہے میرے نزدیک بمنزلہ محبوب اور معزز کے، پس نہ تو گمان کر میرے بارے میں اس کے علاوہ واقع ہونے کا۔

محل استشہاد:

فَلَا تَظُنِّي غَيْرَهُ ہے، یہ اصل میں فَلَا تَظُنِّي غَيْرَهُ وَاقِعًا تھا، یہاں اس کے دوسرے مفعول وَاقِعًا کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا ہے جو سیاق سے سمجھ آ رہا تھا۔

نحویوں کے تمام مذاہب میں سے یہ مذہب صحیح ہے۔

اگر کوئی دلیل نہ ہوتو پھر افعال قلوب کے دونوں یا ایک مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں، جیسے: ظَنَنْتُ ، ظَنَنْتُ زَیْدًا ،ظَنَنْتُ قَائِمًا کہنا درست نہیں جب اس سے مراد ظَنَنْتُ زَیْدًا قَائِمًا ہو۔

☆......☆......☆

۲۱۷۔وَكَتَظُنُّ اجْعَلْ ((تَقُوْلُ)) اِنْ وَلِی مُسْتَفْهِمًا بِهِ ،وَلَمْ يَنْفَصِلِ

تَظُنُّ کی طرح آپ بنائیں تَقُوْلُ کو اگر وہ ملے اس (حرف) کے ساتھ جس کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے،اس حال میں کہ (فعل اور حرف استفہام کے درمیان) فاصلہ نہ ہو۔

۲۱۸۔بِغَيْرِ ظَرْفٍ،اَوْ كَظَرْفٍ اَوْعَمَلْ وَاِنْ بِبَعْضِ ذِیْ فَصَلْتَ يُحْتَمَلْ

علاوہ ظرف اور ظرف جیسے (جار مجرور) اور (فعل کے) معمول کے،اور اگر ان میں سے بعض کے ساتھ آپ فاصلہ کردیں تو (تقول کے دومفعولوں کا) احتمال پایا جائے گا۔

خلاصہ:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض اوقات قَوْل بمعنی ظَنّ استعمال ہوتا ہے تو تَقُوْلُ، تَظُنُّ کی طرح دومفعولوں کو نصب دیتا ہے۔

قَوْل کا استعمال: اس کی دوصورتیں ہیں:

1۔قول کے بعد آنے والے جملہ پر اعراب حکائی پڑھا جائے گا،لیکن مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً اسے منصوب سمجھا جائے گا،جیسے:قَالَ زَیْدٌ، عَمْرٌو مُنْطَلِقٌ، تَقُوْلُ زَیْدٌ مُنْطَلِقٌ۔

2۔ظَنّ کی طرح مبتدا اور خبر پر مفعول ہونے کی وجہ سے نصب پڑھنا بھی جائز ہے۔

اس کے بارے عربوں کے دو مذہب ہیں:

ا۔اکثر عربوں اور نحویوں کے نزدیک ظَنّ کی طرح عمل دینا مشروط ہے۔

۲۔بغیر کسی شرط کے یہ عمل کرتا ہے۔

1۔تَقُوْلُ کے تَظُنُّ کی طرح عمل کرنے کی شرائط:

درج ذیل چار ہیں:

۱۔وہ فعل مضارع ہو ۔۲۔مخاطب کا صیغہ ہو۔ ۳۔اس سے پہلے استفہام ہو۔ ۴۔استفہام اور فعل کے درمیان ظرف، جار مجرور اور فعل کے معمول کے علاوہ کسی اور چیز کا فاصلہ نہ ہو۔

جب مذکورہ شرائط پائی جائیں تو مبتدا اور خبر کو مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب اور اعراب حکائی کے ساتھ پڑھنا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: أَتَقُوْلُ عَمْرًا مُنْطَلِقًا۔اس میں عَمْرًا پہلا مفعول اور مُنْطَلِقًا دوسرا مفعول ہے، أَ تَقُوْلُ زَيْدٌ مُنطَلِقٌ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

مَتَى تَقُولُ الْقُلُصَ الرَّوَاسِمَا   يَحْمِلْنَ أُمَّ قَاسِمٍ وَقَاسِمَا

کب آپ گمان کریں گے جوان اور تیز اونٹنیوں کے بارے، وہ لائیں گی امّ قاسم اور قاسم کو۔

حل عبارت:

الْقُلُص: جوان اونٹنیاں، م: قَلُوْص (نویں سال کی عمر تک قلوص اس کے بعد ناقة کہلاتی ہے)۔الرَّوَاسِمَا: تیز چلنے والی اونٹنیاں، اس کے آخر میں الف اطلاق کے لیے ہے۔

محل استشہاد:

تَقُوْلُ الْقُلُصَ يَحْمِلْنَ ہے، یہاں تَقُوْلُ بمعنی تَظُنُّ ہے، یہ دو مفعولوں کو نصب دے رہا ہے۔الْقُلُصَ پہلا مفعول اور يَحْمِلْنَ جملہ دوسرا مفعول ہے۔

اسی طرح ایک شعر میں ہے:

أَجُهَّالًا تَقُولُ بَنِي لُؤَيٍّ   لَعَمْرُ أَبِيْكَ أَمْ مُتَجَاهِلِيْنَا

کیا تو گمان کرتی ہے کہ بنولؤی جاہل ہیں تیرے باپ کی قسم یا وہ بتکلف جاہل بنے ہوئے ہیں۔

حل عبارت:

جُهَّالًا: جاہل ،م: جَاهِلٌ ۔بَنِي لُؤَيٍّ : سے مراد جمہور اور عام قریش ہیں اس لیے کہ اکثر عرب کا سلسلہ نسب لوی بن غالب تک جاتا ہے ۔مُتَجَاهِلِيْنَا :لاعلمی کا اظہار کرنے والے۔

محل استشہاد:

أَجُهَّالًا تَقُوْلُ بَنِيْ لُؤَيٍّ ہے، یہاں تَقُوْلُ بمعنی تَظُنُّ ہے، یہ دومفعولوں کو نصب دے رہا ہے۔ پہلا مفعول بَنِيْ لُؤَيٍّ اور دوسرا مفعول جُهَّالًا ہے۔

اگر ظرف ،جارمجرور یا فعل کے معمول کے ساتھ فاصلہ ہوتو کوئی حرج نہیں ،جیسے:أَعِنْدَكَ تَقُوْلُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا، أَفِي الدَّارِ تَقُوْلُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا، أَعَمْرًا تَقُوْلُ مُنْطَلِقاً۔

جب مذکورہ شرطیں نہ پائی جائیں تو قول دومفعولوں کو نصب نہیں دے گا ،مثلاً اگر فعل ، مضارع کے علاوہ ہو، جیسے:قَالَ زَيْدٌ عَمْرٌو مُنْطَلِقٌ ،اسی طرح اگر مضارع مخاطب کا صیغہ نہ ہو، جیسے:يَقُوْلُ زَيْدٌ عَمْرٌو مُنْطَلِقٌ، یا اس سے پہلے استفہام نہ ہو، جیسے: أَنْتَ تَقُوْلُ عَمْرٌو مُنْطَلِقٌ یا اس سے پہلے استفہام ہو لیکن ظرف، جارمجرور اور فعل کے معمول کے علاوہ فاصلہ ہو، جیسے:أَأَنْتَ تَقُوْلُ زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ۔

☆......☆......☆

۲۱۹۔ وَأُجْرِيَ الْقَوْلُ كَظَنٍّ مُطْلَقَا عِنْدَ سُلَيْمٍ ،نَحْوُ((قُلْ ذَا مُشْفِقَا))

جاری کردیا گیا ہے قول کو ظن کی طرح مطلق طور پر (بغیر شرط کے) بنو سُلیم کے نزدیک ،جیسے: قُلْ ذَا مُشْفِقًا۔

خلاصہ :

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ قول مطلق طور پر دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے۔

قول بغیر کسی شرط کے ظن کی طرح عمل کرتا ہے:

بنو سُلیم کے نزدیک قَوْل بغیر کسی شرط کے ظَنّ کی طرح دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے، خواہ وہ فعل مضارع ہو یا نہ ہو اسی طرح خواہ اس میں مذکورہ تمام شرائط پائی جائیں یا نہ پائی جائیں، جیسے: قُلْ ذَا مُشْفِقًا۔ اس میں ذَا، قُلْ کا پہلا مفعول اور مُشْفِقًا دوسرا مفعول ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

قَالَتْ وَكُنْتُ رَجُلًا فَطِيْنَا   هٰذَا لَعَمْرُ اللّٰهِ اِسْرَائِيْنَا

اس نے گمان کیا حالانکہ میں ذہین آدمی تھا، اللہ کی قسم یہ اسرائیل ہے۔

حل عبارت:

فَطِيْنَا: سمجھدار، صفت مشبہ، باب سمع۔ اِسْرَائِيْنَا: یہ اسرائیل کی ایک لغت ہے۔

محل استشہاد:

قَالَتْ هٰذَا اِسْرَائِيْنَا ہے، یہاں قَالَتْ نے بغیر کسی شرط کے دو مفعولوں کو نصب دی ہے، هٰذَا، قَالَتْ کا پہلا مفعول اور اِسْرَائِيْنَا دوسرا مفعول ہے۔

☆......☆......☆

أعْلَمَ وَأَرَى

۲۲۰۔ اِلَی ثَلَاثَةٍ رَأَی وَعَلِمَا عَدَّوْا ،اِذَا صَارَا أَرَی وَأَعْلَمَا

تین مفعولوں کی طرف رَأَی اور عَلِمَ کو انہوں نے متعدی کیا ہے، جب وہ ہو جائیں رَأَی اور أَعْلَمَ

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب رَأَی کو أَرَی اور عَلِمَ کو أَعْلَمَ بنا دیں تو یہ متعدی بسہ مفعول بن جاتے ہیں۔ وہ افعال جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں وہ سات ہیں:

۱۔أَعْلَمَ ۲۔ أَرَی ۳۔ أَنْبَأَ ۴۔ نَبَّأَ ۵۔أَخْبَرَ ۶۔ خَبَّرَ ۷۔ حَدَّثَ

أَعْلَمَ اور أَرَی اصل میں عَلِمَ اور رَأَی تھے ،ہمزہ کے داخل ہونے کے بعد یہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں، اس لیے کہ وہ ہمزہ داخل ہونے سے پہلے دو مفعولوں کی طرف متعدی تھے ،جیسے: عَلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا مُنْطَلِقًا ،رَأَی خَالِدٌ بَكْرًا أَخَاكَ۔

جب ان کے شروع میں ہمزہ تعدیہ لائے تو اس نے تیسرے مفعول کا اضافہ کر دیا اور یہ وہ ہے جو ہمزہ کے داخل ہونے سے پہلے فاعل تھا، جیسے: أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا مُنْطَلِقًا ،أَرَيْتُ خَالِدًا بَكْرًا أَخَاكَ ،زَيْدًا اور خَالِدًا پہلا مفعول ہے اور یہ عَلِمَ زَيْدٌ اور رَأَی خَالِدٌ میں فاعل تھے۔

ہمزہ تعدیہ کی شان:

یہ ہے کہ یہ فاعل کو مفعول بنا دیتا ہے، جو فعل لازم ہو وہ اس کے داخل ہونے کے بعد متعدی بیک مفعول بن جاتا ہے، جیسے: خَرَجَ زَيْدٌ سے أَخْرَجْتُ زَيْدًا ،جو فعل متعدی بیک مفعول ہو وہ متعدی بدو مفعول بن جاتا ہے، جیسے: لَبِسَ زَيْدٌ جُبَّةً سے أَلْبَسْتُ زَيْدًا جُبَّةً اور جو فعل متعدی بدو مفعول ہو وہ متعدی بسہ مفعول بن جاتا ہے، جیسے: عَلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا مُنْطَلِقًا سے أَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا مُنْطَلِقًا ۔

☆......☆......☆

۲۲۔وَمَا لِمَفْعُوْلَیْ عَلِمْتُ مُطْلَقَا لِلثَّانِ وَالثَّالِثِ اَیْضًا حُقِّقَا

اور جو حکم عَلِمْتُ کے دو مفعولوں کے لیے ہے مطلق طور پر، (وہ) دوسرے اور تیسرے
معول کے لیے اسی طرح ثابت کیا گیا ہے۔

لاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ أَعْلَمَ اور أَرٰی کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا وہی
لم ہوتا ہے جو حکم عَلِمَ کے دو مفعولوں کا ہوتا ہے۔

عَلَمَ اور أَرَی کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا حکم:

أَعْلَمَ اور أَرَی کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا وہی حکم ہے جو عَلِمَ کے دونوں
فعولوں کا ہے:

ں کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:

۔ دونوں مفعولوں کا اصل میں مبتدا اور خبر ہونا، جیسے: أَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًا قَائِمًا۔
ں میں دوسرا اور تیسرا مفعول عَمْرًا اور قَائِمًا اصل میں مبتدا اور خبر ہیں۔

2۔ ان میں الغاء اور تعلیق کا پایا جانا، الغاء کی مثال، جیسے: عَمْرٌو أَعْلَمْتُ زَیْدًا
نائِمٌ، اَلْبَرَکَۃُ أَعْلَمَنَا اللّٰہُ مَعَ الْأَکَابِرِ۔ اس میں نا پہلا مفعول، اَلْبَرَکَۃُ مبتدا
اور مَعَ الْأَکَابِرِ خبر ہے، یہ دونوں پہلے مفعول تھے، اصل عبارت یوں تھی: أَعْلَمَنَا اللّٰہُ
اَلْبَرَکَۃَ مَعَ الْأَکَابِرِ۔

تعلیق کی مثال: أَعْلَمْتُ زَیْدًا لَعَمْرٌو قَائِمٌ۔

3۔ جب کوئی قرینہ پایا جائے تو دونوں یا ایک مفعول کو حذف کرنا، جیسے کوئی کہے هَلْ
أَعْلَمْتَ أَحَدًا عَمْرًا قَائِمًا تو اس کے جواب میں کہا جائے أَعْلَمْتُ زَیْدًا،
أَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًا، أَعْلَمْتُ زَیْدًا قَائِمًا۔

☆......☆......☆

۲۳۔وَإِنْ تَعَدَّیَا لِوَاحِدٍ بِلَا هَمْزٍ فَلِاثْنَیْنِ بِهِ تَوَصَّلَا

اگر متعدی ہوں عَلِمَ اور رَأیٰ ایک مفعول کی طرف بغیر ہمزہ کے تو دو کی طرف ہمزہ کے ساتھ آپ متعدی کریں۔

۲۲۳۔وَالثَّانِ مِنْهُمَا كَثَانِي اثْنَيْ كَسَا فَهُوَ بِهِ فِي كُلِّ حُكْمٍ ذُوائْتِسَا

ان میں سے دوسرا مفعول کَسَا کے دو مفعولوں میں سے دوسرے کی طرح ہوگا، پس وہ اس کی ہر حکم میں اقتداء کرنے والا ہے۔

خلاصہ:

ان دو شعروں میں بیان کیا گیا ہے کہ جب عَلِمَ اور رَأَی ہمزہ داخل ہونے سے پہلے متعدی بیک مفعول ہوں تو ہمزہ داخل ہونے کے بعد یہ متعدی بدو مفعول بن جاتے ہیں، اور یہ مفعول اصل میں مبتدا اور خبر نہیں ہوتے۔

جب عَلِمَ اور رَأَی متعدی بیک مفعول ہوں تو ہمزہ داخل ہونے کے بعد یہ متعدی بدو مفعول بن جاتے ہیں، اور ان کے دوسرے مفعول کا حکم کَسَا کے دوسرے مفعول کی طرح ہوتا ہے۔

جب عَلِمَ اور رَأَی ہمزہ داخل ہونے سے پہلے ایک مفعول کی طرف متعدی ہوں یعنی عَلِمَ بمعنی عَرَفَ ہو، جیسے: عَلِمَ زَيْدٌ الْحَقَّ اور رَأَی بمعنی اَبْصَرَ ہو، جیسے: رَأَى زَيْدٌ عَمْرًا ۔تو یہ ہمزہ کے داخل ہونے کے بعد صرف دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں جیسے: أَعْلَمْتُ زَيْدًا الْحَقَّ ، أَرَيْتُ زَيْدًا عَمْرًا۔

دوسرے مفعول کا حکم :ان کا دوسرا مفعول کَسَا اور أَعْطَى کے دوسرے مفعول کی طرح ہوتا ہے، جیسے: کَسَو کَسَوْتُ زَيْدًا جُبَّةً، اَعطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا، یعنی اس کو پہلے کی خبر بنانا صحیح نہیں ہے، جیسے: زَيْدٌ الْحَقُّ نہیں کہے سکتے جس طرح زَيْدٌ دِرْهَمٌ کہنا صحیح نہیں ہے۔

ان کے دونوں یا ایک مفعول کو بغیر دلیل کے حذف کرنا بھی جائز ہے، دونوں مفعول حذف کرنے کی مثال، جیسے: أَعْلَمْتُ ، أَعْطَيْتُ ۔

اسی سے ہم ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی﴾ یہاں دونوں مفعول حذف

ہیں۔دوسرا مفعول حذف کرنے کی مثال، جیسے: اَعْلَمْتُ زَيْدًا ، اَعْطَيْتُ زَيْدًا ، اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ یہاں يُعْطِي کا دوسرا مفعول حذف ہے۔

پہلا مفعول حذف کرنے کی مثال، جیسے: اَعْلَمْتُ الْحَقَّ، اَعْطَيْتُ دِرْهَمًا اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ﴾ یہاں پہلا مفعول حذف ہے۔

☆......☆......☆

٢٢٤۔ وَكَأَرَى السَّابِقِ نَبَّأَ، أَخْبَرَا حَدَّثَ ، أَنْبَأَ ، كَذَاكَ خَبَّرَا

پہلے أَرَى کی طرح نَبَّأَ، أَخْبَرَ، حَدَّثَ اور أَنْبَأَ ہے، اسی طرح خَبَّرَ ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں اَعْلَمَ اور أَرَى کے علاوہ باقی متعدی بسہ مفعول افعال ذکر کیے گئے ہیں۔

متعدی بسہ مفعول افعال:

پہلے أَرَى سے مراد وہ أَرَى ہے جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے، کیونکہ ایک وہ بھی أَرَى ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔

درج ذیل پانچ فعل بھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں۔

1۔ نَبَّأَ، جیسے: نَبَّأْتُ زَيْدًا عَمْرًا قَائِمًا ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

نُبِّئْتُ زُرْعَةَ وَالسَّفَاهَةُ كَاسْمِهَا يُهْدِي اِلَيَّ غَرَائِبَ الْأَشْعَارِ

مجھے خبر دی گئی کہ زرعہ منسوب کرتا ہے میری طرف عجیب وغریب اشعار اس حال میں کہ بیوقوفی اپنے نام کی طرح (قبیح) ہے۔

حل عبارت:

اَلسَّفَاهَةُ: بے وقوفی ،کم عقلی۔ يُهْدِي: وہ بھیجتا ہے۔غَرَائِبُ : عجیب باتیں یا ملتعات ،م: غَرِيبَةٌ۔

محل استشہاد:

نُبِّئْتُ زُرْعَةَ يُهْدِيْ ہے، اس میں نُبِّئْتُ فعل نے تین مفعولوں کو نصب دی ہے، تُ ضمیر نائب فاعل پہلا مفعول، زُرْعَةَ دوسرا مفعول اور يُهْدِيْ جملہ تیسرا مفعول ہے۔

2۔ أَخْبَرَ، جیسے: أَخْبَرْتُ زَيْدًا أَخَاكَ مُنْطَلِقًا۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَمَا عَلَيْكَ ۔إِذَا أُخْبِرْتِنِي دَنِفًا وَغَابَ بَعْلُكِ يَوْمًا ۔أَنْ تَعُودِيْنِي

اور کیا ہے تجھے جب تجھے خبر دی گئی میرے بیمار ہونے کی حالانکہ تیرا خاوند غائب تھا ایک دن، کہ تو میری عیادت کرتی۔

حل عبارت:

دَنِفًا: بیمار، وہ شخص جس کو عشق کی بیماری لازم ہوجائے۔ **بَعْل**: خاوند۔ **تَعُودِيْنِي**: تو میری عیادت کرتی۔ صیغہ واحد مونث حاضر، فعل مضارع معلوم، باب نصر۔ ہفت اقسام میں سے اجوف واوی۔ یہ اصل میں تَعْوُدِيْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن، واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی۔ اَنْ مصدر یہ ناصبہ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔ یہاں اس کے آخر میں نون وقایہ اور یا ضمیر متکلم ہے۔

محل استشہاد:

أُخْبِرْتِنِيْ دَنِفًا ہے، اس میں أُخْبِرْتِ فعل نے تین مفعولوں کو نصب دی ہے، اس میں تِ ضمیر نائب فاعل پہلا مفعول، یا ضمیر متکلم دوسرا مفعول اور **دَنِفًا** تیسرا مفعول ہے۔

3۔ حَدَّثَ، جیسے: حَدَّثْتُ زَيْدًا بَكْرًا مُقِيمًا ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

أَوْمَنَعْتُمْ مَا تُسْئَلُوْنَ فَمَنْ حُدِّ ثْتُمُوهُ لَهُ عَلَيْنَا الْوَلَاءُ

یا تم نے روک لی وہ چیز جو تم سے مانگی گئی، پس کون ہے کہ تمہیں خبر دی گئی اس کے بارے میں کہ اس کا ہم پر غلبہ ہے (یہاں استفہام بمعنی نفی ہے یعنی گزرے ہوئے زمانے

میں کسی کا بھی ہم پر غلبہ نہیں تھا)۔

حل عبارت:

حُدِّثْتُمُوْهُ: صیغہ جمع مذکر حاضر، فعل ماضی مجہول، اصل میں حُدِّثْتُمْ تھا، اس کے آخر میں ہٗ ضمیر لاحق ہونے کی وجہ سے میم کو ضمہ دے کر اس کے بعد واو زیادہ کر دی۔

محل استشہاد:

حُدِّثْتُمُوْهُ لَهُ عَلَيْنَا الْوَلَاءُ ہے، یہاں حُدِّثْتُمْ فعل نے تین مفعولوں کو نصب دی ہے، تُمْ ضمیر نائب فاعل پہلا مفعول، ہٗ ضمیر دوسرا مفعول اور لَهُ عَلَيْنَا الْوَلَاءُ جملہ تیسرا مفعول ہے۔

4۔ أَنْبَأَ، جیسے: أَنْبَأْتُ عَبْدَاللّٰهِ زَيْدًا مُسَافِرًا۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَأُنْبِئْتُ قَيْسًا وَلَمْ أَبْلُهُ كَمَا زَعَمُوا خَيْرَ أَهْلِ الْيَمَنْ

مجھے خبر دی گئی کہ قیس یمن والوں میں سے سب سے اچھا آدمی ہے، اور میں نے اسے آزمایا نہیں جس طرح انہوں نے گمان کیا۔

حل عبارت:

لَمْ أَبْلُهُ: نہیں میں نے اس کو آزمایا، صیغہ واحد مذکر متکلم، فعل جحد بلم معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی۔

محل استشہاد:

أُنْبِئْتُ قَيْسًا خَيْرَ اَهْلِ الْيَمَنِ۔ یہاں أُنْبِئْتُ فعل نے تین مفعولوں کو نصب دی ہے، اس میں تُ ضمیر نائب فاعل پہلا مفعول، قَيْسًا دوسرا مفعول اور خَيْرَ اَهْلِ الْيَمَنِ تیسرا مفعول ہے۔

5۔ خَبَّرَ، جیسے: خَبَّرْتُ زَيْدًا عَمْرًا غَائِبًا۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَخُبِّرْتُ سَوْدَاءَ الْغَمِيْمِ مَرِيْضَةً فَأَقْبَلْتُ مِنْ أَهْلِي بِمِصْرَ أَعُوْدُهَا

مجھے خبر دی گئی کہ سوداء الغمیم بیمار ہے، پس میں آیا اپنے گھر والوں کے پاس سے مصر سے اس کی عیادت کرنے کے لیے۔

حل عبارت:

الْغَمِيْم: یہ بلاد حجاز میں ایک جگہ کا نام ہے۔ أَعُوْدُ: میں عیادت کروں، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف واوی، اصل میں أَعْوُدُ تھا، واؤ متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی۔

محل استشہاد:

خُبِّرْتُ سَوْدَاءَ الْغَمِيْمِ مَرِيْضَةً۔ یہاں خُبِّرْتُ فعل نے تین مفعولوں کو نصب دی ہے، اس میں تُ ضمیر نائب فاعل پہلا مفعول سَوْدَاءَ الْغَمِيْمِ دوسرا مفعول اور مَرِيْضَةً تیسرا مفعول ہے۔

☆......☆......☆

فاعل

۲۲۵۔اَلْفَاعِلُ الَّذِیْ کَمَرْفُوْعَیْ ((أَتٰی زَیْدٌ))((مُنِیْرًا وَجْهُهٗ)) ((نِعْمَ الْفَتٰی))

فاعل وہ ہے جو دو مرفوعوں کی طرح ہو أَتٰی زَیْدٌ، مُنِیْرًا وَجْهُهٗ اور نِعْمَ الْفَتٰی کے۔

خلاصہ:

اس شعر میں فاعل کی تعریف اور اس کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔

فاعل کی تعریف :

فاعل وہ اسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کی نسبت فَعَلَ کے طریقہ پر کی گئی ہو۔

فاعل کا حکم : یہ مرفوع ہوتا ہے۔

اسم سے مراد اسم صریح ،جیسے: قَامَ زَیْدٌ اور تاویلی ،جیسے: یُعْجِبُنِیْ أَنْ تَقُوْمَ أَیْ قِیَامُكَ دونوں ہیں۔

فعل یا شبہ فعل کی نسبت کی قید لگا کر اسم ، جملہ اور شبہ جملہ کی نسبت کو خارج کر دیا ہے، جیسے: زَیْدٌ أَخُوْكَ، زَیْدٌ قَامَ أَبُوْهُ، زَیْدٌ قَائِمٌ۔

فَعَلَ کے طریقہ سے مراد فعل معروف ہے، یہ قید لگا کر فُعِلَ کے طریقے سے ہونے والی نسبت کو خارج کیا ہے کیونکہ اس کا معمول نائب فاعل ہوتا ہے، جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ۔

شبہ فعل سے مراد:

اسم فاعل، جیسے: أَقَائِمٌ الزَّیْدَانِ ،صفت مشبہ، جیسے: زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ ،اسم تفضیل، جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَفْضَلِ أَبُوْهُ،مصدر، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ زَیْدٍ عَمْرًا ،اسم فعل، جیسے: هَیْهَاتَ الْعَقِیْقُ ،ظرف اور جار مجرور ہیں، جیسے: زَیْدٌ عِنْدَكَ أَبُوْهُ ،فِی الدَّارِ غُلَامَاهُ۔

یہاں فاعل کی تین مثالیں دی گئی ہیں: ایک فعل متصرف کا فاعل، جیسے: أَتٰی زَیْدٌ دوسرا فعل غیر متصرف کا فاعل، جیسے: نِعْمَ الْفَتٰی اور تیسرا شبہ فعل کا فاعل، جیسے: مُنِیْرًا وَجْهُهٗ۔

☆......☆......☆

۲۲۶۔وَبَعْدَ فِعْلٍ فَاعِلٌ فَاِنْ ظَهَرْ فَهْوَ، وَاِلَّا فَضَمِيْرٌ اسْتَتَرْ

فعل کے بعد فاعل ہوتا ہے اگر وہ ظاہر ہو تو وہی فاعل ہوگا، اگر وہ ظاہر نہ ہو تو فاعل ضمیر مستتر ہوگا۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ فاعل ہمیشہ فعل یا شبہ فعل کے بعد ہوتا ہے، وہ کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر۔

فاعل ہمیشہ فعل یا شبہ فعل کے بعد ہوتا ہے:

جیسے: قَامَ زَيْدٌ ،قَامَ الزَّيْدَان ،زَيْدٌ قَائِمٌ غُلَامَاهُ ۔

بصریوں کے نزدیک فاعل کو فعل یا شبہ فعل سے پہلے لانا جائز نہیں ہے، جیسے: زَيْدٌ قَامَ،الزَّيْدَانِ قَامَ،زَيْدٌ غُلَامَاهُ قَائِمٌ ، بلکہ اس صورت میں زَيْدٌ مبتدا اور مابعد فعل ضمیر مستتر کو رفع دے گا، جیسے:زَيْدٌ قَامَ هُوَ۔

البتہ کوفیوں کے نزدیک فاعل کو فعل یا شبہ فعل سے پہلے لا سکتے ہیں، جیسے: الزَّيْدَانِ قَامَ،الزَّيْدُوْنَ قَامَ اس میں فاعل اسم ظاہر ہے، جب کہ بصریوں کے نزدیک الزَّيْدَانِ قَامَا، الزَّيْدُوْنَ قَامُوْا کہنا واجب ہے کیونکہ فاعل ضمیر ہے۔

فعل اور شبہ فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے:

اگر وہ اسم ظاہر ہو تو پھر اس میں ضمیر نہیں ہوگی، جیسے: قَامَ زَيْدٌ اور اگر وہ ظاہر نہ ہو تو فاعل ضمیر ہوگا، جیسے:زَيْدٌ قَامَ أَيْ هُوَ ۔

☆......☆......☆

۲۲۷۔وَجَرِّدِ الْفِعْلَ اِذَا مَا اُسْنِدَا لِاثْنَيْنِ أَوْجَمْعٍ كَ((فَازَ الشُّهَدَا))

آپ خالی کر دیں فعل کو (تثنیہ وجمع کی علامت سے) جب وہ مسند کیا جائے تثنیہ یا جمع کی طرف، جیسے: فَازَ الشُّهَدَاءُ

۲۲۸۔وَقَدْ يُقَالُ: سَعِدَا ، وَ سَعِدُوْا وَالْفِعْلُ لِلظَّاهِرِ ـ بَعْدُ ـ مُسْنَدُ

اور کبھی کبھی کہا جاتا ہے سَعِدَا اور سَعِدُوْا اس حال میں کہ فعل اسم ظاہر کی طرف مسند ہوتا ہے، جو (اسم) اس کے بعد ہوتا ہے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل صرف واحد آتا ہے، البتہ کبھی فاعل تثنیہ یا جمع ہو تو فعل بھی تثنیہ اور جمع آ جاتا ہے۔

فاعل اسم ظاہر تثنیہ یا جمع ہو تو فعل تثنیہ و جمع کی علامت سے خالی ہوتا ہے:

جمہور عربوں کے نزدیک جب فاعل اسم ظاہر تثنیہ یا جمع ہو تو فعل کا علامت تثنیہ و جمع سے خالی ہونا ضروری ہے، یعنی فعل صرف مفرد آئے گا، جیسے: قَامَ الزَّیْدَانِ، قَامَ الزَّیْدُوْنَ، قَامَتِ الْهِنْدَاتُ۔ ان کے نزدیک قَامَا الزَّیْدَانِ، قَامُوْا الزَّیْدُوْنَ، قُمْنَ الْهِنْدَاتُ کہنا جائز نہیں ہے، اس وقت جب اسم ظاہر اس فعل کا فاعل ہو اور الف، واؤ اور نون صرف فاعل کے تثنیہ و جمع ہونے پر دلالت کرنے کے لیے لائے گئے ہوں۔

اس کی تین صورتیں ہیں:

1۔ اس صورت میں اسم ظاہر مبتدا مؤخر اور فعل اپنے فاعل ضمیر سے مل کر جملہ خبریہ ہو کر خبر مقدم ہو گی۔

2۔ بعض کے نزدیک الف، واؤ اور نون مبدل منہ اور اسم ظاہر بدل ہو گا، مبدل منہ اور بدل مل کر فاعل ہو گا۔

3۔ بنو حارث بن کعب کے نزدیک جب فعل، اسم ظاہر تثنیہ یا جمع کی طرف مسند ہو تو فاعل کے تثنیہ و جمع پر دلالت کرنے کے لیے فعل کے ساتھ الف، واؤ اور نون کو بطور علامت تثنیہ و جمع لانا جائز ہے، جیسے: قَامَا الزَّیْدَانِ، قَامُوا الزَّیْدُوْنَ، قُمْنَ الْهِنْدَاتُ ان مثالوں میں الف، واؤ اور نون حروف ہیں جو تثنیہ اور جمع پر دلالت کرتے ہیں۔

جس طرح قَامَتْ هِنْدٌ میں تاء تمام عربوں کے نزدیک تانیث پر دلالت کرتی ہے، اس کا مابعد اسم اس فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

تَوَلَّى قِتَالَ الْمَارِقِيْنَ بِنَفْسِهِ ... وَقَدْ أَسْلَمَاهُ مُبْعَدٌ وَحَمِيْمُ

وہ سرپرست بنا دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا خود اور چھوڑ دیا اس کو اجنبی اور دوستوں نے۔

حل عبارت:

تَوَلَّى: ذمہ داری لی، کام پر لگا۔ الْمَارِقِيْنَ: مرتد، بے دین۔ اَسْلَمَا: بے یارومددگار چھوڑ دیا، صیغہ تثنیہ مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔ مُبْعَد: دور والا، اس سے مراد اجنبی ہے۔ حَمِيْم: گہرا دوست۔

محل استشہاد:

اَسْلَمَاهُ مُبْعَدٌ وَحَمِيْمٌ ہے، یہاں مُبْعَدٌ وَحَمِيْمٌ فاعل اسم ظاہر (تثنیہ) ہونے کے باوجود فعل تثنیہ آیا ہے، قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ فعل کو واحد لایا جاتا۔

اسی طرح ایک اور شعر میں ہے:

يَلُوْمُوْنَنِي فِي اشْتِرَاءِ النَّخِيْـ ... ـلِ أَهْلِي، فَكُلُّهُمْ يَعْذِلُ

ملامت کرتے ہیں مجھے کھجوروں کے درخت خریدنے پر میرے گھر والے پس وہ سب ملامت کرتے ہیں۔

حل عبارت:

النَّخِيْل: کھجور کے درخت۔ يَعْذِلُ: ملامت کرتے ہیں۔

محل استشہاد:

يَلُوْمُوْنَنِي أَهْلِي ہے، یہاں أَهْلِي فاعل اسم ظاہر جمع ہونے کے باوجود فعل جمع آیا ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

رَأَيْنَ الْغَوَانِي الشَّيْبَ لَاحَ بِعَارِضِي ... فَأَعْرَضْنَ عَنِّي بِالْخُدُوْدِ النَّوَاضِرِ

جب دیکھا خوبصورت عورتوں نے بڑھاپا جو ظاہر ہوا میرے رخساروں پر تو انہوں نے

اعراض کرلیا مجھ سے تروتازہ خوبصورت چہروں کے ساتھ۔

حل عبارت:

اَلْغَوَانِی: حسین وجمیل عورتیں ،م:غَانِیَۃٌ۔اَلشَّیْب:بڑھاپا،بالوں کی سفیدی۔

لَاحَ:ظاہر ہوا،صیغہ واحد مذکر غائب،فعل ماضی معلوم،باب نصر،ہفت اقسام میں سے اجوف واوی۔عَارِضِی:میرا رخسار۔اَلْخُدُود:گال،رخسار،م:اَلْخَدُّ۔اَلنَّوَاضِرِ:تروتازہ، م:نَاضِرٌ۔

محل استشہاد:

رَأَیْنَ الْغَوَانِی ہے،یہاں الْغَوَانِی فاعل اسم ظاہر جمع مؤنث ہونے کے باوجود فعل جمع مؤنث آیا ہے۔

ان تمام مثالوں میں فاعل اسم ظاہر ہے،الف،واؤ اور نون حرف ہیں جو فاعل کے تثنیہ وجمع ہونے پر دلالت کرتے ہیں،یہ لغت قلیل ہے،جب اس فعل کا فاعل ضمیر ہو اور مابعد اسم ظاہر مبتدا یا بدل ہو تو یہ لغت قلیل نہیں ہے۔

نوٹ:

نحوی اسے اَکَلُوْنِی الْبَرَاغِیْثُ کی لغت کے نام سے یاد کرتے ہیں،مصنف اپنی بعض کتابوں میں اسے "یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّهَارِ" کی لغت سے بیان کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

۲۲۹۔وَیَرْفَعُ الْفَاعِلَ فِعْلٌ أُضْمِرَا   کَمِثْلِ((زَیْدٌ)) فِی جَوَابِ((مَنْ قَرَا))

رفع دیتا ہے فاعل کو پوشیدہ فعل،جیسے: زَیْدٌ کی مثال مَنْ قَرَأَ کے جواب میں۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل کو حذف کرنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

فعل کو حذف کرنے کی صورتیں : دو ہیں: ا۔جوازی ۲۔وجوبی

1۔ جوازی: جب کوئی قرینہ پایا جائے تو فعل کو حذف کرنا اور فاعل کو باقی رکھنا جائز ہے، جیسے: جب آپ کو کہا جائے مَنْ قَرَأَ تو آپ جواب میں کہیں: زَیْدٌ یہ اصل میں تھا قَرَأَ زَیْدٌ ۔

2۔ وجوبی: جب کوئی اسم مرفوع اِنْ یا اِذَا کے بعد واقع ہو تو وہاں فعل کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ﴾ یہاں اَحَدٌ فعل محذوف اِسْتَجَارَكَ کا فاعل ہے، یہ اصل میں اِنِ اسْتَجَارَكَ اَحَدٌ تھا۔

﴿اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ یہاں اَلسَّمَاءُ فعل محذوف اِنْشَقَّتْ کا فاعل ہے، یہ اصل میں اِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ۔

یہ جمہور نحویوں کا مذہب ہے۔

☆......☆......☆

۲۳۰۔ وَتَاءُ تَانِيْثٍ تَلِي الْمَاضِي، اِذَا كَانَ لِاُنْثٰى كَـ((أَبَتْ هِنْدُ الْأَذٰى))

تا تانیث ملی ہوتی ہے ماضی کے ساتھ جب وہ (ماضی) مؤنث کے لیے ہو، جیسے: اَبَتْ هِنْدُ الْاَذٰى ۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل ماضی کے ساتھ تائے تانیث ساکنہ آنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

فعل ماضی کے ساتھ تاء تانیث ساکن آنے کی صورتیں:

جب فعل ماضی مؤنث کی طرف مسند ہو تو اس کے ساتھ تاء تانیث ساکن آتی ہے جو فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے، تاء تانیث آنے میں مؤنث حقیقی اور مؤنث مجازی کے درمیان فرق نہیں ہے، یہ دونوں کے ساتھ آتی ہے، البتہ مؤنث حقیقی کے ساتھ لازمی طور پر آتی ہے، جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ اور مؤنث مجازی کے ساتھ جوازی طور پر آتی ہے، جیسے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

☆......☆......☆

۲۳۱۔وَاِنَّمَا تَلْزَمُ فِعْلَ مُضْمَرِ مُتَّصِلٍ ،أَوْ مُفْهِمِ ذَاتَ حِرِ

یقیناً تاء تانیث لازم ہوتی ہے ضمیر متصل کے فعل کو یا اسم ظاہر کے فعل کو جو مؤنث کو بتائے۔

(حِر اصل میں حِرح تھا، لام کلمہ کو تخفیفاً حذف کر دیا، اس کے معنی ہیں شرم گاہ۔)

خلاصہ:

اس شعر میں فعل ماضی کے وجوبی طور پر مؤنث آنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں ۔

فعل کے وجوبی طور پر مؤنث آنے کی صورتیں:

فعل ماضی کے ساتھ تاء تانیث ساکن لازم ہونے کی دو صورتیں ہیں :

1۔جب فاعل مؤنث کی ضمیر متصل ہو خواہ وہ مؤنث حقیقی ہو یا مجازی، جیسے: هِنْدٌ قَامَتْ ، اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ

اگر وہ ضمیر منفصل ہو تو تا نہیں آئے گی، جیسے: هِنْدٌ مَا قَامَ اِلَّا هِيَ ۔

2۔جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو، جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ

اس سے معلوم ہوا کہ ان دو جگہوں کے علاوہ تاء تانیث لازم نہیں ہوتی، پس جب فاعل اسم ظاہر مؤنث مجازی (غیر حقیقی) یا جمع ہو تو تاء تانیث لازم نہیں ہوگی، جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ وطَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

☆......☆......☆

۲۳۲۔وَقَدْ يُبِيحُ الْفَصْلُ تَرْكَ التَّاءِ فِي نَحْوِ((أَتَى الْقَاضِيَ بِنْتُ الْوَاقِفِ))

کبھی کبھی جائز کر دیتا ہے فاصلہ تاء کے نہ لانے کو أَتَى الْقَاضِيَ بِنْتُ الْوَاقِفِ جیسی مثالوں میں۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فعل اور فاعل مؤنث حقیقی اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا جائز ہے۔

فعل کے جوازی طور پر مؤنث آنے کی صورتیں:

جب فعل اور فاعل مؤنث حقیقی کے درمیان اِلَّا کے علاوہ کسی اور چیز کا فاصلہ ہو تو تاء کو لانا اور نہ لانا دونوں طرح جائز ہے البتہ لانا بہتر ہے، جیسے: أَتَى الْقَاضِيَ بِنْتُ الْوَاقِفِ میں أَتَتْ اور قَامَ الْيَوْمَ هِنْدٌ میں قَامَتْ پڑھنا بہتر ہے۔

☆......☆......☆

۲۳۳۔وَالْحَذْفُ مَعْ فَصْلٍ بِإِلَّا فُضِّلَا   كَ((مَا زَكَا إِلَّا فَتَاةُ ابْنِ الْعَلَا))

اور (تاء کا) حذف اِلَّا کے ساتھ فاصلہ کی بناء پر بہتر سمجھا گیا ہے، جیسے: مَا زَكَا إِلَّا فَتَاةُ ابْنِ الْعَلَا۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فعل اور فاعل مؤنث حقیقی کے درمیان اِلَّا کے ساتھ فاصلہ ہو تو فعل کو مذکر لانا بہتر ہے۔

جب فعل اور فاعل مؤنث کے درمیان اِلَّا کے ساتھ فاصلہ آ جائے تو جمہور کے نزدیک تاء کو لانا جائز نہیں ہے، جیسے: مَا قَامَ إِلَّا هِنْدٌ، مَا طَلَعَ إِلَّا الشَّمْسُ کہیں گے، مَا قَامَتْ إِلَّا هِنْدٌ، مَا طَلَعَتْ إِلَّا الشَّمْسُ نہیں کہہ سکتے۔

البتہ شعر میں تاء آ سکتی ہے، جیسے:

وَمَا بَقِيَتْ إِلَّا الضُّلُوعُ الْجَرَاشِعُ

اور نہیں باقی بچی کوئی چیز سوائے پھولی ہوئی پسلیوں کے۔

حل عبارت:

الضُّلُوعُ: پسلیاں، م: ضِلَعٌ ۔ الْجَرَاشِعُ: پھولی ہوئیں، م: جُرْشُعٌ ۔

محل استشہاد:

وَمَا بَقِيَتْ إِلَّا الضُّلُوْعُ ہے، یہاں فعل اور فاعل کے درمیان اِلَّا کے ساتھ فاصلے کے باوجود بَقِيَتْ فعل مؤنث آیا ہے۔

شارح کہتے ہیں کہ مصنفؒ نے کہا ہے کہ تاء کو حذف کرنا تاء لانے سے بہتر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تاء کو لانا بھی جائز ہے، تو بات ایسے نہیں ہے اس لیے کہ اگر اس سے ان کا یہ مطلب ہے کہ حذف نظم اور نثر دونوں میں ہوتا ہے، اور اثبات (یعنی تا کا لانا) صرف شعر میں ہے تو پھر یہ صحیح ہے۔ اور اگر ان کا یہ مطلب ہے کہ حذف اثبات سے زیادہ ہوتا ہے تو پھر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اثبات بہت قلیل ہے۔

☆......☆......☆

۲۳۴۔ وَالْحَذْفُ قَدْ يَأْتِيْ بِلَا فَصْلٍ، وَمَعْ ضَمِيْرِ ذِي الْمَجَازِ فِي شِعْرٍ وَقَعْ

حذف کبھی کبھی آتا ہے بغیر فاصلہ کے اور مؤنث مجازی کی ضمیر کے ساتھ شعر میں حذف واقع ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کبھی فاعل مؤنث حقیقی متصل اور مؤنث مجازی کی ضمیر ہونے کے باوجود تاء کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

فعل کے وجوبی طور پر مؤنث آنے کی صورت میں تاء کا حذف:

کبھی کبھی فاعل مؤنث حقیقی متصل ہونے کے باوجود تاء کو حذف کر دیا جاتا ہے، یہ بہت قلیل ہے، جیسے: سیبویہؒ نے حکایت کی ہے، قَالَ فُلَانَةٌ اسی طرح کبھی فاعل مؤنث مجازی کی ضمیر ہونے کے باوجود تاء کو حذف کر دیا جاتا ہے، یہ شعر کے ساتھ خاص ہے۔

جیسے شعر میں ہے:

فَلَا مُزْنَةٌ وَدَقَتْ وَدْقَهَا وَلَا أَرْضَ أَبْقَلَ اِبْقَالَهَا

نہیں کوئی بادل جس نے بارش برسائی ہو اس بادل جیسی بارش، اور نہیں کوئی زمین جس نے فصل اگائی ہو اس زمین جیسی فصل۔

حل عبارت:

مُزْنَةٌ: پانی سے بھرا ہوا بادل، ج: اَلْمُزْنُ۔ وَدَقَتْ: بارش کی بوندیں پڑیں۔ وَدَقَ:

بارش۔ أَبْقَلَ: زمین نے سبزی اگائی۔ اِبْقَال: سبزی اگانا۔

محل استشہاد:

لا اَرْضَ أَبْقَلَ ہے، یہاں أَبْقَلَ کا فاعل مؤنث مجازی کی ضمیر ہونے کے باوجود فعل کو مذکر لایا گیا ہے۔

☆......☆......☆

۲۳۵۔ وَالتَّاءُ مَعْ جَمْعٍ سِوَى السَّالِمِ مِنْ مُذَكَّرٍ كَالتَّاءِ مَعْ اِحْدَى اللَّبِنْ

اور تاء جمع کے ساتھ، سوائے جمع مذکر سالم کے، مثل اس تاء کے ہے جو لَبِن کے واحد (لَبِنَةٌ) کے ساتھ ہوتی ہے۔

۲۳۶۔ وَالْحَذْفَ فِي ((نِعْمَ الْفَتَاةُ)) اسْتَحْسَنُوا لِأَنَّ قَصْدَ الْجِنْسِ فِيهِ بَيِّنْ

(تا کے) حذف کو ((نِعْمَ الْفَتَاةُ)) میں انہوں نے اچھا سمجھا ہے اس لیے کہ جنس کا قصد کرنا اس میں واضح ہے۔

حل عبارت:

اللَّبِنُ: مٹی کی کچی اینٹیں، م: لَبِنَةٌ۔

خلاصہ:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فاعل جمع مکسر اور افعال مدح وذم کی صورت میں فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔

فاعل جمع کی صورتیں:

جب فاعل جمع ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ جمع مذکر سالم ۲۔ جمع مؤنث سالم ۳۔ جمع مکسر۔

1۔ جب فاعل جمع مذکر سالم ہو تو فعل ہمیشہ بغیر تاء کے (مذکر) آئے گا، جیسے: قَامَ الزَّيْدُوْنَ، اس کے ساتھ تاء کو لانا جائز نہیں ہے، جیسے: قَامَتِ الزَّيْدُوْنَ

جمع مکسر اور جمع مؤنث کے ساتھ تاء کو لانا اور نہ لانا دونوں طرح جائز ہے:

2،3۔ جب فاعل جمع مکسر یا جمع مؤنث سالم ہو تو تاء کو لانا اور نہ لانا دونوں طرح جائز ہے، جیسے: قَامَ الرِّجَالُ، قَامَتِ الرِّجَالُ، قَامَ الْهُنُوْدُ، قَامَتِ الْهُنُوْدُ، قَامَ الْهِنْدَاتُ، قَامَتِ الْهِنْدَاتُ۔

تا لانے کی صورت میں اسے جَمَاعَةٌ کی تاویل میں کیا جائے گا اور تاء حذف کرنے کی صورت میں اسے جَمْعٌ کی تاویل میں کیا جائے گا۔

اس کا حکم اسم ظاہر مؤنث مجازی کی طرح ہے جس طرح اس میں تاء کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں، جیسے: كُسِرَتِ اللَّبِنَةُ ،كُسِرَ اللَّبِنَةُ اسی طرح اس میں بھی تاء کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں۔

افعال مدح وذم کے ساتھ تاء کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں:

جب نِعْمَ اور اس کے اخوات کا فاعل مؤنث ہو تو فعل کے ساتھ تاء کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں، جیسے: نِعْمَ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ، نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں فاعل سے مقصود استغراق جنس ہوتا ہے تو یہ تعدد افراد میں جمع مکسر کے مشابہ ہوتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ جمع مکسر والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس میں تاء کو حذف کرنا بہتر ہے لیکن اسے باقی رکھنا اس سے بھی بہتر ہے۔

☆......☆......☆

۲۳۷۔ وَالْأَصْلُ فِي الْفَاعِلِ أَنْ يَتَّصِلَا وَالْأَصْلُ فِي الْمَفْعُوْلِ أَنْ يَنْفَصِلَا

اصل فاعل میں یہ ہے کہ وہ متصل ہو، اور اصل مفعول میں یہ ہے کہ وہ منفصل ہو۔

۲۳۸۔ وَقَدْ يُجَاءُ بِخِلَافِ الْأَصْلِ وَقَدْ يَجِي الْمَفْعُوْلُ قَبْلَ الْفِعْلِ

کبھی کبھی (مفعول) لایا جاتا ہے اصل کے خلاف، اور کبھی کبھی آتا ہے مفعول فعل سے پہلے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فاعل کا مفعول سے پہلے آنا اصل ہے، کبھی خلاف

اصل مفعول فاعل سے پہلے بھی آ جاتا ہے،اور کبھی مفعول فعل سے پہلے بھی آ جاتا ہے۔

فاعل میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ متصل ہو:

فاعل عموماً فعل کے ساتھ متصل ہوتا ہے اس لیے کہ وہ فعل کے ایک جزو کی طرح ہوتا ہے،اسی وجہ سے جب فعل کے ساتھ متکلم یا مخاطب کی ضمیر آئے تو فعل کے آخر کو ساکن کر دیا جاتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ، ضَرَبْتَ ،کیونکہ عربی (نحوی) ایک کلمہ پر پے در پے چار حرکتیں آنے کو ناپسند سمجھتے ہیں،تو یہاں فعل کے آخر کو ساکن کرنا ،فعل اور فاعل کے ایک کلمہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

مفعول میں اصل یہ ہے کہ وہ فعل سے منفصل ہو:

مفعول عموماً فعل سے منفصل ہوتا ہے،یعنی فاعل کے بعد ہوتا ہے، جب فاعل کو مقدم لانے کی وجوبی صورت نہ ہو تو مفعول فاعل سے پہلے بھی آ سکتا ہے، جیسے: ضَرَبَ زَیْدًا عَمْرٌو۔

مفعول فعل سے پہلے بھی آ سکتا ہے:

مفعول کے فعل سے پہلے آنے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔وجوبی ۲۔جوازی

1۔وجوبی صورت: جب مفعول اسم شرط ،اسم استفہام یا ایسی ضمیر منفصل ہو جس کو بعد میں لانے سے اتصال لازم آتا ہو، جیسے: أَیًّا تَضْرِبْ اَضْرِبْ ،أَیَّ رَجُلٍ ضَرَبْتَ ؟ إِیَّاكَ نَعْبُدُ ، اگر مفعول کو بعد میں لائیں تو اتصال لازم ہوگا، جیسے: نَعْبُدُكَ ۔

جب ضمیر منفصل کو بعد میں لانے سے اتصال لازم نہ ہو تو مفعول کو مقدم لانا واجب نہیں ہوگا، جیسے:اَلدِّرْهَمُ اِیَّاهُ اَعْطَیْتُكَ کو اَلدِّرْهَمُ اَعْطَیْتُكَهُ اور اَعْطَیْتُكَ اِیَّاهُ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

2۔جوازی صورت: جیسے :ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا کو عَمْرًا ضَرَبَ زَیْدٌ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

۲۳۹۔وَاَخِّرِ الْمَفْعُوْلَ اِنْ لَبْسٌ حُذِرْ أَوْ أُضْمِرَ الْفَاعِلُ غَيْرَ مُنْحَصِرْ

آپ مؤخر کریں مفعول کو اگر التباس کا ڈر ہو یا ضمیر لایا گیا ہو فاعل (یعنی فاعل ضمیر ہو) اس حال میں کہ وہ غیر محصور ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول کو مؤخر اور فاعل کو مقدم لانے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

مفعول کو مؤخر اور فاعل کو مقدم لانے کی وجوبی صورتیں:

1۔جب التباس کا ڈر ہو مثلاً فاعل اور مفعول دونوں پر اعراب تقدیری ہو اور کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جو فاعل کو مفعول سے نمایاں کردے، جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی ۔ یہ جمہور کا مذہب ہے۔

بعض کے نزدیک یہاں مفعول کو مقدم لانا بھی جائز ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح وضاحت کی غرض ہوتی ہے اسی طرح التباس کی بھی ایک غرض ہوتی ہے۔

اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول کو پہلے اور بعد میں لانا دونوں طرح جائز ہے، جیسے:

أَكَلَ مُوْسٰی الْكُمَّثْرٰی ،أَكَلَ الْكُمَّثْرٰی مُوْسٰی۔

2۔جب فاعل ضمیر غیر محصور ہو، جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا ۔اگر ضمیر محصور ہو تو اس کو بعد میں لانا واجب ہے، جیسے: مَاضَرَبَ زَیْدًا اِلَّا اَنَا۔

☆......☆......☆

۲۴۰۔وَمَا بِاِلَّا أَوْ بِاِنَّمَا انْحَصَرْ أَخِّرْ ،وَقَدْ یَسْبِقُ اِنْ قَصْدٌ ظَهَرْ

اور جو (فاعل یا مفعول) اِلَّا یا اِنَّمَا کے ساتھ محصور ہو اس کو مؤخر لائیں ،کبھی کبھی (محصور) پہلے آتا ہے اگر مراد ظاہر ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فاعل اور مفعول میں سے جو محصور ہو اسے مؤخر لانا واجب ہے، مگر کبھی مراد ظاہر ہونے کی صورت میں محصور سے پہلے بھی آسکتا ہے۔

محصور فاعل اور مفعول کی تقدیم وتاخیر:

جب فاعل یا مفعول اِلَّا یا اِنَّمَا کے ساتھ محصور ہو تو اسے مؤخر لانا واجب ہے، فاعل محصور بانَّمَا کی مثال، جیسے: اِنَّمَا ضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ، مفعول محصور بِاِنَّمَا کی مثال، اِنَّمَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، فاعل محصور بِالَّا کی مثال، مَا ضَرَبَ عَمْرًا اِلَّا زَيْدٌ، مفعول محصور بِالَّا کی مثال، مَا ضَرَبَ زَيْدٌ اِلَّا عَمْرًا۔

البتہ جب حصر اِلَّا کے ساتھ ہو اور محصور غیر محصور سے نمایاں ہو تو اسے مقدم لانا بھی جائز ہے، جیسے: مَا ضَرَبَ اِلَّا عَمْرٌو زَيْدًا۔ یہاں فاعل میں حصر پیدا کیا گیا ہے، البتہ محصور بِاِنَّمَا کو مقدم لانا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

فَلَمْ يَدْرِ اِلَّا اللّٰهُ مَا هَيَّجَتْ لَنَا   عَشِيَّةَ آنَاءُ الدِّيَارِ وَشَامُهَا

پس نہیں جانتا مگر اللہ ہی اس چیز کو کہ مشقت میں ڈال دیا ہمیں شام کے وقت گھروں کی نالیوں اور ان کی علامتوں نے۔

حل عبارت:

هَيَّجَت: جوش دلایا۔ عَشِيَّة: زوال آفتاب سے غروب تک کا وقت، سہ پہر، شام، ج: عَشَايَا۔ الدِّيَار: خیمہ کے گرد پانی کی رو سے حفاظت کے لیے کھودی جانے والی نالیاں، م: نُؤْيٌ، آنَاءُ اصل میں أَنْثَايٌ بروزن اَفْعَالٌ تھا، یاء کلمہ کے آخر میں الف زائدہ کے بعد واقع ہو کر ہمزہ سے بدل گئی تو یہ أَنْثَاءٌ ہو گیا، پھر اس میں قلب ہوا یعنی عین کلمہ کی جگہ آنے والے ہمزہ کو فاء کلمہ کی جگہ آنے والے نون کی جگہ پر لے گئے تو یہ أَئْنَا ہو گیا، ہمزہ ساکن کو ماقبل ہمزہ کی حرکت فتحہ کے مطابق الف سے بدل دیا تو یہ آنَاءٌ ہو گیا۔ علامہ عینیؒ کے نزدیک یہ نَأْيٌ سے مشتق ہے اس کے معنی دوری کے ہیں۔ الدِّيَار: گھر، م: دَار۔ شَامٌ: بدن پر نکلے تل، علامت، م: شَامَةٌ۔

محل استشہاد:

اِلَّا اللّٰهُ مَا هَيَّجَتْ لَنَا۔ یہاں لفظ اللہ فاعل محصور کو مَا هَيَّجَتْ لَنَا مفعول

غیر محصور سے پہلے لایا گیا ہے۔

اسی طرح مفعول محصور بھی پہلے آ سکتا ہے، جیسے: مَا ضَرَبَ اِلَّاعَمْرًا زَیْدٌ

اسی طرح شعر میں ہے:

تَزَوَّدْتُ مِنْ لَیْلَی بِتَکْلِیْمِ سَاعَةٍ فَمَا زَادَ اِلَّا ضِعْفَ مَا بِی کَلَامُهَا

میں نے زادِ راہ بنایا لیلیٰ سے ایک لمحہ کی گفتگو کو، پس نہیں زیادہ کیا اس کی کلام نے مگر میری کمزوری کو۔

حل عبارت:

تَزَوَّدْتُ: میں نے زادِراہ لیا۔

محل استشہاد:

فَمَازَادَ اِلَّا ضِعْفَ مَابِیْ کَلَامُهَا ، یہاں ضِعْفَ مَابِیْ مفعول محصور کلَامُهَا فاعل غیر محصور سے پہلے آیا ہے۔

محصور بِاِلَّا میں نحویوں کے مختلف مذاہب:

اس کے بارے نحویوں کے تین مذہب ہیں :

1۔ اکثر بصریوں، فراء اور ابن انباری کے نزدیک جب فاعل محصور ہو تو اسے مقدم لانا منع ہے، جیسے: مَا ضَرَبَ اِلَّازَیْدٌ عَمْرًا نہیں کہہ سکتے۔ باقی شعر میں جو اِلَّا اللّٰهُ مَا هَیَّجَتْ لَنَا آیا ہے، اس میں مَا هَیَّجَتْ لَنَا کو فعل محذوف دَرَی کا مفعول بنائیں گے۔ اور جب مفعول محصور ہو تو اسے مقدم لانا جائز ہے، جیسے: مَا ضَرَبَ اِلَّاعَمْرًا زَیْدٌ کہہ سکتے ہیں۔

2۔ کسائی کے نزدیک محصور کو مقدم لانا جائز ہے خواہ وہ فاعل ہو یا مفعول۔

3۔ بعض بصریوں، جزولی اور شلوبین کے نزدیک محصور کو مقدم لانا جائز نہیں خواہ وہ فاعل ہو یا مفعول۔

☆......☆......☆

۲۴۱۔وَشَاعَ نَحْوُ:((خَافَ رَبَّهُ عُمَرْ)) وَشَذَّ نَحْوُ((زَانَ نَوْرُهُ الشَّجَرْ))

اور عام ہے خَافَ رَبَّهُ عُمَرُ جیسی مثال اور شاذ ہے زَانَ نَوْرُهُ الشَّجَرَ جیسے مثال۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فاعل کی ضمیر مفعول کے ساتھ متصل ہو تو مفعول کو مقدم لانا جائز ہے ،اور جب مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو تو فاعل کو مقدم لانا شاذ ہے۔

جب فاعل کی ضمیر مفعول کے ساتھ متصل ہو:

جب فاعل کی ضمیر مفعول کے ساتھ متصل ہو تو مفعول کو مقدم لانا جائز ہے ،جیسے: خَافَ رَبَّهُ عُمَرُ ،یہاں ضمیر کا مرجع اگرچہ لفظاً بعد میں ہے لیکن وہ رتبۃً مقدم ہے کیونکہ فاعل فعل کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے رتبۃً مفعول سے مقدم ہوتا ہے۔

اگر ضمیر فاعل کے ساتھ متصل اسم کی طرف لوٹے تو اس صورت میں مفعول کو مقدم لانے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مفعول مقدم آسکتا ہے کیونکہ متقدم کے ساتھ متصل بھی متقدم ہی ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبَ غُلَامَهَا جَارُ هِنْدٍ ۔

جب مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو:

جب مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو تو فاعل کو مقدم لانا شاذ ہے، جیسے: زَانَ نُوْرُهُ الشَّجَرَ، کیونکہ اس صورت میں ضمیر کا مرجع لفظاً اور رتبۃً دونوں طرح بعد میں آئے گا ،اسی لیے جمہور نحویوں نے اسے ممنوع قرار دیا ہے، اس جیسی مثالوں میں انہوں نے تاویل کی ہے۔ البتہ ابوعبداللہ طوال، ابوالفتح جنی اور مصنّف کے نزدیک یہ جائز ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

لَمَّا رَأَى طَالِبُوهُ مُصْعَبًا ذُعِرُوا وَكَادَ لَوْ سَاعَدَ الْمَقْدُورُ يَنْتَصِرُ

جب دیکھا مصعب ؒ کو اس کو تلاش کرنے والوں نے تو وہ ڈر گئے ،اور قریب تھا کہ وہ

(مصعبؓ) غالب آجاتے اگر تقدیر مدد کرتی۔

حل عبارت:

طَالِبُوهُ: سے مراد وہ لوگ جو حضرت مصعبؓ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔
ذُعِرُوا: وہ خوف زدہ ہو گئے۔ يَنْتَصِرُ: وہ غالب آجاتا ہے۔

محل استشہاد:

رَأَى طَالِبُوْهُ مُصْعَبًا ہے، یہاں طَالِبُوْهُ فاعل کے ساتھ ہُ ضمیر مُصْعَبًا مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

كَسَا حِلْمُهُ ذَا الْحِلْمِ أَثْوَابَ سُؤْدَدٍ وَرَقَّى نَدَاهُ ذَا النَّدَى فِي ذُرَى الْمَجْدِ

پہنا دیئے عقل والے کو اس کی عقل نے سرداری کے کپڑے، اور چڑھا دیا سخاوت والے کو اس کی سخاوت نے بزرگی کی چوٹیوں پر۔

حل عبارت:

كَسَا: پہنا دیئے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب نصر، ہفت اقسام میں سے ناقص واوی، اصل میں كَسَوَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا (قاعدہ قال) یہ فعل متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اس کے مفعول اصل میں مبتدا اور خبر نہیں ہوتے۔ حِلْمُه: بردباری، عقل۔ أَثْوَاب: کپڑے، م: ثَوْبٌ۔ سُؤْدَد: سرداری۔ رَقَّى: چڑھا دیا۔ نَدَا: سخاوت۔ ذُرَى: چوٹیوں، م: ذِرْوَةٌ۔ الْمَجْدُ: بزرگی۔

محل استشہاد:

كَسَا حِلْمُهُ ذَا الْحِلْمِ، رَقَّى نَدَاهُ ذَا النَّدَى ہے، یہاں حِلْمُهُ فاعل کے ساتھ ہُ ضمیر ذَا الْحِلْمِ مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔ اسی طرح نَدَاهُ فاعل کے ساتھ ہُ ضمیر ذَا النَّدَى مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَلَوْ أَنَّ مَجْدًا أَخْلَدَ الدَّهْرَ وَاحِدًا مِنَ النَّاسِ أَبْقَى مَجْدُهُ الدَّهْرَ مُطْعِمَا

اور اگر بے شک بزرگی ہمیشہ رکھتی کسی ایک کو لوگوں میں سے دنیا میں تو باقی رکھتی مطعم کو دنیا میں اس کی بزرگی۔

حل عبارت:

مَجْدًا: بزرگی۔ أَخْلَدَ: ہمیشہ رکھتی، حیات ابدی بخشتی۔ الدَّهْرَ: زمانہ دراز۔ مُطْعِمَا: مطعم بن عدی۔

محل استشهاد:

اَبْقَى مَجْدُهُ مُطْعِمَا ہے، یہاں مَجْدُهُ فاعل کے ساتھ ہ ضمیر ہے جو مُطْعِمَا مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

جَزَى رَبُّهُ عَنِّي عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ جَزَاءَ الْكِلَابِ الْعَاوِيَاتِ وَقَدْ فَعَلْ

بدلہ دے عدی بن حاتم کو اس کا رب میری طرف سے بھونکنے والے کتوں کے بدلے جیسا اور اس اللہ نے ایسے ہی کیا۔

حل عبارت:

جَزَاءَ الْكِلَابِ: یہ مصدر تشبیہ ہے، اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتوں کے بدلے جیسا بدلہ دے، جس طرح بھونکنے والے کتوں کو پتھر مارے جاتے ہیں اسی طرح لوگ اس کے ساتھ سلوک کریں۔ الْعَاوِيَات: تھوتھنی اٹھا کر مسلسل چیخنے والے۔ قَدْ فَعَلَ: اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس کی دعا کو قبول کر لیا اور اس کی امید پوری ہوگئی یعنی اس نے جو عدی کے بارے میں بددعا کی تھی کہ لوگ اس کو دھتکار دیں اور اسے پتھر ماریں تو وہ دعا قبول ہوگئی۔

محل استشهاد:

جَزَى رَبُّهُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ ہے، یہاں رَبُّهُ فاعل کے ساتھ آنے والی ہ ضمیر عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر میں ہے:

جَزَى بَنُوهُ أَبَا الْغِيْلَانِ عَنْ كِبَرٍ ۔۔۔ وَحُسْنِ فِعْلٍ كَمَا يُجْزَى سِنِمَّارُ

بدلہ دیا ابوغیلان کو اس کے بیٹوں نے بڑھاپے اور اچھی کارکردگی پر جیسے سِنِمّار بدلہ دیا گیا۔

حل عبارت:

سِنِمَّارٌ: یہ ایک رومی بہت بڑا کاریگر تھا، اس نے حیرہ کے بادشاہ نعمان بن امرئ القیس کے لیے کوفہ کے باہر ایک بہت عالیشان محل تعمیر کیا، جب اس کی تعمیر مکمل ہوگئی تو نعمان نے اس کو محل کے اوپر سے گرا کر مار دیا تا کہ وہ آئندہ کسی کے لیے اس جیسا محل تعمیر نہ کر سکے، پھر عربوں میں برے بدلے کے لیے یہ ضرب المثل بیان کی جانے لگی وہ کہتے تھے:

((جَزَانِي جَزَاءَ سِنِمَّارٍ))

محل استشہاد:

جَزَى بَنُوهُ أَبَا الْغِيْلَانِ ہے، یہاں بَنُوهُ فاعل کے ساتھ آنے والی ضمیر أَبَا الْغِيْلَانِ مفعول کی طرف لوٹ رہی ہے جو لفظاً اور رتبۃً بعد میں ہے۔

جب فاعل کے ساتھ آنے والی ضمیر مفعول کے ساتھ متصل اسم کی طرف لوٹے تو یہ صورت ممتنع ہے، جیسے: ضَرَبَ بَعْلُهَا صَاحِبَ هِنْدٍ بعض نے اس میں اختلاف کیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ منع ہے۔

☆......☆......☆

نائب فاعل

۲۴۲۔يَنُوْبُ مَفْعُوْلٌ بِهِ عَنْ فَاعِلِ فِيْمَا لَهُ ،كَنِيْلَ خَيْرُ نَائِلِ

نائب بنتا ہے مفعول بہ فاعل کا ان احکام میں جو فاعل کے لیے ہوتے ہیں، جیسے: نِيْلَ خَيْرُ نَائِلٍ (حاصل کیا گیا بہترین عطیہ)

خلاصہ:

اس شعر میں نائب فاعل کی تعریف، مثال اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

نائب فاعل کی تعریف:

فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کی جگہ لایا جاتا ہے اور فاعل کے تمام احکام اس کو دے دیے جاتے ہیں: مثلاً لازمی طور پر مرفوع ہونا، اپنے عامل سے وجوبی طور پر مؤخر ہونا، اس کے حذف کا جائز نہ ہونا، جیسے: نِيْلَ خَيْرُ نَائِلٍ میں خَيْرُ نَائِلٍ مفعول فاعل کے قائم مقام ہے، اصل عبارت یوں تھی، نَالَ زَيْدٌ خَيْرَ نَائِلٍ۔ فاعل (زَيْدٌ) کو حذف کر کے مفعول بہ (خَيْرَ نَائِلٍ) کو اس کے قائم مقام بنا دیا۔

خَيْرُ نَائِلٍ کو نائب فاعل کے طور پر فعل سے پہلے لانا جائز نہیں ہے، جیسے: خَيْرُ نَائِلٍ نِيْلَ نہیں کہہ سکتے۔

بلکہ اس صورت میں یہ مبتدا ہوگا اور مابعد جملہ نِيْلَ اس کی خبر ہوگا، اس کا نائب فاعل ضمیر مستتر ہوگا۔

اسی طرح خَيْرَ نَائِلٍ کو حذف کرنا بھی جائز نہیں لہٰذا صرف نِيْلَ نہیں کہہ سکتے ۔

☆......☆......☆

۲۴۳۔ فَأَوَّلَ الْفِعْلِ اضْمُمَنْ،وَالْمُتَّصِلْ بِالْآخِرِاكْسِرْ فِي مُضِيٍّ كَوُصِلْ

فعل کے پہلے حرف کو آپ ضرور ضمہ دیں، آخر کے ساتھ متصل کو کسرہ دیں ماضی میں، جیسے: وُصِلَ۔

٢٤٤۔وَاجْعَلْهُ مِنْ مُضَارِعٍ مُنْفَتِحَا كَيَنْتَحِي الْمَقُوْلِ فِيْهِ : يُنْتَحٰى

اور بنادیں اس (آخر کے ساتھ متصل) کو مضارع میں مفتوح، جیسے: یَنْتَحِیْ کہا جائے گا اس میں یُنْتَحٰی۔ (اس پر بھروسہ کیا گیا)

خلاصہ:

ان شعروں میں ثلاثی مجرد سے ماضی اور مضارع مجہول بنانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

فعل ماضی اور مضارع مجہول بنانے کا طریقہ:

فعل مجہول کے پہلے حرف کو ضمہ دیا جاتا ہے خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع، پھر ماضی کے آخر کے ماقبل کو کسرہ اور مضارع کے آخر کے ماقبل کو فتحہ دیا جاتا ہے، جیسے: وَصَلَ سے وُصِلَ اور یَنْتَحِیْ سے یُنْتَحٰی۔

☆......☆......☆

٢٤٥۔ وَالثَّانِيَ التَّالِيَ تَا الْمُطَاوَعَهْ كَالْأَوَّلِ اجْعَلْهُ بِلَا مُنَازَعَهْ

(آپ بنائیں) دوسرے (حرف) کو جو پیچھے آئے تاء مطاوعت کے پہلے (حرف) کی طرح بنادیں اس کو بغیر کسی جھگڑے کے۔

٢٤٦۔ وَثَالِثَ الَّذِيْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ كَالْأَوَّلِ اجْعَلَنَّهُ كَاسْتُحْلِي

اور (آپ بنادیں) تیسرے (حرف) کو جو ہمزہ وصل کے ساتھ ہو پہلے حرف کی طرح ضرور بنادیں اس کو، جیسے: اُسْتُحْلِيَ۔

خلاصہ:

ان شعروں میں غیر ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول بنانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

فعل ماضی کے شروع میں تاء مطاوعت یا ہمزہ وصلی ہو تو اسے مجہول بنانے کا طریقہ:

جب فعل مجہول کے شروع میں تاء مطاوعت ہو تو پہلے اور دوسرے حرف کو ضمہ دیا جائے

گا، جیسے: تَدَحْرَجَ سے تُدُحْرِجَ، تَكَسَّرَ سے تُكُسِّرَ، تَغَافَلَ سے تُغُوْفِلَ۔

اگر اس کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو تو پہلے اور تیسرے حرف کو ضمہ دیا جائے گا، جیسے: اِسْتَحْلٰى سے اُسْتُحْلِيَ، اِقْتَدَرَ سے اُقْتُدِرَ، اِنْطَلَقَ سے اُنْطُلِقَ۔

☆......☆......☆

۲۴۷۔وَاكْسِرْ أَوَاشْمِمْ فَاثُلَاثِيٍّ أُعِلْ عَيْنًا، وَضَمٌّ جَاكَ((بُوْعَ)) فَاحْتُمِلْ

آپ کسرہ دیں یا اشمام کریں ثلاثی معتل العین کی فاء کو اور ضمہ بھی آیا ہے، جیسے: بُوْعَ پس اس کا بھی احتمال ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل مجہول ثلاثی معتل العین کو پڑھنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

جب فعل مجہول ثلاثی معتل العین ہو تو اس کے فاء کلمہ پر تین اعراب پڑھنے جائز ہیں:

1۔صرف کسرہ: جیسے: قِيْلَ، بِيْعَ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

حِيْكَتْ عَلَى نِيْرَيْنِ إِذْ تُحَاكُ تَخْتَبِطُ الشَّوْكَ وَلَا تُشَاكُ

وہ (چادر) بنی گئی ہے ڈبل بانے کے ساتھ جب وہ بنا گیا چلاتی ہے وہ کانٹا (کج) اور وہ نہیں وہ داخل ہوتا ہے۔نِيْرَيْن: م: نِيْرٌ: کپڑے کا بانا (چورائی میں ڈالے ہوئے دھاگے)، کپڑے کا کنارہ۔ تُحَاكُ: وہ بنا گیا، صیغہ واحد مونث غائب، فعل مضارع مجہول، باب نصر، اجوف واوی اصل میں تُحْوَكُ تھا، واؤ متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی، واؤ سے فتحہ نقل کیا گیا اسے الف سے بدل دیا (قاعدہ یقال)۔ تَخْتَبِطُ: وہ زور سے مارتی۔ الشَّوْكَ: کانٹا، ج: اَشْوَاكٌ، م: شَوْكَةٌ۔ لَا تُشَاكُ: نہیں وہ کانٹا داخل کیا جاتا، صیغہ واحد مونث غائب، فعل مضارع مجہول، باب نصر، اجوف واوی، اصل میں تُشْوَكُ تھا، واؤ متحرک ماقبل صحیح ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی، واؤ سے فتحہ نقل کیا گیا اسے الف سے بدل دیا (قاعدہ یقال)۔

حلِ عبارت:

حِیْکَتْ: بُنا گیا، صیغہ واحد مونث غائب، فعل ماضی مجہول، باب نصر، اجوف واوی، یاباب ضرب اجوف یائی، اصل میں حُوِکَتْ یا حُیِکَتْ تھا، ماضی مجہول کے عین کلمہ کی حرکت فاء کلمہ کو دے دی، واؤ کو یاء سے بدل دیا۔

محلِ استشہاد:

حِیْکَتْ ثلاثی مجرد اور معتل العین ہے، اس لیے اس کے فاء کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے۔

2۔ صرف ضمہ: جیسے: قُوْلَ، بُوْعَ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

لَیْتَ وَهَلْ یَنْفَعُ شَیْئًا لَیْتُ لَیْتَ شَبَابًا بُوعَ فَاشْتَرَیْتُ

کاش اور کیا فائدہ دیتا ہے کچھ لفظ کاش؟ کاش جوانی بیچی جاتی تو میں اس کو خرید لیتا۔

حلِ عبارت:

بُوْعَ: بیچی جاتی، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب ضرب، اجوف یائی، اصل میں بُیِعَ تھا، ماضی مجہول کے عین کلمہ کی حرکت کو گرا دیا، پھر ضمہ کی مناسبت سے یاء کو واؤ سے بدل دیا۔

محلِ استشہاد:

یہاں بُوْعَ ثلاثی مجرد اور معتل العین ہے، اس لیے اس کے فاء کلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے۔

یہ بنو دبیر اور بنو فقعس کی لغت ہے جو بنو اسد کے فصحاء لوگوں میں سے ہیں۔

3۔ اشمام: یعنی فاء کلمہ پر ضمہ اور کسرہ کے درمیان حرکت پڑھنا، یہ صرف پڑھا جاتا ہے، لکھا نہیں جاتا، جیسے: قرات سبعہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس طرح پڑھا گیا ہے: ﴿وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ﴾ اس میں قِیْلَ اور غِیْضَ کو اشمام کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

☆......☆......☆

۲۴۸۔وَاِنْ بِشَكْلٍ خِيْفَ لَبْسٌ يُجْتَنَبْ - وَمَا لِبَاعَ قَدْ يُرَى لِنَحْوِ حَبْ

اور اگر (ضمہ، کسرہ اور اشمام میں سے) کسی صورت میں التباس کا خطرہ ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے گا۔

اور جو حکم بَاعَ کے (فاء کلمہ کے) لیے ہے وہ کبھی کبھی جائز سمجھا جاتا ہے حَبَّ جیسے (فعلوں) کے لیے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فعل مجہول ثلاثی اجوف کی تین صورتوں میں سے جس صورت میں التباس کا ڈر ہو اسے چھوڑنا واجب ہے۔اور اجوف کی طرح مضاعف میں بھی فاکلمہ میں تینوں طرح اعراب پڑھنا جائز ہے۔

جس صورت میں التباس کا ڈر ہو اسے چھوڑنا واجب ہے:

جب فعل مجہول ثلاثی معتل العین کے ساتھ متکلم، مخاطب یا غائب کی ضمیر ہو تو وہ واوی ہوگا یا یائی۔

اگر وہ واوی ہو تو اس کے فاء کلمہ پر کسرہ یا اشمام پڑھنا واجب ہے، جیسے: سِمْتُ، ضمہ یعنی سُمْتُ پڑھنا جائز نہیں۔تا کہ فعل معلوم کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ اس میں صرف ضمہ پڑھا جاتا ہے، جیسے: سُمْتُ الْعَبْدَ (میں غلام کو تلاش کرنے کے لیے نکلا)

اور اگر وہ یائی ہو تو اس کے فاء کلمہ پر ضمہ اور اشمام پڑھنا واجب ہے، جیسے: بُعْتُ يَا عَبْدُ، کسرہ پڑھنا جائز نہیں ہے لہٰذا بِعْتُ نہیں پڑھ سکتے، تا کہ فعل معلوم کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ اس میں صرف کسرہ پڑھا جاتا ہے، جیسے: بِعْتُ الثَّوْبَ۔

بعض نحویوں کے نزدیک واوی میں کسرہ اور یائی میں ضمہ اور اشمام پسندیدہ ہے، واجب نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس واوی میں ضمہ اور یائی میں کسرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

جس طرح ثلاثی معتل العین کے فاء کلمہ پر ضمہ، کسرہ اور اشمام جائز ہے اسی طرح مضاعف کے فاء کلمہ پر بھی تینوں جائز ہیں، جیسے: حُبَّ، حِبَّ اور اشمام۔

☆......☆......☆

۲۴۹۔وَمَا لِفَا بَاعَ لِمَا الْعَيْنُ تَلِي فِيْ اخْتَارَ وَانْقَادَ وَشِبْهِ يَنْجَلِي

اور جو (اعراب) بَاعَ کے فاءکلمہ کے لیے ہے وہی اس حرف کا ہے جس کے ساتھ عین کلمہ ملا ہوا ہے اِخْتَارَ اور اِنْقَادَ میں اور ان کے مشابہ میں جو واضح ہو۔

خلاصہ :

جو فعل مجہول معتل العین اِفْتَعَلَ یا اِنْفَعَلَ کے وزن پر ہو اس کے عین کلمہ سے ماقبل حرف پر وہ تینوں اعراب جائز ہیں جو بَاعَ کے فاءکلمہ پر جائز ہیں، یعنی ضمہ، کسرہ اور اشمام، جیسے: اُخْتُوْرَ، اُنْقُوْدَ، اِخْتِيْرَ، اِنْقِيْدَ اسی طرح اشمام بھی جائز ہے۔

نوٹ : اس صورت میں ہمزہ کی حرکت تاء اور قاف کی حرکت کے مطابق ہوگی۔

☆......☆......☆

۲۵۰۔وَقَابِلٌ مِنْ ظَرْفٍ اَوْ مِنْ مَصْدَرٍ أَوْ حَرْفِ جَرٍّ بِنِيَابَةٍ حَرِي

اور جو قابل ہو (نیابت کے) ظرف، مصدر یا حرف جر میں سے وہی نائب فاعل بننے کے لائق ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفعول بہ کی عدم موجودگی میں مفعول فیہ، مفعول مطلق اور جار مجرور نائب فاعل بن سکتے ہیں۔

مفعول بہ کی عدم موجودگی میں ظرف، مصدر اور جار مجرور کا نائب فاعل بننا:

جب فعل کو مجہول بنایا جائے تو مفعول بہ نائب فاعل بن جاتا ہے۔

اگر مفعول بہ موجود نہ ہو تو ظرف، مصدر اور جار مجرور کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں۔

شرط یہ ہے کہ وہ نیابت کے قابل ہو یعنی نائب فاعل بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اس کے لیے دو شرطیں ہیں :

1۔ وہ ظرف یا مصدر متصرف ہو یعنی ان پر نصب لازم نہ ہو، یہ شرط لگا کر اس ظرف، مصدر اور جار مجرور کو نکال دیا ہے جو نائب فاعل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے، مثلاً وہ ظرف جو

غیر متصرف ہو، اس سے مراد وہ ظرف ہے جس پر ظرفیت کی بناء پر نصب لازم ہے، جیسے: کسی معین دن کی سَحَرَ اور عِنْدَكَ لہٰذا آپ جُلِسَ عِنْدَكَ اور رُكِبَ سَحَرُ نہیں کہے سکتے، تا کہ آپ ان کو لزوم نصب سے نہ نکال دیں جو ان کے لیے کلام عرب میں ثابت ہے، اسی طرح وہ مصدر جو غیر متصرف ہیں، جیسے: مُعَاذَ اللّٰهِ، لہٰذا مُعَاذَ اللّٰهِ کو مرفوع نہیں پڑھ سکتے تا کہ وہ لزوم نصب سے خارج نہ ہو وغیرہ

ان پر نصب لازم ہے لہٰذا ان کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔

2۔ اس سے فائدہ حاصل ہو اگر اس سے فائدہ حاصل نہ ہو تو اس کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے، جیسے: سِيْرَ وَقْتٌ، ضُرِبَ ضَرْبٌ، جُلِسَ فِيْ دَارٍ وغیرہ۔

نائب فاعل بننے کے قابل ظرف، مصدر اور جار مجرور کی مثالیں:

سِيْرَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، ضُرِبَ ضَرْبٌ شَدِيْدٌ، مُرَّ بِزَيْدٍ۔

☆......☆......☆

۲۵۱۔ وَلَا يَنُوْبُ بَعْضُ هٰذِي، إِنْ وُجِدْ فِي اللَّفْظِ مَفْعُوْلٌ بِهِ، وَقَدْ يَرِدْ

اور نہیں نائب (فاعل) بنتا ان میں سے کوئی اگر پایا جائے لفظوں میں مفعول بہ اور کبھی کبھی وہ بن جاتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفعول بہ کی موجودگی میں مفعول مطلق، مفعول فیہ اور جار مجرور کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے البتہ بعض کے نزدیک بنا سکتے ہیں۔

مفعول بہ کی موجودگی میں مفعول مطلق، مفعول فیہ اور جار مجرور نائب فاعل نہیں بن سکتے:

بصریوں کے نزدیک مفعول بہ کی موجودگی میں ظرف، مصدر یا جار مجرور کو نائب فاعل بنانا صحیح نہیں ہے، بلکہ مفعول بہ کو ہی نائب فاعل بنانا ضروری ہے، جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ ضَرْبًا شَدِيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيْرِ فِيْ دَارِهِ، جو صورت اس کے

برعکس ہوگی اسے شاذ یا قابل تاویل سمجھا جائے گا۔

کوفیوں کے نزدیک مفعول بہ کی موجودگی میں ظرف، مصدر یا جار مجرور کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں، چاہے وہ مقدم ہو یا مؤخر ہو، جیسے: ضُرِبَ ضَرْبٌ شَدِيْدٌ زَيْدًا ،ضُرِبَ زَيْدًا ضَرْبٌ شَدِيْدٌ -

جیسا کہ ابو جعفر کی قراءت میں ہے: ﴿لِيُجْزَى قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ یہاں جار مجرور نائب فاعل ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

لَمْ يُعْنَ بِالْعَلْيَاءِ إِلَّا سَيِّدًا وَلَا شَفَى ذَا الْغَيِّ إِلَّا ذُو هُدَى

نہیں ابھارا جاتا بلندی حاصل کرنے پر مگر سردار ہی اور نہیں شفا دیتا گمراہ کو مگر ہدایت والا۔

حل عبارت:

لَمْ يُعْنَ: نہیں قصد کیا جاتا، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل جحد بلم مجہول، ناقص یائی، لَمْ کی وجہ سے آخر سے حرف علت یاء گر گئی۔ الْعَلْيَاء: عزت وشرافت۔ الْغَيّ: گمراہ۔

محل استشهاد:

لَمْ يُعْنَ بِالْعَلْيَاءِ إِلَّا سَيِّدًا ۔ یہاں سَيِّدًا مفعول بہ موجود ہونے کے باوجود بِالْعَلْيَاءِ جار مجرور کو نائب فاعل بنایا گیا ہے۔

اخفش کے نزدیک اگر مفعول بہ مقدم ہو تو اسے ہی نائب فاعل بنائیں گے، جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ فِي الدَّارِ ۔ اور اگر مفعول بہ بعد میں ہو تو ہر ایک کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں، جیسے: ضُرِبَ فِي الدَّارِ زَيْدٌ ،ضُرِبَ فِي الدَّارِ زَيْدًا۔

☆......☆......☆

۲۵۲۔ وَبِاتِّفَاقٍ قَدْ يَنُوبُ الثَّانِ مِنْ بَابِ ((كَسَا)) فِيمَا الْتِبَاسُهُ أُمِنْ

اور بالاتفاق کبھی کبھی نائب (فاعل) بن جاتا ہے، دوسرا مفعول کَسَا کے باب کا جس میں التباس کا ڈر نہ ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب التباس کا ڈر نہ ہو تو باب کَسَا کا دوسرا مفعول بھی نائب فاعل بن سکتا ہے۔

باب کَسَا کا دوسرا مفعول نائب فاعل بن سکتا ہے:

فعل مجہول متعدی بدو مفعول کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ باب أَعْطَى ۲۔ باب ظَنَّ

جب فعل مجہول باب اَعْطَى سے ہو تو اس کے دونوں مفعولوں میں سے ہر ایک کو بالاتفاق نائب فاعل بنانا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ التباس نہ ہو، جیسے: كُسِيَ زَيْدٌ جُبَّةً ، أُعْطِيَ عَمْرٌو دِرْهَمًا، أُعْطِيَ عَمْرًا دِرْهَمٌ ،كُسِيَ زَيْدًا جُبَّةٌ ـ

جب التباس ہو تو پھر پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا ضروری ہوتا ہے، جیسے: اَعْطَيْتُ زَيْدًا عَمْرًا سے أُعْطِيَ زَيْدٌ عَمْرًا۔ یہاں چونکہ دونوں مفعولوں میں سے ہر ایک آخذ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس لیے دوسرے کو نائب فاعل بنانے میں التباس لازم آئے گا۔

کوفیوں کے نزدیک اگر پہلا معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو التباس نہ ہونے کے باوجود پہلے کو نائب فاعل بنانا ضروری ہے، جیسے: أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا، اس کو أُعْطِيَ دِرْهَمٌ زَيْدًا نہیں کہہ سکتے۔

۲۵۳۔فِي بَابِ((ظَنَّ،وَأَرَى))الْمَنْعُ اشْتَهَرْ وَلَا أَرَى مَنْعًا إِذَا الْقَصْدُ ظَهَرْ

ظَنَّ اور أَرَى کے باب میں (دوسرے اور تیسرے مفعول کو نائب فاعل بنانے کی) ممانعت مشہور ہے، اور نہیں میں جائز سمجھتا ممانعت جب مقصود واضح ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ افعال قلوب اور متعدی بسہ مفعول افعال کے پہلے مفعول کو ہی نائب فاعل بنانا ضروری ہے، دوسرے اور تیسرے مفعول کو نائب فاعل نہیں

بنا سکتے۔

افعال قلوب کے مفعولوں کو نائب فاعل بنانا:

جب فعل مجہول ظَنَّ یا أَعْلَمَ کے باب سے ہو تو ان کے پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا واجب ہے، جیسے: ظُنَّ زَيْدٌ قَائِمًا ، أُعْلِمَ زَيْدٌ فَرَسَكَ مُسْرَجًا ، دوسرے اور تیسرے مفعول کو نائب فاعل بنانا جائز نہیں، جیسے: ظُنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اور أُعْلِمَ زَيْدًا فَرَسُكَ مُسْرَجًا ، أُعْلِمَ زَيْدا فَرَسَكَ مُسْرَجٌ۔

بعض نحویوں اور مصنف کے نزدیک التباس نہ ہونے کی صورت میں پہلے کو نائب فاعل بنانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو بھی نائب فاعل بنا سکتے ہیں، جیسے: ظُنَّ زَيْدًا قَائِمٌ، أُعْلِمَ زَيْدًا فَرَسُكَ مُسْرَجًا۔

ہاں اگر التباس ہو تو پھر پہلے کو نائب فاعل بنانا متعین ہو جاتا ہے، جیسے: ظُنَّ زَيْدًا عَمْرٌو، أُعْلِمَ زَيْدًا خَالِدٌ مُنْطَلِقًا نہیں کہہ سکتے۔

البتہ أَعْلَمَ کے تیسرے مفعول کو نائب فاعل بنانے میں اختلاف ہے، ابن مصنف اور ابن ابی الربیع کے نزدیک بالاتفاق منع ہے، جبکہ بعض نحویوں کے نزدیک جائز ہے، جیسے: أُعْلِمَ زَيْدًا فَرَسَكَ مُسْرَجٌ۔

☆......☆......☆

۲۵۴۔وَمَا سِوَى النَّائِبِ مِمَّا عُلِّقَا　　　بِالرَّافِعِ النَّصْبُ لَهُ مُحَقَّقَا

اور جو مفعول نائب فاعل کے علاوہ ہو تو ان مفعولوں میں سے جو معلق ہو عامل رافع (فعل) کے ساتھ، نصب اس کے لیے ثابت ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب فعل مجہول کے ایک سے زیادہ مفعول ہوں تو ان میں سے صرف ایک مفعول کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیں گے اور باقی منصوب ہوں گے۔

کسی فعل مجہول کے دو یا دو سے زیادہ مفعول ہوں تو ان میں سے صرف ایک مفعول نائب فاعل بنے گا:

جس طرح فعل معلوم ایک فاعل کو رفع دیتا ہے اسی طرح فعل مجہول ایک مفعول کو رفع دیتا ہے، نائب فاعل کا حکم فاعل کی طرح ہوتا ہے۔

اگر کسی فعل مجہول کے دو یا دو سے زیادہ مفعول ہوں تو ایک نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور باقی منصوب ہوتے ہیں، جیسے: أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا، أُعْلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا قَائِمًا، ضُرِبَ زَيْدٌ ضَرْبًا شَدِيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ امَامَ الْأَمِيْرِ فِي دَارِهِ۔

☆......☆......☆

اشتغال (عامل کا معمول سے مشغول ہونا)

۲۵۵۔ اِنْ مُضْمَرُ اسْمٍ سَابِقٍ فِعْلًا شَغَلْ عَنْهُ بِنَصْبِ لَفْظِهِ ،أَوِ الْمَحَلّ

اگر اسم سابق کی ضمیر فعل کو مشغول کر دے اس (اسم سابق) سے، اس (ضمیر) کے لفظ یا محل کو نصب دینے کے ساتھ۔

۲۵۶۔ فَالسَّابِقَ انْصِبْهُ بِفِعْلٍ أُضْمِرَا حَتْمًا ،مُوَافِقٍ لِمَا قَدْ أُظْهِرَا

اسم سابق کو نصب دیں پوشیدہ فعل کے ساتھ حتمی طور پر (ایسے فعل کے ساتھ) جو موافق ہو اس فعل کے جو ظاہر ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں اشتغال کا بیان ہے۔

اشتغال کی تعریف:

اشتغال یہ ہے کہ ایک اسم مقدم ہو، اس کے بعد ایسا فعل ہو جو اسم سابق کی ضمیر یا اس کے متعلق (جو اسم سابق کی ضمیر کی طرف مضاف ہو) میں عمل کرنے کی وجہ سے اس سے

اعراض کر رہا ہوا گر وہ ضمیر کے ساتھ مشغول نہ ہو تو اسم سابق کو نصب دے سکے، جیسے: زَیْدًا ضَرَبْتُهُ ،زَیْدًا مَرَرْتُ بِهِ ،زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهُ ۔

اسم سابق کے عامل ناصب میں اختلاف ہے:

1۔ جمہور کے نزدیک اس کو نصب دینے والا فعل وجوبی طور پر محذوف ہے جو معنی میں فعل ظاہر کے موافق ہوگا، کیونکہ مفسَّر اور مفسِّر جمع نہیں ہو سکتے، جیسے: زَیْدًا ضَرَبْتُهُ، اصل میں ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُهُ تھا، زَیْدًا مَرَرْتُ بِهِ اصل میں جَاوَزْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِهِ تھا۔

2۔ کوفیوں کے نزدیک اسم سابق مابعد فعل کے ساتھ منصوب ہوتا ہے، بعض کے نزدیک فعل ضمیر اور اسم دونوں میں اکٹھا عمل کرتا ہے، جیسے: زَیْدًا ضَرَبْتُهُ میں ضَرَبْتُ، زَیْدًا اور ہٗ ضمیر دونوں کو نصب دے رہا ہے، یہ مذہب درست نہیں ہے، کیونکہ ایک عامل اسم ظاہر اور اس کی ضمیر میں عمل نہیں کرتا، بعض کے نزدیک فعل اسم ظاہر میں عمل کرتا ہے اور ضمیر ملغی ہے، یہ مذہب بھی درست نہیں ہے کیونکہ اسماء عوامل کے ساتھ ملنے کے بعد ملغی نہیں ہوتے۔

☆......☆......☆

۲۵۷۔ وَانْصِبْ حَتْمًا، اِنْ تَلَا السَّابِقُ مَا يَخْتَصُّ بِالْفِعْلِ: كَاِنْ وَحَيْثُمَا

نصب حتمی ہے اگر پیچھے آئے اسم سابق ایسے کلمے کے جو فعل کے ساتھ خاص ہو، جیسے: اِنْ اور حَيْثُمَا۔

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں اسم سابق (مشغول عنہ) پر نصب پڑھنا واجب ہے۔

اسم سابق کے اعراب کی صورتیں:

درج ذیل پانچ ہیں:

۱۔ نصب واجب ۲۔ رفع واجب ۳۔ دونوں جائز اور نصب راجح ۴۔ دونوں جائز اور رفع راجح ۵۔ دونوں برابر جائز۔

1۔ اسم سابق پر نصب واجب:

جب وہ ایسے کلمے کے بعد آئے جو فعل کے ساتھ خاص ہو، مثلاً کلمات شرط، جیسے: اِنْ زَيْدًا اَكْرَمْتَهُ اَكْرَمَكَ، حَيْثُمَا زَيْدًا تَلْقَهُ فَاَكْرِمْهُ، ان مثالوں میں زَيْد پر نصب پڑھنا واجب ہے۔

مبتدا ہونے کی وجہ سے رفع پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ کلمات شرط کے بعد اسم نہیں آتا۔

البتہ بعض نحویوں کے نزدیک کلمات شرط کے بعد اسم آسکتا ہے تو ان کے نزدیک مبتدا ہونے کی وجہ سے رفع پڑھنا بھی جائز ہے۔

جیسے یہ شعر ہے:

لَاتَجْزَعِي اِنْ مُنْفِسٌ أَهْلَكْتُهُ ۔۔۔ فَإِذَا هَلَكْتُ فَعِنْدَ ذٰلِكِ فَاجْزَعِي

نہ توغم کر اگر کثیر مال میں خرچ کردوں، جب میں فوت ہوجاؤں اس وقت توغم کرنا۔

حل عبارت:

لَاتَجْزَعِي: نہ توغم کر، صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل نہی حاضر معلوم، باب سمع۔

مُنْفِسٌ: کثیر مال۔ أَهْلَكْتُ: میں ختم کردوں۔ هَلَكْتُ: میں مرجاؤں۔

محل استشہاد:

اِنْ مُنْفِسٌ ہے، یہاں اِنْ شرطیہ کے بعد مُنْفِسٌ بطور مبتدا مرفوع واقع ہوا ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ فعل محذوف کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، جیسے: اِنْ هَلَكَ مُنْفِسٌ۔

☆......☆......☆

۲۵۸۔ وَاِنْ تَلَا السَّابِقُ مَا بِالْاِبْتِدَا ۔۔۔ يَخْتَصُّ فَالرَّفْعَ الْتَزِمْهُ أَبَدَا

اگر پیچھے آئے اسم سابق اس کلمہ کے جو مبتدا کے ساتھ خاص ہو تو رفع کو آپ لازم کریں ہمیشہ۔

۲۵۹۔ كَذَا اِذَا الْفِعْلُ تَلَا مَا لَمْ يَرِدْ   مَا قَبْلُ مَعْمُوْلًا لِمَا بَعْدُ وُجِدْ

اسی طرح (رفع لازم ہے) جب فعل پیچھے آئے ایسے کلمے کے کہ نہ بن سکے اس کا ماقبل معمول اس فعل کا جو بعد میں پایا جائے۔

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں اسم سابق (مشغول عنہ) پر رفع پڑھنا واجب ہے۔

2۔اسم سابق پر رفع واجب:

اسم سابق پر رفع واجب ہونے کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ جب اسم سابق ایسے کلمے کے بعد آئے جو مبتدا کے ساتھ خاص ہو مثلاً اذا مفاجاتیہ، جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا زَيْدٌ يَضْرِبُهُ عَمْرٌو۔ یہاں زَید پر رفع پڑھنا واجب ہے اس کو منصوب پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اذا مفاجاتیہ کے بعد ظاہراً یا تقدیراً فعل نہیں آسکتا۔

۲۔ جب فعل مشغول بہ سے پہلے ایسا کلمہ آجائے جس کا مابعد ماقبل میں عمل نہ کرسکتا ہو مثلاً کلمات شرط، کلمات استفہام اور ما نافیہ، جیسے: زَيْدٌ اِنْ لَقِيْتَهُ فَاَكْرِمْهُ، زَيْدٌ هَلْ تَضْرِبُهُ، زَيْدٌ مَا لَقِيْتُهُ۔

یہاں زید پر رفع پڑھنا واجب ہے، نصب پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو فعل ماقبل میں عمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ ماقبل میں عمل کرنے والے عامل کی تفسیر بھی نہیں کرسکتا۔

بعض نحویوں کے نزدیک ان کلمات کا مابعد ماقبل میں عمل کرسکتا ہے تو ان کے نزدیک زید پر نصب پڑھنا بھی جائز ہے، جیسے: زَيْدًا مَا لَقِيْتُهُ۔

☆......☆......☆

۲۶۰۔وَاخْتِيْرَ نَصْبٌ قَبْلَ فِعْلٍ ذِيْ طَلَبْ   وَبَعْدَ مَا اِيْلَاؤُهُ الْفِعْلَ غَلَبْ

مختار (پسندیدہ) ہے نصب طلب والے فعل سے پہلے اور ایسے کلمے کے بعد جس کا ملنا فعل سے اکثر ہو۔

٢٦١۔ وَبَعْدَ عَاطِفٍ بِلَا فَصْلٍ عَلَى مَعْمُوْلِ فِعْلٍ مُسْتَقِرٍ أَوَّلَا

اور ایسے حرف عطف کے بعد جو بغیر فاصلہ کے ہو(اور عطف)اس فعل کے معمول پر جو پہلے موجود ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں اسم سابق (مشغول عنہ) پر نصب پڑھنا راجح ہے۔

3۔اسم سابق پر نصب راجح:

اسم سابق پر نصب راجح ہونے کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ جب اسم سابق کے بعد ایسا فعل ہو جو طلب پر دلالت کرے مثلاً امر، نہی اور دعا، جیسے: زَيْدًا اِضْرِبْهُ ،زَيْدًا لَاتَضْرِبْهُ ، زَيْدًا رَحِمَهُ اللّٰهُ ،یہاں زید پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں مگر نصب مختار ہے۔

٢۔جب اسم سابق سے پہلے ایسا کلمہ ہو جو اکثر فعل پر آتا ہے مثلاً ہمزہ استفہام، جیسے: أَزَيْدًا ضَرَبْتَهُ ،یہاں زید پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں مگر نصب مختار ہے۔

٣۔ جب اسم سابق ایسے حرف عطف کے بعد ہو جس سے پہلے جملہ فعلیہ ہو، حرف عطف اور اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو، جیسے: قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرًا أَكْرَمْتُهُ ،عمرو پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں مگر نصب مختار ہے تا کہ جملہ فعلیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر ہو۔

اگر حرف عطف اور اسم کے درمیان فاصلہ ہو تو اسم سابق ایسے ہوگا جیسے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے، جیسے: قَامَ زَيْدٌ وَاَمَّا عَمْرٌو فَاَكْرَمْتُهُ،یہاں عَمْرٌو پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں مگر رفع مختار ہے، اگر قَامَ زَيْدٌ وَاَمَّا عَمْرًا فَاَكْرِمْهُ ہو تو نصب مختار ہے کیونکہ اس کے بعد ایسا فعل ہے جو طلب پر دلالت کرتا ہے۔

☆......☆......☆

٢٦٢۔وَاِنْ تَلَا الْمَعْطُوْفُ فِعْلًا مُخْبَرًا بِهِ عَنِ اسْمٍ ،فَاعْطِفَنْ مُخَيَّرًا

اگر پیچھے آئے معطوف (اسم سابق) ایسے فعل کے جس نے ساتھ خبر دی گئی ہو اسم کے بارے، آپ ضرور عطف کریں اختیار کی حالت میں۔

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں اسم سابق (مشغول عنہ) پر رفع اور نصب دونوں پڑھنا برابر جائز ہیں۔

4۔ رفع اور نصب دونوں جائز:

جب اسم سابق ایسے حرف عطف کے بعد ہو جس سے پہلے جملہ ذات الوجہین ہو تو اس میں رفع اور نصب دونوں برابر جائز ہیں۔

فائدہ:

جملہ ذات الوجہین سے مراد وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز اسم اور دوسرا جز فعل ہو، جیسے:
زَيْدٌ قَامَ وَعَمْرٌو اَكْرَمْتُهُ۔
جملہ ذات الوجہین کے پہلے حصے کا لحاظ کرتے ہوئے **عمرو** پر رفع اور دوسرے حصے کا لحاظ کرتے ہوئے نصب پڑھنا جائز ہے۔

☆......☆......☆

٢٦٣۔وَالرَّفْعُ فِي غَيْرِ الَّذِيْ مَرَّ رَجَحْ   فَمَا أُبِيْحَ افْعَلْ ،وَدَعْ مَالَمْ يُبَحْ
اور رفع اس کے علاوہ میں جو گزر چکا ہے راجح ہے پس جو جائز ہے آپ کریں اور چھوڑ دیں جو جائز نہیں ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں اسم سابق (مشغول عنہ) پر رفع پڑھنا راجح ہے۔

5۔ اسم سابق پر رفع راجح:

جب مذکورہ بالا چار صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو اسم سابق پر رفع پڑھنا راجح ہے

یعنی اسم سابق کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ ہو، جس کی وجہ سے نصب یا رفع واجب ہو جائے یا نصب راجح ہو یا دونوں اس میں برابر ہوں، ان ساری صورتوں کے علاوہ جو صورت بنے گی اس میں رفع راجح ہوگا، جیسے: زَيْدٌ ضَرَبْتُهُ۔ یہاں زَيْد پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں مگر رفع راجح ہے کیونکہ پوشیدہ نہ ماننا پوشیدہ ماننے سے بہتر ہے۔

بعض کے نزدیک نصب پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اس میں فعل کو محذوف ماننے کا تکلف اٹھانا پڑے گا۔

لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ امام سیبویہ اور دیگر لغتِ عرب کے اماموں نے نصب نقل کی ہے، اور یہ کلام عرب میں کثرت سے استعمال بھی ہوئی ہے۔

جیسے: شعر میں ہے:

فَارِسًا مَا غَادَرُوهُ مُلْحَمًا　　غَيْرَ زُمَّيْلٍ وَلَا نِكْسٍ وَكِلٍ

شاہسوار چھوڑ دیا انہوں نے اس کو بے یارو مددگار اس حال میں کہ وہ نہیں تھا بزدل، کمزور اور دوسروں پر بھروسہ کرنے والا۔

حل عبارت:

شاہسوار، یہ مرفوع اور منصوب دونوں طرح بیان کیا گیا ہے۔ مَا: یہ زائدہ ہے۔ غَادَرُوهُ: انہوں نے اسے اس کی جگہ چھوڑ دیا، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب مفاعلہ۔ مُلْحَمًا: وہ شخص جو جنگ میں پھنس جائے اور اپنے لیے کوئی مددگار نہ پائے۔ زُمَّيْلٍ: کمزور بزدل۔ نِكْس: کمزور، کرم و مدد سے عاری رذیل شخص، ج: أَنْكَاسٌ۔ وَكِلٍ: بے بس، عاجز۔

محل استشہاد:

فَارِسًا مَا غَادَرُوهُ ہے، یہاں اسم سابق فَارِسًا پر نصب پڑھی گئی ہے جو جائز ہے، حالانکہ یہاں نصب واجب یا راجح ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا﴾

خلاصہ کلام:

اشتغال کی صورت میں اسم سابق پر اعراب کی درج ذیل صورتیں ہیں:

1۔نصب واجب:

جب وہ ایسے کلمے کے بعد آئے جو فعل کے ساتھ خاص ہو، مثلاً کلمات شرط، جیسے: اِنْ زَیْدًا اَکْرَمْتَهُ اَکْرَمْكَ۔

2۔رفع واجب:

ا۔ جب اسم سابق ایسے کلمے کے بعد آئے جو مبتدا کے ساتھ خاص ہو مثلاً اذا مفاجاتیہ، جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا زَیْدٌ یَضْرِبُهُ عَمْرٌو۔

۲۔ جب فعل مشغول بہ سے پہلے ایسا کلمہ آجائے جس کا مابعد ماقبل میں عمل نہ کرسکتا ہو مثلاً کلمات شرط، کلمات استفہام، مانافیہ، جیسے: زَیْدٌ اِنْ لَقِیْتَهُ۔

3۔رفع جائز، نصب راجح:

ا۔ جب اسم سابق کے بعد ایسا فعل ہو جو طلب پر دلالت کرے مثلاً امر، نہی اور دعا، جیسے: زَیْدًا اِضْرِبْهُ۔

۲۔ جب اسم سابق سے پہلے ایسا کلمہ ہو جو اکثر فعل پر آتا ہے مثلاً ہمزہ استفہام، جیسے: أَزَیْدًا ضَرَبْتَهُ۔

۳۔ جب اسم سابق ایسے حرف عطف کے بعد ہو جس سے پہلے جملہ فعلیہ ہو، حرف عطف اور اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو، جیسے: قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرًا اَکْرَمْتُهُ۔

4۔نصب جائز، رفع راجح:

جب باقی چار صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو، جیسے: زَیْدٌ ضَرَبْتُهُ

5۔دونوں برابر جائز:

جب اسم سابق ایسے حرف عطف کے بعد ہو جس سے پہلے جملہ ذات الوجہین ہو، جیسے: زَیْدٌ قَامَ وَعَمْرٌو اَکْرَمْتُهُ۔

☆......☆......☆

٢٦٤۔وَفَصْلُ مَشْغُوْلٍ بِحَرْفِ جَرِّ ــــــ اَوْ بِإِضَافَةٍ كَوَصْلٍ يَجْرِي

مشغول بہ (فعل) کا فاصلہ حرف جر یا اضافت کے ساتھ وصل کی طرح جاری ہوتا ہے

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فعل مشغول بہ کا اسم سابق کی ضمیر کے ساتھ متصل ہونا اور حرف جر یا اضافت کی وجہ سے منفصل ہونا برابر ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

فعل کا اسم سابق کی ضمیر کے ساتھ متصل اور منفصل ہونا برابر ہے:

یعنی سابقہ پانچ حالتوں میں کوئی فرق نہیں ضمیر خواہ فعل مشغول بہ کے ساتھ متصل ہو، جیسے: زَيْدٌ ضَرَبْتُهُ یا حرف جر یا اضافت کی وجہ سے منفصل ہو، جیسے: زَيْدٌ مَرَرْتُ بِهِ، زَيْدٌ ضَرَبْتُ غُلَامَهُ ۔

جس طرح اِنْ زَيْدًا لَقِيْتَهُ اَكْرَمَكَ میں نصب واجب ہے اسی طرح اِنْ زَيْدًا مَرَرْتَ بِهِ اَكْرَمَكَ میں نصب واجب ہے۔

اسی طرح خَرَجْتُ فَإِذَا زَيْدٌ مَرَّبِهِ عَمْرٌو میں رفع واجب ہے اور أَزَيْدًا مَرَرْتُ بِهِ میں نصب مختار ہے۔ اور زَيْدٌ مَرَرْتُ بِهِ میں رفع مختار ہے۔ اور زَيْدٌ قَامَ وَعَمْرٌو مَرَرْتُ بِهِ میں رفع و نصب دونوں برابر ہیں۔ اور یہی حکم زَيْدٌ ضَرَبْتُ غُلَامَهُ و مَرَرْتُ بِغُلَامِهِ کا ہے۔

☆......☆......☆

٢٦٥۔وَسَوِّ فِي ذَاالْبَابِ وَصْفًاذَاعَمَلْ ــــــ بِالْفِعْلِ،اِنْ لَمْ يَكُ مَا نِعٌ حَصَلْ

اور برابر کریں اس باب میں عمل والے وصف کو فعل کے اگر نہ ہو کوئی مانع حاصل۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس باب میں وصف عامل فعل کی طرح استعمال ہوتا ہے، وصف عامل سے مراد اسم فاعل اور اسم مفعول ہے۔

وصف عامل فعل کی طرح استعمال ہوتا ہے:

جب اسم فاعل اور اسم مفعول میں حال یا استقبال کا زمانہ ہو اور وہ غیر معرف باللام ہوں تو اشتغال میں فعل کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

صاحب کتاب نے وصف کی قید لگا کر اس اسم کو نکال دیا ہے جو فعل کی طرح عمل کرتا ہے مگر وصف نہیں ہوتا، مثلاً اسم فعل، جیسے: زَيْدٌ دَرَاكِهِ ۔زَید پر نصب پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اسماء افعال اپنے ماقبل اسم میں عمل نہیں کرتے تو وہ اس میں عمل کرنے والے عامل کی تفسیر بھی نہیں کر سکتے۔

ذَا عَمَلٍ: کی قید لگا کر اس وصف کو نکال دیا ہے جو عمل نہیں کرتا مثلاً اسم فاعل جب بمعنی ماضی ہو، جیسے: زَيْدٌ اَنَا ضَارِبُهُ اَمْسِ، زَید پر نصب پڑھنا جائز نہیں کیونکہ جو خود عمل نہیں کرسکتا تو وہ عامل کی تفسیر بھی نہیں کرسکتا۔

وصف عامل کی مثال یہ ہے: زَيْدٌ اَنَا ضَارِبُهُ: اَلْآنَ اَوْغَدًا۔ اَلدِّرْهَمُ اَنْتَ مُعْطَاهُ زَید اور دِرْهَم پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں جس طرح یہ فعل کے ساتھ جائز تھا۔

اِنْ لَمْ يَكُ مَانِعٌ حَصَلَ کہہ کر اس صورت کو نکال دیا ہے جب وصف پر ایسا مانع آئے جو اس کو ماقبل میں عمل کرنے سے روک دے مثلاً اس پر الف لام داخل ہو، جیسے: زَيْدٌ اَنَا الضَّارِبُهُ۔ اس میں زَید پر نصب پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ الف لام کا مابعد جب ماقبل میں عمل نہیں کرسکتا تو ماقبل کے عامل کی تفسیر بھی نہیں کرسکتا۔

☆......☆......☆

۲٦٦۔ وَعُلْقَةٌ حَاصِلَةٌ بِتَابِعِ كَعُلْقَةٍ بِنَفْسِ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ

تعلق حاصل ہوتا ہے تابع کے ساتھ اس تعلق کی طرح جو واقع ہونے والے اسم کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح سببی کے ساتھ اسم سابق کے ساتھ تعلق قائم

ہوجاتا ہے، اسی طرح تابع کے ساتھ تعلق حاصل ہوجاتا ہے۔

تابع کے ذریعے سے اسم سابق کے ساتھ تعلق حاصل ہوجاتا ہے:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فعل مشغول بہ کسی اجنبی اسم میں عمل کرے اور اس کا ایسا تابع لایا جائے جو اسم سابق کی ضمیر پر مشتمل ہو، وہ تابع خواہ صفت ہو، جیسے: زَيْدًا ضَرَبْتُ رَجُلًا يُحِبُّهُ۔ عطف بیان ہو، جیسے: زَيْدًا ضَرَبْتُ عَمْرًا اَبَاهُ یا وہ معطوف بحرف عطف واؤ ہو، جیسے: زَيْدًا ضَرَبْتُ عَمْرًا وَاَخَاهُ۔

تو اس کے ذریعے اسم سابق کے ساتھ تعلق قائم ہوجاتا ہے، جس طرح سببی کے ذریعے تعلق قائم ہوجاتا ہے، لہٰذا زَيْدًا ضَرَبْتُ رَجُلًا يُحِبُّهُ کو زَيْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهُ کے مرتبہ پر اتارا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب اجنبی کا ایسا تابع لایا جائے جس کے ساتھ اسم سابق کی ضمیر ہو تو وہ سببی کے قائم مقام ہوگا۔

☆......☆......☆

فعل متعدی اور فعل لازم

۲٦٧۔عَلَامَةُالْفِعْلِ الْمُعَدّٰى اَنْ تَصِلْ ((ها))غَيْرِمَصْدَرٍ بِهِ ،نَحْوُعَمِلْ

فعل متعدی کی علامت یہ ہے کہ آپ ملائیں مصدر کے علاوہ کی ھا (ضمیر) اس کے ساتھ، جیسے: عَمِلَ۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل متعدی کی علامت بیان کی گئی ہے۔

مفعول کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ متعدی ۲۔ لازم

1۔ فعل متعدی کی تعریف:

وہ فعل ہے جو حرف جر کے واسطے کے بغیر اپنے مفعول تک پہنچ جائے، جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا۔

فعل متعدی کی علامت:

یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسی ھا ضمیر متصل ہو جو غیر مصدر کی طرف لوٹتی ہو، اور یہ ھاء مفعول بہ ہوتی ہے، جیسے: اَلْبَابُ اَغْلَقْتُهُ۔

ھاء غیر مصدر کہہ کر ھاء مصدر کو نکال دیا ہے کیونکہ وہ فعل متعدی اور لازم دونوں کے ساتھ آجاتی ہے، تو وہ فعل کے متعدی ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔

متعدی سے ملنے کی مثال، جیسے: اَلضَّرْبُ ضَرَبْتُهُ زَيْدًا أَيْ ضَرَبْتُ الضَّرْبَ زَيْدًا، لازم سے ملنے کی مثال، جیسے: اَلْقِيَامُ قُمْتُهُ، أَيْ قُمْتُ الْقِيَامَ۔

فعل متعدی کے نام:

۱۔فعل متعدی ۲۔فعل واقع ۳۔فعل مجاوز

2۔فعل لازم کی تعریف:

وہ فعل ہے جو حرف جر کے واسطے سے ہی اپنے مفعول تک پہنچ سکے یا اس کا مفعول بہ ہی نہ ہو، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، قَامَ زَيْدٌ۔

فعل لازم کے نام:

۱۔فعل لازم ۲۔فعل قاصر ۳۔فعل غیر متعدی ۴۔فعل متعدی بحرف جر۔

☆......☆......☆

۲۶۸۔فَانْصِبْ بِهِ مَفْعُوْلَهُ اِنْ لَمْ يَنُبْ عَنْ فَاعِلٍ نَحْوُ تَدَبَّرْتُ الْكُتُبْ

پس آپ نصب دیں اس (فعل) کے ساتھ اس کے مفعول کو اگر وہ (مفعول) نائب فاعل نہ بنے، جیسے: تَدَبَّرْتُ الْكُتُبَ۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل متعدی کا عمل بیان کیا گیا ہے۔

فعل متعدی کا عمل:

فعل متعدی کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے مفعول کو نصب دیتا ہے، اگر وہ نائب فاعل نہ ہو، جیسے: تَدَبَّرْتُ الْكُتُبَ ۔

اگر وہ نائب فاعل ہو تو اس پر رفع پڑھنا واجب ہے، جیسے: تُدُبِّرَتِ الْكُتُبُ ۔

جب التباس کا خطرہ نہ ہو تو کبھی کبھی فاعل کو نصب اور مفعول کو رفع بھی دیا جاتا ہے، جیسے: خَرَقَ الثَّوْبُ الْمِسْمَارَ (پھاڑ دیا کیل نے کپڑے کو)، لیکن یہ قیاسی نہیں بلکہ اس میں سماع پر اکتفا کیا جائے گا۔

فعل متعدی کی اقسام:

اس کی کل تین قسمیں ہیں:

1۔ متعدی بیک مفعول: وہ فعل جو صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہو، جیسے: ضَرَبَ وغیرہ۔

2۔ متعدی بدو مفعول: وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ دونوں مفعول اصل میں مبتدا اور خبر ہوں، جیسے: ظَنَّ وَاَخَوَاتُهَا۔

۲۔ وہ دونوں مفعول اصل میں مبتدا اور خبر نہ ہوں، جیسے: اَعْطٰی وَ كَسَا وغیرہ۔

3۔ متعدی بسہ مفعول: وہ فعل جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو، جیسے: اَعْلَمَ اور اَرٰی وغیرہ۔

☆......☆......☆

۲۶۹۔ وَلَازِمٌ غَيْرُ الْمُعَدَّى، وَحُتِمْ لُزُوْمُ اَفْعَالِ السَّجَايَا، كَنَهِمْ

اور لازم (وہ فعل ہے) جو متعدی کے علاوہ ہو، اور حتمی ہے افعال سجایا کا لازم ہونا، جیسے: نَهِمَ (وہ حریص ہوا)

۲۷۰۔ كَذَا افْعَلَلَّ، وَالْمُضَاهِي اقْعَنْسَسَا وَمَا اقْتَضَى: نَظَافَةً، اَوْ دَنَسَا

اسی طرح اِفْعَلَلَّ ہے اور جو مشابہ ہو اِقْعَنْسَسَ کے اور جو فعل تقاضا کرے نظافت یا میل کا۔

۲۷۱۔ اَوْ عَرَضًا اَوْ طَاوَعَ الْمُعَدَّى لِوَاحِدٍ، كَمَدَّهُ فَامْتَدَّا

یا عرض کا (مراد حسی ہے ذات کے مقابلے میں) یا اثر کو قبول کرے متعدی بیک مفعول کے، جیسے: مَدَّہٗ فَامْتَدَّ۔

خلاصہ:

ان شعروں میں وہ افعال ذکر کیے گئے ہیں جو ہمیشہ لازم استعمال ہوتے ہیں۔

فعل لازم کی تعریف:

وہ فعل ہے جو متعدی نہ ہو یعنی وہ فعل جس کے ساتھ غیر مصدر کی ھا ضمیر متصل نہ ہو۔

وہ افعال جو ہمیشہ لازم استعمال ہوتے ہیں: درج ذیل ہیں:

1۔ ہر وہ فعل جو طبیعت پر دلالت کرے، جیسے: شَرُفَ، کَرُمَ، ظَرُفَ نَهِمَ وغیرہ۔

2۔ ہر وہ فعل جو اِفْعَلَلَّ یا اِفْعَنْلَلَ کے وزن پر ہو، جیسے: اِقْشَعَرَّ، اِطْمَأَنَّ، اِقْعَنْسَسَ، اِحْرَنْجَمَ۔

3۔ ہر وہ فعل جو نظافت یا میلا ہونے پر دلالت کرے، جیسے: طَهُرَ الثَّوْبُ، نَظُفَ، دَنِسَ الثَّوْبُ، وَسِخَ۔

4۔ ہر وہ فعل جو عرض پر دلالت کرے (عرض سے مراد وہ چیز ہے جس کی کوئی ذات نہ ہو اپنے وجود کے لیے دوسرے کی محتاج ہو) جیسے: مَرِضَ زَیْدٌ، اِحْمَرَّ۔

5۔ ہر وہ فعل جو متعدی بیک مفعول فعل کے اثر کو قبول کرے، جیسے: مَدَدْتُ الْحَدِیْدَ فَامْتَدَّ (میں نے لوہے کو لمبا کیا تو وہ لمبا ہو گیا)، دَحْرَجْتُ زَیْدًا فَتَدَحْرَجَ (میں نے زید کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گیا)۔

نوٹ:

جو فعل متعدی بدو مفعول فعل کے اثر کو قبول کرے وہ لازم نہیں ہوتا بلکہ وہ متعدی بیک مفعول ہوتا ہے، جیسے: فَهَّمْتُ زَیْدًا الْمَسْأَلَةَ فَفَهِمَهَا، عَلَّمْتُهُ النَّحْوَ فَتَعَلَّمَهُ

☆......☆......☆

۲۷۲۔ وَعَدِّ لَازِمًا بِحَرْفِ جَرِّ — وَإِنْ حُذِفَ فَالنَّصْبُ لِلْمُنْجَرِّ —

متعدی بنائیں فعل لازم کو حرف جر کے ساتھ اور اگر (حرف جر) حذف کردیا جائے تو نصب مجرور کے لیے منقول ہے۔

۲۷۳۔نَقْلًا وَفِیْ((أَنَّ))وَ((أَنْ))یَطَّرِدُ مَعْ اَمْنِ لَبْسٍ: کَعَجِبْتُ أَنْ یَدُوا

اَنَّ اور اَنْ میں (حرف جر کا حذف) قیاسی ہے جب التباس کا خطرہ نہ ہو، جیسے: عَجِبْتُ اَنْ یَدُوْا (میں نے تعجب کیا ان کے دیت دینے سے)۔

خلاصہ:

ان شعروں میں فعل لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔فعل لازم حرف جر کے ساتھ متعدی بن جاتا ہے، اگر حرف جر کو حذف کردیا جائے تو مجرور کو منصوب پڑھا جاتا ہے۔فعل لازم حرف جر کے واسطے سے اپنے مفعول تک پہنچ جاتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ کبھی حرف جر کو حذف کردیا جاتا ہے اور یہ خود بخود مفعول تک پہنچ جاتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ زَیْدًا۔

اسی طرح شعر میں ہے:

تَمُرُّوْنَ الدِّیَارَ وَلَمْ تَعُوجُوا کَلَامُکُمْ عَلَیَّ اِذًا حَرَامُ

تم گزرتے ہوئے (ہمارے) گھروں کے پاس سے اور تم نے قیام نہیں کیا، تم سے کلام کرنا مجھ پر تب تو حرام ہے۔

حل عبارت:

لَمْ تَعُوجُوا: تم نے قیام نہیں کیا، صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نفی جحد بلم معلوم، باب نصر، اجوف واوی، اصل میں تَعْوُجُوْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی (قاعدہ یقال)، لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا۔

محل استشہاد:

تَمُرُّوْنَ الدِّیَارَ ہے، یہاں الدِّیَارَ سے پہلے باء حرف جر حذف کردی گئی، اور وہ بغیر باء کے تَمُرُّوْنَ کا مفعول بنا ہے، یہ اصل میں تَمُرُّوْنَ بِالدِّیَارِ تھا۔

حرف جر کو حذف کرنے کی صورتیں :

1۔ جمہور کے نزدیک جب مجرور اَنَّ اور اَنْ ہو تو التباس نہ ہونے کی صورت میں حرف جر کو حذف کرنا قیاسی ہے، جیسے: عَجِبْتُ اَنْ یَدُوْا۔ یہ اصل میں تھا عَجِبْتُ مِنْ اَنْ یَدُوْا، عَجِبْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ۔ یہ اصل میں تھا عَجِبْتُ مِنْ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

اگر التباس کا خطرہ ہو تو پھر حرف جر کو حذف کرنا جائز نہیں، جیسے: رَغِبْتُ فِی اَنْ تَقُوْمَ، عَجِبْتُ فِیْ اَنَّكَ قَائِمٌ سے فِی کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ یہاں عَنْ کے حذف ہونے کا احتمال ہے تو اس طرح اس میں التباس پایا جائے گا۔

حرف جر کے حذف ہونے کے بعد اَنَّ اور اَنْ کے محل اعراب میں اختلاف ہے۔ امام اخفش کے نزدیک یہ محل جر میں ہوں گے امام کسائی کے نزدیک محل نصب میں ہوں گے، جب کہ امام سیبویہ کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے۔

2۔ جب مجرور اَنَّ اور اَنْ کے علاوہ ہو تو حرف جر کو حذف کرنا سماعی ہے۔

اخفش صغیر کے نزدیک اَنَّ اور اَنْ کے علاوہ بھی حرف جر کو حذف کرنا قیاسی ہے۔ لیکن اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱۔ حرف جر متعین ہو۔ ۲۔ حذف کی جگہ متعین ہو، جیسے: بَرَیْتُ الْقَلَمَ بِالسِّكِّیْنِ سے باء کو حذف کر کے بَرَیْتُ الْقَلَمَ السِّكِّیْنَ پڑھنا جائز ہے۔

اگر حرف جر متعین نہ ہو تو حذف جائز نہیں، جیسے: رَغِبْتُ فِیْ زَیْدٍ، یہاں فِیْ کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ حذف کے بعد یہ پتا نہیں چلے گا کہ یہ اصل میں رَغِبْتُ عَنْ زَیْدٍ تھا یا رَغِبْتُ فِیْ زَیْدٍ تھا یعنی یہاں حذف فِی ہوا ہے یا عَنْ۔

اسی طرح اگر جگہ متعین نہ ہو تو پھر بھی حذف جائز نہیں، جیسے: اِخْتَرْتُ الْقَوْمَ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ سے اِخْتَرْتُ الْقَوْمَ بَنِی تَمِیْمٍ، یہاں حذف کے بعد یہ پتا نہیں چلے گا کہ یہ اصل میں اِخْتَرْتُ الْقَوْمَ مِنْ بَنِی تَمِیْمٍ تھا یا اِخْتَرْتُ مِنَ الْقَوْمِ بَنِی تَمِیْمٍ تھا، یعنی مِنْ، اَلْقَوْم سے پہلے حذف ہوا ہے یا بَنِی تَمِیْمٍ سے پہلے حذف ہوا ہے۔

☆......☆......☆

٢٧٤۔ وَالأَصْلُ سَبْقُ فَاعِلٍ مَعْنًى كَمَنْ مِنْ((أَلْبِسَنْ مَنْ زَارَكُمْ نَسْجَ الْيَمَنْ))

اصل یہ ہے کہ فاعل فی المعنی پہلے لایا جائے، جیسے: مَنْ، أَلْبِسَنْ مَنْ زَارَكُمْ نَسْجَ الْيَمَنِ (آپ پہنائیں جو تمہاری ملاقات کرے یمن کا کپڑا) کی مثال میں ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی فعل کے دو مفعول ہوں تو ان میں سے جو فاعل بننے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ مقدم ہوگا۔

جو مفعول فاعل فی المعنی ہو وہ مقدم ہوتا ہے:

جب کوئی فعل دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور دوسرا مفعول اصل میں خبر نہ ہو تو اس صورت میں اصل یہ ہے کہ جو مفعول فاعل بننے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے پہلے لایا جائے، جیسے: أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا، یہاں زَيْدٌ کو دِرْهَمًا سے مقدم لانا اصل ہے کیونکہ وہ فاعل فی المعنی ہے، یعنی وہ درھم کو پکڑنے والا ہے، اسی طرح كَسَوْتُ زَيْدًا جُبَّةً کی مثال ہے، أَلْبِسَنْ مَنْ زَارَكُمْ نَسْجَ الْيَمَنِ، اس میں مَنْ مفعول اول اور نَسْجَ الْيَمَنِ مفعول ثانی ہے، مَنْ کو نَسْجَ الْيَمَنِ سے مقدم لانا اصل ہے کیونکہ وہ کپڑے پہننے والا ہے، جو مفعول فاعل فی المعنی نہ ہو اس کو مقدم لانا جائز ہے، لیکن یہ خلاف اصل ہے۔

☆......☆......☆

٢٧٥۔ وَيَلْزَمُ الأَصْلُ لِمُوْجِبٍ عَرَى وَتَرْكُ ذَاكَ الأَصْلِ حَتْمًا قَدْ يُرَى

لازم ہوتا ہے اصل (کو پہلے لانا) اس سبب کی بناء پر جو موجود ہو اور چھوڑ دینا اس اصل کو حتمی طور پر کبھی کبھی (جائز) دیکھا گیا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب التباس کا ڈر ہو تو دو مفعولوں میں سے جو مفعول فاعل فی المعنی ہو اسے مقدم لانا واجب ہے اور جب کوئی مانع پایا جائے تو اسے مؤخر لانا واجب ہے۔

التباس کا ڈر ہو تو فاعل فی المعنی کو مقدم لانا واجب ہے:

جب کوئی سبب یعنی التباس کا ڈر ہو تو فاعل فی المعنی کو مقدم لانا واجب ہے، جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْدًا عَمْرًا۔ یہاں زَیْد کو مقدم لانا واجب ہے، کیونکہ یہاں التباس کا ڈر ہے اس لیے کہ زید اور عمرو دونوں فاعل فی المعنی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اب جو پہلے ہوگا وہ فاعل فی المعنی سمجھا جائے گا۔

کبھی غیر فاعل فی المعنی کو مقدم اور فاعل فی المعنی کو مؤخر لانا واجب ہوتا ہے، جیسے: اَعْطَیْتُ الدِّرْهَمَ صَاحِبَهُ، یہاں صَاحِبَهُ کو مقدم لانا جائز نہیں اگرچہ وہ فاعل فی المعنی ہے لہٰذا اَعْطَیْتُ صَاحِبَهُ الدِّرْهَمَ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس سے ضمیر کا لفظاً ورتبۃً مرجع کے بغیر آنا لازم آئے گا اور یہ ممتنع ہے۔ (واللہ اعلم)

☆......☆......☆

۲۷۶۔ وَحَذْفَ فَضْلَةٍ أَجِزْانْ لَمْ يَضُرْ   كَحَذْفِ مَا سِيْقَ جَوَابًا أَوْ حُصِرْ

فضلہ (مفعول بہ) کے حذف کو آپ جائز قرار دیں اگر نقصان (حرج) نہ ہو، جیسے حذف کرنا اس مفعول کو جو لایا گیا ہو جواب میں یا وہ محصور ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مفعول بہ کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہ ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔

مفعول بہ کو حذف کرنا جائز ہے:

کلام جن چیزوں سے بنتی ہے ان کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ عمدہ ۲۔ فضلہ

عمدہ: وہ ہے جس سے بے پرواہ ہونا ممکن نہ ہو، جیسے: فاعل۔

فضلہ: وہ ہے جس سے بے پرواہ ہونا ممکن ہو، جیسے: مفعول بہ۔

اگر کوئی حرج نہ ہو تو فضلہ کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا میں مفعول بہ زَيْد کو حذف کرنے کے ساتھ ضَرَبْتُ کہنا۔

أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا میں أَعْطَيْتُ کہنا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی﴾اور أَعْطَيْتُ زَيْدًا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾

اور أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا اسی طرح بعض کے نزدیک یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿حَتّٰی يُعْطُوا الْجِزْيَةَ﴾۔یہ اصل میں يُعْطُوكُمُ الْجِزْيَةَ(واللہ اعلم)

اگر فضلہ کو حذف کرنے سے کوئی خرابی لازم آئے تو اسے حذف کرنا جائز نہیں ہے۔مثلاً جب مفعول بہ کسی سوال کے جواب میں واقع ہو رہا ہو،جیسے:کوئی کہے مَنْ ضَرَبْتَ؟تو آپ کہیں ضَرَبْتُ زَيْدًا یہاں مفعول بہ کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ اسے حذف کرنے سے جواب حاصل نہیں ہوگا۔یا مفعول بہ محصور ہو،جیسے:مَا ضَرَبْتُ اِلَّا زَيْدًا،اس میں مفعول بہ کو حذف کرنے سے کلام مطلقاً مارنے کی نفی پر دلالت کرے گی جب کہ مقصود زَید کے علاوہ باقیوں سے نفی کرنا ہے لہٰذا اسے حذف کرنے کی صورت میں اصل مقصود سمجھ میں نہیں آئے گا۔

☆......☆......☆

٢٧٧۔وَيُحْذَفُ النَّاصِبُهَا اِنْ عُلِمَا   وَقَدْ يَكُوْنُ حَذْفُهُ مُلْتَزَمَا

حذف کیا جاتا ہے(مفعول بہ)کے(عامل)ناصب کو اگر وہ معلوم ہو،اور کبھی اس کا حذف کرنا لازم ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں فعل کو حذف کرنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

فعل کو حذف کرنے کی صورتیں:

درج ذیل دو ہیں:١۔ جوازی ٢۔ وجوبی

1۔جوازی صورت:جب کوئی دلیل موجود ہو تو مفعول بہ کے عامل ناصب(یعنی فعل)کو حذف کرنا جائز ہے،جیسے:کوئی کہے:مَنْ ضَرَبْتَ؟ تو آپ کہیں زَيْدًا،یہ اصل میں تھا ضَرَبْتُ زَيْدًا،یہاں ماقبل سوال کے دلالت کرنے کی وجہ سے ضَرَبْتُ فعل کو حذف

کر دیا گیا ہے اور یہ حذف جائز ہے۔

2۔ وجوبی صورت: کبھی فعل کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے، جیسا کہ اشتغال کے باب میں گزر چکا ہے، جیسے: زَيْدًا ضَرَبْتُهُ، اس کی تقدیری عبارت ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرَبْتُهُ ہے، یہاں ضَرَبْتُ کو وجوبی طور پر حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ مفسّر کی موجودگی میں مفسَّر حذف ہو جاتا ہے۔

☆......☆......☆

تنازع فعلان

۲۷۸۔اِنْ عَامِلَانِ اقْتَضَيَا فِي اسْمٍ عَمَلْ قَبْلُ فَلِلْوَاحِدِ مِنْهُمَا الْعَمَلْ

اگر دو عامل تقاضا کریں ایک اسم میں عمل کرنے کا اس حال میں کہ وہ عامل پہلے ہوں تو ایک کے لیے ان میں سے عمل ہوگا۔

۲۷۹۔وَالثَّانِ أَوْلَى عِنْدَ أَهْلِ الْبَصْرَهْ وَاخْتَارَ عَكْسًا غَيْرُهُمْ ذَا أُسْرَهْ

دوسرے کو عمل دینا زیادہ بہتر ہے بصریوں کے نزدیک اور پسند کیا ہے ان کے علاوہ نے اس کے برعکس کو اس حال میں کہ وہ قوی جماعت ہیں۔

خلاصہ:

ان شعروں میں تنازع فعلان اور اس کا حل بیان کیا گیا ہے۔

تنازع فعلان کی تعریف:

دو عاملوں کا ایک معمول کی طرف متوجہ ہونا شرط یہ ہے کہ عامل معمول سے پہلے ہوں، جیسے: ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا۔ یہاں ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ میں سے ہر ایک زید کو اپنا مفعول بنانا چاہتا ہے۔

دونوں عاملوں میں سے ایک اسم ظاہر میں عمل کرے گا اور دوسرا اسم ظاہر کی ضمیر میں عمل کرے گا۔

دو عاملوں میں سے ہر ایک کو اسم ظاہر میں عمل دینا جائز ہے اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف نہیں، اختلاف صرف اولیٰ صورت میں ہے۔

بصریوں کے نزدیک اسم ظاہر کو دوسرے عامل کا معمول بنانا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ وہ اس کے قریب ہے اور قریب والا زیادہ حق رکھتا ہے۔

کوفیوں کے نزدیک اسم ظاہر کو پہلے کا معمول بنانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ پہلے آیا ہے اور پہلے آنے والا زیادہ حق رکھتا ہے۔

☆......☆......☆

۲۸۰۔ وَأَعْمِلِ الْمُهْمَلَ فِي ضَمِيرِ مَا   تَنَازَعَاهُ وَالْتَزِمْ مَا الْتُزِمَا

آپ عمل دیں مہمل عامل کو اس اسم کی ضمیر میں جس میں انہوں نے تنازع کیا ہے، اور آپ لازم کریں جس کو لازم کیا گیا ہے۔

۲۸۱۔ كَيُحْسِنَانِ وَيُسِيءُ ابْنَاكَا   وَقَدْ بَغَى وَاعْتَدَيَا عَبْدَاكَا

جیسے: يُحْسِنَانِ وَيُسِيءُ ابْنَاكَ، قَدْ بَغَى وَاعْتَدَيَا عَبْدَاكَ (نیکی کرتے ہیں اور برائی کرتے ہیں تیرے دونوں بیٹے، بغاوت کی اور ظلم کیا تیرے دونوں غلاموں نے)۔

خلاصہ:

جب اسم ظاہر کو ایک عامل کا معمول بنا دیں تو دوسرے کے لیے ضمیر لے آئیں۔

اگر معمول کا ذکر کرنا ضروری ہو تو اسے حذف کرنا جائز نہیں مثلاً فاعل، جیسے: يُحْسِنَانِ وَيُسِيءُ ابْنَاكَ۔

یہاں يُحْسِنُ اور يُسِيءُ میں سے ہر ایک اسم ظاہر اِبْنَاكَ کو اپنا فاعل بنانا چاہتا ہے، تو جب آپ دوسرے فعل کو عمل دیں گے تو پہلے کے لیے ضمیر لائیں گے، جیسے: يُحْسِنَانِ وَيُسِيءُ ابْنَاكَ اور جب پہلے کو عمل دیں گے تو دوسرے کے لیے ضمیر لائیں گے، جیسے: يُحْسِنُ وَيُسِيئَانِ ابْنَاكَ۔

ضمیر کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو حذف کرنے سے فاعل کو حذف کرنا لازم آئے

گا جو کہ جائز نہیں، جیسے: يُحْسِنُ وَيُسِيءُ ابْنَاكَ کہنا درست نہیں ہے۔

امام کسائی کے نزدیک یہ صورت جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک فاعل کو حذف کرنا جائز ہے۔

امام فرّاء کے نزدیک بھی یہ صورت جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک دو عاملوں کا اکٹھے ایک اسم میں عمل کرنا جائز ہے۔

اس لیے کہ ان کے نزدیک جب دوسرے کو عمل دیں تو پہلے کے لیے ضمیر لانا منع ہے کیونکہ اس سے اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے۔

☆......☆......☆

۲۸۲۔ وَلَا تَجِيءُ مَعْ أَوَّلٍ قَدْ أُهْمِلَا بِمُضْمَرٍ لِغَيْرِ رَفْعٍ أُوْهِلَا

اور نہ لائیں آپ پہلے فعل کے ساتھ جو مہمل ہو ضمیر جو رفع کے علاوہ (نصب یا جر) کے لیے اہل بنائی گئی ہو۔

۲۸۳۔ بَلْ حَذْفَهُ الْزَمْ اِنْ يَكُنْ غَيْرَ خَبَرْ وَأَخِّرَنْهُ اِنْ يَكُنْ هُوَالْخَبَرْ

بلکہ اس کے حذف کو آپ لازم کریں اگر وہ (اصل میں) خبر نہ ہو، اور مؤخر لائیں اس کو اگر وہ (اصل میں) خبر ہو۔

خلاصہ:

جب اسم ظاہر کو دوسرے فعل کا معمول بنا دیں اور پہلے فعل کو مفعول کی ضرورت ہو تو اسے حذف مانیں گے (کیونکہ اس کو لانے سے اضمار قبل الذکر لازم آئے گا) جیسے: ضَرَبْتُ وَضَرَبَنِيْ زَيْدٌ، مَرَرْتُ وَمَرَّبِيْ زَيْدٌ، پہلے فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر لانا جائز نہیں، لہٰذا ضَرَبْتُهُ وَضَرَبَنِيْ زَيْدٌ، مَرَرْتُ بِهٖ وَمَرَّبِيْ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے۔

البتہ شعر میں پہلے فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر آئی ہے، جیسے:

إِذَا كُنْتَ تُرْضِيهِ وِيُرْضِيكَ صَاحِبٌ ــ جِهَارًا فَكُنْ فِي الْغَيْبِ أَحْفَظَ لِلْعَهْدِ

وَأَلْغِ أَحَادِيْثَ الْوُشَاةِ ،فَقَلَّمَا ـــ يُحَاوِلُ وَاشٍ غَيْرَ هِجْرَانِ ذِي وُدِّ

جب تو پسند کرتا ہے اس کو اور پسند کرتا ہے تجھ کو تیرا دوست واضح طور پر، پس تو ہو جا اس کی عدم موجودگی میں بہت زیادہ حفاظت کرنے والا عہد کی۔

اور آپ لغو سمجھیں چغل خوروں کی باتوں کو، پس بہت کم کوشش کرتا ہے چغل خور محبت والوں کی جدائی کے علاوہ۔

حل عبارت:

جِهَارًا: کھلے طور پر۔ الْغَيْبِ: غیر موجودگی، غائب، یہ مصدر بمعنی اسم فاعل۔

محل استشہاد:

تُرْضِيْهِ وَيُرْضِيْكَ صَاحِبٌ ہے، یہاں تُرْضِيْ پہلے فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر آئی ہے، جمہور کے نزدیک یہ شاذ ہے۔

اگر وہ ضمیر اصل میں خبر ہو تو اسے مؤخر لانا واجب ہے، جیسے: ظَنَّنِيْ وَظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا اِيَّاهُ۔

جب اسم ظاہر کو پہلے فعل کا معمول بنا دیں تو دوسرے فعل کے ساتھ ضمیر لائیں گے خواہ وہ مرفوع ہو، یا منصوب ہو یا مجرور، اصل میں عمدہ ہو یا عمدہ نہ ہو، جیسے: ضَرَبَنِيْ وَضَرَبْتُهُ زَيْدٌ، مَرَّبِيْ وَمَرَرْتُ بِهِ زَيْدٌ۔

اگر وہ عمدہ کی ضمیر ہو تو اس کو فعل کے ساتھ متصل اور منفصل دونوں طرح لانا جائز ہے، ظَنَنْتُ وَظَنَّنِيْهِ زَيْدًا قَائِمًا، ظَنَنْتُ وَظَنَّنِيْ اِيَّاهُ زَيْدًا قَائِمًا۔

البتہ شعر میں دوسرے فعل کے ساتھ ضمیر کو حذف بھی کیا گیا ہے، جیسے:

بِعُكَاظَ يُعْشِي النَّاظِرِيـ ـنَ إِذَا هُمُ لَمَحُوا شُعَاعَهُ

عکاظ (جگہ) میں کمزور کر دیتی ہے دیکھنے والوں کو اس (اسلحہ) کی شعاع جب وہ اسے دیکھتے ہیں۔

حل عبارت:

عُکَاظ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، یہاں ایک مشہور بازار تھا، عرب لوگ اس میں تجارت اور مختلف کاموں میں فخر کرنے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ یُعْشِی: رات کو نہ دیکھنے والا بنا دیتی ہے۔ لَمَحُوا: وہ دیکھتے ہیں۔

محل استشہاد:

یُعْشِی النَّاظِرِیْنَ اِذَاهُمْ لَمَحُوْا شُعَاعُهُ ہے، یہاں دوسرے فعل لَمَحُوْا سے ہُ ضمیر کو حذف کر دیا گیا ہے، یہ اصل میں لَمَحُوْهُ تھا، جمہور کے نزدیک یہ شاذ ہے۔

☆......☆......☆

٢٨٤۔ وَاَظْهِرْ اَنْ یَکُنْ ضَمِیْرٌ خَبَرَا لِغَیْرِ مَا یُطَابِقُ الْمُفَسِّرَا

اور آپ اسم ظاہر لائیں اگر ضمیر (اصل میں) خبر ہو علاوہ اس مبتدا کے جو مفسّر کے مطابق ہو۔

٢٨٥۔ نَحْوُ أَظُنُّ وَیَظُنَّانِی أَخَا زَیْدًا وَعَمْرًا أَخَوَیْنِ فِی الرَّخَا

جیسے: اَظُنُّ وَیَظُنَّانِیْ اَخَازَیْدًاوَعَمْرًااَخَوَیْنِ فِی الرَّخَاءِ (میں گمان کرتا ہوں زید اور عمرو کو بھائی فراخی میں اور وہ دونوں گمان کرتے ہیں مجھے بھائی۔

خلاصہ:

ان شعروں میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فعل مہمل کی ضمیر اصل میں ایسے مبتدا کی خبر ہو جو مفسّر کے مطابق نہ ہو تو اس کی جگہ اسم ظاہر کو لانا واجب ہے۔

جب مبتدا مفرد ہو اور ضمیر کا مفسّر (مرجع) تثنیہ ہو، جیسے: اَظُنُّ وَیَظُنَّانِیْ زَیْدًا وَعَمْرًا اَخَوَیْنِ، اس میں زَیْدًاوعَمْرًا، اَظُنُّ کا مفعول اول اور اَخَوَیْنِ مفعول ثانی ہے، یَظُنَّانِ کا مفعول اول یائے متکلم ہے اور اس کو دوسرے مفعول کی ضرورت ہے۔ اگر اس کے لیے ضمیر واحد اِیَّاہُ لائیں تو وہ واحد ہونے میں پہلے مفعول یائے متکلم کے مطابق ہے مگر مرجع اَخَوَیْنِ کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہ مفرد اور وہ تثنیہ ہے، اس لیے ضمیر

اوراس کے مرجع میں عدم مطابقت کی وجہ سے یہ جائز نہیں ہے۔

اور اگر ضمیر تثنیہ اِیَّاھُمَا لائیں تو وہ تثنیہ ہونے میں مرجع اَخَوَیْنِ کے مطابق ہے مگر پہلے مفعول یائے متکلم کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہ تثنیہ اور وہ واحد ہے، اس لیے مبتدا اور خبر میں عدم مطابقت کی وجہ سے یہ جائز نہیں ہے۔

لہٰذا جب ضمیر لانے سے مطابقت نہ ہوسکی تو اسم ظاہر لانا واجب ہوگیا، جیسے: اَظُنُّ وَيَظُنَّانِيْ اَخًا زَيْدًا وَعَمْرًا اَخَوَيْنِ ۔

اس صورت میں یہ مسئلہ تنازع فعلان سے نہیں رہا چونکہ دونوں عاملوں نے اسم ظاہر میں عمل کیا ہے، یہ بصریوں کا مذہب ہے۔

کوفیوں کے نزدیک اس صورت میں مبتدا کے مطابق ضمیر واحد لانا جائز ہے، جیسے: اَظُنُّ وَيَظُنَّانِيْ اِيَّاهُ زَيْدًا وَعَمْرًا اَخَوَيْنِ فِي الرَّخَاءِ۔ اور اسے حذف کرنا بھی جائز ہے، جیسے: اَظُنُّ وَيَظُنَّانِيْ زَيْدًا وَعَمْرًا اَخَوَيْنِ ۔

مفعول مطلق

۲۸۶۔اَلْمَصْدَرُ اسْمُ مَاسِوَى الزَّمَانِ مِنْ مَدْلُوْلَيِ الْفِعْلِ كَأَمْنٍ مِنْ أَمِنَ

مصدر (مفعول مطلق) نام ہے اس چیز کا جو زمان کے علاوہ ہو فعل کے دو مدلولوں میں سے، جیسے: اَمْنٌ اَمِنَ سے ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کی تعریف کی گئی ہے۔

فعل دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے: ۱۔حدث (مصدری معنی) ۲۔زمانہ، جیسے: قَامَ زمانہ ماضی میں قیام (کھڑے ہونے) پر دلالت کرتا ہے، یَقُوْمُ زمانہ حال یا استقبال میں قیام پر دلالت کرتا ہے، قُمْ زمانہ استقبال میں قیام پر دلالت کرتا ہے، قیام حدث ہے جو فعل کے دو مدلولوں میں سے ایک ہے اور یہی مصدر (مفعول مطلق) ہے۔

مفعول مطلق کی تعریف:

ا۔مفعول مطلق حدث کا نام ہے، جیسے: اَمْنٌ یہ اٰمِنَ کے دومدلولوں میں سے ایک ہے۔

۲۔مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو اپنے عامل کی تاکید یا اس کی نوع یا تعداد کو بیان کرے، جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا، سِرْتُ سَیْرَ زَیْدٍ، ضَرَبْتُ ضَرْبَتَیْنِ۔

وجہ تسمیہ: اس کا نام مفعول مطلق اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس پر مفعول کا اطلاق بغیر کسی حرف جر وغیرہ کی قید کے ہوتا ہے۔ جبکہ باقی مفعولوں پر مفعول کا اطلاق کسی قید کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے: مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ۔

☆......☆......☆

۲۸۷۔بِمِثْلِهِ اَوْ فِعْلٍ اَوْ وَصْفٍ نُصِبْ　　　وَكَوْنُهُ أَصْلًا لِهٰذَيْنِ انْتُخِبْ

اس (مصدر) کی مثل فعل یا وصف کے ساتھ مصدر نصب دیا جاتا ہے، اور اس (مصدر) کا اصل ہونا ان دونوں (فعل اور وصف) کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ مفعول مطلق کو نصب فعل، وصف یا مصدر دیتا ہے۔

مصدر کا عامل ناصب:

مصدر (مفعول مطلق) کو نصب دینے والے تین عامل ہیں:

ا۔مصدر، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِكَ زَيْدًا ضَرْبًا شَدِيْدًا۔ یہاں ضَرْبًا کو ضَرْب مصدر نے نصب دی ہے۔

۲۔فعل، جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرْبًا۔

۳۔وصف، جیسے: اَنَا ضَارِبٌ زَيْدًا ضَرْبًا۔

مصدر اصل ہے یا فعل؟

اس کے بارے نحویوں کے چار مذہب ہیں:

ا۔بصریوں کے نزدیک مصدر اصل ہے فعل اور وصف اس سے مشتق ہیں، یہ مذہب صحیح ہے

اس لیے کہ ہر فرع اصل اور زائد کو متضمن ہوتی ہے، یہاں بھی فعل اور وصف بنسبت مصدر کے اسی طرح ہیں، چنانچہ فعل مصدر اور زمان پر دلالت کرتا ہے، وصف مصدر اور فاعل پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔کوفیوں کے نزدیک فعل اصل ہے اور مصدر اس سے مشتق ہے۔

۳۔بعض کے نزدیک مصدر اصل ہے اور فعل اس سے مشتق ہے اور وصف فعل سے مشتق ہے۔

۴۔ابن طلحہ کے نزدیک مصدر اور فعل دونوں مستقل اصل ہیں، ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے مشتق نہیں ہے۔

☆......☆......☆

۲۸۸۔تَوْكِيْدًا اَوْ نَوْعًا يُبِيْنُ أَوْعَدَدْ سِرْتُ سَيْرَ تَيْنِ سَيْرَ ذِیْ رَشَدْ

تاکید یا نوع کو مصدر بیان کرتا ہے یا عدد کو، جیسے: سِرْتُ سَيْرَتَيْنِ سَيْرَ ذِیْ رَشَدِ (میں چلا دو مرتبہ ہدایت والے کی طرح چلنا)

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔

مفعول مطلق کی حالتیں (اقسام):

اس کی تین حالتیں ہیں:

۱۔تاکید کے لیے: جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

۲۔نوع کو بیان کرنے کے لیے: جیسے: سِرْتُ سَيْرَ ذِیْ رَشَدِ۔

۳۔عدد کو بیان کرنے کے لیے جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَةً، وَ ضَرْبَتَيْنِ، وَضَرَبَاتٍ۔

☆......☆......☆

۲۸۹۔وَقَدْ يَنُوْبُ عَنْهُ مَا عَلَيْهِ دَلّْ كَجِدَّ كُلَّ الْجِدِّ وَافْرَحِ الْجَذَلْ

اور کبھی نائب بنتی ہے اس مصدر سے وہ چیز جو اس پر دلالت کرے، جیسے: جِدَّ كُلَّ الْجِدِّ، اِفْرَحِ الْجَذَلَ (آپ کوشش کریں ہر طرح کی کوشش، آپ خوش ہو جائیں خوش ہونا)

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے قائم مقام ہونے والے اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔

مفعول مطلق کے قائم مقام ہونے والے اسماء:

کبھی مصدر پر دلالت کرنے والی چیز اس کا نائب بن جاتی ہے، وہ چیزیں درج ذیل ہیں:

۱۔ كُلّ : جب وہ مصدر کی طرف مضاف ہو، جیسے: جِدَّ كُلَّ الْجِدِّ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ﴾

۲۔ بعض : جب وہ مصدر کی طرف مضاف ہو، جیسے: ضَرَبْتُهُ بَعْضَ الضَّرْبِ۔

۳۔ وہ مصدر جو مذکورہ فعل کا ہم معنی ہو، جیسے: قَعَدْتُ جُلُوْسًا، اِفْرَحِ الْجَذَلَ، یہاں جُلُوس، قُعُود کا اور جَذَل، اِفْرَح کا ہم معنی ہونے کی وجہ سے اس کا نائب بنا ہے۔

۴۔ اسم اشارہ : جیسے: ضَرَبْتُهُ ذٰلِكَ الضَّرْبَ۔

فائدہ:

بعض کے نزدیک جب اسم اشارہ مصدر کا نائب ہو تو اس کی مصدر کے ساتھ صفت لانا ضروری ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ امام سیبویہؒ کی بیان کردہ مثال میں صفت نہیں لائی گئی، جیسے: ظَنَنْتُ ذَاكَ اَيْ ظَنَنْتُ ذَاكَ الظَّنَّ ،ذَاك، ظَنّ مصدر کی طرف اشارہ ہے حالانکہ اس کے ساتھ صفت نہیں لائی گئی۔

۵۔ مصدر کی ضمیر: جیسے: ضَرَبْتُهُ زَيْدًا اَيْ ضَرَبْتُ الضَّرْبَ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا اُعَذِّبُهُ اَحَدًا﴾ أَيْ لَا اُعَذِّبُ الْعَذَابَ۔

۶۔ عدد : جیسے: ضَرَبْتُهُ عِشْرِيْنَ ضَرْبَةً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾

۷۔آلہ: جیسے:ضَرَبْتُهُ سَوْطًا یہ اصل میں تھا: ضَرَبْتُهُ ضَرْبَ سَوْطٍ، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنادیا۔ (واللہ اعلم)

☆......☆......☆

۲۹۰۔وَمَا لِتَوْكِيدٍ فَوَحِّدْ أَبَدَا وَثَنِّ وَاجْمَعْ غَيْرَهُ وَأَفْرِدَا

اور جو (مصدر) تاکید کے لیے ہو واحد لائیں ہمیشہ، تثنیہ لائیں اور جمع لائیں اس کے علاوہ کو اور مفرد لائیں۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جو مفعول مطلق تاکید کے لیے ہو وہ ہمیشہ مفرد ہوتا ہے اور جو بیان عدد یا بیان نوع کے لیے ہو وہ تثنیہ وجمع بھی آجاتا ہے۔

مفعول مطلق کے تثنیہ وجمع لانے کی صورتیں:

جو مصدر تاکید کے لیے ہو اس کو مفرد لانا واجب ہے، تثنیہ اور جمع لانا جائز نہیں ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مفعول مطلق بمنزلہ تکرار فعل کے ہوتا ہے، اور فعل تثنیہ وجمع نہیں ہوتا۔

جو مصدر بیان عدد کے لیے ہو اس کو بالاتفاق تثنیہ وجمع لاسکتے ہیں، جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ، وَضَرَبَاتٍ۔

جو مصدر بیان نوع کے لیے ہو جب اس کی انواع مختلف ہوں تو مشہور یہی ہے کہ اس کا تثنیہ وجمع لانا جائز ہے، جیسے: سِرْتُ سَيْرَيْ زَيْدٍ الْحَسَنَ وَالْقَبِيحَ۔

امام سیبویہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیاسی طور پر اس کا تثنیہ وجمع لانا جائز نہیں بلکہ صرف سماع پر اکتفاء کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

۲۹۱۔وَحَذْفُ عَامِلِ الْمُؤَكِّدِ امْتَنَعْ وَفِي سِوَاهُ لِدَلِيلٍ مُتَّسَعْ

اور حذف کرنا تاکید والے مصدر کے عامل کو منع ہے، اور اس کے علاوہ میں دلیل کی وجہ سے (حذف کی) گنجائش ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی صورتیں:

جو مفعول مطلق تاکید کے لیے ہو اس کے عامل کو حذف کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ اپنے عامل کی تاکید اور تقویت کے لیے آتا ہے اور حذف کرنا اس بات کے منافی ہے۔

جب کوئی دلیل پائی جائے تو جو مفعول مطلق بیان نوع یا بیان عدد کے لیے ہو اس کے عامل کو حذف کیا جا سکتا ہے۔

اس حذف کی دو قسمیں ہیں: ا۔ جوازی ۲۔ وجوبی ۔

1۔ جوازی، جیسے کوئی کہے: اَیَّ سَیْرٍ سِرْتَ تو جواب میں کہا جائے سَیْرَ زَیْدٍ، یہ اصل میں تھا سِرْتُ سَیْرَ زَیْدٍ ۔ اسی طرح کوئی کہے کَمْ ضَرَبْتَ زَیْدًا تو جواب میں کہا جائے: ضَرْبَتَیْنِ، یہ اصل میں تھا: ضَرَبْتُ ضَرْبَتَیْنِ ۔

ابن مصنف کے نزدیک "حذف عامل المؤكد امتنع" میں مصنف کو سہو ہوا ہے اس لیے کہ ضَرْبًا زَیْدًا میں ضَرْبًا تاکید کے لیے ہے اور اس کا عامل وجوبی طور پر حذف ہے۔

شارح کا موقف:

شارح فرماتے ہیں کہ ابن مصنف کی یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس نے جو دلیل پیش کی ہے وہ دعویٰ کے مطابق نہیں ہے، اس لیے کہ ضَرْبًا زَیْدًا میں تاکید نام کی کوئی چیز نہیں، یہ تاکید سے بالکل خالی ہے، یہ تو اِضْرِبْ زَیْدًا کے قائم مقام ہے کیونکہ یہ اس کی جگہ پر واقع ہوا ہے تو جس طرح اس میں کوئی تاکید نہیں اس طرح اس میں بھی کوئی تاکید نہیں ہے۔

اسی طرح اس نے جتنی مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی تاکید نہیں ہے، اس لیے کہ ان مثالوں میں مصدر عامل کا نائب ہے یہ اسی معنی پر دلالت کر رہا ہے جس پر وہ دلالت کرتا ہے اور یہ اس کے عوض میں ہے۔

(ان مثالوں میں مصدر مؤکد نہیں ہے) اس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں مصدر اور عامل جمع نہیں ہو سکتے، چونکہ مؤکد اور تاکید کا جمع ہونا ممنوع نہیں ہے بلکہ عوض اور معوض کا جمع ہونا ممنوع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مصدر مؤکد نہیں بلکہ عامل کا عوض ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ضَرْبًا زَيْدًا میں زَيْدًا، ضَرْبًا کی وجہ سے منصوب ہے جب کہ مصدر مؤکد بلا اختلاف عمل نہیں کرتا اور جو مصدر عامل کا نائب ہوتا ہے اس کے عمل میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ وہ عمل کرتا ہے پس ضَرْبًا زَيْدًا میں زَيْدًا، ضَرْبًا کی وجہ سے منصوب ہے، البتہ بعض کے نزدیک زَيْدًا فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے، پہلے قول کے مطابق مصدر معنی اور عمل دونوں میں عامل کا نائب ہے، اور دوسرے قول کے مطابق صرف معنی پر دلالت کرنے میں عامل کا نائب ہے۔

☆......☆......☆

۲۹۲۔ وَالْحَذْفُ حَتْمٌ مَعَ آتٍ بَدَلَا مِنْ فِعْلِهِ ،كَنَدْلًا اللَّذْ كَانْدُلَا

(عامل کا) حذف (کرنا) حتمی ہے (اس مصدر کے) ساتھ جو آئے بدل بن کر اپنے فعل سے، جیسے: نَدْلًا جو اُنْدُلْ (فعل) کی طرح ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں:

1۔ جب مصدر فعل کی جگہ پر آئے، یہ امر، نہی اور دعا میں قیاسی ہے، جیسے: قِيَامًا لَا قُعُوْدًا أَيْ قُمْ قِيَامًا وَلَا تَقْعُدْ قُعُوْدًا، سَقْيًا لَكَ أَيْ سَقَاكَ اللّٰهُ۔

ان مثالوں میں مصدر کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے اور مصدر اس کے معنی

پر دلالت کرنے میں اس کا نائب ہے۔

جب فعل سے خبر مقصود ہو تو عامل کو حذف کرنا قلیل ہے، جیسے: اَفْعَلُ وَكَرَامَةً أَيْ أُكْرِمُكَ۔

2۔ جب مصدر ایسے استفہام کے بعد واقع ہو جس سے توبیخ مقصود ہو، جیسے: أَتَوَانِيًا وَقَدْ عَلَاكَ الْمَشِيْبُ اَیْ تَتَوَانٰی (کیا تو اب بھی سستی کرتا ہے حالانکہ چھا گیا ہے تجھ پر بڑھاپا)

نَدْلًا کہہ کر امام سیبویہ کے پیش کردہ شعر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شعر یہ ہے:

يَمُرُّونَ بِالدَّهْنَا خِفَافًا عِيَابُهُمْ وَيَرْجِعْنَ مِنْ دَارِيْنَ بُجْرَ الْحَقَائِبِ
عَلَى حِيْنَ أَلْهَى النَّاسَ جُلُّ أُمُورِهِمْ فَنَدْلًا زُرَيْقُ الْمَالَ نَدْلَ الثَّعَالِبِ

گزرتے ہیں چور دھنا جگہ سے خالی ہوتے ہیں ان کے تھیلے، اور وہ واپس آتے ہیں دارین جگہ سے بھرے ہوتے ہیں ان کے تھیلے۔

(یہ اس وقت چوری کرتے ہیں) جب غافل کر دیتے ہیں لوگوں کو ان کے اہم امور، اچک لے اے زریق مال لومڑی کی طرح اچک لینا۔

حل عبارت:

الدَّهنا: یہ بنو تمیم کی ایک معروف جگہ ہے۔ **خِفَافًا:** ہلکے، خالی۔ **عِيَابُهُمْ:** چمڑے کے بکس یا تھیلے، م: عَيْبَةٌ۔ **دَارِيْنَ:** یہ بحرین میں ایک بستی ہے جو کستوری میں بڑی مشہور ہے۔ **بُجْر:** بھرے ہوتے ہیں، جمع صفت مشبہ، م: بَجْرَاءُ۔ **الْحَقَائِب:** تھیلے، م: حَقِيْبَةٌ۔ **أَلْهَى:** غافل کر دیا۔ **جُلُّ أُمُورِهِمْ:** ان کے بڑے بڑے معاملات۔ **نَدْلًا:** اچک لے، جلدی سے لے جا، مصدر، باب نصر۔ **ثَعَالِب:** لومڑیاں، م: ثَعْلَبٌ۔

محل استشہاد:

نَدْلًا ہے، **نَدْلًا** فعل امر کا قائم مقام ہے، یہ مفعول مطلق فعل امر **أُنْدُلْ** کا نائب ہے اور اس کے عامل **أُنْدُلْ** کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے کیوں کہ مصدر اس کے قائم مقام ہے۔

اس میں **زُرَيْقُ** (آدمی کا نام) منادیٰ ہے تقدیری عبارت یہ ہے **نَدْلًا يَا زُرَيْقُ**۔

مصنف کے نزدیک زریق کو ندلا کی وجہ سے مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ اگر نَدْلًا کو فعل امر حاضر معلوم اُنْدُلْ کا نائب بنائیں تو زُرَیْق کا اس کی وجہ سے مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر حاضر معلوم اسم ظاہر کو رفع نہیں دیتا تو اسی طرح اس کا نائب بھی رفع نہیں دے گا۔

اگر نَدْلًا کو فعل امر غائب کا نائب بنائیں تو پھر زُرَیْق کا اس کی وجہ سے مرفوع ہونا صحیح ہے، لیکن یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مصدر امر غائب کا نائب نہیں بنتا بلکہ وہ صرف امر حاضر کا نائب بنتا ہے، جیسے: ضَرْبًا زَیْدًا أَیْ اِضْرِبْ زَیْدًا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

☆......☆......☆

۲۹۳۔ وَمَا لِتَفْصِيلٍ كَاِمَّا مَنًّا عَامِلُهُ يُحْذَفُ حَيْثُ عَنَّا

جو مصدر تفصیل کے لیے ہو، جیسے: اِمَّا مَنًّا اس کا عامل حذف کیا جاتا ہے، جہاں بھی وہ آئے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورت بیان کی گئی ہے۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورت :

جب مفعول مطلق اپنے ماقبل کے انجام کی تفصیل واقع ہو، تو اس کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوِثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ اس میں مَنًّا اور فِدَآءً مصدر منصوب ہیں ان کے عامل (فعل) کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: فَاِمَّا تَمُنُّوْنَ مَنًّا وَاِمَّا تَفْدُوْنَ فِدَآءً ۔ (واللہ اعلم)

☆......☆......☆

۲۹۴۔ كَذَا مُكَرَّرٌ وَذُوْ حَصْرٍ وَرَدْ نَائِبَ فِعْلٍ لِاسْمِ عَيْنٍ اسْتَنَدْ

اسی طرح (عامل کو حذف کرنا واجب ہے جب مفعول مطلق) مکرر یا حصر والا ہو اس

حال میں کہ وہ نائب ہوا یسے فعل کا جو اسم ذات کی طرف مسند ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے عامل کو وجوبًا حذف کرنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورت:

جب مفعول مطلق مکرر یا محصور ہو اور وہ ایسے فعل کا نائب ہو جو اسم ذات کی خبر بن رہا ہو، جیسے: زَيْدٌ سَيْرًا سَيْرًا ۔تقدیری عبارت یہ ہے: زَيْدٌ يَسِيْرُ سَيْرًا۔ یہاں مصدر کا تکرار يَسِيْرُ فعل کے قائم مقام ہے جس کی وجہ سے اسے وجوبًا حذف کر دیا ہے۔

مَا زَيْدٌ اِلَّا سَيْرًا، اِنَّمَا زَيْدٌ سَيْرًا، تقدیری عبارت ہے: اِلَّا يَسِيْرُ سَيْرًا۔

چونکہ حصر میں تاکید ہے جو تکرار کے قائم مقام ہے اس لیے يَسِيْرُ کو وجوبًا حذف کر دیا ہے۔

اگر مصدر مکرر یا محصور نہ ہو تو عامل کو حذف کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے، جیسے: زَيْدٌ سَيْرًا تقدیری عبارت ہے: زَيْدٌ يَسِيْرُ سَيْرًا۔ یہاں حذف کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

☆......☆......☆

۲۹۵۔ وَمِنْهُ مَا يَدْعُوْنَهُ مُؤَكِّدًا لِنَفْسِهِ أَوْ غَيْرِهِ فَا لْمُبْتَدَا

اس مصدر میں سے (جس کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے) وہ ہے جس کو پکارتے ہیں مؤکد لنفسہ یا مؤکد لغیرہ پس پہلا،

۲۹٦۔ نَحْوُ ((لَهٗ عَلَيَّ اَلْفٌ عُرْفًا)) وَالثَّانِ كَ((ابْنِي اَنْتَ حَقًّا صِرْفًا))

جیسے: لَهٗ عَلَيَّ اَلْفٌ عُرْفًا اور دوسرا جیسے: اِبْنِي اَنْتَ حَقًّا صِرْفًا۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول مطلق کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کرنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی وجوبی صورتیں:

1۔ مؤکد لنفسہ: وہ مفعول مطلق ہے جو ایسے جملے کے بعد واقع ہو جس میں اس کے علاوہ کوئی

اور احتمال نہ ہو، جیسے: لَهُ عَلَيَّ اَلْفٌ عُرْفًا أَيْ اِعْتِرَافًا۔ اس میں اِعْتِرَافًا مفعول مطلق ہے جو وجوبًا فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیری عبارت: اَعْتَرِفُ اِعْتِرَافًا ہے۔

اس کو مؤکدلنفسہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے ماقبل جملہ کی تاکید کرتا ہے اور وہ جملہ نفس مصدر ہے یعنی اس میں اس معنی کے علاوہ کوئی اور احتمال نہیں ہے۔

2۔ مؤکدلغیرہ: وہ مفعول مطلق ہے جو ایسے جملہ کے بعد واقع ہو جس میں اس مصدر کے علاوہ اور بھی احتمال ہو، جیسے: اَنْتَ ابْنِي حَقًّا۔ اس میں حَقًّا مصدر منصوب ہے جس کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے، تقدیری عبارت: اَحُقُّهُ حَقًّا ہے۔

اس کو مؤکدلغیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا ماقبل جملہ اس کا اور اس کے غیر دونوں کا احتمال رکھتا ہے، جیسے: اَنْتَ ابْنِي میں حقیقی اور مجازی دونوں بیٹوں کا احتمال ہے۔

تو جب حَقًّا کہا تو مجازی معنی ختم ہو گیا، اب اس سے مراد صرف حقیقی بیٹا ہے، تو گویا کہ اس میں جملہ مصدر سے متاثر ہوا ہے، چونکہ مؤثر، مؤثَّر کا غیر ہوتا ہے، اس لیے اسے مؤکدلغیرہ کہتے ہیں۔

☆......☆......☆

۲۹۷۔ كَذَاكَ ذُو التَّشْبِيهِ بَعْدَ جُمْلَهْ ‏ ‏ ‏ ‏ كَـ((لِيْ بُكَا بُكَاءَ ذَاتِ عُضْلَهْ))

اسی طرح تشبیہ والا (مصدر) ہے جو جملے کے بعد ہو، جیسے: لِيْ بُكَا بُكَاءَ ذَاتِ عُضْلَةٍ (میرے لیے رونا ہے مصیبت زدہ کے رونے کی طرح)

خلاصہ:

اس شعر میں بھی مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی صورت:

جب مفعول مطلق میں تشبیہ کا معنی ہو اور وہ ایسے جملے کے بعد واقع ہو جو مصدر کے فاعل فی المعنی پر مشتمل ہو، جیسے: لِزَيْدٍ صَوْتٌ صَوْتَ حِمَارٍ، لَهُ بُكَاءٌ بُكَاءَ الثَّكْلٰى

(اس کے لیے رونا ہے، گم شدہ بچے والی ماں کے رونے کی طرح)

یہاں صَوْتَ حِمَارٍ، اور بُكَاءَ الثَّكْلٰى مصدر منصوب میں تشبیہ کا معنی ہے، اس کے عامل کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے۔ تقدیری عبارت: يُصَوِّتُ صَوْتَ حِمَارٍ، يَبْكِيْ بُكَاءَ الثَّكْلٰى ہے۔

اگر اس مصدر سے پہلے جملہ نہ ہو تو اس کو مرفوع پڑھنا واجب ہے، جیسے: صَوْتُهٗ صَوْتُ حِمَارٍ وَبُكَاؤُهٗ بُكَاءُ الثَّكْلٰى۔

اسی طرح اگر اس سے پہلے جملہ تو ہو مگر وہ فاعل فی المعنی پر مشتمل نہ ہو تو اس کو بھی مرفوع پڑھنا واجب ہے، جیسے: هٰذَا بُكَاءٌ بُكَاءُ الثَّكْلٰى، هٰذَا صَوْتٌ صَوْتُ حِمَارٍ۔

خلاصہ کلام:

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کی صورتیں

جوازی	وجوبی
جب کوئی قرینہ پایا جائے، جیسے: اَیَّ سَیْرٍ سِرْتَ کے جواب میں کہا جائے سَیْرَ زَیْدٍ، یہ اصل میں تھا: سِرْتُ سَیْرَ زَیْدٍ۔	(۱) جب مصدر فعل کی جگہ ہو، جیسے: قِيَامًا أَيْ قُمْ قِيَامًا (۲) استفہام کے بعد ہو جس سے توبیخ مقصود ہو، جیسے: أَتَوَانِيًا (۳) ماقبل کی تفصیل واقع ہو، جیسے: فَاِمَّا مَنًّا (۴) مکرر ہو، جیسے: زَیْدٌ سَیْرًا سَیْرًا (۵) محصور ہو، جیسے: مَا زَیْدٌ اِلَّا سَیْرًا (۶) مؤکد لنفسہ ہو، جیسے: لَهٗ عَلَيَّ اَلْفُ دِرْهَمٍ اِعْتِرَافًا (۷) مؤکد لغیرہ ہو، جیسے: اَنْتَ اِبْنِیْ حَقًّا (۸) اس میں تشبیہ کا معنی ہو، جیسے: لِزَیْدٍ صَوْتٌ صَوْتَ حِمَارٍ

نوٹ:

جو مفعول مطلق تاکید کے لیے ہو اس کے عامل کو حذف کرنا جائز نہیں۔

☆......☆......☆

مفعول لہ

۲۹۸۔ يُنْصَبُ مَفْعُوْلًا لَهُ الْمَصْدَرُ اِنْ   أَبَانَ تَعْلِيْلًا، كَ((جُدْ شُكْرًا وَدِنْ))

نصب دی جاتی ہے مصدر کو اس حال میں کہ وہ مفعول لہ ہو اگر وہ ظاہر کرے علت، جیسے: جُدْ شُكْرًا وَدِنْ۔ (سخاوت کر شکریہ کے لیے اور بدلہ دیں)

۲۹۹۔ وَهُوَ بِمَا يَعْمَلُ فِيْهِ مُتَّحِدْ   وَقْتًا وَفَاعِلًا، وَاِنْ شَرْطٌ فُقِدْ

اور وہ مفعول لہ اس کے ساتھ جو عمل کرتا ہے اس میں متحد ہوتا ہے وقت اور فاعل میں اور اگر شرط نہ پائی جائے۔

۳۰۰۔ فَاجْرُرْهُ بِالْحَرْفِ، وَلَيْسَ يَمْتَنِعْ   مَعَ الشُّرُوْطِ: كَلِزُهْدٍ ذَا قَنِعْ

تو آپ اس کو جر دیں حرف کے ساتھ اور نہیں منع حرف جر شروط کے باجود، جیسے: هٰذَا قَنِعَ لِزُهْدٍ (اس نے قناعت کی زہد کی وجہ سے)

خلاصہ:

ان شعروں میں مفعول لہ کی تعریف اور اس کے منصوب ہونے کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

مفعول لہ کی تعریف:

مفعول لہ وہ مصدر ہے جو مذکورہ فعل کی علت بیان کرے اور وقت اور فاعل میں اس کے ساتھ شریک ہو، جیسے: جُدْ شُكْرًا۔

اس میں شُكْرًا مفعول لہ ہے جو علت بیان کر رہا ہے، اس لیے کہ اس کے معنی ہیں جُدْ لِأَجْلِ الشُّكْرِ، یہ اپنے عامل کے ساتھ وقت اور فاعل میں شریک ہے، اس لیے کہ شکر اور سخاوت کا زمانہ ایک ہے اور اسی طرح سخاوت اور شکر کا فاعل مخاطب ہے۔

اسی طرح ضَرَبْتُ ابْنِيْ تَأْدِيْبًا، اس میں تأدیبًا مفعول لہ ہے جو علت بیان کر رہا ہے اس لیے کہ اس کا لِمَ فَعَلْتَ الضَّرْبَ؟ کے جواب میں واقع ہونا صحیح ہے، اس لیے کہ اور اپنے عامل ضَرَبْتُ کے ساتھ وقت اور فاعل میں شریک ہے۔

مفعول لہ کا حکم :

اگر اس میں مذکورہ بالا تینوں شرطیں یعنی مصدر ہونا، علت بیان کرنا اور اپنے عامل کے ساتھ وقت اور فاعل میں متحد ہونا پائی جائیں تو اس کو نصب دینا جائز ہے۔

اگر کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو اس کو حرف تعلیل: لام، من، فی یا باء کے ساتھ جر دینا ضروری ہے۔

ا۔مصدر نہ ہونے کی مثال، جیسے: جِئْتُكَ لِلسَّمَنِ۔

۲۔اپنے عامل کے ساتھ وقت میں متحد نہ ہونے کی مثال، جیسے: جِئْتُكَ الْيَوْمَ لِلْإِكْرَامِ غَدًا۔

۳۔اپنے عامل کے ساتھ فاعل میں متحد نہ ہونے کی مثال، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ لِإِكْرَامِ عَمْرٍو لَهُ۔

تمام شرطیں پائی جانے کے باوجود بھی حرف جر آ سکتا ہے، جیسے: هٰذَا قَنِعَ لِزُهْدٍ۔

بعض کے نزدیک اس کے منصوب ہونے کے لیے صرف مصدر ہونا شرط ہے، اپنے عامل کے ساتھ وقت اور فاعل میں متحد ہونا شرط نہیں ہے، اس لیے ان کے نزدیک سابقہ دونوں مثالوں میں اِکْرَام پر نصب پڑھنا بھی جائز ہے وَاللهُ اَعْلَمُ۔

☆......☆......☆

۳۰۱۔وَقَلَّ أَنْ يَصْحَبَهَا الْمُجَرَّدُ وَالْعَكْسُ فِي مَصْحُوبِ ((أَلْ)) وَأَنْشَدُوا

اور کم ہے یہ کہ ملے حرف جر کو (الف لام اور اضافت سے) خالی مصدر اور اس کے برعکس اکثر حرف جر کے ساتھ ملنا (نصب ہوگی) الف لام والے میں ہے اور انہوں نے شعر پڑھا ہے۔

۳۰۲۔لَا أَقْعُدُ الْجُبْنَ عَنِ الْهَيْجَاءِ وَلَوْ تَوَالَتْ زُمَرُ الْأَعْدَاءِ

نہیں میں پیچھے رہوں گا بزدلی کی وجہ سے جنگ سے، اگرچہ پے در پے آئیں دشمن کی جماعتیں۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول لہ کی قسمیں اوران کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

جس مفعول لہ میں مذکورہ تینوں شرطیں پائی جائیں، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ الف لام اور اضافت سے خالی ہو۔

۲۔ وہ معرف باللام ہو۔

۳۔ وہ مضاف ہو۔

ان تینوں حالتوں میں مفعول لہ کو حرف جر کے ساتھ جر دینا جائز ہے۔

1۔ جب وہ الف لام اور اضافت سے خالی ہو تو اکثر منصوب ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِيْ تَأْدِيْبًا، اس کو جر دینا بھی جائز ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِيْ لِتَأْدِيْبٍ۔

جزولی کے نزدیک اسے جر دینا جائز نہیں لیکن یہ موقف باقی نحویوں کے خلاف ہے۔

2۔ جب اس پر الف لام ہو تو اکثر مجرور ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِي لِلتَّأْدِيْبِ، اس کو نصب دینا بھی جائز ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِيْ التَّأْدِيْبَ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

لَاأَقْعُدُ الْجُبْنَ عَنِ الْهَيْجَاءِ (میں بزدلی کی وجہ سے جنگ نہیں بیٹھوں گا)۔

حل عبارت:

لَاأَقْعُدُ: اس سے مراد ہے کہ میں جنگ کرنے میں سستی اور کوتاہی نہیں کروں گا۔ الْجُبْنُ: بزدلی۔ الْهَيْجَاء: جنگ۔

محل استشہاد:

اَاَقْعُدُالْجُبْنَ میں الْجُبْنَ مفعول لہ ہے، اَیْ لَا اَقْعُدُلِاَجَلِ الْجُبْنِ۔

یک اور شعر میں ہے:

فَلَيْتَ لِي بِهِمْ قَوْمًا اِذَا رَكِبُوا   شَنُّوا الْإِغَارَةَ فُرْسَانًا وَرُكْبَانَا

کاش کہ میرے لیے ان کے بدلے قوم ہو جب وہ سوار ہوتی تو تقسیم ہوجاتی لوٹ مار

کے لیے اس حال میں کہ وہ گھوڑ سوار ہوں اور اونٹ سوار ہوں۔

حل عبارت:

شَنُّوا: وہ ہر طرف سے حملہ کرتے، وہ حملہ کرنے کے لیے اپنے آپ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر لیتے۔ الْإِغَارَة: دشمن پر حملہ کرنا۔ فُرْسَانًا: گھوڑ سوار، م: فَارِسٌ۔ رُكْبَانًا: عام سوار، بعض کے نزدیک یہ صرف اونٹ سواروں کو کہتے ہیں، م: رَاكِبٌ۔

محل استشہاد:

شَنُّوا الْإِغَارَةَ ہے، اس میں الْإِغَارَةَ مفعول لہ ہے، جو معرّف باللام ہونے کے باوجود منصوب ہے۔

3۔ جب وہ مضاف ہو تو اس میں نصب اور جر دونوں برابر جائز ہیں، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِي تَأْدِيْبَهُ وَ لِتَأْدِيْبِهِ۔

یہ بات مصنف کے کلام سے سمجھی گئی ہے، اس لیے کہ جب انہوں نے کہا کہ الف لام اور اضافت سے خالی پر حرف جر کم آتا ہے اور معرف باللام بہت کم منصوب ہوتا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ مضاف میں ان میں سے کوئی بھی کم نہیں ہوتا بلکہ اس میں دونوں زیادہ ہوتے ہیں، جیسے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ﴾ اس میں حَذَرَ الْمَوْتِ مفعول لہ ہے۔

اسی طرح ایک شعر میں ہے:

وَأَغْفِرُ عَوْرَاءَ الْكَرِيْمِ ادِّخَارَهُ　　　وَأُعْرِضُ عَنْ شَتْمِ اللَّئِيْمِ تَكَرُّمَا

اور میں معاف کر دیتا ہوں شریف آدمی کی ناپسند بات کو اس کی محبت کو باقی رکھنے کے لیے اور میں اعراض کرتا ہوں کمینے آدمی کی گالی سے عزت (بچانے) کے لیے۔

حل عبارت:

عَوْرَاء: برا لفظ، برا فعل۔ ادِّخَار: جمع کرنا، ذخیرہ کرنا، مصدر، باب افتعال، اصل

میں اِذْتِخَارَ تھا، باب افتعال کے فاء کلمہ میں ذال واقع ہوا تو تاءِ افتعال کو دال سے بدل دیا، پھر ذال کو بھی دال بنا دیا، پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ شَتْم: گالی۔ اللَّئِيْم: کمینہ آدمی۔

محل استشہاد:

وَأَغْفِرُ عَوْرَاءَ الْكَرِيْمِ اِدِّخَارَهُ ۔ اس میں اِدِّخَارَہُ مفعول لہ ہے، جو مضاف ہونے کی صورت میں منصوب ہے اگر آپ اس کو جر دینا چاہیں تو جر بھی دے سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

مفعول فیہ (اس کا دوسرا نام ظرف ہے)

۳۰۳۔ الظَّرْفُ: وَقْتٌ أَوْ مَكَانٌ، ضُمِّنَا ((فِی)) بِاطِّرَادٍ، كَهُنَا امْكُثْ أَزْمُنَا

ظرف وہ وقت یا مکان ہے جو "فی" (کے معنی) کو متضمن ہو قیاسی طور پر، جیسے: هُنَا امْكُثْ أَزْمُنَا۔ (یہاں آپ ٹھہر جائیں لمبا وقت)

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول فیہ کی تعریف اوراس کی مثال بیان کی گئی ہے۔

مفعول فیہ کی تعریف:

مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جو قیاسی طور پر "فی" کے معنی کو متضمن ہو، جیسے: امْكُثْ هُنَا أَزْمُنًا۔ اس میں هُنَا ظرف مکان اور أَزْمُنًا ظرف زمان ہے، اوران میں سے ہر ایک "فی" کے معنی کو متضمن ہے، اس لیے کہ اس کا معنی ہے أُمْكُثْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ وفِي أَزْمُنٍ ۔

ضُمِّنَ مَعْنٰى فِيْ: کی قید لگا کر ان اسمائے زمان ومکان کو نکال دیا ہے جو "فی" کے معنی کو متضمن نہیں ہوتے، مثلاً جب اسم زمان یا مکان مبتدا یا خبر واقع ہو، جیسے: يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ مُبَارَكٌ، يَوْمُ عَرَفَةَ يَوْمٌ مُبَارَكٌ، اَلدَّارُ لِزَيْدٍ، اس حالت میں ان کو ظرف نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح جب یہ مجرور واقع ہوں، جیسے: سِرْتُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، جَلَسْتُ فِي الدَّارِ۔

ان اوران جیسی باقی مثالوں میں اصطلاحی طور پر اس کا نام ظرف رکھنے میں اختلاف ہے۔

جو (ظرف) مفعول بہ ہونے کی بناء پر منصوب ہو، جیسے: بَنَيْتُ الدَّارَ، شَهِدْتُ يَوْمَ الْجَمَلِ ۔

بِاطِّرَادٍ کی قید لگا کر دَخَلْتُ الْبَيْتَ، سَكَنْتُ الدَّارَ، ذَهَبْتُ الشَّامَ جیسی

مثالوں کو نکال دیا ہے، اس لیے کہ اگرچہ اَلْبَيْتَ ، اَلدَّارَ اور اَلشَّامَ "فی" کے معنی کو متضمن ہیں لیکن وہ قیاسی نہیں ہے کیونکہ ظرف مکان محدود میں "فی" کو حذف کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ان مثالوں میں اَلْبَيْتَ، اَلدَّارَ اور اَلشَّامَ ظرفیت کی بناء پر منصوب نہیں ہیں بلکہ یہ مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں، اس لیے کہ ظرف تو وہ ہوتی ہے جو "فی" کے معنی کو قیاسی طور پر متضمن ہو، یہ "فی" کے معنی کو قیاسی طور پر متضمن نہیں ہیں۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف کی یہ بات محل نظر ہے، اس لیے کہ جب ان کو مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب سمجھیں گے تو اس وقت یہ "فی" کے معنی کو متضمن ہی نہیں ہوں گے کیونکہ مفعول بہ "فی" کے معنی کو متضمن نہیں ہوتا تو جو اس کے مشابہ ہوگا وہ بھی "فی" کے معنی کو متضمن نہیں ہوگا۔

لہٰذا ان کو نکالنے کے لیے قیاسی کی قید لگانا درست نہیں ہے کیونکہ یہ تو "فی" کے معنی کو متضمن ہونے کی قید سے ہی نکل گئے تھے۔ (واللہ اعلم)

☆......☆......☆

٣٠٤۔ فَانْصِبْهُ بِالْوَاقِعِ فِيْهِ : مُظْهَرًا كَانَ ، وَإِلَّا فَانْوِهِ مُقَدَّرًا

پس آپ نصب دیں مفعول فیہ کو اس عامل کے ساتھ جو واقع ہوا اس میں، (اگر) وہ ظاہر ہو، وگرنہ آپ اس کو نیت میں مان لیں (اس حال میں کہ وہ) مقدر ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول فیہ کا عامل ناصب بیان کیا گیا ہے۔

وہ اسماءِ زمان اور مکان جو "فی" کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں منصوب ہوتے ہیں۔

مفعول فیہ کا عامل ناصب:

ان کی تین صورتیں ہیں: ۱۔مصدر ۲۔فعل ۳۔وصف

۱۔مصدر: جیسے: عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِكَ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَ الْأَمِيْرِ۔

۲۔فعل: جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيْرِ۔

۳۔ وصف: جیسے: أَنَا ضَارِبٌ زَيْدًا الْيَوْمَ عِنْدَكَ۔

مصنف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ظرف کو نصب دینے والا عامل صرف مصدر ہے جو اس میں واقع ہوتا ہے، یہ بات درست نہیں ہے بلکہ اس کا ناصب مصدر کے علاوہ فعل اور وصف بھی ہوتا ہے۔

مفعول فیہ کا عامل کبھی مذکور اور کبھی محذوف ہوتا ہے، مذکور کی مثال گزر چکی ہے۔

مفعول فیہ کے عامل ناصب کو حذف کرنے کی صورتیں دو ہیں:

ا۔ جوازی ۲۔ وجوبی

1۔ جوازی صورت: جیسے کوئی کہے مَتَى جِئْتَ؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے يَوْمَ الْجُمُعَةِ، تقدیری عبارت ہے: جِئْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اسی طرح کوئی کہے كَمْ سِرْتَ؟ تو جواب میں کہا جائے فَرْسَخَيْنِ، تقدیری عبارت ہے: سِرْتُ فَرْسَخَيْنِ

2۔ وجوبی صورت: جب ظرف صفت، حال، خبر یا صلہ واقع ہو، صفت کی مثال، جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عِنْدَكَ، حال کی مثال، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ عِنْدَكَ، خبر کی مثال، جیسے: زَيْدٌ عِنْدَكَ، ظَنَنْتُ زَيْدًا عِنْدَكَ، صلہ کی مثال، جیسے: جَاءَ الَّذِيْ عِنْدَكَ۔

ان تمام جگہوں میں ظرف کا عامل وجوبی طور پر محذوف ہے، صفت، حال اور خبر کی صورت میں اِسْتَقَرَّ یا مُسْتَقِرٌّ دونوں میں سے کوئی بھی محذوف مان سکتے ہیں جب کہ صلہ کی صورت میں صرف اِسْتَقَرَّ ہی محذوف ہوگا، اس لیے کہ صلہ صرف جملہ ہوتا ہے، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ بنتا ہے جب کہ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ نہیں بنتا بلکہ شبہ جملہ بنتا ہے۔

خلاصہ کلام:

مفعول فیہ کا عامل ناصب

- مذکور ہوگا
  - مصدر ضَرْبُکَ زَیْدًا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
  - فعل ضَرَبْتُ زَیْدًا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
  - وصف اَنَا ضَارِبٌ زَیْدًا عِنْدَکَ
- محذوف ہوگا
  - جوازی
    - مَتٰی جِئْتَ کے جواب میں: یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
  - وجوبی
    - مفعول فیہ صفت واقع ہو: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عِنْدَکَ
    - وہ حال واقع ہو: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ عِنْدَکَ
    - وہ خبر واقع ہو: زَیْدٌ عِنْدَکَ
    - وہ صلہ واقع ہو: جَاءَ الَّذِیْ عِنْدَکَ

نوٹ:

صفت، حال اور خبر کی صورت میں عامل فعل اور وصف دونوں ہو سکتے ہیں اور صلہ کی صورت میں عامل صرف فعل محذوف ہوگا۔

☆......☆......☆

۳۰۵۔ وَكُلُّ وَقْتٍ قَابِلٌ ذَاكَ، وَمَا يَقْبَلُهُ الْمَكَانُ اِلَّا مُبْهَمَا

ہر ظرف زمان قبول کرتی ہے اس (نصب) کو اور نہیں قبول کرتی اس (نصب) کو ظرف مکان سوائے مبہم کے۔

۳۰۶۔ نَحْوُ الْجِهَاتِ، وَالْمَقَادِيرِ، وَمَا صِيغَ مِنَ الْفِعْلِ كَمَرْمًى مِنْ رَمٰى

جیسے: جہات (ستہ)، مقادیر اور جو (ظرف) بنائی جائے فعل سے، جیسے: رَمٰی سے مَرْمٰی۔

خلاصہ:

ان دو شعروں میں ظرف کے منصوب ہونے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

ظرف کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں : ا۔ظرف زمان ۲۔ظرف مکان

1۔اسم ظرف زمان:

ظرف زمان خواہ مبہم ہو یا مختص (محدود) ظرفیت کی بناء پر منصوب ہوتی ہے، جیسے:
سِرْتُ لَحْظَةً وَسَاعَةً۔

ظرف کے مختص ہونے کی طریقے: درج ذیل تین ہیں:
ا۔اضافت کے ساتھ، جیسے: سِرْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔
۲۔صفت کے ساتھ، جیسے: سِرْتُ يَوْمًا طَوِيْلًا ۔
۳۔عدد کے ساتھ، جیسے: سِرْتُ يَوْمَيْنِ۔

2۔اسم ظرف مکان:

اس کی صرف دو قسمیں منصوب ہوتی ہیں:
ا۔مبہم ۲۔وہ ظرف جو مصدر سے بنائی جائے۔

ا۔مبہم: اس سے مراد جہات ستہ ہیں، مثلاً: فَوْقُ، تَحْتُ، يَمِيْنٌ، شِمَالٌ، اَمَامُ، خَلْفُ وغیرہ اور مقداریں ہیں، مثلاً: غَلْوَةٌ (سو ہاتھ) مِيْلٌ (ہزار ہاتھ) فَرْسَخٌ (تین میل) بَرِيْدٌ (بارہ میل)، جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ الدَّارِ، سِرْتُ غَلْوَةً۔ اس میں فَوْقَ اور غَلْوَةً ظرفیت کی بنا پر منصوب ہیں۔

۲۔جو ظرف مصدر سے بنائی جائے: اس کے قیاسًا منصوب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا عامل اس کا ہم لفظ ہو، جیسے: قَعَدْتُ مَقْعَدَ زَيْدٍ، جَلَسْتُ مَجْلِسَ عَمْرٍو ۔

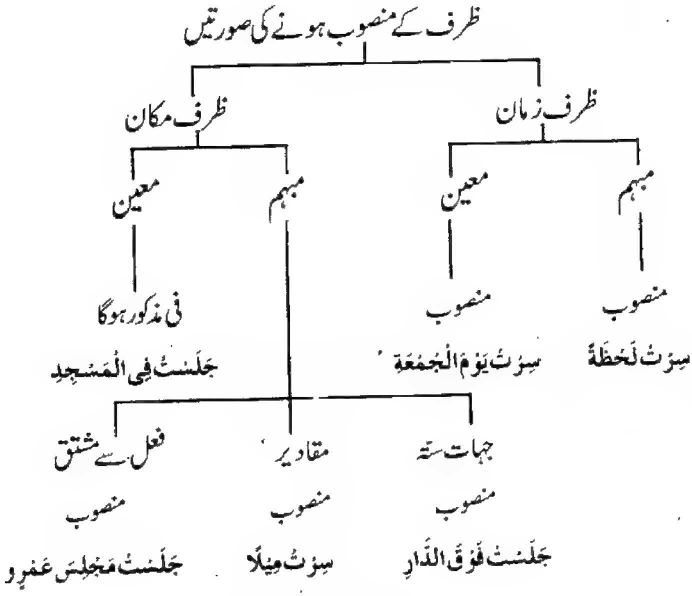
اگر اس کا عامل اس کے لفظوں سے نہ ہو تو اس کا "فی" کے ساتھ مجرور ہونا ضروری ہے، جیسے: جَلَسْتُ فِي مَرْمَى زَيْدٍ۔ البتہ شاذ طور پر بغیر "فی" کے بھی آ سکتا ہے، جیسے: جَلَسْتُ مَرْمَى زَيْدٍ۔

اسی طرح عربوں کا قول ہے: هُوَ مِنِّي مَقْعَدَ الْقَابِلَةِ، مَزْجَرَ الْكَلْبِ

، مَنَاطَ الثُّرَيَّا (وہ میرے نزدیک بچہ کی ولادت کے وقت سامنے بیٹھنے والی کی طرح ہے ۔وہ میرے نزدیک کتے کو بھونکوانے والے کی جگہ پر ہے۔وہ میرے نزدیک ثریا ستارے کی جگہ پر ہے)

قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ هُوَ مِنِّي فِيْ مَقْعَدِ الْقَابِلَةِ، فِي مَزْجَرِ الْكَلْبِ، فِي مَنَاطِ الثُّرَيَّا ہو۔لیکن یہاں شاذ طور پر نصب آئی ہے،اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ امام کسائی کے۔مصنف نے اس شرط کی طرف اس قول کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

خلاصہ کلام:



☆......☆......☆

٣٠٧۔وَشَرْطُ كَوْنِ ذَا مَقِيسًا أَنْ يَقَعْ   ظَرْفًا لِمَا فِي أَصْلِهِ مَعْهُ اجْتَمَعْ

اس (جو مصدر سے بنے) کے قیاسا منصوب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ واقع ہو اس حال میں کہ وہ ظرف ہو اس کی جو اس کی اصل میں اس کے ساتھ جمع ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں مصدر سے بننے والی ظرف کے قیاسًا منصوب ہونے کی شرط بیان کی گئی ہے۔

مصدر سے بننے والی ظرف کے قیاسًا منصوب ہونے کی شرط:

جو ظرف مصدر سے مشتق ہو اس کے قیاسی طور پر منصوب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ ایسے فعل کی ظرف ہو جو اس کا ہم لفظ ہو، جیسے: جَلَسْتُ مَجْلِسَ زَيْدٍ۔ اس میں جَلَسْتُ فعل اور مَجْلِسَ ظرف دونوں جُلُوْس مصدر سے مشتق ہیں۔

مصنف کے نزدیک مقادیر اور جو ظرفیں مصدر سے بنائی جاتی ہیں وہ مبہم ہیں۔

جمہور کے نزدیک مقادیر ظروف مبہم ہیں، ان کی مقدار اگر چہ معلوم ہے مگر ان کی صفت مجہول ہے۔

استاد ابوعلی شلوبین کے نزدیک یہ ظروف مبہم نہیں ہیں اس لیے کہ ان کی مقدار معلوم ہے۔

اور جو ظرفیں مصدر سے بنتی ہیں وہ مبہم بھی ہوتی ہیں، جیسے: جَلَسْتُ مَجْلِسًا اور مختص بھی ہوتی ہیں، جیسے: جَلَسْتُ مَجْلِسَ زَيْدٍ۔

مصنف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مَرْمٰی رَمَی سے مشتق ہے، حالانکہ یہ بصریوں کا مذہب نہیں ہے، ان کے مذہب میں یہ مصدر سے مشتق ہے نہ کہ فعل سے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ مکان مختص (یعنی وہ ظرف جس کے کنارے محدود ہوں) ظرف ہونے کی بناء پر منصوب نہیں ہوتی تو جان ... بوں سے سنا گیا ہے کہ ہر مکان مختص دَخَلَ اور سَكَنَ کے ساتھ اور لفظ الشَّامَ ذَهَبَ کے ساتھ منصوب ہوتا ہے، جیسے: دَخَلْتُ الْبَيْتَ، سَكَنْتُ الدَّارَ، ذَهَبْتُ الشَّامَ۔

ان کے منصوب ہونے کی وجہ میں اختلاف ہے:

۱۔ یہ شاذ طور پر ظرفیت کی بناء پر منصوب ہیں۔

۲۔ حرف جر حذف کرنے کی وجہ سے منصوب ہیں، یہ اصل میں دَخَلْتُ فِي الدَّارِ تھا

،حرف جر کو حذف کر کے اَلدَّارَ کو منصوب پڑھا گیا ہے، جیسے: مَرَرْتُ زَیْدًا۔
۳۔مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

☆......☆......☆

۳۰۸۔ وَمَا یُرَی ظَرْفًا وَغَیْرَ ظَرْفِ فَذَاكَ ذُو تَصَرُّفٍ فِي الْعُرْفِ

اور جو دیکھا جاتا ہے ظرف اور غیر ظرف پس وہ متصرف ہے عرف میں۔

۳۰۹۔وَغَیْرُ ذِي التَّصَرُّفِ:الَّذِيْ لَزِمْ ظَرْفِیَّةً أَوْ شِبْهَهَا مِنَ الْكَلِمْ

اور غیر متصرف وہ کلمے ہیں جو لازم ہیں ظرفیت یا شبہ ظرفیت کو۔

خلاصہ:

ان دو شعروں میں ظرف کی دو قسمیں، متصرف اور غیر متصرف کو بیان کیا گیا ہے۔

اسم زمان و مکان کی اقسام:

ان کی دو قسمیں ہیں : ۱۔متصرف ۲۔غیر متصرف

1۔ظرف متصرف:

وہ ظرف زمان یا مکان ہے جو ظرف اور غیر ظرف دونوں طرح استعمال ہو، مثلاً: یَوْمٌ، مَکَانٌ ان میں سے ہر ایک ظرف بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: سِرْتُ یَوْمًا وَجَلَسْتُ مَکَانًا اور مبتدا بھی، جیسے: یَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمٌ مُبَارَكٌ ،مَکَانُكَ حَسَنٌ اور فاعل بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ ،اِرْتَفَعَ مَکَانُكَ۔

2۔ظرف غیر متصرف:

وہ ہے جو صرف ظرف یا شبہ ظرف استعمال ہو، مثلاً سَحَرَ جب اس سے معین دن کی سحر مراد ہو، اگر معین دن کی سحر مراد نہ ہو تو وہ متصرف ہوگی، جیسے: ارشاد باری تعالی ہے:﴿إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ﴾ اور فَوْقَ، جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ الدَّارِ پس سَحَرَ اور فَوْقَ ہمیشہ ظرف ہی استعمال ہوتے ہیں۔

جو صرف ظرف اور شبہ ظرف استعمال ہوتی ہیں وہ عند اور لدن ہیں۔

شبہ ظرف:

شبہ ظرف سے مراد وہ ظرف ہے جو ظرف کے علاوہ صرف مِنْ سے مجرور ہو کر استعمال ہوتی ہے، جیسے: خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ زَيْدٍ، عِنْدَ صرف مِنْ سے مجرور ہوتا ہے، لہٰذا خَرَجْتُ اِلَى عِنْدِهِ کہنا درست نہیں ہے۔

☆......☆......☆

۳۱۰۔وَقَدْ يَنُوْبُ عَنْ مَكَانٍ مَصْدَرُ وَذَاكَ فِي ظَرْفِ الزَّمَانِ يَكْثُرُ

اور کبھی کبھی نائب بنتا ہے مصدر اسم مکان کا، اور یہ ظرف زمان میں اکثر ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مصدر ظرف مکان اور زمان کا نائب بن جاتا ہے۔

مصدر ظرف مکان اور زمان کا نائب بن جاتا ہے:

مصدر بہت کم ظرف مکان کا نائب بنتا ہے، جیسے: جَلَسْتُ قُرْبَ زَيْدٍ أَيْ مَكَانَ قُرْبِ زَيْدٍ اس میں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہے، اور مضاف والا اعراب، مضاف الیہ کو دے دیا گیا ہے، جو ظرفیت کی بنا پر نصب ہے، یہ قیاسی نہیں ہے لہٰذا آتِيْكَ جُلُوْسَ زَيْدٍ کہہ کر مراد مَكَانَ جُلُوْسِهٖ نہیں لے سکتے۔

اور مصدر اکثر ظرف زمان کا نائب بن جاتا ہے، جیسے: آتِيْكَ طُلُوْعَ الشَّمْسِ، وَ قُدُوْمَ الْحَاجِّ وَخُرُوْجَ زَيْدٍ۔ یہ اصل میں تھا: وَقْتَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ وَقْتَ قُدُوْمِ الْحَاجِّ، وَوَقْتَ خُرُوْجِ زَيْدٍ۔

اس میں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو مضاف والا اعراب دے دیا گیا ہے۔ یہ ہر مصدر میں قیاسی ہے۔

☆......☆......☆

مفعول معہ

۳۱۱۔يُنْصَبُ تَالِي الْوَاوِ مَفْعُوْلًا مَعَهْ فِي نَحْوِ ((سِيْرِى وَالطَّرِيْقَ مُسْرِعَهْ))

نصب دی جائے گی واؤ کے بعد آنے والے اسم کو اس حال میں کہ وہ مفعول معہ ہو سِيْرِى وَالطَّرِيْقَ مُسْرِعَةً جیسی مثالوں میں۔

۳۱۲۔بِمَا مِنَ الْفِعْلِ وَشِبْهِهٖ سَبَقْ ذَا النَّصْبُ ،لَا بِالْوَاوِ ،فِي الْقَوْلِ الْأَحَقّْ

یہ نصب اس فعل یا شبہ فعل کی وجہ سے ہوگی جو پہلے ہو نہ کہ واؤ کی وجہ سے صحیح قول کے مطابق۔

خلاصہ:

اس شعر میں مفعول معہ کی تعریف اور اس کا عامل ناصب ذکر کیا گیا ہے۔

مفعول معہ کی تعریف:

مفعول معہ وہ اسم منصوب ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد آئے۔

عامل ناصب:

اس کا عامل ناصب وہ فعل یا شبہ فعل ہے جو اس سے پہلے آئے۔

فعل کی مثال، جیسے: سِيْرِى وَالطَّرِيْقَ أَيْ سِيْرِى مَعَ الطَّرِيْقِ۔اس میں الطَّرِيْقَ ،سِيْرِى فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔

شبہ فعل کی مثال، جیسے: زَيْدٌ سَائِرٌ وَالطَّرِيْقَ، وَاَعْجَبَنِى سَيْرُكَ وَالطَّرِيْقَ، اس میں الطَّرِيْقَ، سَائِرٌ اور سَيْرٌ کی وجہ سے منصوب ہے۔

بعض نحویوں کے نزدیک مفعول معہ کا ناصب واؤ ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ہر وہ حرف جو اسم کے ساتھ خاص ہو اور اس کے جزء کی طرح نہ ہو تو وہ اسم کو صرف جر دیتا ہے، جیسے: حروف جارہ۔

وہ حرف اسم کے جزء کی طرح نہ ہو کہنے کر الٔ کو نکال دیا ہے کیونکہ یہ اسم کے ساتھ خاص ہے مگر اس کے جزء کی طرح ہونے کی وجہ سے کوئی عمل نہیں کرتا ،اور جب کوئی عامل اس پر

داخل ہوتا ہے تو اس پر عمل کیے بغیر آگے گزر جاتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِالْغُلَامِ۔

مصنف کے قول فِيْ نَحْوِ سِيْرِي وَالطَّرِيْقَ مُسْرِعَةً سے معلوم ہوا کہ جو بھی اس جیسی مثال ہوگی اس میں مفعول معہ قیاسی طور پر ہوگا، اس سے مراد ہر وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد ہو اور اس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو، یہ نحویوں کا صحیح قول ہے۔

اسی طرح بِمَا مِنَ الْفِعْلِ وَشِبْهِهِ سَبَقَ سے معلوم ہوا کہ مفعول معہ کے عامل کا اس سے پہلے آنا ضروری ہے، لہٰذا وَالنِّيْلَ سِرْتَ نہیں کہے سکتے اس بات پر سب کا اتفاق ہے، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ مفعول معہ فاعل سے پہلے بھی آ سکتا ہے یا نہیں، جیسے: سَارَ وَالنِّيْلَ زَيْدٌ۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ یہ فاعل سے پہلے بھی نہیں آ سکتا۔

☆......☆......☆

۳۱۲۔ وَبَعْدَ ((مَا)) اسْتِفْهَامٍ اَوْ ((كَيْفَ)) نَصَبْ بِفِعْلِ كَوْنٍ مُضْمَرٍ بَعْضُ الْعَرَبْ

ما استفہامیہ اور کیف کے بعد نصب دی ہے بعض عرب نے کَوْن کے پوشیدہ فعل سے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بسا اوقات مَا استفہامیہ اور کَيْفَ کے بعد مفعول معہ سے پہلے کَانَ فعل محذوف ہوتا ہے۔

مَا استفہامیہ اور كَيْفَ کے بعد مفعول معہ سے پہلے كَانَ فعل کا محذوف ہونا:

عموماً مفعول معہ سے پہلے فعل یا شبہ فعل لفظوں میں موجود ہوتا ہے جو اس کو نصب دیتا ہے۔

لیکن بسا اوقات مفعول معہ سے پہلے فعل یا شبہ فعل لفظوں میں موجود نہیں ہوتا اور یہ مَا یا كَيْفَ استفہامیہ کے بعد واقع ہوتا ہے اس صورت میں باب كَانَ يَكُوْنُ سے فعل محذوف اس کو نصب دیتا ہے، جیسے: مَا اَنْتَ وَزَيْدًا، وَكَيْفَ اَنْتَ وَقَصْعَةً مِنْ ثَرِيْدٍ۔
تقدیری عبارت یہ ہے: مَا تَكُوْنُ وَزَيْدًا، وَكَيْفَ تَكُوْنُ وَقَصْعَةً۔

☆......☆......☆

۳۱۴۔وَالْعَطْفُ اِنْ يُمْكِنْ بِلَا ضَعْفٍ أَحَقّْ وَالنَّصْبُ مُخْتَارٌ لَدَى ضَعْفِ النَّسَقْ

اور عطف زیادہ بہتر ہے اگر وہ ممکن ہو بغیر کمزوری کے اور نصب پسندیدہ ہے عطف کمزور ہونے کے وقت۔

۳۱۵۔وَالنَّصْبُ اِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ يَجِبْ أَوِ اعْتَقِدْ اِضْمَارَ عَامِلٍ تُصِبْ

اور نصب واجب ہے اگر عطف جائزہ نہ ہو یا آپ یقین کریں عامل کے پوشیدہ ہونے کا تو آپ درستگی کو پالیں گے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں واؤ کے بعد آنے والے اسم کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

واؤ بمعنی مع کے بعد آنے والے اسم کی صورتیں:

واؤ بمعنی مع کے بعد آنے والے اسم کا اپنے ماقبل اسم پر عطف ممکن ہوگا یا ممکن نہیں ہوگا، پھر اگر عطف ممکن ہو تو وہ ضعف کے ساتھ ہوگا یا بغیر ضعف کے۔

اس اعتبار سے اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں :

1۔ اگر عطف بلا ضعف ممکن ہو تو نصب کی بجائے عطف بہتر ہے، جیسے: كُنْتُ اَنَا وَزَيْدٌ كَالْأَخَوَيْنِ ۔اس میں زید کو مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھنے کی بجائے ضمیر متصل پر عطف کی وجہ سے مرفوع پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اس لیے کہ یہاں فاصلہ کی وجہ سے عطف ممکن ہے، اور عامل کے ساتھ شریک ہونا، شریک نہ ہونے سے بہتر ہے۔

اسی طرح سَارَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو میں عَمْرٌو کو مرفوع پڑھنا منصوب پڑھنے سے بہتر ہے۔

2۔ اگر عطف ضعف کے ساتھ ممکن ہو تو پھر عطف کی بجائے مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھنا بہتر ہے، جیسے: سِرْتُ وَزَيْدًا، اس میں زَيْد کو منصوب پڑھنا مرفوع پڑھنے سے بہتر ہے، اس لیے کہ ضمیر مرفوع متصل پر بغیر فاصلے کے عطف کرنا کمزور ہے۔

3۔ اگر عطف ممکن نہ ہو تو پھر اسے منصوب پڑھنا ضروری ہے، مفعول معہ ہونے کی وجہ سے یا فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے، جیسے شعر میں ہے:

عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَمَاءً بَارِدًا

میں نے اس جانور کو توڑی کھلائی ٹھنڈے پانی کے ساتھ، یا اسے ٹھنڈا پانی پلایا۔

حل عبارت:

عَلَفْتُ: میں نے کھلایا۔ تِبْنًا: بھوسا۔

محل استشہاد:

وَمَاءً بَارِدًا ہے، اس میں مَاءً مفعول معہ ہونے کی وجہ سے یا فعل محذوف سَقَيْتُهَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَ كُمْ﴾ اس میں شُرَكَاءَ كُمْ کا عطف اَمْرَكُمْ پر جائز نہیں ہے، اس لیے کہ عطف میں عامل کا معنًا تکرار ہوتا ہے تو اَجْمَعْتُ شُرَكَائِيْ کہنا صحیح نہیں، بلکہ اَجْمَعْتُ اَمْرِيْ وَجَمَعْتُ شُرَكَائِيْ کہنا صحیح ہے۔

پس شُرَكَائِي مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیری عبارت ہے، فَأَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ مَعَ شُرَكَاءِ كُم یا یہ مناسب فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیری عبارت ہے۔ فَأَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَاجْمَعُوْا شُرَكَاءَ كُمْ۔

خلاصہ کلام:

واؤ کے مابعد کا

- عطف ممکن ہوگا
  - بغیر کسی کمزوری کے
    - عطف راجح
    - كُنْتُ اَنَا وَزَيْدٌ
  - کمزوری کے ساتھ
    - نصب راجح
    - سِرْتُ وَزَيْدًا
- عطف ممکن نہیں ہوگا
  - نصب واجب
  - عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَمَاءً

☆......☆......☆

استثناء کا بیان

۳۱۶۔مَا اسْتَثْنَتِ ((اِلَّا)) مَعْ تَمَامٍ يَنْتَصِبْ وَبَعْدَ نَفْيٍ أَوْ كَنَفْيٍ انْتُخِبْ

وہ اسم جس کو اِلَّا مستثنیٰ بنائے کلام تام میں وہ منصوب ہوتا ہے،نفی یا شبہ نفی کے بعد پسند کیا گیا ہے۔

۳۱۷۔اِتِّبَاعُ مَا اتَّصَلَ،وَانْصِبْ مَا انْقَطَعْ وَعَنْ تَمِيمٍ فِيهِ اِبْدَالٌ وَقَعْ

(مستثنیٰ)متصل کو تابع بنانا ،اورآپ نصب دیں جو (مستثنیٰ)منقطع ہو اور بنوتمیم کے نزدیک اس میں بھی بدل بنانا واقع ہوا ہے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں مستثنیٰ کے اعراب کی صورتیں بیان کی گئی ہیں :

مستثنیٰ کا اعراب جاننے سے قبل مستثنیٰ کی قسموں اور جس کلام میں مستثنیٰ واقع ہوتا ہے کو جاننا ضروری ہے۔

مستثنیٰ کی قسمیں:

مستثنیٰ کی دو اقسام ہیں: ا۔مستثنیٰ متصل ۲۔ مستثنیٰ منقطع

1۔ مستثنیٰ متصل:وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا بعض ہو۔

2۔ مستثنیٰ منقطع:وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا بعض نہ ہو۔

کلام کی قسمیں دو ہیں: ا۔ کلام موجب ۲۔ کلام غیر موجب

1۔کلام موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی ،نہی اور استفہام انکاری نہ ہو۔

2۔کلام غیر موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی ،نہی اور استفہام انکاری ہو۔

مستثنیٰ کا اعراب:

1۔جب مستثنیٰ اِلَّا کے بعد آئے اور کلام موجب تام ہو تو منصوب ہوتا ہے،خواہ وہ متصل ہو یا منقطع،جیسے:قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا،ضَرَبْتُ الْقَوْمَ اِلَّا زَيْدًا،مَرَرْتُ بِالْقَوْمِ اِلَّا زَيْدًا، قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔

2۔ جب مستثنیٰ متصل اور کلام غیر موجب تام ہو تو اسے منصوب اور ماقبل سے تابع بنانا دونوں جائز ہیں، بلکہ تابع بنانا پسندیدہ ہے، جیسے: مَا قَامَ أَحَدٌ اِلَّا زَيْدٌ وَ اِلَّا زَيْدًا، مَا ضَرَبْتُ أَحَدًا اِلَّا زَيْدًا، مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ اِلَّا زَيْدٌ وَاِلَّا زَيْدًا۔

3۔ جب مستثنیٰ منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک صرف منصوب ہوتا ہے، جیسے: مَا قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔ جب کہ بنو تمیم کے نزدیک اسے تابع بنانا بھی جائز ہے، جیسے: مَا قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارٌ۔

مستثنیٰ کا عامل ناصب:

نحویوں کے صحیح مذہب کے مطابق مستثنیٰ کا عامل ناصب اس کا ماقبل (فعل یا شبہ فعل) ہے جو بواسطہ اِلَّا مستثنیٰ کو نصب دیتا ہے۔

بعض کے نزدیک اس کا عامل ناصب اِلَّا ہے، مصنف کا خیال ہے کہ یہ سیبویہ کا مذہب ہے۔

☆......☆......☆

۳۱۸۔ وَغَيْرُ نَصْبِ سَابِقٍ فِي النَّفْيِ قَدْ يَأْتِي وَلٰكِنْ نَصْبَهُ اخْتَرْ اِنْ وَرَدْ

نصب کا غیر (رفع) پہلے آنے والے مستثنیٰ پر کلام غیر موجب میں کبھی کبھی آتا ہے لیکن اس کا نصب آپ پسند کریں اگر وہ آئے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مستثنیٰ مقدم کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

مستثنیٰ مقدم کا اعراب:

جب مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو اگر وہ کلام موجب ہو تو نصب پڑھنا واجب ہے، جیسے: قَامَ اِلَّا زَيْدًا الْقَوْمُ۔

اگر کلام غیر موجب ہو تو نصب پڑھنا پسندیدہ ہے اور ماقبل سے تابع بنانا جائز ہے، جیسے: مَاقَامَ اِلَّا زَيْدًا الْقَوْمُ۔

ایک شعر میں ہے:

فَمَا لِیْ اِلَّا آلَ اَحْمَدَ شِیْعَةٌ وَمَالِیْ اِلَّا مَذْهَبَ الْحَقِّ مَذْهَبُ

نہیں ہے میری جماعت مگر آل احمد اور نہیں ہے میرا مذہب مگر سچا مذہب۔

حل عبارت:

شِیْعَةٌ: جماعت۔

محل استشہاد:

آلَ أَحْمَدَ اور مَذْهَبَ الْحَقِّ ہے، یہاں آلَ أَحْمَدَ اور مَذْهَبَ الْحَقِّ مستثنیٰ (مستثنیٰ منہ سے) مقدم ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور یہ کلام غیر موجب ہے۔

اس صورت میں رفع پڑھنا بھی جائز ہے، جیسے: مَا قَامَ اِلَّا زَیْدٌ الْقَوْمُ۔

امام سیبویہؒ فرماتے ہیں مجھے یونس نے کہا کہ عربی زبان میں قابل توثیق لوگوں نے کہا: مَالِیْ اِلَّا أَخُوْكَ نَاصِرٌ۔ اس میں انہوں نے دوسرے کو پہلے سے بدل بنایا ہے۔

ایک شعر میں ہے:

فَاِنَّهُمْ یَرْجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً اِذَا لَمْ یَكُنْ اِلَّا النَّبِیُّوْنَ شَافِعُ

بے شک وہ امید کریں گے اس سے سفارش کی، جب نبیوں کے سوا کوئی سفارشی نہیں ہوگا۔

حل عبارت:

یَرْجُوْنَ: وہ امید کریں گے، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ناقص واوی، اصل میں یَرْجُوُوْنَ تھا، لام کلمہ میں حرف علت واؤ مضموم اس کا ماقبل بھی مضموم اس کی حرکت کو گرا دیا پھر دو ساکن واؤ جمع ہونے سے ایک واؤ گر گئی۔

محل استشہاد:

النَّبِیُّوْنَ ہے، اس میں اَلنَّبِیُّوْنَ مستثنیٰ (مستثنیٰ منہ سے) مقدم ہے، اس کو بطور بدل مرفوع پڑھا گیا ہے، جو کہ نصب پسندیدہ ہونے کے باوجود جائز ہے۔

☆......☆......☆

۳۱۹۔وَاِنْ يُفَرَّغْ سَابِقٌ((اِلَّا))لِمَا　　بَعْدُ يَكُنْ كَمَا لَوِ((اِلَّا))عُدِمَا

اگر فارغ کردیا جائے اِلَّا سے پہلے آنے والے کو اس کے مابعد کے لیے تو وہ ہوگا، جیسے: اِلَّا موجود نہیں ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں مستثنیٰ مفرّغ کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

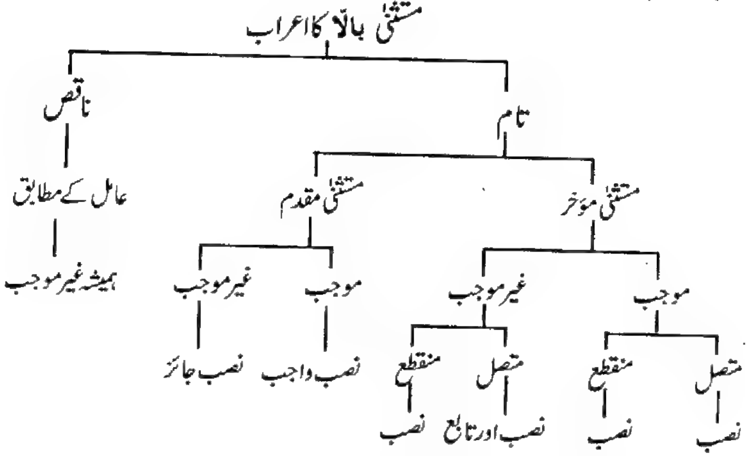
مستثنیٰ مفرّغ کا اعراب:

جب مستثنیٰ منہ محذوف ہو تو مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق آتا ہے، جیسے: مَا قَامَ اِلَّا زَيْدٌ، مَا ضَرَبْتُ اِلَّا زَيْدًا، مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ۔

ان مثالوں میں زَيْدٌ، قَامَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، زَيْدًا، ضَرَبْتُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، بِزَيْدٍ مَرَرْتُ کے متعلق ہے، یہاں اِلَّا ایسے ہے جیسے وہ ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

فائدہ: مستثنیٰ مفرّغ کلام موجب میں واقع نہیں ہوتا، لہٰذا ضَرَبْتُ اِلَّا زَيْدًا نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ کلام:



☆......☆......☆

۳۲۱۔وَأَلْغِ((إِلَّا))ذَاتَ تَوْكِيدٍ:كَلَا — تَمْرُرْ بِهِمْ إِلَّا الْفَتَى إِلَّا الْعَلَا

آپ لغو سمجھیں اِلَّا کو اس حال میں کہ وہ تاکید والا ہو، جیسے: لَا تَمْرُرْ بِهِمْ إِلَّا الْفَتَى إِلَّا الْعَلَا۔

خلاصہ:

اس شعر میں اِلَّا کے تاکید کے لیے مکرر آنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

اِلَّا کے تاکید کے لیے مکرر آنے کی صورت:

جب اِلَّا تاکید کے لیے مکرر لایا جائے تو یہ اپنے مدخول میں کچھ عمل نہیں کرتا صرف پہلے اِلَّا کی تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔ یہ صورت بدل اور عطف میں پیش آتی ہے، جیسے: مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ إِلَّا زَيْدٍ إِلَّا أَخِيْكَ۔ اس میں أَخِيْكَ، زَيْدٍ سے بدل ہے اور اِلَّا نے مستقل استثناء کا فائدہ نہیں دیا۔ گویا کہ آپ نے کہا: مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ إِلَّا زَيْدٍ أَخِيْكَ ، قَامَ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا عَمْرًا۔ یہ اصل میں تھا إِلَّا زَيْدًا وَ عَمْرًا پھر اِلَّا کو تاکید کے لیے تکرار سے لایا گیا۔

جیسا کہ شعر میں ہے:

هَلِ الدَّهْرُ إِلَّا لَيْلَةٌ وَنَهَارُهَا — وَإِلَّا طُلُوعُ الشَّمْسِ ثُمَّ غِيَارُهَا

نہیں ہے زمانہ مگر رات اور اس کا دن اور سورج کا طلوع ہونا اور پھر اس کا غروب ہونا۔

حل عبارت:

غِيَار: غروب ہونا، یہ مصدر بمعنی غِيَاب ہے۔

محل استشہاد:

وَإِلَّا طُلُوْعُ الشَّمْسِ۔ یہاں دوسرا اِلَّا ملغی ہے جو تاکید کے لیے تکرار سے لایا گیا ہے، اس کا عطف لَيْلَةٌ پر ہے، یہ اصل میں وَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ تھا۔

کبھی بدل اور عطف دونوں میں اِلَّا تکرار سے آتا ہے،

جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

مَالَكَ مِنْ شَيْخِكَ اِلَّا عَمَلُهُ ۔۔۔ اِلَّا رَسِيْمُهُ وَاِلَّا رَمَلُهُ

نہیں ہے آپ کے لیے (فائدہ) آپ کے بڑھاپے سے سوائے اس کے عمل کے جو صفا مروہ کی سعی اور کعبہ کا طواف ہے۔

حل عبارت:

شَيْخ: بوڑھا، عمر رسیدہ۔ رَسِيْمٌ: صفا و مروہ کی سعی۔ رَمَلٌ: طواف۔

محل استشہاد:

اِلَّا رَسِيْمُهُ وَاِلَّا رَمَلُهُ ہے، یہاں رَسِيْمُهُ، عَمَلُهُ سے بدل اور رَمَلُهُ، رَسِيْمُهُ پر معطوف ہے۔ اس میں اِلَّا کو تاکید کے لیے مکرر لایا گیا ہے۔ یہ اصل میں اِلَّا عَمَلُهُ رَسِيْمُهُ وَ رَمَلُهُ تھا۔

☆......☆......☆

۳۲۱۔ وَاِنْ تُكَرَّرْ لَا لِتَوْكِيْدٍ فَمَعْ ۔۔۔ تَفْرِيْغِ التَّأْثِيْرَ بِالْعَامِلِ دَعْ

اگر اِلَّا تکرار سے آئے تاکید کے لیے نہ ہو تو (مستثنیٰ) مفرغ میں عامل کی تاثیر کو آپ چھوڑ دیں۔

۳۲۲۔ فِي وَاحِدٍ مِمَّا بِاِلَّا اسْتُثْنِيْ ۔۔۔ وَلَيْسَ عَنْ نَصْبٍ سِوَاهُ مُغْنِيْ

ایک (اسم) میں ان اسماء میں سے جو اِلَّا کے ذریعہ مستثنیٰ کیے گئے ہیں اور نہیں کفایت کرے گی نصب سے اس کے سوا۔

خلاصہ:

اس شعر میں مستثنیٰ مفرغ میں اِلَّا کے تاکید کے علاوہ مکرر آنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مستثنیٰ مفرغ میں اِلَّا کا بغیر تاکید کے مکرر آنا:

جب مستثنیٰ مفرغ میں اِلَّا استثناء کے لیے مکرر آئے تو ایک اسم کا اعراب عامل کے مطابق اور باقی منصوب ہوں گے جیسے: مَا قَامَ اِلَّا زَيْدٌ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا۔ اس

میں زید، بکر اور عمرو میں سے جس کو چاہیں اعراب عامل کے مطابق دے دیں اور باقیوں کو منصوب پڑھیں۔

☆......☆......☆

۳۲۳۔وَدُوْنَ تَفْرِيغٍ :مَعَ التَّقَدُّمِ نَصْبَ الْجَمِيعِ احْكُمْ بِهِ وَالْتَزِمِ

مستثنیٰ مفرّغ کے علاوہ مستثنیٰ مقدم کی صورت میں سب کے نصب کا فیصلہ کر اور اسے لازم بھی کر۔

۳۲۴۔وَانْصِبْ لِتَأْخِيرٍ وَجِيءْ بِوَاحِدِ مِنْهَا كَمَا لَوْ كَانَ دُوْنَ زَائِدِ

اور نصب دیں مستثنیٰ مؤخر کو، اور لائیں ایک (مستثنیٰ) کو ان میں سے جیسے وہ زائد (مستثنیات) کے علاوہ تھا۔

۳۲۵۔كَلَمْ يَفُوْا اِلَّا امْرُؤٌ اِلَّا عَلِي وَحُكْمُهَا فِي الْقَصْدِ حُكْمُ الْأَوَّلِ

جیسے: لَمْ يَفُوْا اِلَّا امْرُؤٌ اِلَّا عَلِيًّا (نہیں انھوں نے وفا کی مگر ایک آدمی نے (اور) مگر علی نے) اس کا حکم پہلے مستثنیٰ کے حکم کی طرح ہے۔

خلاصہ:

ان شعروں میں مستثنیٰ غیر مفرّغ میں اِلّا کے تاکید کے علاوہ مکرر آنے کی صورت بیان کی گئی ہے۔

مستثنیٰ غیر مفرّغ میں اِلَّا کا بغیر تاکید کے مکرر آنا:

جب مستثنیٰ غیر مفرّغ ہو تو مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہوگا یا مؤخر۔

اگر مستثنیٰ مقدم ہو تو سب (مستثنیات) کو نصب دینا واجب ہے، کلام خواہ موجب ہو یا غیر موجب، جیسے: قَامَ اِلَّا زَيْدًا اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا الْقَوْمُ، وَمَا قَامَ اِلَّا زَيْدًا اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا الْقَوْمُ۔

اگر مستثنیٰ مؤخر ہو تو کلام موجب ہوگا یا غیر موجب۔

اگر کلام موجب ہو تو سب کو نصب دینا واجب ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا

اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا۔

اگر کلام غیر موجب ہو تو ایک مستثنیٰ کو ماقبل سے بدل بنانا پسندیدہ اور نصب دینا جائز ہے، اور باقیوں کو نصب دینا واجب ہے، جیسے: مَاقَامَ اَحَدٌ اِلَّا زَيْدٌ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا۔ اس میں زَيْد، اَحَدٌ سے بدل ہے، اگر آپ چاہیں تو اس کے علاوہ باقیوں میں سے کسی ایک کو بدل بنا سکتے ہیں۔

اسی طرح لَمْ يَفُوْا اِلَّا امْرُؤٌ اِلَّا عَلِيًّا۔ اس میں امْرُؤٌ، يَفُوْا کی واؤ ضمیر سے بدل ہے۔

فائدہ:

مکرر مستثنیات کا معنوی اعتبار سے وہی حکم ہے جو پہلے مستثنیٰ کا ہے، یعنی دخول اور خروج کا جو حکم پہلے کے لیے ثابت ہوتا ہے، وہی ان کے لیے ثابت ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا۔ اس میں سب قیام کے حکم سے خارج ہیں، اور مَا قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا اِلَّا عَمْرًا اِلَّا بَكْرًا۔ اس میں سب قیام کے حکم میں داخل ہیں، اسی طرح ماقَامَ اَحَدٌ اِلَّا زَيْدٌ اِلَّا عَمرًا اِلَّا بَكْرًا میں سب حکم میں داخل ہیں۔

خلاصہ کلام:

اِلَّا مکررہ

- تاکید کے لیے
  - عمل لغو ہوگا
- بغیر تاکید کے (استثناء کے لیے)
  - مستثنیٰ مفرغ
    - مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ اِلَّا زَیْدٍ اِلَّا أَخِیْکَ
  - مستثنیٰ غیر مفرغ
    - کسی ایک کو عامل کا عمل اور باقی منصوب
    - مَا قَامَ اِلَّا زَیْدٌ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا خَالِدًا
    - مستثنیٰ مقدم
      - موجب
        - تمام منصوب
        - قَامَ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا زَیْدًا اِلَّا خَالِدًا الْقَوْمُ
      - غیر موجب
        - تمام منصوب
        - مَا قَامَ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا زَیْدًا اِلَّا خَالِدًا الْقَوْمُ
    - مستثنیٰ مؤخر
      - موجب
        - تمام منصوب
        - قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا عَمْرًا اِلَّا زَیْدًا اِلَّا خَالِدًا
      - غیر موجب
        - ایک کے ساتھ معاملہ غیر مکرر اِلَّا والا باقی منصوب
        - مَا قَامَ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ، زَیْدًا اِلَّا عَمْرًا اِلَّا خَالِدًا

☆......☆......☆

۳۲۶۔ وَاسْتَثْنِ مَجْرُوْرًا بِغَیْرِ مُعْرَبَا بِمَا لِمُسْتَثْنًی بِاِلَّا نُسِبَا

مستثنیٰ لائیں مجرور (کو) غَیْرَ کے ساتھ اس حال میں کہ غَیْرَ اعراب دیا گیا ہو اس کے ساتھ جو (اعراب) مستثنیٰ بِاِلَّا کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں غَیْرَ کے بعد آنے والے مستثنیٰ اور غَیْرَ کا اعراب بیان کیا گیا ہے۔

استثناء پر دلالت کرنے والے الفاظ:

استثناء پر دلالت کرنے کے لیے بمعنی اِلَّا جو لفظ استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ اسم ہیں، جیسے: غَیْرَ، سُوَی، سِوَی، سَوَاءٌ کچھ فعل ہیں، جیسے: لَیْسَ ، لَا یَکُوْنُ اور کچھ فعل اور حرف دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں، جیسے: عَدَا، خَلَا، اور حَاشَا۔ (ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔)

غَیْرَ ،سِوَی ،سُوَی اور سَوَاءٌ کا استعمال:

ان کے بعد آنے والا مستثنیٰ ان کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔

غَیْرَ کا اعراب:

غَیْرَ کا اپنا اعراب مستثنیٰ بِالَّا والا ہوتا ہے، یعنی جو اعراب مستثنیٰ پر آنا تھا وہ اس پر آجاتا ہے ، جیسے:

قَامَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ جیسے آپ کہتے ہیں: قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدً

مَاقَامَ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ وَغَیْرَ زَیْدٍ جیسے آپ کہتے ہیں: مَاقَامَ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ وَاِلَّا زَیْدًا

مَاقَامَ غَیْرُ زَیْدٍ جیسے آپ کہتے ہیں: مَاقَامَ اِلَّا زَیْدٌ

مَاقَامَ اَحَدٌ غَیْرَ حِمَارٍ جیسے آپ کہتے ہیں: مَاقَامَ اَحَدٌ اِلَّا حِمَارًا

بنوتمیم کے علاوہ، بنوتمیم کے نزدیک اسے تابع ہونے کی بناء پر غَیْرُ حِمَارٍ بھی پڑھ سکتے ہیں، جیسے آپ کہتے ہیں: مَاقَامَ اَحَدٌ اِلَّا حِمَارٌ وَاِلَّا حِمَارًا۔

سِوَی کا اعراب:

امام سیبویہؒ اور فراءؒ وغیرہ کے نزدیک یہ ہمیشہ ظرف استعمال ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ سِوَی زَیْدٍ۔ اس میں سِوَی ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے اور استثناء پر دلالت کررہا ہے۔

البتہ ضرورت شعری کی وجہ سے یہ مرفوع، منصوب اور مجرور واقع ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ باقی جگہوں میں تاویل کی جائے گی۔ مصنف کے نزدیک یہ غیر کی طرح مرفوع منصوب اور مجرور تینوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

سِوَی کی لغتیں:

درج ذیل چار ہیں:

۱۔سِوَی ۲۔سُوَی ۳۔سَوَاءٌ ٤۔سِوَاءٌ

☆......☆......☆

۳۲۷۔وَلِسِوًی سُوًی سَوَاءِ اجْعَلَا عَلَى الْأَصَحِّ مَا لِغَيْرٍ جُعِلَا

سِوًی، سُوًی اور سَوَاءٌ کے لیے آپ بنائیں صحیح قول کے مطابق جو حکم غیر کے لیے بنایا گیا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سِوَی، سُوَی اور سَوَاءٌ، غَیْرَ کی طرح مرفوع، منصوب اور مجرور تینوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔

سِوَی، سُوَی اور سَوَاءٌ کا حکم :

مجرور کی مثال ، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَعَوْتُ رَبِّي أَلَّا يُسَلِّطَ عَلَى أُمَّتِي عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهَا ۔اس میں لفظ سِوَی، مِنْ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے، ایک اور حدیث میں ہے:((مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ ــــ الخ))۔

ایک شعر میں ہے:

وَلَا يَنْطِقُ الْفَحْشَاءَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ إِذَا جَلَسُوا مِنَّا وَلَا مِنْ سَوَاءِنَا

اور نہیں بولتا فحش گفتگو جو ان میں سے ہو جب وہ بیٹھتے ہیں ہم سے اور نہ ہمارے علاوہ سے۔

حل عبارت:

اَلْفَحْشَاءَ: بری بات۔

محل استشہاد:

مِنْ سَوَاءِ نَا ہے، اس میں سَوَاء، مِنْ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اور یہ ظرفیت

سے خارج ہے۔

مرفوع کی مثال، جیسے: شعر میں ہے:

وَإِذَا تُبَاعُ كَرِيْمَةٌ أَوْتُشْتَرَى فَسِوَاكَ بَائِعُهَا وَأَنْتَ الْمُشْتَرِى

جب بیچی جائے اچھی صفت یا خریدی جائے، پس آپ کے علاوہ اسے بیچنے والا ہوتا ہے اور آپ اسے خریدنے والے ہوتے ہیں۔

حل عبارت: تُبَاعُ: بیچی جائے، یہاں اس سے مراد اس چیز سے بے رغبتی کرنا اور اس سے الگ ہونا ہے، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، باب نصر، ہفت اقسام میں سے اجوف یائی، اصل میں تُبْيَعُ تھا، یاء متحرک ماقبل صحیح ساکن یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی یاء سے فتحہ نقل کیا گیا اسے الف سے بدل دیا (قاعدہ یقال) كَرِيْمَةٌ: اچھی صفت۔ تُشْتَرَى: خریدی جائے، یہاں اس سے مراد اس چیز میں رغبت کرنا ہے، صیغہ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، باب افتعال، ہفت اقسام میں سے ناقص یائی، اصل میں تُشْتَرَیُ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا۔

محل استشهاد: سِوَاکَ ہے، اس میں سِوَى مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور یہ ظرفیت سے خارج ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

وَلَمْ يَبْقَ سِوَى الْعُدْوَا نِ دِنَّاهُمْ كَمَادَانُوا

نہیں باقی بچا سوائے ظلم کے، ہم نے ان کو بدلہ دیا جیسے انہوں نے بدلہ دیا۔

حل عبارت:

الْعُدْوَانِ: صریح ظلم۔ دِنَّا: ہم نے بدلہ دیا، ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح برا سلوک کیا جیسے انہوں نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا، صیغہ جمع متکلم، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، اجوف یائی، اصل میں دَيَنْنَا تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا، پھر دو ساکن جمع ہونے سے الف گر گیا، چونکہ یہ کلمہ یائی ہے اس لیے فاء کلمہ کو کسرہ دے دیا (قاعدہ بِعْنَ) تو یہ دِنْنَا ہو گیا پھر دو ہم جنس حرف نون جمع ہوئے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے تو پہلے

نون کا دوسرے میں ادغام کردیا (قاعدہ مدّ)۔ ذَانُوا: انہوں نے بدلہ دیا، صیغہ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضرب، ناقص یائی، اصل میں دَیَنُوا تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا (قاعدہ: قال)۔

محل استشہاد:

سِوَی الْعُدْوَانِ ہے، اس میں سِوَی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور یہ ظرفیت سے خارج ہے۔

ظرف کے علاوہ منصوب ہونے کی مثال:

شعر میں ہے:

لَدَیْكَ كَفِیْلٌ بِالْمُنَی لِمُؤَمِّلٍ وَاِنَّ سِوَاكَ مَنْ یُؤَمِّلُهُ یَشْقَی

آپ کے پاس ضامن ہے خواہشات کی، امید کرنے والے کے لیے، اور بے شک آپ کے علاوہ جو اس کی امید کرتا ہے، وہ بد بخت ہے۔

حل عبارت:

كَفِیْلٌ: ضامن۔ الْمُنَی: آرزوئیں، اچھے اخلاق، اچھی عادات، م: مُنْیَةٌ۔ مُؤَمِّلٍ: امید کرنے والے۔

محل استشہاد:

اِنَّ سِوَاكَ۔ اس میں سِوَی اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور یہ ظرفیت سے خارج ہے۔

سیبویہؒ اور جمہور نحویوں کے نزدیک ضرورت شعری کے علاوہ سِوَی ظرف ہی استعمال ہوتا ہے، یہ ظرفیت سے خارج نہیں ہوتا، اور جو مثال اس کے خلاف بطور دلیل پیش کی گئی ہے اس میں تاویل کا احتمال ہے۔

☆......☆......☆

۳۲۸۔ وَاسْتَثْنِ نَاصِبًا بِلَیْسَ وَخَلَا وَبِعَدَا وَ بِیَكُوْنَ بَعْدَ ((لَا))

آپ استثناء کریں اس حال میں کہ آپ نصب دینے والے ہوں (مستثنیٰ کو)، لَیسَ، خَلَا، عَدَا اور یَکُوْنُ کے ساتھ جو لا کے بعد ہو۔

خلاصہ:

اس شعر میں لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ خَلَا اور عَدَا کے بعد آنے والے مستثنیٰ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

لَیسَ، لَایَکُوْنُ خَلَا اور، عَدَا کے بعد مستثنیٰ کا حکم:

لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ خَلَا اور عَدَا کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا، لَا یَکُوْنُ زَیْدًا، خَلَا زَیْدًا، عَدَا زَیْدًا۔

لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد زَیْدًا ان کی خبر ہونے کی بناء پر منصوب ہے، ان کا اسم ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے، جو بعض کی طرف لوٹتی ہے، جو قوم سے سمجھا جاتا ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: لَیْسَ بَعْضُهُمْ زَیْدًا۔

خَلَا اور عَدَا دونوں فعل ہیں ان کے بعد زَیْدًا ان کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، ان کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ تقدیری عبارت یہ ہے: خَلَا بَعْضُهُمْ زَیْدًا۔

فائدہ:

مادہ "کون" میں سے صرف یَکُوْنُ استثناء کے لیے استعمال ہوتا ہے جب وہ حروف نفی میں سے صرف لا کے بعد ہو۔

☆......☆......☆

۳۲۹۔ وَاجْرُرْ بِسَابِقَیْ یَکُوْنُ اِنْ تُرِدْ وَبَعْدَ ((مَا)) انْصِبْ وَانْجِرَارٌ قَدْ یَرِدْ

آپ جر دیں یَکُوْنُ سے پہلے دو (یعنی خلا اور عدا) کے ساتھ اگر آپ چاہیں، اور "ما" کے بعد نصب دیں اور جر بھی کبھی کبھی آتی ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں خَلَا اور عَدَا کے بعد آنے والے مستثنیٰ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

خَلَا اور عَدَا کے بعد مستثنیٰ کا حکم :

جب خَلَا اور عَدَا سے پہلے "ما" نہ ہو تو ان کے ساتھ جر دینا جائز ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ، وعَدَا زَيْدٍ۔ اس میں خَلَا اور عَدَا حرف جر ہیں۔

امام سیبویہ نے یہ صورت بیان نہیں کی جب کہ اخفش نے یہ بیان کی ہے۔

جیسا کہ شعر میں ہے:

خَلَا اللّٰهِ لَا أَرْجُوا سِوَاكَ، وَإِنَّمَا   أَعُدُّ عِيَالِي شُعْبَةً مِنْ عِيَالِكَا

سوائے اللہ کے نہیں میں امید رکھتا آپ کے علاوہ کسی اور سے، اور یقیناً میں سمجھتا ہوں اپنے اہل وعیال کو ایک حصّہ آپ کے اہل وعیال کا۔

حل عبارت:

أَرْجُوا: میں امید کرتا ہوں، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب نصر، ناقص واوی، اصل میں أَرْجُوُ تھا، لام کلمہ میں حرف علت واؤ مضموم اس کا ماقبل بھی مضموم اس کی حرکت کو گرا دیا (قاعدہ یدعو) سِوَاکَ : آپ کے علاوہ۔ أَعُدُّ: میں شمار کرتا ہوں، سمجھتا ہوں، صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب نصر، مضاعف ثلاثی، اصل میں أَعْدُدُ تھا، دو متحرک ہم جنس حرف دال جمع ہوئے ان کا ماقبل ساکن ہے پہلے دال کی حرکت ماقبل کو دے کر دوسرے میں ادغام کر دیا (قاعدہ يَمُدُّ)۔ عِيَالِي :اہل وعیال، گھر کے افراد۔ شُعْبَة: حصہ، گروہ، ج: شُعَبٌ و شِعَابٌ۔

محل استشہاد:

خَلَا اللّٰهِ ہے، اس میں خَلَا حرف جر ہے جس کی وجہ سے لفظ اللہ مجرور ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

تَرَكْنَا فِي الْحَضِيضِ بَنَاتِ عُوجٍ   عَوَاكِفَ قَدْ خَضَعْنَ إِلَى النُّسُورِ
أَبَحْنَا حَيَّهُمْ قَتْلًا وَأَسْرًا   عَدَا الشَّمْطَاءِ وَالطِّفْلِ الصَّغِيرِ

ہم نے چھوڑا پست زمین میں اعوجی گھوڑوں کو اس حال میں کہ وہ جھکے ہوئے ہیں

گدھوں کے سامنے۔

ہم نے ہلاک کر دیا ان کے قبیلے کو قتل اور قیدی بنا کر سوائے بوڑھی عورت اور چھوٹے بچے کے۔

حل عبارت:

الْحَضِيضُ: پست زمین، پہاڑ کی زیریں زمین۔ بَنَاتِ عُوجٍ: اس سے مراد فارسی گھوڑے ہیں جو اعوج کے نام سے مشہور ہیں۔ عَوَاكِف: لازم پکڑنے والے، ہمیشگی کرنے والے، م: عَاكِفَةٌ۔ خُضَعٌ: جھکے ہوئے۔ النَّسُورِ: گدھیں، م: النَّسْرُ۔ أَبَحْنَا: ہم نے ہلاک کر دیا۔ الحَيّ: قبیلہ۔ أَسْرًا: قیدی بنانا، روکنا۔ الشَّمْطَاء: وہ بوڑھی عورت جس کے سیاہ اور سفید ملے جلے بال ہوں۔

محل استشہاد:

عَدَا الشَّمْطَاءِ میں عَدَا حرف جر ہے جس کی وجہ سے الشَّمْطَاءِ مجرور ہے۔

جب خَلَا اور عَدَا سے پہلے "ما" ہو تو ان کے ساتھ نصب دینا واجب ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَيْدًا وَمَا عَدَا زَيْدًا۔ اس میں ما مصدریہ اور خَلَا اور عَدَا اس کا صلہ ہیں۔

ان کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوتی ہے، اور زَيْدًا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

کسائی کے نزدیک "ما" آنے کے باوجود جر دینا جائز ہے، اس لیے کہ "ما" زائدہ ہے اور خَلَا اور عَدَا حرف جر ہیں۔

جرمی نے بھی "الشرح" میں یہ بات بعض عربوں سے نقل کی ہے۔

☆......☆......☆

۳۳۰۔ وَحَيْثُ جَرَّا فَهُمَا حَرْفَانِ كَمَا هُمَا إِنْ نَصَبَا فِعْلَانِ

جہاں یہ دونوں (خَلَا اور عَدَا) جر دیں تو یہ حرف ہوں گے، جس طرح یہ دونوں اگر نصب دیں تو فعل ہوتے ہیں۔

خلاصہ :

جب خلا اور عدا کے ساتھ جر دیں تو یہ حرف (جر) ہوتے ہیں اور جب نصب دیں تو یہ فعل ہوتے ہیں۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

☆......☆......☆

۳۳۱۔ وَكَخَلَا حَاشَا وَلَا تَصْحَبُ ((مَا)) وَقِيلَ ((حَاشَ وَحَشَا)) فَاحْفَظْهُمَا

خَلَا کی طرح حَاشَا ہے اور نہیں ملتا یہ "ما" کے ساتھ۔ اور کہا گیا ہے حَاشَ وحَشَا پس آپ ان دونوں کو بھی یاد کرلیں۔

خلاصہ:

اس شعر میں حَاشَا کے بعد مستثنیٰ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

حَاشَا کے بعد مستثنیٰ کا حکم:

یہ بات مشہور ہے کہ حَاشَا حرف جر ہے اس کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدٍ۔ اس میں زَيْدٍ، حَاشَا کی وجہ سے مجرور ہے۔

امام اخفش، جرمی، مازنی، مبرد اور مصنف وغیرہ کے نزدیک یہ خَلَا کی طرح فعل اور حرف جر دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

جب یہ فعل ہو تو اس کا مابعد منصوب اور جب حرف جر ہو تو اس کا مابعد مجرور ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ حَاشَا زَيْدًا وَحَاشَا زَيْدٍ۔

اسی طرح ایک دعا ہے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِمَنْ يَسْمَعُ، حَاشَا الشَّيْطَانَ وَأَبَا الْإِصْبَعِ))۔ (اے اللہ مجھے معاف کردے اور اسے جو سنے سوائے شیطان اور گدھے کے) اس میں حَاشَا کے بعد الشَّيْطَانَ منصوب ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

حَاشَا قُرَيْشًا فَإِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَهُمْ ٭ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالْإِسْلَامِ وَالدِّيْنِ

قریش کے علاوہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت دی ہے پوری مخلوق پر اسلام اور دین کے ساتھ۔

حل عبارت:

اَلْبَرِيَّة: تمام مخلوق۔

محل استشہاد:

حَاشَا قُرَيْشًا ہے، اس میں حَاشَا فعل ہے، جس کی وجہ سے قُرَيْشًا منصوب ہے۔

حَاشَا سے پہلے اکثر "ما" نہیں آتی ہے، اس لیے قَامَ الْقَوْمُ مَا حَاشَا زَيْدًا نہیں کہہ سکتے۔

البتہ قلیل طور پر اس سے پہلے "ما" آ جاتی ہے۔

جیسے: مسند ابی امیہ طرطوسی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أُسَامَةُ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ مَا حَاشَا فَاطِمَةَ)) (اسامہؓ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے سوائے فاطمہؓ کے)

اسی طرح شعر میں ہے:

رَأَيْتُ النَّاسَ مَا حَاشَا قُرَيْشًا ... فَإِنَّا نَحْنُ أَفْضَلُهُمْ فَعَالا

میں نے دیکھا لوگوں کو سوائے قریش کے کہ بے شک ہم ان سے افضل ہیں سخاوت کے اعتبار سے۔

حل عبارت:

فَعَالا: سخاوت، ایک فِعَال ہوتا ہے یہ فَعَل کی جمع ہے۔

محل استشہاد:

مَا حَاشَا قُرَيْشًا ہے، اس میں حَاشَا سے پہلے "ما" مصدریہ آئی ہے، جو کہ قلیل ہے۔

حَاشَا کی لغات: اس کو تین طرح پڑھا جا سکتا ہے: ۱۔ حَاشَا ۲۔ حَاشَ ۳۔ حَشَا۔

خلاصہ کلام :

مستثنیٰ کا اعراب بدون الّا

حرف و فعل	فعل	اسم
خَلَا، عَدَا، حَاشَا	لَيْسَ، لَا يَكُوْنُ	غَيْرَ ، سِوًى ، سُوًى ، سَوَاءٌ
حرف کی صورت میں مجرور اور فعل کی صورت میں منصوب	ہمیشہ منصوب	ہمیشہ مجرور

☆......☆......☆

حال

۳۳۲۔ اَلْحَالُ وَصْفٌ ، فَضْلَةٌ ، مُنْتَصِبُ مُفْهِمُ فِي حَالٍ كَفَرْدًا أَذْهَبُ

حال وہ وصف ہے جو زائد ہو، منصوب ہو اور حالت بیان کرے، جیسے: فَرْدًا أَذْهَبُ (میں جاتا ہوں اس حال میں کہ میں اکیلا ہوتا ہوں)

خلاصہ:

اس شعر میں حال کی تعریف اور اس کی مثال ذکر کی گئی ہے۔

حال کی تعریف:

حال وہ وصف ہے جو زائد اور منصوب ہو اور حالت پر دلالت کرے، جیسے: فَرْدًا أَذْهَبُ ۔ اس میں فَرْدًا حال ہے۔

فضلہ کی قید لگا کر اس وصف کو نکال دیا ہے جو عمدہ ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ۔ اس میں قَائِمٌ خبر ہونے کی وجہ سے عمدہ وصف ہے۔

لِلدَّلَالَةِ عَلَى هَيْئَةٍ کی قید لگا کر تمیز مشتق کو نکال دیا ہے، جیسے: لِلّٰهِ دَرُّهُ فَارِسًا (وہ کتنا عظیم شاہسوار ہے)

اس میں فَارِسًا صحیح قول کے مطابق حال نہیں بلکہ تمیز ہے، اس لیے کہ اس سے مقصود

حالت بیان کرنا نہیں بلکہ اس کی شاہسواری پر تعجب کرنا مقصود ہے تو اس میں متعجب منہ کا بیان ہے نہ کہ حالت کا۔

رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا۔ اس میں رَاکِبًا حالت بیان کرنے کے لیے نہیں لایا گیا بلکہ یہ رَجُلًا کی تخصیص کے لیے لایا گیا ہے۔

☆......☆......☆

۳۳۳۔وَکَوْنُهُ مُنْتَقِلًا مُشْتَقًّا　　　　یَغْلِبُ لٰکِنْ لَیْسَ مُسْتَحَقًّا

حال کا منتقلہ اور مشتق ہونا عام ہے، لیکن نہیں ہے یہ لازمی۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حال اکثر منتقلہ اور مشتق ہوتا ہے۔

حال کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔منتقلہ ۲۔غیر منتقلہ

1۔حال منتقلہ: وہ حال ہے جو ذو الحال کے ساتھ لازم نہ ہو بلکہ اس سے جدا بھی ہو جاتا ہو، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا۔ اس میں رَاکِبًا وصف منتقلہ ہے کیونکہ یہ اس سے جدا بھی ہو سکتا ہے، اس لیے کہ زید پیدل بھی آ سکتا ہے۔

2۔ حال غیر منتقلہ: وہ حال ہے جو ذو الحال کے ساتھ لازم ہو، جیسے: دَعَوْتُ اللّٰهَ سَمِیْعًا۔ اس میں سَمِیْعًا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت لازمہ ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ الزَّرَافَةَ یَدَیْهَا اَطْوَلَ مِنْ رِجْلَیْهَا۔ (اللہ نے زرافہ کو پیدا کیا اس حال میں کہ اس کے ہاتھ (اگلی ٹانگیں) اس کی (پچھلی) ٹانگوں سے لمبے ہیں)۔ اس میں اَطْوَلَ حال ہے جو زرافہ کے ہاتوں کی صفت لازمہ ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

فَجَاءَتْ بِهٖ سَبْطَ الْعِظَامِ کَاَنَّمَا　　　　عِمَامَتُهٗ بَیْنَ الرِّجَالِ لِوَاءُ

— اس نے جنم دیا بچہ اس حال میں کہ وہ اچھی قدوقامت والا تھا، گویا کہ اس کی پگڑی

لوگوں کے درمیان جھنڈا تھی۔

حل عبارت: سَبْطَ الْعِظَام: لمبا آدمی ۔عِمَامَة: پگڑی ،عمامہ، ج: عَمَائِمُ ۔لِوَاءٌ: جھنڈا، پرچم (جس میں بانس وغیرہ لگا ہوا ہو)، ج: اَلْوِيَةٌ۔

محل استشہاد: اس میں سَبْطَ الْعِظَامِ حال ہے جو کہ صفت لازمہ ہے۔

خلاصہ کلام:

حال

منتقلہ — جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا

غیر منتقلہ — دَعَوْتُ اللّٰهَ سَمِيْعًا

☆......☆......☆

٣٣٤۔وَيَكْثُرُ الْجُمُوْدُ : فِي سِعْرٍ وَفِي مُبْدِي تَأَوُّلٍ بِلَا تَكَلُّفِ

اور حال اکثر جامد ہوتا ہے نرخ میں اور اس میں جو ظاہر کرنے والا ہو تاویل کو بغیر تکلف کے۔

٣٣٥۔كَبِعْهُ مُدًّا بِكَذَا ، يَدًا بِيَدِ كَرَّ زَيْدٌ اَسَدًا أَيْ كَأَسَدِ ۔

جیسے: بِعْهُ مُدًّا بِكَذَا، بِعْهُ يَدًا بِيَدٍ، كَرَّ زَيْدٌ اَسَدًا أَيْ كَأَسَدٍ۔(آپ بیچ دیں اس کو اس حال میں کہ وہ ایک مد ہو اتنے اتنے درھموں کا۔آپ بیچ دیں اس کو نقد و نقد۔زید نے حملہ کیا شیر کی طرح۔)

خلاصہ:

اس شعر میں وہ جگہیں بیان کی گئی ہیں جہاں حال جامد ہوتا ہے۔

حال جامد واقع ہونے کی جگہیں:

درج ذیل جگہوں میں حال اکثر جامد ہوتا ہے:

ا۔ جب وہ بھاؤ پر دلالت کرے، جیسے: بِعْهُ مُدًّا بِدِرْهَمٍ ۔اس میں مُدًّا حال جامد

ہے،اس کا حال واقع ہونا صحیح ہے کیونکہ یہ مشتق کے معنی میں ہے،اس لیے کہ اس کے معنی ہیں :بِعْهُ مُسَعَّرًا كُلَّ مُدٍّ بِدِرْهَمٍ۔

۲۔جب وہ تقابل پر دلالت کرے،جیسے:بِعْتُهُ يَدًا بِيَدٍ،اس میں يَدًا حال جامد ہے،اس کا حال واقع ہونا صحیح ہے کیونکہ یہ مشتق کے معنی میں ہے،اس لیے کہ اس کے معنی ہیں :بِعْتُهُ مُنَاجَزَةً۔

۳۔جب وہ تشبیہ پر دلالت کرے،جیسے:كَرَّ زَيْدٌ أَسَدًا،اس میں أَسَدًا حال جامد ہے،اس کا حال واقع ہونا صحیح ہے کیونکہ یہ مشتق کے معنی میں ہے،اس لیے کہ اس کے معنی ہیں :كَرَّ زَيْدٌ مُشْبِهًا الْأَسَدَ۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو نحوی کہتے ہیں کہ حال کا منتقلہ ،مشتق ہونا واجب ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اکثر منتقلہ مشتق ہوتا ہے،یہ لازمی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام:

حال جامد کی قسمیں

جو بھاؤ پر دلالت کرے	جو تقابل پر دلالت کرے	جو تشبیہ پر دلالت کرے
بِعْهُ مُدًّا بِدِرْهَمٍ	بِعْتُهُ يَدًا بِيَدٍ أَيْ مُنَاجَزَةً	كَرَّ زَيْدٌ أَسَدًا أَيْ مُشْبِهًا الْأَسَدَ

☆......☆......☆

۳۳۶۔وَالْحَالُ إِنْ عُرِّفَ لَفْظًا فَاعْتَقِدْ   تَنْكِيرَهُ مَعْنًى ،كَوَحْدَكَ اجْتَهِدْ

حال اگر معرفہ بنایا گیا ہو لفظاً تو آپ اعتماد رکھیں اس کے نکرہ ہونے کا معناً ، جیسے: وَحْدَكَ اجْتَهِدْ۔(آپ محنت کریں اس حال میں کہ آپ اکیلے ہوں)

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حال لفظی اعتبار سے معرفہ ہو تو اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا۔

حال اصل میں نکرہ ہوتا ہے : اس کے بارے میں درج ذیل اقوال ہیں۔

1۔ جمہور نحویوں کے نزدیک حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے، اگر وہ لفظاً معرفہ ہو تو اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا، جیسے: جَاءُ وا الْجَمَّاءَ الْغَفِيْرَ، اس میں الْجَمَّاءَ الْغَفِيْرَ حال معرفہ ہے لیکن اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا، تقدیری عبارت ہے: جَاءُ وا جَمِيْعًا۔ (وہ آئے اس حال میں کہ وہ بہت زیادہ تھے۔)

اسی طرح شعر میں ہے:

أَرْسَلَهَا الْعِرَاكَ: (اس نے چھوڑا اس کو اس حال میں کہ ان کا ہجوم تھا۔)

محل استشہاد:

الْعِرَاكَ ہے، اس میں الْعِرَاكَ حال معرفہ ہے لیکن اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا تقدیری عبارت أَرْسَلَهَا مُعْتَرِكَةً ہے۔ اِجْتَهِدْ وَحْدَكَ۔ اس میں وَحْدَكَ حال معرفہ ہے لیکن اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا تقدیری عبارت اِجْتَهِدْ مُنْفَرِدًا ہے۔ كَلَّمْتُهُ فَاهُ إِلَى فِيَّ۔ اس میں فَاهُ إِلَى فِيَّ حال معرفہ ہے لیکن اسے نکرہ کی تاویل میں کیا جائے گا، تقدیری عبارت ہے كَلَّمْتُهُ مُشَافَهَةً (میں نے اس سے گفتگو کی اس حال میں کہ اس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔)

2۔ بغدادیوں اور یونس کے نزدیک حال کا مطلق طور پر بغیر کسی تاویل کے معرفہ ہونا جائز ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ الرَّاكِبَ۔

3۔ کوفیوں کے نزدیک اگر حال شرط کے معنی کو متضمن ہو تو معرفہ کا حال بننا صحیح ہے، ورنہ نہیں، جیسے: زَيْدٌ الرَّاكِبَ أَحْسَنُ مِنْهُ الْمَاشِيَ۔ اس میں الرَّاكِبَ اور الْمَاشِيَ دونوں حال ہیں، شرط کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے ان کا معرفہ ہونا صحیح ہے۔ تقدیری عبارت یہ ہے: زَيْدٌ إِذَا رَكِبَ أَحْسَنُ مِنْهُ إِذَا مَشَى۔

اگر وہ شرط کو متضمن نہ ہو تو اس کا معرفہ ہونا صحیح نہیں ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ الرَّاكِبَ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ یہاں جَاءَ زَيْدٌ إِنْ رَكِبَ کہنا صحیح نہیں ہے۔

خلاصہ کلام :

حال کی تعریف وتنکیر

جمہور	بغدادی اور یونس	کوفی
ہمیشہ نکرہ	نکرہ اور معرفہ دونوں طرح	نکرہ (معرفہ متضمن معنی شرط بھی حال بن سکتا ہے)
جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا	جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، الرَّاكِبَ	زَيْدٌ الرَّاكِبَ أَحْسَنُ مِنْهُ الْمَاشِيَ
		تقدیری عبارت:
		زَيْدٌ اِذَا رَكِبَ اَحْسَنُ مِنْهُ اِذَا مَشٰى

☆......☆......☆

۳۳۷۔ وَمَصْدَرٌ مُنَكَّرٌ حَالًا يَقَعْ بِكَثْرَةٍ كَبَغْتَةً زَيْدٌ طَلَعْ

نکرہ مصدر حال واقع ہوتا ہے کثرت سے، جیسے: بَغْتَةً زَيْدٌ طَلَعَ۔ (زید آیا اچانک)

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نکرہ مصدر بھی حال بن جاتا ہے۔

نکرہ مصدر کا حال بننا :

حال میں اصل یہ ہے کہ وہ ایسا وصف ہو جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے، جیسے: قَائِمٌ، حَسَنٌ، مَضْرُوْبٌ۔ چنانچہ مصدر کا حال واقع ہونا خلاف اصل ہے، کیونکہ یہ صرف وصف پر دلالت کرتا ہے، صاحب وصف پر دلالت نہیں کرتا۔

نکرہ مصدر اکثر حال واقع ہوتا ہے، لیکن یہ قیاسی نہیں کیونکہ یہ خلاف اصل ہے، جیسے: زَيْدٌ طَلَعَ بَغْتَةً۔ اس میں بَغْتَةً نکرہ مصدر ہے۔

امام سیبویہ اور جمہور کے نزدیک یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: زَيْدٌ طَلَعَ بَاغِتًا۔

امام اخفش اور مبرد کے نزدیک یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کا

عامل محذوف ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: طَلَعَ زَيْدٌ يَبْغَتُ بَغْتَةً۔ ان کے نزدیک يَبْغَتُ حال ہے نہ کہ بَغْتَةً۔

کوفیوں کے نزدیک بھی یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے لیکن ان کے نزدیک اس کا عامل ناصب مذکورہ فعل (طَلَعَ) ہے کیونکہ اس کی تاویل اس فعل کے ساتھ کرنا ممکن ہے جو مصدر کے لفظوں سے ہو، تقدیری عبارت یہ ہے: زَيْدٌ بَغَتَ بَغْتَةً، چنانچہ یہ طَلَعَ کی بَغَتَ کے ساتھ تاویل کر کے بَغْتَةً کو نصب دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

مصدر حال

- بن سکتا ہے
  جمہور اور امام سیبویہ کے نزدیک
  زَيْدٌ طَلَعَ بَغْتَةً میں بَغْتَةً حال ہے
- نہیں بن سکتا
  امام اخفش، امام مبرد اور کوفی کے نزدیک
  زَيْدٌ طَلَعَ بَغْتَةً میں بَغْتَةً مفعول مطلق ہے

☆......☆......☆

۳۳۸۔ وَلَمْ يُنَكَّرْ غَالِبًا ذُوالْحَالِ إِنْ ‏ ‏ لَمْ يَتَأَخَّرْ أَوْ يُخَصَّصْ أَوْ يَبِنْ

اور نہیں نکرہ لایا جاتا اکثر ذوالحال، اگر وہ مؤخر نہ ہو یا اس کی تخصیص نہ کی گئی ہو یا نہ وہ واقع ہو

۳۳۹۔ مِنْ بَعْدِ نَفْيٍ أَوْ مُضَاهِيهِ كَ ‏ ‏ ((لَا يَبْغِ امْرُؤٌ عَلَى امْرِىءٍ مُسْتَسْهِلًا))

نفی یا شبہ نفی کے بعد، جیسے: لَا يَبْغِ امْرُؤٌ عَلَى امْرِىءٍ مُسْتَسْهِلًا (نہ ظلم کرے کوئی آدمی کسی آدمی پر آسان سمجھتے ہوئے۔)

خلاصہ:

ان شعروں میں بیان کیا گیا ہے کہ ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، کبھی نکرہ بھی ذوالحال بن جاتا ہے جب وجوہ تخصیص میں سے کوئی وجہ پائی جائے۔

ذوالحال میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، ذوالحال عام طور پر نکرہ نہیں ہوتا الّا یہ کہ وجوہ تخصیص میں سے کوئی وجہ پائی جائے۔

نکرہ کو مخصوصہ بنانے کی صورتیں:

1۔ جب حال نکرہ پر مقدم ہو، جیسے: فِيهَا قَائِمًا رَجُلٌ۔ اس میں قَائِمًا حال مقدم اور رَجُلٌ ذوالحال نکرہ ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

وَبِالْجِسْمِ مِنِّي بَيِّنًا لَوْ عَلِمْتِهِ شُحُوبٌ، وَإِنْ تَسْتَشْهِدِي الْعَيْنَ تَشْهَدِ

میرے جسم پر واضح تغیّر ہے اگر تو اسے جانتی، اور اگر تو گواہی طلب کرے آنکھ سے تو وہ گواہی دے گی۔

حل عبارت:

شُحُوبٌ: بدن کا ہلکا اور بدلا ہوا ہو جانا، یہ باب نصر کا مصدر ہے۔ بَيِّنًا: ظاہری طور پر۔

محل استشہاد:

بَيِّنًا ہے، اس میں بَيِّنًا حال مقدم اور شُحُوبٌ ذوالحال نکرہ ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر میں ہے:

وَمَا لَامَ نَفْسِي مِثْلَهَا لِي لَائِمٌ وَلَا سَدَّ فَقْرِي مِثْلُ مَا مَلَكَتْ يَدِي

اور نہیں ملامت کی میرے نفس کو اس نفس کی مثل کسی ملامت کرنے والے نے، اور نہیں دور کیا میرے فقر کو (کسی چیز نے) میرے مال کی مثل۔

حل عبارت:

لَامَ: ملامت کی، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نصر، اجوف واوی، اصل میں لَوَمَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا (قاعدہ: قال)، سَدَّ: روکا، دور کیا، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب نصر، اصل میں سَدَدَ تھا، دو متحرک ہم جنس

حرف دال جمع ہوئے ان کا ماقبل متحرک ہے تو پہلے دال کی حرکت گرا کر دوسرے میں ادغام کر دیا۔

محل استشہاد:

مِثْلُهَا لِيْ لَائِمٌ ہے، اس میں مِثْلُهَا حال مقدم اور لَائِمٌ ذوالحال نکرہ ہے۔

2۔ جب ذوالحال نکرہ کی صفت لائی جائے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا﴾

اس میں اَمْرٍ نکرہ موصوفہ ذوالحال حَكِيْمٍ صفت ہے اور اَمْرًا حال ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

نَجَّيْتَ يَارَبِّ نُوحًا وَاسْتَجَبْتَ لَهُ   فِي فُلُكٍ مَاخِرٍ فِي الْيَمِّ مَشْحُونَا

وَعَاشَ يَدْعُو بِآيَاتٍ مُبَيِّنَةٍ   فِي قَوْمِهِ أَلْفَ عَامٍ غَيْرَ خَمْسِيْنَا

اے میرے رب! تو نے نجات دی نوح کو اور تو نے قبول کی اس کی دعا، اس کشتی میں جو چیرنے والی پانی کو سمندر میں اس حال میں کہ وہ بھری ہوئی تھی۔ اور اس نے زندگی گزاری دعوت دیتے ہوئے واضح آیات کے ساتھ اپنی قوم میں ہزار سال علاوہ پچاس کے۔

حل عبارت:

فُلُكٍ: یہ اصل میں فُلْكٌ تھا، کشتی، واحد اور جمع کے لیے اس کے لفظ اسی طرح آتے ہیں۔ مَاخِرٍ: پانی کو چیرنے والی۔ الْيَمِّ: سمندر، ج: يُمُومٌ۔ مَشْحُونًا: بھری ہوئی، واحد مذکر اسم مفعول، باب فتح۔

محل استشہاد:

مَشْحُونًا ہے، اس میں مَشْحُونًا، فُلُكٍ نکرہ سے حال واقع ہوا ہے جس کی مَاخِرٍ کے ساتھ صفت لائی گئی ہے۔

3۔ جب ذوالحال نکرہ کو نکرہ کی طرف مضاف کیا جائے، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِيْنَ﴾

اس میں أَرْبَعَةِ نکرہ ذوالحال جو أَیَّام کی طرف مضاف ہے اور سَوَاءً حال ہے۔

4۔ جب نکرہ نفی یا شبہ نفی (نہی اور استفہام) کے بعد آئے۔

نفی کی مثال، جیسے: ایک شعر میں ہے:

مَا حُمَّ مِنْ مَوْتٍ حِمًى وَاقِيًا وَلَا تَرَى مِنْ أَحَدٍ بَاقِيًا

نہیں مقرر کی گئی موت سے کوئی پناہ گاہ اس حال میں کہ وہ بچانے والی ہو، اور نہ آپ دیکھیں گے کسی ایک کو اس حال میں کہ وہ باقی رہنے والا ہو۔

حل عبارت:

حُمَّ: مقدر کیا گیا، واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب نصر، مضاعف ثلاثی اصل میں حُمِمَ تھا، دو متحرک ہم جنس حرف میم جمع ہوئے ان میں سے پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا (قاعدہ مدّ)۔ حِمًی: حفاظت گاہ۔ وَاقِيًا: حفاظت کرنے والی، واحد مذکر اسم فاعل، باب ضرب، لفیف مفروق۔

محل استشہاد:

وَاقِيًا اور بَاقِيًا ہے، اس میں حِمًی نکرہ ذوالحال اور وَاقِيًا حال ہے۔ اسی طرح أَحَدٍ نکرہ ذوالحال اور بَاقِيًا حال ہے، دونوں جگہ نکرہ نفی کے بعد آیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ﴾ اس میں قَرْيَةٍ نکرہ نفی کے بعد ذوالحال اور وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ جملہ حال ہے۔

یہاں لَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ جملہ کو قَرْيَةٍ کی صفت نہیں بنا سکتے کیونکہ یہاں جملہ سے پہلے واؤ اور إِلَّا ہے، جب کہ موصوف اور صفت کے درمیان واؤ یا إِلَّا کے ساتھ فاصلہ نہیں ہوتا۔

البتہ امام زمخشری اس کے قائل ہیں۔

استفہام کی مثال، جیسے شعر میں ہے:

يَا صَاحِ هَلْ حُمَّ عَيْشٌ بَاقِيًا فَتَرَى لِنَفْسِكَ الْعُذْرَ فِي إِبْعَادِهَا الْأَمَلَا

اے میرے دوست کیا مقرر کی گئی ہے زندگی اس حال میں کہ وہ باقی رہنے والی ہو، پھر آپ دیکھیں اپنے نفس کے لیے عذر، نفس کی امیدوں سے دور رہنے میں۔

حل عبارت:

صَاحِ: میرے دوست، یہ منادی مرخم ہے ،اصل میں صَاحِبِیْ تھا۔ هَلْ: استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ الأَمَل: امید، ج: آمَالٌ۔

محل استشہاد:

بَاقِیًا ہے، اس میں عَیْشٌ نکرہ ذوالحال استفہام کے بعد آیا ہے، اور بَاقِیًا حال ہے۔

نہی کی مثال، جیسے: لَا یَبْغِ امْرُؤٌ عَلَى امْرِءٍ مُسْتَسْهِلًا۔ (نہ ظلم کرے کوئی آدمی کسی آدمی پر آسان سمجھتے ہوئے)۔ اس میں امْرُؤٌ نکرہ ذوالحال نہی کے بعد آیا ہے اور مُسْتَسْهِلًا حال ہے۔

اسی طرح ایک شعر میں ہے

لَا يَرْكَنَنْ أَحَدٌ إِلَى الْإِحْجَامِ يَوْمَ الْوَغَى مُتَخَوِّفًا لِحِمَامِ

نہ مائل ہو کوئی بھی جنگ سے پیچھے رہنے کی طرف جنگ کے دن اس حال میں کہ وہ ڈرنے والا ہو موت سے۔

حل عبارت:

الْإِحْجَامِ: پیچھے ہٹنا۔ الْوَغَى: جنگ۔ الْحِمَامِ: موت۔

محل استشہاد:

مُتَخَوِّفًا ہے، یہ نکرہ اَحَدٌ سے حال واقع ہوا ہے۔

کبھی صرف نکرہ بھی ذوالحال بن جاتا ہے:

جیسے: مَرَرْتُ بِمَاءٍ قِعْدَةَ رَجُلٍ۔ (میں گزرا پانی کے پاس سے اس حال میں کہ وہ آدمی کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا) اس میں مَاءٍ نکرہ ذوالحال اور قِعْدَةَ رَجُلٍ اس کا حال ہے۔

اسی طرح: عَلَيْهِ مِائَةٌ بِيْضًا۔ اس میں مِائَةٌ ذوالحال اور بِیْضًا اس کا حال ہے۔

امام سیبویہ نے فِيْهَا رَجُلٌ قَائِمًا کو جائز قرار دیا ہے۔

حدیث میں ہے: صَلَّى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ رِجَالٌ قِيَامًا ۔ اس میں رِجَالٌ نکرہ ذوالحال اور قِیامًا اس کا حال ہے۔

خلاصہ کلام:

ذوالحال کا نکرہ ہونا

- حال مقدم ہو: رَأَيْتُ رَاكِبًا رَجُلًا
- ذوالحال نکرہ کی صفت ہو: يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ أَمْرًا
- ذوالحال نکرہ، نکرہ کی طرف مضاف ہو: فِيْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً
- ذوالحال نکرہ نفی یا شبہ نفی کے بعد ہو: وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُوْمٌ

☆......☆......☆

۳۴۰۔ وَسَبْقَ حَالِ مَا بِحَرْفٍ جُرَّ قَدْ أَبَوْا، وَلَا أَمْنَعُهُ، فَقَدْ وَرَدْ

حال کے پہلے آنے کا اس ذوالحال سے جس کو حرف کے ساتھ جر دی گئی ہو انہوں نے انکار کیا ہے، اور نہیں میں اس کو منع کرتا (اس لیے کہ) یہ (کلام عرب میں) آیا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ حال، ذوالحال مجرور بحرف جر سے پہلے نہیں آ سکتا۔

حال کو ذوالحال (مجرور بحرف جر) سے مقدم لانا:

جمہور نحویوں کے نزدیک حال کو ذوالحال مجرور بحرف جر سے پہلے لانا جائز نہیں ہے، اس لیے مَرَرْتُ بِهِنْدٍ جَالِسَةً کی بجائے مَرَرْتُ جَالِسَةً بِهِنْدٍ نہیں کہہ سکتے۔

فارسی، ابن کیسان، ابن برھان اور مصنف کے نزدیک یہ جائز ہے، اس لیے کہ یہ عربوں سے سنا گیا ہے۔

جیسے شعر میں ہے:

لَئِنْ كَانَ بَرْدُ الْمَاءِ هَيْمَانَ صَادِيًا إِلَيَّ حَبِيْبًا، إِنَّهَا لَحَبِيْبُ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر ٹھنڈا پانی سخت پیاس کی حالت میں مجھے محبوب ہے تو یہ محبوبہ بھی مجھے محبوب ہے۔

حل عبارت:

هَیْمَان: سخت پیاس۔ صَادِیًا: سخت پیاسا ہونے والا، واحد مذکر اسم فاعل، باب سمع، ناقص یائی۔ حَبِیْبًا محبوب۔

محل استشہاد:

هَیْمَانَ صَادِیًا ہے، اس میں اِلَیَّ کی یاء ضمیر مجرور ذوالحال اور هَیْمَانَ اور صَادِیًا دونوں حال مقدم ہیں۔

اسی طرح ایک اور شعر میں ہے:

فَإِنْ تَكُ أَذْوَادٌ أُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ   فَلَنْ یَذْهَبُوا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ

اگرچہ اونٹ سلب کیے گئے ہیں اور عورتیں پس ہرگز نہیں وہ لے جائیں گے حِبال (ابن شاعر) کے قتل کو اس حال میں کہ وہ رائیگاں ہو۔

حل عبارت:

أَذْوَادٌ: اونٹ، م: ذَوْدٌ، تین سے دس تک کی اونٹوں کی قطار۔ فَرْغًا: رائیگاں، جس کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ حِبَال: شاعر کے بیٹے کا نام ہے۔

محل استشہاد:

فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ۔ اس میں قَتْلِ مجرور بحرف جر ذوالحال اور فَرْغًا اس کا حال مقدم ہے۔

حال کا ذوالحال مرفوع یا منصوب سے مقدم آنا جائز ہے، جیسے: جَاءَ ضَاحِكًا زَیْدٌ، ضَرَبْتُ مُجَرَّدَةً هِنْدًا ۔

خلاصہ کلام :

حال کو مقدم لانا

ذوالحال

- مجرور ہوگا
  - حرف جر زائدہ ہوگا
    - جائز ہے
    - مَاجَاءَ نِيْ رَاكِبًا مِنْ اَحَدٍ
  - حرف جر اصلی ہوگا
    - جائز نہیں
      - جمہور
      - مَرَرْتُ جَالِسَةً بِهِنْدٍ
    - جائز ہے
      - مصنف
      - مَرَرْتُ جَالِسَةً بِهِنْدٍ
- مرفوع ہوگا
  - جائز ہے
  - جَاءَ ضَاحِكًا زَيْدٌ
- منصوب ہوگا
  - جائز ہے
  - ضَرَبْتُ مُجَرَّدَةً هِنْدًا

☆......☆......☆

۳٤۱۔وَلَا تَجِزْ حَالًا مِنَ الْمُضَافِ لَهُ　　اِلَّا اِذَا اقْتَضَى الْمُضَافُ عَمَلَهُ

آپ ناجائز قرار دیں حال مضاف الیہ سے مگر جب تقاضا کرے مضاف حال میں عمل کرنے کا۔

۳٤۲۔أَوْ كَانَ جُزْءَ مَا لَهُ أُضِيْفَا　　أَوْ مِثْلَ جُزْئِهِ فَلَا تَحِيْفَا

یا ہو مضاف جزاس (مضاف الیہ) کا جس کی طرف مضاف کیا گیا ہو یا اس کے جز کی طرح۔ پس آپ زیادتی نہ کریں۔

خلاصہ:

ان شعروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مضاف الیہ ذوالحال نہیں بن سکتا سوائے تین صورتوں

سے کے۔

۱۔ جب مضاف حال میں عامل ہو ۲۔ مضاف، مضاف الیہ کا جز ہو ۳۔ یا اس کے جُز کی طرح ہو۔

مضاف الیہ کو ذوالحال بنانے کی صورتیں :

مضاف الیہ سے حال کا آنا جائز نہیں ہے۔ الّا یہ کہ تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہو۔

1۔ جب مضاف ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی کو متضمن ہو اور اس کا حال میں عمل کرنا صحیح ہو مثلاً اسم فاعل، مصدر وغیرہ، جیسے: هٰذَا ضَارِبُ هِنْدٍ مُجَرَّدَةً، اَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ مُسْرِعًا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا﴾ اس میں کُمْ ضمیر مضاف الیہ ذوالحال اور جَمِيعًا حال ہے۔

اسی طرح شعر میں ہے:

تَقُولُ ابْنَتِي: إِنَّ انْطِلَاقَكَ وَاحِدًا ۔۔۔ إِلَى الرَّوْعِ يَوْمًا تَارِكِي لَا أَبَا لِيَا

میری بیٹی کہتی ہے بے شک آپ کا اکیلے جانا جنگ کی طرف کسی دن مجھے بنا دے گا بغیر باپ کے۔

حل عبارت:

الرَّوْع: جنگ، خوف۔ تَارِكِي: چھوڑنے والا ہے مجھے، صیغہ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نصر، یہ بمعنی صَیَّر ہے۔ لِيَا: میرے لیے، یہ اصل میں لِي ہے، اس کے آخر میں الف اطلاق کا ہے۔

محل استشہاد:

اِنْطِلَاقَكَ وَاحِدًا ہے، اس میں کَ ضمیر مضاف الیہ ذوالحال اور وَاحِدًا حال ہے، اس لیے کہ انطلاق مصدر کا عمل حال میں صحیح ہے۔

2۔ جب مضاف ،مضاف الیہ کا جز ہو ،جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ نَزَعْنَا مَافِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا﴾ اس میں هِمْ ضمیر مضاف الیہ ذوالحال اور اِخْوَانًا اس سے حال ہے، یہاں صُدُوْرُ مضاف ،هِمْ ضمیر مضاف الیہ کا جُز ہے۔

3۔ جب مضاف ،مضاف الیہ کے جُز کی طرح ہو یعنی مضاف کے بغیر مضاف الیہ کا آنا درست ہو، جیسے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ اس میں اِبْرَاهِيْمَ مضاف الیہ ذوالحال اور حَنِيْفًا اس سے حال ہے، یہاں مِلَّةَ مضاف ،مضاف الیہ کے جز کی طرح ہے، اس لیے کہ مضاف کی جگہ مضاف الیہ کا لانا صحیح ہے۔

چنانچہ اگر قرآن کے علاوہ أَنِ اتَّبِعْ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا کہا جائے تو یہ صحیح ہوگا۔

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ یعنی جب مضاف حال میں عامل نہ ہو یا مضاف ،مضاف الیہ کے جز یا جز کی طرح نہ ہو تو مضاف الیہ سے حال لانا صحیح نہیں ہے، جیسے: جَاءَ غُلَامُ هِنْدٍ ضَاحِكَةً نہیں کہہ سکتے۔

البتہ یہ فارسی کے نزدیک جائز ہے، لہٰذا ابن مصنف کا یہ کہنا کہ یہ صورت بلا اختلاف ممنوع ہے، صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ فارسی اسے جائز قرار دیتے ہیں، اور یہ بات شریف ابوسعادات بن شجری نے ''امالیہ'' میں فارسی سے نقل کی ہے۔

خلاصہ کلام:

مضاف الیہ کو ذوالحال بنانے کی صورتیں

مضاف حال میں عمل کرنے والا اسم ہو	مضاف ،مضاف الیہ کا جز ہو	مضاف ،مضاف الیہ کے جُز کی طرح ہو
هٰذَا ضَارِبُ هِنْدٍ مُجَرَّدَةً	فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا	اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا

☆......☆......☆

۳۴۳۔ وَالْحَالُ اِنْ يُنْصَبْ بِفِعْلٍ صُرِّفَا   أَوْ صِفَةٍ أَشْبَهَتِ الْمُصَرَّفَا

اور حال اگر نصب دی جائے (حال کو) فعل متصرف یا صفت کے ساتھ جو مشابہ ہو فعل

متصرف کے۔

۳۴۴۔فَجَائِزٌ تَقْدِيْمُهُ:كَ((مُسْرِعًا ذَا رَاحِلٌ وَمُخْلِصًا زَيْدٌ دَعَا))

تو جائز ہے حال کو مقدم لانا، جیسے: مُسْرِعًا ذَا رَاحِلٌ وَ مُخْلِصًا زَيْدٌ دَعَا۔(یہ چلنے والا ہے اس حال میں کہ وہ جلدی کرنے والا ہے۔ زید نے دعا کی اس حال میں کہ وہ مخلص تھا۔)

خلاصہ:

ان شعروں میں بیان کیا گیا ہے کہ حال کو اس کے عامل سے مقدم لانا کب جائز اور کب منع ہے؟

حال کو اس کے عامل سے مقدم لانے اور نہ لانے کی صورتیں:

جب حال کا عامل فعل متصرف یا ایسی صفت ہو جو فعل متصرف کے مشابہ ہو تو حال اپنے عامل سے پہلے آسکتا ہے۔ یعنی وہ ایسی صفت ہو جو فعل کے معنی اور حروف کو متضمن ہو اس سے تانیث اور تثنیہ وجمع کے صیغے آتے ہیں مثلاً اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ، جیسے: مُخْلِصًا زَيْدٌ دَعَا، اس میں دَعَا فعل متصرف اور مُخْلِصًا حال مقدم ہے۔ مُسْرِعًا ذَا رَاحِلٌ۔ اس میں رَاحِلٌ صفت فعل متصرف کے مشابہ اور مُسْرِعًا حال مقدم ہے۔

جب حال کا عامل فعل غیر متصرف یا ایسی صفت ہو جو فعل متصرف کے مشابہ نہ ہو، جیسے اسم تفضیل تو حال اپنے عامل سے پہلے نہیں آسکتا، جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا ضَاحِكًا کو ضَاحِكًا مَا أَحْسَنَ زَيْدًا نہیں کہہ سکتے، اس لیے کہ جب فعل تعجب خود غیر متصرف ہے تو اس کے معمول میں کیسے تصرّف کیا جائے گا۔

اسی طرح زَيْدٌ ضَاحِكًا أَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ حال کو مؤخر لانا واجب ہے، جیسے: زَيْدٌ أَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو ضَاحِكًا۔

☆......☆......☆

۳۴۵۔وَعَامِلٌ ضُمِّنَ مَعْنَى الْفِعْلِ لَا حُرُوْفَهُ مُؤَخَّرًا لَنْ يَعْمَلَا

وہ عامل جو فعل کے معنی کو متضمن ہو نہ کہ اس کے حروف کو اس حال میں کہ وہ مؤخر ہو ہرگز

نہیں وہ عمل کرے گا

۳۴۶۔ک((تِلْكَ،لَيْتَ،كَأَنَّ وَنَدَرْ نَحْوُ((سَعِيْدٌ مُسْتَقِرًّا فِي هَجَرْ))

جیسے: تِلْكَ، لَيْتَ، كَأَنَّ اور قلیل ہے سَعِيْدٌ مُسْتَقِرًّا فِي هَجَرٍ جیسی مثال۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ حال کو اس کے عامل معنوی سے مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

حال اپنے عامل معنوی سے مقدم نہیں آ سکتا:

عامل معنوی : سے مراد وہ عامل ہے جس میں معنیٰ فعل والا ہو مگر حروف فعل والے نہ ہوں، مثلاً اسمائے اشارہ، حروف تمنی، حروف تشبیہ، ظرف اور جار مجرور وغیرہ، جیسے: تِلْكَ هِنْدٌ مُجَرَّدَةً، لَيْتَ زَيْدًا أَمِيْرًا أَخُوْكَ، كَأَنَّ زَيْدًا رَاكِبًا اَسَدٌ، زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا، زَيْدٌ عِنْدَكَ قَائِمًا۔ ان مثالوں میں، اوران جیسی باقی مثالوں میں حال کو ان کے عامل معنوی سے مقدم نہیں لا سکتے، جیسے: مُجَرَّدَةً تِلْكَ هِنْدٌ، أَمِيْرًا لَيْتَ زَيْدًا أَخُوْكَ، رَاكِبًا كَأَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ نہیں کہے سکتے۔

البتہ جب عامل معنوی ظرف یا جار مجرور ہو تو قلیل طور پر حال مقدم آ سکتا ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمًا عِنْدَكَ، سَعِيْدٌ مُسْتَقِرًّا فِي هَجَرٍ ۔

اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِيْنِهٖ﴾ جب تاء کو مکسور پڑھیں۔

امام اخفش نے اسے قیاسی طور پر جائز کہا ہے۔

☆......☆......☆

۳۴۷۔وَنَحْوُ:((زَيْدٌ مُفْرَدًا اَنْفَعُ مِنْ عَمْرٍو مُّعَانًا)) مُسْتَجَازٌ لَنْ يَهِنْ

اور زَيْدٌ مُفْرَدًا اَنْفَعُ مِنْ عَمْرٍو مُّعَانًا جیسی مثال جائز ہے کمزور نہیں ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اسم تفضیل دو حالوں کا عامل ہو تو اس وقت ایک حال اسم تفضیل سے پہلے آتا ہے اور دوسرا حال اسم تفضیل کے بعد آتا ہے۔

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اسم تفضیل حال مقدم میں عمل نہیں کر سکتا۔

البتہ مذکورہ بالا صورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے وہ یہ ہے کہ

جب ایک چیز کو فضیلت دی جائے ایک حالت میں اسی چیز پر دوسری حالت کے اعتبار سے یا ایک چیز کو فضیلت دی جائے (ایک حالت میں) دوسری چیز پر دوسری حالت کے اعتبار سے۔ اس صورت میں اسم تفضیل دو حالوں میں عمل کرے گا، ایک اس سے مقدم ہوگا اور دوسرا اس سے مؤخر ہوگا، جیسے: زَيْدٌ قَائِمًا أَحْسَنُ مِنْهُ قَاعِدًا۔ (زید اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو زیادہ اچھا ہے اس سے کہ وہ بیٹھا ہو۔)

جمہور کے نزدیک اس میں قَائِمًا اور قَاعِدًا دونوں حال ہیں، أَحْسَنُ عامل ہے۔

زَيْدٌ مُفْرَدًا اَنْفَعُ مِنْ عَمْرٍو مُعَانًا۔ (زید اس حال میں کہ وہ اکیلا زیادہ نفع مند ہے عمرو سے اس حال میں کہ اس کی مدد کی گئی ہو) جمہور کے نزدیک اس میں مُفْرَدًا اور مُعَانًا دونوں حال ہیں، اَنْفَعُ عامل ہے۔

سیرانی کے نزدیک یہ كَانَ محذوف کی خبریں ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں، تقدیری عبارت ہے: زَيْدٌ إِذَا كَانَ قَائِمًا أَحْسَنُ مِنْهُ إِذَا كَانَ قَاعِدًا۔

ان دونوں حالوں کو بیک وقت اسم تفضیل سے مقدم یا مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا زَيْدٌ قَائِمًا قَاعِدًا أَحْسَنُ مِنْهُ یا زَيْدٌ أَحْسَنُ مِنْهُ قَائِمًا قَاعِدًا نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ کلام:

حال کا عامل

- فعل یا شبہ فعل
  - متصرف — حال کو مقدم لانا جائز ہے
  - غیر متصرف — جائز نہیں
- متضمن معنی فعل
  - ظرف یا جار مجرور — حال کو مقدم لانا جائز ہے
  - ظرف یا جار مجرور نہیں ہوگا — جائز نہیں

مُخْلِصًا زَيْدٌ دَعَا، مُسْرِعًا ذَا رَاحِلٌ مَا أَحْسَنَ زَيْدًا ضَاحِكًا زَيْدٌ أَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو ضَاحِكًا

زَيْدٌ قَائِمًا عِنْدَكَ تِلْكَ هِنْدٌ مُجَرَّدَةً

نوٹ: جب اسم تفضیل دو چیزوں کے لیے ہو ایک مفضل اور دوسرا مفضل علیہ ہو تو ایک حال اس سے مقدم آسکتا ہے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمًا أَحْسَنُ مِنْهُ قَاعِدًا۔

☆......☆......☆

۳۴۸۔وَالْحَالُ قَدْ يَجِيْءُ ذَا تَعَدُّدِ لِمُفْرَدٍ ۔ فَاعْلَمْ ۔ وَغَيْرِ مُفْرَدِ

اورحال کبھی کبھی آتا ہے اس حال میں کہ وہ تعدد والا ہوتا ہے، مفرد (ذوالحال) کے لیے اور متعدد (ذوالحال) کے لیے، پس آپ جان لیجیے۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک سے زائد حال بھی آسکتے ہیں، ذوالحال خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں۔

ایک یا متعدد ذوالحالوں کے کئی حال آسکتے ہیں:

جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا ضَاحِكًا۔ اس میں جَاءَ عامل، زَيْد ذوالحال اور رَاكِبًا وَ ضَاحِكًا دونوں حال ہیں۔

لَقِيْتُ هِنْدًا مُصْعِدًا مُنْحَدِرَةً (میں ھند کو ملا اس سے حال میں کہ میں چڑھنے والا

تھا اور وہ اترنے والی تھی)۔ اس میں لَقِیْتُ عامل، تاء ضمیر ذوالحال اور مُصْعِدًا اس سے حال ہے۔ هِنْدًا ذوالحال اور مُنْحَدِرَةً اس سے حال ہے۔

اسی طرح ایک شعر میں ہے:

لَقِيَ ابْنِي أَخَوَيْهِ خَائِفًا ۔۔۔ مُنْجِدَيْهِ فَأَصَابُوا مَغْنَمَا

میرا بیٹا اپنے دو بھائیوں کو ملا اس حال میں کہ وہ ڈرنے والا تھا اور وہ اس کی مدد کرنے والے تھے، پس انہوں نے حاصل کی غنیمت۔

حل عبارت:

مُنْجِدَيْه: وہ دونوں اس کی مدد کرنے والے ہیں، تثنیہ مذکر اسم فاعل، باب افعال، اضافت کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ أَصَابُوا: انہوں نے حاصل کی، جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب افعال، یہ اصل میں أَصْوَبُوا تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی، چونکہ واؤ سے فتحہ نقل کیا گیا ہے اس لیے اسے الف سے بدل دیا (قاعدہ یقال)۔ مَغْنَمًا: غنیمت۔

محل استشہاد:

خَائِفًا مُنْجِدَيْه ہے، اس میں متعدد حال، متعدد ذوالحال سے ہیں یعنی لَقِيَ عامل، ابْنِي ذوالحال اور خَائِفًا اس سے حال ہے۔ أَخَوَيْه ذوالحال اور مُنْجِدَيْه اس سے حال ہے۔

جب معنی واضح ہو تو ہر حال اپنے مناسب ذوالحال کی طرف لوٹایا جائے گا۔

اور جب معنی واضح نہ ہو تو پہلا حال دوسرے ذوالحال کے لیے ہوگا اور دوسرا حال پہلے ذوالحال کے لیے ہوگا، جیسے: لَقِيتُ زَيْدًا مُصْعِدًا مُنْحَدِرًا۔ اس میں مُصْعِدًا زَيْد سے حال ہے اور مُنْحَدِرًا تا ضمیر سے حال ہے۔

☆......☆......☆

۳۴۹۔ وَعَامِلُ الْحَالِ بِهَا قَدْ أُكِّدَا ۔۔۔ فِي نَحْوِ: ((لَا تَعْثَ فِي الْأَرْضِ مُفْسِدًا))

حال کے عامل کی حال کے ساتھ تحقیق تاکید لائی جاتی ہے، لَا تَعْثَ فِي الْأَرْضِ

مُفْسِدًا جیسی مثال میں۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کبھی حال اپنے عامل کی تاکید کے لیے لایا جاتا ہے۔

حال کی اقسام:

حال کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مؤکدہ ۲۔ غیر مؤکدہ

1۔ حال مؤکدہ : اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ وہ حال جو اپنے عامل کی تاکید کرے۔ ۲۔ وہ حال جو مضمون جملہ کی تاکید کرے۔

۱۔ وہ حال جو اپنے عامل کی تاکید کرے، اس سے مراد ہر وہ وصف ہے جو اپنے عامل کے معنی پر دلالت کرے، لفظ خواہ اس کے موافق ہوں یا موافق نہ ہوں، اکثر لفظ مخالف ہوتے ہیں، جیسے: لَاتَعْثَ فِي الْأَرْضِ مُفْسِدًا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ﴾ و ﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾ کبھی دونوں کے لفظ بھی موافق ہوتے ہیں، جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا﴾ اور ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ﴾

☆......☆......☆

۳۵۰۔ وَإِنْ تُؤَكِّدْ جُمْلَةً فَمُضْمَرُ عَامِلُهَا، وَلَفْظُهَا يُؤَخَّرُ

اگر حال تاکید کرے جملہ کی تو مقدر ہوگا اس کا عامل اور حال کا لفظ مؤخر ہوگا۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب حال مضمون جملہ کی تاکید کرے تو اس کا عامل وجوبی طور پر حذف ہو جاتا ہے اور حال اس جملہ کے بعد ہوتا ہے۔

2۔ وہ حال جو مضمون جملہ کی تاکید کرے:

اس جملہ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جملہ اسمیہ ہو اور اس کے دونوں جز معرفہ ہوں، جیسے: زَيْدٌ أَخُوكَ عَطُوفًا۔ اس میں عَطُوفًا حال ہے، اس کا عامل ناصب فعل وجوبًا

محذوف ہے، تقدیری عبارت ہے: أَحُقُّهُ عَطُوْفًا۔أَنَا زَيْدٌ مَعْرُوْفًا۔ اس میں مَعْرُوْفًا حال ہے،اس کا عامل ناصب فعل وجوبًا محذوف ہے،تقدیری عبارت ہے:أُحَقُّ مَعْرُوْفًا۔

اسی طرح شعر میں ہے:

أَنَا ابْنُ دَارَةَ مَعْرُوفًا بِهَانَسَبِي ۔۔۔ وَهَلْ بِدَارَةَ يَا لَلنَّاسِ مِنْ عَارِ

میں دارہ کا بیٹا ہوں اس حال میں کہ معروف ہے اس کے ساتھ میرا نسب،اور کیا کوئی عیب ہے دارہ کے ساتھ اے لوگوں۔

حل عبارت:

دَارَة:اکثر کے نزدیک یہ شاعر کی ماں کا نام ہے،بعض کے نزدیک اس کے دادا کا لقب ہے۔نَسَب قبیلہ۔عَار عیب۔

محل استشہاد:

مَعْرُوْفًا ہے،اس میں مَعْرُوْفًا حال ہے جو ماقبل مضمون جملہ کی تاکید کر رہا ہے،اس کا عامل وجوبی طور پر أَحُقُّ محذوف ہے۔

حال کو اس جملہ سے مقدم لانا یا مبتدا اور خبر کے درمیان لانا جائز نہیں ہے،جیسے: عَطُوْفًازَيْدٌ أَخُوْكَ ،مَعْرُوْفًا أَنَا زَيْدٌ،زَيْدٌ عَطُوْفًاأَخُوْكَ نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ کلام:

حال
- مؤکدہ: اپنے عامل کی تاکید کے لیے
  - لفظ موافق: وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا
  - غیر موافق: وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ
- غیر مؤکدہ: مضمون جملہ کی تاکید کے لیے
  - جملہ اسمیہ ہو اور اس کے دونوں جُز معرفہ ہوں: زَيْدٌأَخُوكَ عَطُوفًا

☆......☆......☆

۳۵۱۔وَمَوْضِعَ الْحَالِ تَجِیْءُ جُمْلَهْ کَ((جَاءَ زَیْدٌ وَهُوَ نَاوٍ رِحْلَهْ))

حال کی جگہ آتا ہے جملہ، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَهُوَ نَاوٍ رِحْلَةً (زید آیا اس حال میں کہ وہ کوچ کا ارادہ کرنے والا تھا)

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حال کبھی جملہ ہوتا ہے۔

حال کبھی جملہ ہوتا ہے:

حال، خبر اور صفت میں اصل یہ ہے کہ وہ مفرد ہوں، کبھی جملہ حال کی جگہ پر آ جاتا ہے، جس طرح وہ خبر اور صفت کی جگہ پر آ جاتا ہے، لیکن اس جملہ میں رابط کا ہونا ضروری ہے۔

جب جملہ حال ہو تو اس میں رابط یا تو ضمیر ہوگی، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ یَدُهُ عَلَی رَأْسِهِ۔ یا واؤ ہوگی اس کو واؤ حالیہ یا ابتدائیہ کہتے ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ "إِذْ" کا آنا صحیح ہو، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو قَائِمٌ۔ تقدیری عبارت ہے: إِذْ عَمْرٌو قَائِمٌ۔ یا ضمیر اور واؤ دونوں ہوں گے، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ وَهُوَ نَاوٍ رِحْلَةً۔

☆......☆......☆

۳۵۲۔وَذَاتُ بَدْءٍ بِمُضَارِعٍ ثَبَتْ حَوَتْ ضَمِیْرًا وَمِنَ الْوَاوِ خَلَتْ

شروع ہونے والا (حال) مضارع مثبت کے ساتھ، مشتمل ہوتا ہے ضمیر پر اور واؤ سے خالی ہوتا ہے۔

۳۵۳۔وَذَاتُ وَاوٍ بَعْدَهَا انْوِ مُبْتَدَا لَهُ الْمُضَارِعَ اجْعَلَنَّ مُسْنَدَا

واؤ والا اس (واؤ) کے بعد مقدر مانیں مبتدا، اس (مبتدا) کے لیے مضارع کو آپ بنا دیں مسند (خبر)۔

خلاصہ:

ان شعروں میں حال فعل مضارع مثبت کے ساتھ رابط کی صورت بیان کی گئی ہے۔

حال فعل مضارع مثبت:

جب حال جملہ فعلیہ ہو اور فعل مضارع مثبت ہو تو اس میں رابط صرف ضمیر ہوتی ہے، واؤ کا آنا جائز نہیں ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ يَضْحَكُ ،جَاءَ عَمْرٌو تُقَادُ الْجَنَائِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔(عمرو آیا اس حال میں کہ گھوڑے اس کے آگے چلائے جا رہے تھے)

یہاں واؤ کا آنا جائز نہیں ہے اس لیے جَاءَ زَيْدٌ وَيَضْحَكُ نہیں کہہ سکتے۔

اگر کلام عرب میں ایسی مثال آجائے جس میں فعل مضارع مثبت کے شروع میں واؤ ہو تو وہاں تاویل ہوگی، اس واؤ کے بعد مبتدا محذوف مان کر فعل مضارع کو اس کی خبر بنا دیں گے، جیسے: قُمْتُ وَأَصُكُّ عَيْنَهُ۔ (میں کھڑا ہوا اس حال میں کہ میں بند کر رہا تھا اس کی آنکھ)

اس میں أَصُكُّ مبتدا محذوف کی خبر ہے، تقدیری عبارت ہے أَنَا أَصُكُّ۔

اسی طرح شعر میں ہے:

فَلَمَّا خَشِيتُ أَظَافِيرَهُمْ نَجَوْتُ وَأَرْهَنُهُمْ مَالِكَا

جب میں ڈر گیا ان کے اسلحہ سے تو میں نے نجات حاصل کی اس حال میں کہ میں نے گروی رکھا ان کے پاس مالک (نامی آدمی) کو۔

حل عبارت:

أَظَافِيرَ: اسلحہ ۔نَجَوْتُ: میں نے خلاصی پائی۔أَرْهَنُ: میں نے گروی رکھا۔مَالِكَا: مالک نامی آدمی۔

محل استشہاد:

وَأَرْهَنُهُمْ ہے، اس میں حال جملہ فعلیہ فعل مضارع مثبت ہے، اس سے پہلے واؤ ہے تو یہاں اس کے بعد أَنَا مبتدا محذوف مانیں گے تقدیری عبارت ہے: أَنَا أَرْهَنُهُمْ

☆......☆......☆

۳۵٤۔وَجُمْلَةُ الْحَالِ سِوَى مَا قُدِّمَا بِوَاوٍ أَوْ بِمُضْمَرٍ أَوْ بِهِمَا

جملہ حال سوائے اس جملہ کے جو گزر چکا ہے (یعنی فعل مضارع مثبت کے) واؤ یا ضمیر یا دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حال جملہ فعل مضارع مثبت کے علاوہ ہو تو اس میں رابط صرف واؤ یا صرف ضمیر یا بیک وقت واؤ اور ضمیر دونوں ہوں گی۔

حال جملہ ہو تو اس میں رابط کا ہونا ضروری ہے:

جملہ حالیہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ، اگر فعلیہ ہو تو اس میں فعل ماضی ہوگا یا مضارع، پھر جملہ اسمیہ اور فعلیہ میں سے ہر ایک مثبت ہوگا یا منفی۔

جب جملہ حالیہ کے شروع میں فعل مضارع مثبت ہو تو اس میں رابط صرف ضمیر ہوگی واؤ نہیں آسکتی۔

اس کے علاوہ باقی تمام جملوں میں یعنی جملہ اسمیہ خواہ مثبت ہو یا منفی، فعل ماضی مثبت و منفی اور فعل مضارع منفی میں رابط صرف ضمیر، صرف واؤ اور واؤ اور ضمیر دونوں بیک وقت آسکتی ہیں، جیسے:

جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو قَائِمٌ، جَاءَ زَيْدٌ يَدُهُ عَلَى رَأْسِهِ، جَاءَزَيْدٌ وَ يَدُهُ عَلَى رَأْسِهِ

جَاءَ زَيْدٌلَمْ يَضْحَكْ، جَاءَزَيْدٌوَلَمْ يَضْحَكْ،جَاءَزَيْدٌ وَلَمْ يَقُمْ عَمْرٌو

جَاءَ زَيْدٌ وَقَدْ قَامَ عَمْرٌو، جَاءَ زَيْدٌ قَدْ قَامَ أَبُوْهُ، جَاءَ زَيْدٌ وَقَدْ قَامَ أَبُوْهُ

جَاءَ زَيْدٌ وَمَا قَامَ عَمْرٌو، جَاءَ زَيْدٌ مَا قَامَ أَبُوْهُ،جَاءَ زَيْدٌ وَمَا قَامَ أَبُوْهُ

مضارع منفی بِلا بھی اس میں داخل ہے اس میں بھی رابط واؤ آسکتی ہے، جیسے:

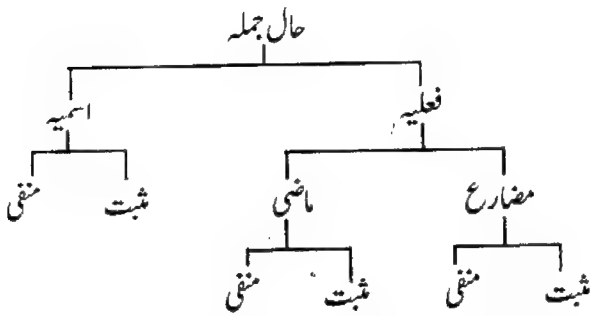
جَاءَزَيْدٌ وَلَا يَضْرِبُ عَمْرًا۔

جب کہ مصنف نے اس کتاب کے علاوہ دوسری کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ مضارع منفی بِلا کے ساتھ مضارع مثبت کی طرح واؤ نہیں آسکتی۔

اگر کسی جگہ مضارع منفی بِلا کے ساتھ واؤ آجائے تو وہاں واؤ کے بعد مبتدا محذوف مان

کر تاویل کی جائے گی، جیسے: ابن ذکوان کی قراءت کے مطابق ﴿فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِ﴾ میں نون مخففہ ہے۔ اس میں فعل مضارع منفی بِلَا سے پہلے واؤ آئی ہے تو یہاں واؤ کے بعد مبتدا محذوف مان کر لَا تَتَّبِعَانِ کو اس کی خبر بنائیں گے، تقدیری عبارت ہے: وَأَنْتُمَا لَا تَتَّبِعَانِ۔

خلاصہ کلام:



حال مضارع مثبت میں رابط صرف ضمیر ہوگی باقی سب میں رابط واؤ یا ضمیر یا دونوں ہو سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

۳۵۵۔ وَالْحَالُ قَدْ يُحْذَفُ مَا فِيهَا عَمِلْ   وَبَعْضُ مَا يُحْذَفُ ذِكْرُهُ حُظِلْ

اور حال کبھی کبھی حذف کیا جاتا ہے اس کو جو اس (حال) میں عمل کرے اور بعض وہ عامل جو حذف کر دیے جاتے ہیں ان کا ذکر ممنوع ہوتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں بیان ہوا ہے کہ کبھی حال کے عامل کو جوازاً یا وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔

حال کے عامل کو حذف کرنے کی صورتیں:

اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ جوازی ۲۔ وجوبی

1۔ جوازی صورت: جیسے: کوئی آپ سے کہے: كَيْفَ جِئْتَ تو آپ کہیں رَاكِبًا۔ تقدیری

عبارت ہے: جِئتُ زَاکِبًا۔

اسی طرح کوئی آپ سے کہے: لَمْ تَسِرْ تو آپ کہیں بَلٰی مُسْرِعًا۔ تقدیری عبارت ہے: بَلٰی سِرْتُ مُسْرِعًا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ؟ بَلٰی قَادِرِيْنَ عَلٰی أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ﴾

تقدیری عبارت ہے: بَلٰی نَجْمَعُهَا قَادِرِيْنَ۔ (واللہ اعلم)

2۔ وجوبی صورت: اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

ا۔ جب حال مضمون جملہ کی تاکید کرے، جیسے: زَيْدٌ أَخُوْكَ عَطُوْفًا، تقدیری عبارت ہے: أَحُقُّهُ عَطُوْفًا۔

۲۔ حال خبر کے قائم مقام ہو، جیسے: ضَرْبِيْ زَيْدًا قَائِمًا، تقدیری عبارت ہے: إِذَا كَانَ قَائِمًا

۳۔ جب حال نقص یا زیادتی پر دلالت کرے، جیسے: اِشْتَرَيْتُهُ بِدِرْهَمٍ فَصَاعِدًا۔ اس میں صَاعِدًا حال ہے، اس کا عامل وجوبی طور پر حذف ہے، تقدیری عبارت ہے: فَذَهَبَ الثَّمَنُ صَاعِدًا (قیمت زیادہ ہوگئی، صَاعِدًا کے معنی اوپر کے ہیں)، تَصَدَّقْتُ بِدِيْنَارٍ فَسَافِلًا۔ اس میں سَافِلًا حال ہے، اس کا عامل وجوبی طور پر حذف ہے، تقدیری عبارت ہے: ذَهَبَ الْمُتَصَدَّقُ بِهِ سَافِلًا (صدقہ کی ہوئی چیز کم ہوگئی، سَافِلًا کے معنی نیچے کے ہیں)

خلاصہ کلام:

حال کے عامل کو حذف کرنے کی صورتیں

- جائز
  - جب حذف پر قرینہ ہو مثلاً سائل کا سوال
- واجب
  - جب حال مضمون جملہ کی تاکید کرے
  - جب حال خبر کا قائم مقام ہو
  - جب حال نقص یا زیادتی پر دلالت کرے

نوٹ: جب حال کا عامل معنوی ہو مثلاً اسم اشارہ وغیرہ تو اسے ذکر کرنا واجب ہے۔

☆......☆......☆

تمیز

۳۵۶۔ اِسْمٌ بِمَعْنَى ((مِنْ)) مُبِيْنٌ ،نَكِرَهْ يُنْصَبُ تَمْيِيْزًا بِمَا قَدْ فَسَّرَهْ

وہ اسم جو مِنْ کے معنی کو متضمن ہو، اپنے ماقبل اجمال کو بیان کرنے والا اور نکرہ ہو۔اس کو نصب دی جاتی ہے تمیز کے طور پر اس عامل کے ساتھ جس کی اس نے تفسیر کی ہے۔

۳۵۷۔ كَشِبْرٍ اَرْضًا ،وَقَفِيْزٍ بُرًّا وَمَنَوَيْنِ عَسَلًا وَتَمْرًا

جیسے: شِبرٌ أرضًا، قَفِيزٌ بُرًّا ،مَنَوَيْنِ عَسَلًا وَتَمرًا۔

شِبرٌ أرْضًا (ایک بالشت زمین) ۔ قَفِيزٌ بُرًّا (ایک قفیز گندم ،قفیز قدیم زمانہ کا ایک پیمانہ ہے، مصر میں جدید استعمال کے مطابق سولہ کیلوگرام کے برابر کوئی چیز)۔مَنَوَيْنِ عَسَلًا وَتَمْرًا (دومن شہد یا کھجوریں ،مَنّ ایک قدیم پیمانہ ہے جو اس زمانہ میں دو رطل بغدادی (906 گرام) کے برابر تھا)

خلاصہ:

ان اشعار میں تمیز کی تعریف، اس کا عامل ناصب اور اس کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں ۔

فضلات میں سے مفعول بہ ،مفعول مطلق ،مفعول لہ ،مفعول فیہ ،مفعول معہ ،مستثنیٰ اور حال کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، تمیز باقی تھی وہ اس باب میں بیان کی گئی ہے۔

تمیز کے نام:

اس کے درج ذیل نام ہیں:

مُمَيِّز، تَمْيِيْز، مُفَسِّر، تفسیر، مُبَيِّن، تَبْيِيْن۔

تمیز کی تعریف:

ہر وہ اسم نکرہ جو اپنے ماقبل کے اجمال کو بیان کرنے کے لیے مِنْ کے معنی کو متضمن ہو، جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا ،عِنْدِيْ شِبْرٌ أَرْضًا ۔

مُتَضَمِّنٌ مَعْنَى مِنْ کی قید لگا کر حال کو نکال دیا ہے کیونکہ وہ "فی" کے معنی کو

متضمن ہوتا ہے۔

لِبَیَانِ مَا قَبْلَهٗ کی قید لگا کر اس اسم کو نکالا ہے جو مِنْ کے معنی کو متضمن ہو مگر اپنے ما قبل کا بیان نہ ہو، مثلاً: لائے نفی جنس کا اسم، جیسے: لَا رَجُلَ قَائِمٌ۔ تقدیری عبارت ہے: لَا مِنْ رَجُلٍ قَائِمٌ۔

تمیز کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ذات کے اجمال کو بیان کرنے والی ۲۔ نسبت کے اجمال کو بیان کرنے والی

1۔ ذات کے اجمال کو بیان کرنے والی:

اس سے مراد وہ تمیز ہے جو مقادیر کے بعد واقع ہو، مقادیر سے مراد چار چیزیں ہیں:

۱۔ وہ چیزیں جن کو ناپا جائے، جیسے: لَهٗ شِبْرٌ أَرْضًا۔

۲۔ وہ چیزیں جن کو ماپا جائے، جیسے: لَهٗ قَفِيْزٌ بُرًّا۔

۳۔ وہ چیزیں جن کا وزن کیا جائے، جیسے: لَهٗ مَنَوَانِ عَسَلًا وَتَمْرًا۔

۴۔ اسمائے اعداد، جیسے: عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا۔

تمیز کا عامل ناصب:

اس صورت میں مُمَیَّز تمیز کو نصب دیتا ہے۔

2۔ نسبت کے اجمال کو بیان کرنے والی:

اس سے مراد وہ تمیز ہے جو فاعل یا مفعول کو بیان کرنے کے لیے آئے جس کے ساتھ عامل کا تعلق ہو،

جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا، اس میں نَفْسًا تمیز فاعل سے منقول ہے، اصل میں تھا: طَابَتْ نَفْسُ زَيْدٍ، چنانچہ نَفْسًا نے فاعل کی وضاحت کی ہے جس کے ساتھ فعل کا تعلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا﴾

غَرَسْتُ الْأَرْضَ شَجَرًا، اس میں شَجَرًا تمیز مفعول سے منقول ہے، اصل میں تھا:

غَرَسْتُ شَجَرَ الْأَرْضِ، چنانچہ شَجَرًا نے مفعول کی وضاحت کی ہے جس کے ساتھ فعل کا تعلق ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا﴾

تمیز کا عامل ناصب :

اس صورت میں ماقبل عامل تمیز کو نصب دیتا ہے۔

خلاصہ کلام:

تمیز

- ذات کے اجمال کو بیان کرنے والی
  - مقدار: لَهُ شِبْرٌ أَرْضًا
  - کیل: لَهُ قَفِيزٌ بُرًّا
  - وزن: لَهُ مَنَوَانِ عَسَلًا وَتَمْرًا
  - عدد: عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا
- نسبت کے اجمال کو بیان کرنے والی
  - اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا
  - وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

☆......☆......☆

۳۵۸۔وَبَعْدَ ذِيْ وَشِبْهِهَا اجْرُرْهُ إِذَا أَضَفْتَهَا، كَ((مُدُّ حِنْطَةٍ غِذَا))

ان مقادیر اور ان کے مشابہ اسموں کے بعد آپ جر دیں اس (تمیز) کو جب آپ مضاف کریں ان (مقادیر) کو، جیسے: مُدُّ حِنْطَةٍ غِذًا۔

۳۵۹۔وَالنَّصْبُ بَعْدَ مَا أُضِيفَ وَجَبَا إِنْ كَانَ مِثْلَ((مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا))

اور نصب واجب ہے (تمیز پر) اس اسم کے بعد جو مضاف کیا جائے (غیر تمیز کی طرف)، اگر وہ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا کی طرح ہو۔

خلاصہ:

ان شعروں میں بیان کیا گیا ہے کہ کبھی تمیز کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھنا بھی جائز ہے، اگر ممیز تمیز کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو اسے منصوب پڑھنا

واجب ہے۔

کبھی تمیز کو مجرور پڑھنا بھی جائز ہے:

مساحت ،کیل اور وزن کے بعد تمیز کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھنا بھی جائز ہے، جیسے: عِنْدِیْ شِبْرُ أَرْضٍ ،وَقَفِیْزُ بُرٍّ ،وَمَنَوَا عَسَلٍ وَتَمْرٍ ۔

اگر ان مقادیر کو تمیز کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف کیا جائے تو تمیز کو منصوب پڑھنا واجب ہے، جیسے: مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا﴾

نوٹ : اسم عدد کی تمیز کا حکم عدد کے باب میں آئے گا۔

☆......☆......☆

۳۶۰۔وَالْفَاعِلَ الْمَعْنَى انْصِبَنْ بِأَفْعَلَا مُفَضِّلًا:كَـ((أَنْتَ أَعْلَى مَنْزِلًا))

فاعل فی المعنی کو آپ نصب دیں اَفْعَلَ (اسم تفضیل) کے ساتھ اس حال میں کہ آپ فضیلت دینے والے ہوں، جیسے: أَنْتَ أَعْلَى مَنْزِلًا۔ (آپ بلند ہیں مرتبے کے اعتبار سے)

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تمیز اسم تفضیل کے بعد فاعل فی المعنیٰ ہو تو اسے منصوب پڑھیں گے۔

اسم تفضیل کے بعد تمیز کا حکم:

اسم تفضیل کے بعد واقع ہونے والی تمیز اگر معنی کے اعتبار سے فاعل ہو تو اسے منصوب پڑھنا واجب ہے۔

اور اگر وہ فاعل فی المعنی نہ ہو تو اسے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھنا واجب ہے۔

فاعل فی المعنی کی علامت:

یہ ہے کہ اگر اسم تفضیل کو فعل بنایا جائے تو اس کو فاعل بنانا صحیح ہو، جیسے: أَنْتَ أَعْلَى مَنْزِلًا۔ أَنْتَ أَكْثَرُ مَالًا۔ اس میں مَنْزِلًا اور مَالًا پر نصب پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ اسم تفضیل کو فعل بنانے کے بعد ان کو فاعل بنانا صحیح ہے، جیسے: أَنْتَ عَلَا مَنْزِلُكَ، وَأَنْتَ كَثُرَ مَالُكَ۔

جب تمیز فاعل فی المعنی نہ ہو تو اسے مجرور پڑھنا واجب ہے، جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ، هِنْدٌ أَفْضَلُ امْرَأَةٍ ۔ اس میں رَجُلٍ اور امْرَأَةٍ کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور پڑھنا واجب ہے۔

البتہ اگر اسم تفضیل تمیز کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو پھر تمیز کو منصوب پڑھنا واجب ہے، جیسے: أَنْتَ أَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلًا۔

فائدہ: تمیز غیر فاعل فی المعنی کی علامت یہ ہے کہ اسم تفضیل جنس تمیز کا بعض ہو اور اسم تفضیل کے حذف ہونے کا صحیح ہونا اس سے پہچانا جاتا ہے، اور لفظ بعض کا اس کی جگہ رکھنا صحیح ہو زَيْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ اَیْ زَيْدٌ بَعْضُ جِنْسِ الرَّجُلِ۔

☆......☆......☆

۳۶۱۔ وَبَعْدَ كُلِّ مَا اقْتَضَى تَعَجُّبَا مَيِّزْ كَ((أَكْرِمْ بِأَبِي بَكْرٍ أَبَا))

ہر اس کلمہ کے بعد جو تعجب کا تقاضا کرے آپ تمیز لائیں، جیسے: أَكْرِمْ بِأَبِي بَكْرٍ أَبَا (کتنا اچھا ہے ابوبکر باپ ہونے کے اعتبار سے)

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جو کلمہ تعجب پر دلالت کرے اس کے بعد تمیز واقع ہوتی ہے۔

ہر کلمہ تعجب کے بعد تمیز واقع ہوتی ہے:

ہر وہ کلمہ جو تعجب پر دلالت کرے اس کے بعد تمیز واقع ہوتی ہے، جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا رَجُلًا، أَكْرِمْ بِأَبِي بَكْرٍ أَبَا، لِلّٰهِ دَرُّكَ عَالِمًا، حَسْبُكَ بِزَيْدٍ

رَجُلًا، كَفٰى بِهٖ عَالِمًا۔ (آپ کتنے عظیم عالم ہیں۔ زید کس قدر کافی ہے آپ کو مرد ہونے کے اعتبار سے۔ وہ کس قدر کافی ہے عالم ہونے کے اعتبار سے۔)

اسی طرح شعر میں ہے:

یَا جَارَتَا مَا أَنْتِ جَارَهْ

اے میری ہمسائی تو کتنی اچھی ہے ہمسائی ہونے کے اعتبار سے۔

محل استشہاد:

جَارَة ہے، یہاں جَارَة، مَا أَنْتِ تعجب کے بعد تمیز واقع ہوئی ہے۔

☆......☆......☆

۳۶۲۔ وَاجْرُرْ بِمِنْ إِنْ شِئْتَ غَيْرَ ذِي الْعَدَدْ وَالْفَاعِلِ الْمَعْنٰى: كَ ((طِبْ نَفْسًا تُفَدْ))

آپ جر دیں "مِنْ" کے ساتھ اگر آپ چاہیں عدد والی (تمیز) اور فاعل فی المعنی کے علاوہ ہو، جیسے: طِبْ نَفْسًا تُفَدْ۔ (آپ اچھے ہوں نفس کے اعتبار سے آپ فائدہ اٹھائیں گے)

خلاصہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جو تمیز فاعل فی المعنی اور عدد کی تمیز کے علاوہ ہو اس کو "مِنْ" کے ساتھ مجرور پڑھنا جائز ہے۔

تمیز کو "مِنْ" کے ساتھ مجرور پڑھنے اور نہ پڑھنے کی صورتیں:

جو تمیز فاعل فی المعنی یا عدد کی تمیز نہ ہو اسے "مِنْ" کے ساتھ مجرور پڑھنا جائز ہے، جیسے:

عِنْدِيْ شِبْرٌ مِنْ أَرْضٍ، قَفِيْزٌ مِنْ بُرٍّ۔ وَمَنَوَانِ مِنْ عَسَلٍ وَتَمْرٍ، غَرَسْتُ الْأَرْضَ مِنْ شَجَرٍ۔

اور جو تمیز فاعل فی المعنی یا عدد کی تمیز ہو اسے "مِنْ" کے ساتھ مجرور پڑھنا منع ہے، جیسے: طَابَ زَيْدٌ مِنْ نَفْسٍ، عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ مِنْ دِرْهَمٍ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ پہلی مثال میں تمیز فاعل فی المعنی اور دوسری مثال میں عدد کی تمیز ہے۔

۳٦۳۔وَعَامِلَ التَّمْيِيْزِ قَدِّمْ مُطْلَقَا وَالْفِعْلُ ذُوا التَّصْرِيْفِ نَزْرًا سُبِقَا

تمیز کے عامل کو مقدم لائیں مطلق طور پر (فعل متصرف ہو یا غیر متصرف) اور فعل متصرف کبھی کبھی (تمیز کے) بعد میں بھی لایا جاتا ہے۔

خلاصہ:

اس شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمیز اپنے عامل کے بعد آتی ہے، البتہ جب عامل فعل متصرف ہو تو تمیز پہلے بھی آسکتی ہے۔

تمیز کو اس کے عامل سے مقدم کرنا جائز نہیں:

امام سیبویہ کے نزدیک تمیز کا عامل خواہ متصرف ہو یا غیر متصرف، تمیز کو اس سے مقدم نہیں لا سکتے، جیسے: نَفْسًا طَابَ زَيْدٌ اور عِنْدِيْ دِرْهَمًا عِشْرُوْنَ کہنا صحیح نہیں ہے۔

جب کہ کسائی، مازنی اور مبرد کے نزدیک جب عامل متصرف ہو تو تمیز کو مقدم لانا جائز ہے، جیسے: نَفْسًا طَابَ زَيْدٌ اور شَيْبًا اِشْتَعَلَ رَأْسِيْ۔

اسی طرح ایک شعر میں ہے:

أَتَهْجُرُ لَيْلَى بِالْفِرَاقِ حَبِيْبَهَا وَمَا كَانَ نَفْسًا بِالْفِرَاقِ تَطِيْبُ

کیا چھوڑ دے گی لیلیٰ جدائی کی وجہ سے اپنے محبوب کو؟ حالانکہ نہیں وہ خوش جدائی پر نفس کے اعتبار سے۔

محل استشہاد:

نَفْسًا ہے، اس میں نَفْسًا تمیز تَطِيْبُ عامل متصرف سے مقدم ہے۔

ایک اور شعر میں ہے:

ضَيَّعْتُ حَزْمِيَ فِي إِبْعَادِيَ الْأَمَلَا وَمَا ارْعَوَيْتُ، وَشَيْبًا رَأْسِيَ اشْتَعَلَا

میں نے ضائع کر دیا اپنا عزم لمبی امیدیں لگانے میں اور نہیں میں واپس مڑا (اچھے کاموں کی طرف) حالانکہ میرا سر سفید ہو چکا ہے۔

حل عبارت:

الحَزْم: عزم۔ مَاازْعَوَيْتُ: اور میں اچھے کاموں کی طرف واپس نہیں لوٹا۔

شَيْبًا: بالوں کی سفیدی۔ اشْتَعَلَ: سفید ہو گیا۔

محل استشہاد:

شَيْبًا ہے، اس میں شَيْبًا تمیز اِشْتَعَلَ عامل متصرف سے پہلے آئی ہے۔

اگر تمیز کا عامل غیر متصرف ہو تو سب کے نزدیک تمیز کو اس سے مقدم لانا منع ہے، خواہ وہ عامل فعل ہو، جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا رَجُلًا یا فعل کے علاوہ ہو، جیسے: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا۔

بعض صورتوں میں عامل متصرف ہوتا ہے مگر سب کے نزدیک تمیز کو عامل سے مقدم لانا منع ہوتا ہے، جیسے: كَفَى بِزَيْدٍ رَجُلًا۔ اس میں رَجُلًا کو كَفَى فعل سے مقدم نہیں لا سکتے، اگرچہ كَفَى فعل متصرف ہے کیونکہ اس میں وہ فعل غیر متصرف فعل تعجب کے معنی میں ہے، یہاں كَفَى بِزَيْدٍ رَجُلًا کے معنی ہیں: مَا أَكْفَاهُ رَجُلًا ۔

خلاصہ کلام:

تمیز کو عامل سے مقدم کرنا

عامل متصرف ہوگا
- سیبویہ کے نزدیک جائز نہیں
- کسائی، مازنی، مبرد کے نزدیک جائز ہے

عامل غیر متصرف ہوگا
- سب کے نزدیک جائز نہیں

☆......☆......☆

کتب ستہ کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم سلسلہ ۱

صحیح بخاری کے رواۃ

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دلنشین تذکرہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب پر منفرد کاوش

تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

نظر ثانی
ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مکتبہ اسلامیہ

شرح عقیدہ واسطیہ

سوالاً جواباً

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترتیب و تسہیل

الشیخ عبد العزیز الحمد السلمان

ترجمہ

محمد اختر صدیق

مکتبہ اسلامیہ

مدارس وجامعات کے اساتذہ اور طلبا
کے لیے منفرد اسلوب میں پہلی کاوش

تفہیم
اصول الشاشی

مدارس وکالجز کے اساتذہ، طلبا کے لیے اصول الشاشی سوالاً جواباً
بہترین حل، نصوص کی مکمل تخریج اور راجح ومرجوح مسلک کی نشاندہی

فضیلۃ الشیخ
ابونعمان بشیر احمد

مکتبہ اسلامیہ

کتاب کی خصوصیات

① الفیہ کے اشعار مع اعراب۔
② الفیہ کے اشعار کا ترجمہ۔
③ مشکل الفاظ کے معانی اور ان کی صرفی ونحوی تحلیل۔
④ رموزِ شعر کی صورت میں شعر میں بیان کی گئی بات کی طرف اشارہ۔
⑤ شرح ابن عقیل کا آسان اور عام فہم مکمل خلاصہ۔
⑥ شرح میں آنے والی اہم باتوں کی سرخیوں سے نشاندہی۔
⑦ شرح میں آنے والے اشعار کا مکمل ترجمہ۔
⑧ شرح میں آنے والے اشعار میں سے محل استشہاد کی وضاحت۔
⑨ پیچیدہ ابحاث کے آخر میں نقشہ کی صورت میں خلاصہ کلام۔
⑩ فائدہ اور نوٹ کی صورت میں بعض مقامات پر ابہام کی وضاحت۔

تبصیر
شرح ابن عقیل